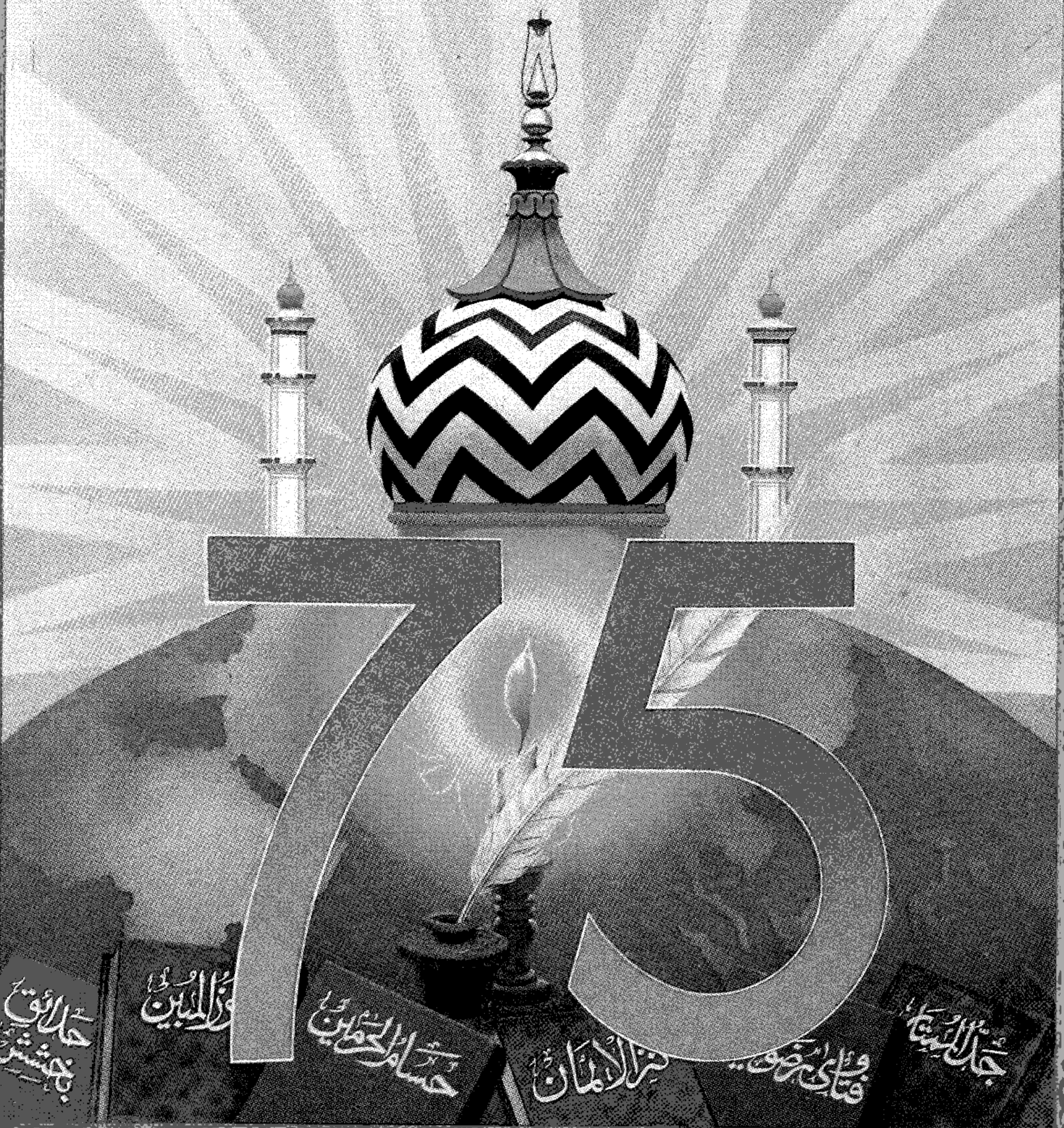
العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ



اعلیحضرتؒ امام احمد رضا کا ۷۵ واں سالانہ عرس ۲۵ صفر ۱۴۱۵ھ ۔ رضا اکیڈمی بمبئی ۳

RAZA OFFSET, Bombay 3 • Tel: 371 29 13

سلسلۂ اشاعت نمبر ۷۵

۹۲/۸۶/۷

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

جلد یازدہم

مصنّفہ
مجدّدِ دین وملّت
اعلحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ

بفیض
تاجدارِ اہلِ سنّت شہزادۂ اعلحضرت
حضور مفتی اعظم علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفٰے رضا خاں قادری نوری رضی اللہ تعالٰی عنہ

ناشر
رضا اکیڈمی بمبئی
۱۳۰، علی عمر اسٹریٹ، بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر ——— ۷۵

نام کتاب ——— العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد یازدہم

تصنیف لطیف ——— سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ

سنِ طباعت ——— ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ / اگست ۱۹۹۴ء

ناشر ——— رضا اکیڈمی بمبئی ۳

مطبوعہ ——— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

سول ایجنٹ

نیو سلور بک ایجنسی

۱۴ محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، بمبئی ۳

ٹیلیفون: ۳۷۱۸۹۷۰ / ۳۷۱۵۸۶۸

Rs. 140/-

عرضِ مرتب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عالی جناب محمد سعید صاحب نوری رضا اکیڈمی ممبئی سے بریلی شریف میں جب ایک موقع پر ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنا عزم ظاہر کیا کہ چوں کہ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا پچھترواں عرس ہے لہٰذا اس موقع پر ہم کوئی اہم کام یادگار کے طور پر کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہے فتاویٰ رضویہ کی تمام جلدوں کی ایک ساتھ اشاعت۔

میں نے عرض کیا بلاشبہ یہ کام نہایت اہم اور امام احمد رضا کی عمدہ یادگار ہے۔ لیکن جلدوں کی ترتیب کے اعتبار سے اس میں کچھ خامیاں ہیں۔ جیسا کہ استاذِ گرامی وقار بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی کا فرمان ہے اور اُن کو اس سلسلہ میں پوری تحقیق ہے۔ لہٰذا اگرچہ وقت کم ہے لیکن پھر بھی جہاں تک خامیوں کو دور کیا جا سکتا ہے کر لیا جائے اور اس امر میں ان سے ہی رجوع کیا جائے۔ نوری صاحب اس بات پر رضامند ہو گئے، بلکہ جو راستہ بتائیے وہی آگے چلے، کے مصداق یہ بارِ گراں میرے ہی ناتواں کاندھوں پر ڈال دیا۔ میں ہیچمداں اس کام کو اس حسن و خوبی کے ساتھ تو نہیں کر سکتا تھا جس طرح کہ ہمارے اکابر علماء میں سے کوئی اپنی بالغ نظری سے انجام دیتا۔

لیکن اس امید پر میں نے وعدہ کر لیا کہ حضرت بحر العلوم قبلہ سے اس امر میں رجوع کرتا جاؤں گا اور آپ کی رہنمائی میں سارے کام انجام دیتا رہوں گا۔ چنانچہ مبارکپور اور گھوسی کا سفر کر کے حضرت سے کچھ معلومات فراہم کیں اور اب جلد نہم تا دوازدہم کی جو ترتیب جدید ناظرین کی خدمت میں حاضر ہے وہ آپ ہی کی رہنمائی کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ چوں کہ وقت دو ماہ سے بھی کم تھا لہٰذا وہ تمام رسائل شاملِ اشاعت نہ ہو سکے جن کی نشاندہی آپ نے فرمائی تھی۔ پھر بھی مالا یدرك كله لا يترك كله کے تحت جو کچھ وقت پر فراہم ہو سکا اور کاتب حضرات کی مہربانیوں سے جس قدر کتابت ہو سکی شریکِ اشاعت ہے۔

مزید خوبیوں اور کامل و اکمل ترتیب و تہذیب کے ساتھ تو حضرت بحر العلوم صاحب قبلہ ہی شائع فرمائیں گے جس کا کام حضرت نے شروع فرما دیا ہے۔ قلتِ وقت ہی کی وجہ ہے کہ حضرت کا ایک نہایت وقیع مقدمہ جو عظیم معلومات پر مشتمل ہے اور جس کو حضرت نے جلد ششم سے متعلق ایک سو سے زیادہ صفحات پر تحریر فرمایا ہے، شریکِ اشاعت نہ ہو سکا۔

البتہ جلدوں کی ترتیب اب مکمل ہو گئی ہے اگرچہ کثیر رسائل ہر جلد میں شائع ہونا باقی ہیں اور بعض مسائل کے عنوان بھی حسبِ سابق غیر مرتب ہی ہیں۔ اور جلد دوازدہم کے بارے میں تو پہلے ہی سے مشہور ہے کہ لاپتہ ہے پھر بھی بعض حصہ شاملِ اشاعت ہے جو حضرت بحر العلوم قبلہ نے مرتب کرایا تھا۔ اس حصہ کے ساتھ مسائل شتی کا وہ مجموعہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد نہم میں داخل تھا جس کو بارہویں جلد ہی میں شائع ہونا چاہئے تھا۔ جلدوں کی اس ترتیب سے متعلق حضرت کا مقدمہ بھی شریکِ اشاعت ہے تاکہ ناظرین بخوبی اندازہ کر لیں کہ حضرت نے جو کچھ اس سلسلہ میں کہا ہے اس کے پیچھے کچھ حقائق ہیں۔

محمد حنیف خاں رضوی

خادم الطلبہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

۲۷ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بروز جمعہ مبارکہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

امابعد! مجدد مأتہ رابع عشر امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی برد اللہ مضجعہٗ وحید عصر فقیہ اور بے حد طباع اور ذہین ائمہ دین میں سے تھے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ ہجری مکمل چون سال تک آپ نے فتاوی تحریر فرماتے [1]

پورے عالم اسلام سے خواص وعوام، خواندہ وناخواندہ، راعی ورعایا، سبھی طبقوں کے کثیر التعداد سوالات آپ کی خدمت میں آتے [2] آپ خود فرماتے ہیں" ایک وقت میں چار چار سو فتاوے جمع ہوجاتے ہیں [3]

ابتدائی بارہ سال کے فتاوی کی نقل آپ نے محفوظ نہیں رکھی بعد کے فتاویٰ کا بھی دسواں حصہ محفوظ رہ سکا جو ۱۳۲۷ھ تک سات خریطوں میں جمع ہوا تھا۔ سائز ۲۶ × ۲۰ کے چار صفحہ اور ہر خریطہ کے کل صفحات کی تعداد چودہ سو سے سولہ سو تک تھی۔ جلدوں کی ضخامت کا خیال کرکے احباب اور علماء کے مشورہ سے اس کو بارہ جلدوں میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد بھی آپ نے تیرہ سال تک فتاویٰ تحریر فرماتے [4]

اس فقید المثال فتاویٰ کی اشاعت ۱۳۲۷ھ میں ہی شروع ہوئی۔ چنانچہ پہلی جلد آپ کی زندگی ہی میں ۱۳۳۵ھ کے لگ بھگ مکمل ہوگئی [5] تقریبًا نو سال کے بعد ۱۳۴۴ھ میں صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسری جلد بھی مطبع اہلسنت بریلی شریف سے شائع کی [6]

علماء اور احباب کی ترتیب کے اعتبار سے جلد چہارم کا آخری حصہ اور شائع شدہ جلدوں کے لحاظ سے جلد پنجم کا ابتدائی حصہ یعنی کتاب النکاح ۱۳۴۵ھ سے شروع ہوکر ۱۳۴۶ھ یا ۱۳۴۷ھ تک مکمل ہوا [7]

اس کے بعد مکمل انتیس ۲۹ سال تک سناٹا رہا۔ سب سے پہلے حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کو اس کا خیال آیا آپ نے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفٰے رضا صاحب قدس سرہٗ سے اشاعت کی اجازت لی اور حصہ سوم سے حصہ ہشتم تک کا مسودہ حاصل کیا۔ اور مبارکپور ہی میں

---

[1] حیات اعلیٰحضرت جلد اول ص۲۸ [2] سلامۃ اللہ لاہل السنۃ ص۵۴ [3] فتاویٰ رضویہ چہارم ص۲۳ کتاب النکاح [4] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد اول [5] اشتہار آئینہ قیامت [6] روایت حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب بلیاوی یا حضرت مولانا عبد المصطفٰے صاحب ازہری رحمہما اللہ [7] فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۲۱۴ رضا دار الاشاعت بریلی شریف۔

سنی دارالاشاعت کی بنیاد رکھی اور ان کے علاوہ مزید تین افراد بھی ان کے اس کام میں ہمدم اور ہم قدم رہے۔ مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم نائب ناظم دارالعلوم اشرفیہ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب ناظم دارالعلوم اشرفیہ راقم عبدالمنان اعظمی[1]

محرم ۱۳۷۹ھ سے تیسری جلد کا اہتمام شروع ہوا اور ۱۳۸۱ھ کو کتاب منظر عام پر آگئی[2] مبیضہ حضرت مولانا حبیب الاسلام صاحب اعظمی نے فرمایا۔ کتابت بالکلیہ لکھنؤ کے قیصر مرزا نے کی اور کتاب سرفراز پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی۔ اصل کاپی اور پروف کا مقابلہ اور تصحیح حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور راقم عبدالمنان اعظمی نے کی۔ اس جلد کی فہرست حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے دی ہے[3]

چوتھی جلد ۱۳۸۳ھ میں کاتب کے حوالے کی گئی اور ۱۳۸۶ھ میں شائع ہو سکی۔ مبیضہ مفتی نسیم صاحب اعظمی، کتابت صبحانی کان پوری اور جرار حسین لکھنوی کی ہے اور مطبع نامی پریس لکھنؤ ہے۔ تصحیح میں اس دفعہ مولانا عبدالرؤف صاحب کے ساتھ راقم عبدالمنان اعظمی اور اشرفیہ کے کچھ منتہی طلبہ بھی شریک رہے فہرست اکیلے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے ترتیب دی ہے[4]

پانچویں جلد ۱۳۸۹ھ میں حوالہ پریس ہوئی۔ مبیضہ حسب دستور نسیم صاحب کا ہے، کتابت جرار حسین اور عبدالمجید لکھنوی کی، طباعت جز حصہ نامی پریس، اور بقیہ سرفراز پریس میں ہوئی۔ بقیہ جدوجہد حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کی ہے، البتہ ان کے انتقال کی وجہ سے تصحیح میں راقم عبدالمنان اعظمی اور مولوی شکیب ارسلاں کا حصہ ہے اور کتاب الطلاق اور مابعد کی فہرست بھی راقم عبدالمنان اعظمی نے ہی تیار کی ہے اور کتاب جیسے تیسے ۱۳۹۷ھ میں شائع ہو سکی[5]

چھٹی جلد کا مبیضہ مولوی سبحان اللہ صاحب امجدی مرحوم کا ہے کتابت مولوی محبوب عالم اعظمی، مولوی شمس الحق بلیاوی، مولوی عبدالمنان برکاتی اور قاری محمد اسمٰعیل صاحب، تبسم عزیزی مبارکپوری کی ہے۔ مطبع نشاط پریس ٹانڈہ، بقیہ امور راقم عبدالمنان اعظمی نے انجام دیئے ہیں، تصحیح میں مولوی شکیب ارسلاں اور مولوی عبد السلام صاحب گونڈوی راقم اعظمی کے شریک حال رہے۔ سن اشاعت ۱۴۰۱ھ ہے[6]

ساتویں جلد کا مبیضہ مفتی نسیم صاحب اور مولانا سبحان اللہ صاحب امجدی کی کاوش ہے۔ کتابت مولوی عبدالرحیم اعظمی و مولوی نعیم الدین اعظمی کی ہے۔ طباعت دہلی کی آفسیٹ پریس کی ہے۔ تاریخ اشاعت ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ ہے۔[7]

آٹھویں جلد کے مبیضہ میں حسب سابق دونوں بزرگ شامل ہیں۔ کتابت مولوی نظام الدین کوپاگنج، حسام الدین

---

[1] مقدمہ جلد ہشتم [2] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [3] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [4] مقدمہ جلد سابع شائع کردہ سنی دارالاشاعت مبارک پور [5] ایضاً

[6] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم [7] مقدمہ جلد ہفتم۔

گھوسی اور شمس الحق ادری کی ہے۔ تصحیح راقم عبدالمنان اعظمی، مولوی محمد اسلم گھوسوی اور محمد رفیع احمد کٹیہاری کی ہے۔ تاریخ اشاعت ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ ہے اور مطبع جے۔ اے آفسیٹ پریس دہلی ہے [ل۱]

نویں[عہ۱] جلد مکتبہ ایوان رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت نے دو جلدوں میں شائع کی مگر لاعلمی کی وجہ سے وہ اس کو بجائے نویں جلد کے دسویں جلد قرار دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس امر کے کہ ایوان رضا سے شائع شدہ دسویں جلد حقیقت میں نویں جلد ہے۔ مندرجہ ذیل ثبوت ہیں:

(۱) مکتبہ ایوان رضا سے شائع ہونے والی نصف اول کے مقدمہ میں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہم نے فی الحال اندازاً اس جلد کو دسویں جلد قرار دیا ہے تحقیق کے بعد ہم اعلان کریں گے کہ یہ کون سی جلد ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"یہ کتاب ہمیں خستہ حالت میں ملی، کہنگی کے سبب جلد کا نام بھی غائب ہو چکا تھا۔ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ کون سی جلد ہے۔ کوشش کی گئی کہ پتہ لگ جائے مگر اب تک ہمیں پوری تحقیق نہ ہو سکی۔ آئندہ نصف آخر کی اشاعت تک اس کی پوری تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی"[عہ۲] (مقدمہ نصف اول)

(۲) مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بریلی شریف سے فتاویٰ رضویہ کے مختلف جلدوں کے مسودے لاتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی یادداشت بھی لاتے تھے جس میں ہر جلد کے ابواب مندرجہ کی فہرست تھی، اس فہرست میں نویں جلد کو باب الحظر والاباحہ پر مشتمل لکھا ہے۔

(۳) متداول کتب فقہ میں ابواب فقہ کی ترتیب یہی تحریر ہے کہ کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظر والاباحہ کا ذکر آتا ہے۔ اس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ آٹھویں جلد جب کتاب الاضحیہ پر منتہی ہوئی تو اس کے بعد متصلاً کتاب الحظر و الاباحہ آئے اور یہ بھی ہو گا کہ اسے نواں حصہ قرار دیا جائے۔

(۴) سب سے قطع نظر خود حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرتبہ ایک فہرست حضرت مولانا توصیف رضا صاحب کے پاس[عہ۳] ہے اس میں بھی کتاب الحظر والاباحہ کتاب الاضحیہ کے متصلاً بعد ہی ہے۔ اس لئے ہم کو اس پر لبشدت اصرار ہے کہ کتاب الحظر والاباحہ نویں جلد ہی ہے۔

[ل۱] مقدمہ جلد ہشتم۔

[عہ۱] اب اس جدید ترتیب میں ہم نے اس کو نویں جلد ہی کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔، مرتب

[عہ۲] لیکن نصف آخر میں اس تحقیق کے بارے میں کچھ بھی تحریر نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ ناشرین کوئی فیصلہ نہ کر سکے یونہی اندازہ سے اس کو دسویں جلد کا نام دیا گیا۔، مرتب

[عہ۳] فہرست کو ہم نے بعینہ اس جلد میں شامل کر دیا ہے۔ دیکھئے ص۷ ، مرتب

(۵) مکتبہ ایوان رضا سے نویں جلد کے نام سے فتاویٰ رضویہ کا جو حصہ شائع ہوا ہے اس میں ابواب فقہ سے خارج متفرق علوم و فنون کے مسائل ہیں ایسے متفرق مسائل کی جگہ تمام تصنیفوں میں آخر کتب میں ہوتی ہے نہ کہ درمیان میں اس میں کتاب الفرائض کا جزحصہ بھی شریک کیا گیا ہے جو عموماً کتب فقہ کے اخیر میں ہوتا ہے اس تے یہ حصہ اصولاً فتاوی رضویہ کی بارہویں جلد کا حصہ تو ہو سکتا ہے نویں جلد ہر گز نہیں جس کو انشاء اللہ بشرط زندگی ہم مبوب و مفصل شائع کریں گے۔

اس جلد میں نہ تو مسائل کو مبوب کیا ہے نہ رسائل کو ممتاز۔ حد یہ ہے کہ ایک رسالہ کے مشتملات بھی ایک ساتھ شائع نہ ہو سکے۔

مبیضہ ڈاکٹر فیضان احمد صاحب کا ہے۔ تصحیح میں حضرت جانشین مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا اختر رضا خاں صاحب مدظلہٗ، مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب، مولانا محمد صالح صاحب، مولانا مفتی محمد اعظم صاحب وغیرہ علماء کرام شریک ہیں نہ کتابت کی تصریح نہ حصہ دوم کی پرنٹ لائن دی گئی ہے۔ حصہ اول البتہ تاج آفسیٹ پریس الہ آباد میں چھپا ہے۔

دسویں جلد گیارہویں جلد کے نام سے حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب نے ادارہ تصنیفات رضا بریلی سے شائع کی ہے۔ تصحیح و ترتیب اور فہرست مولوی عبدالمبین نعمانی صاحب کی ہے مگر یہ جلد نہایت مختصر ہے ۱۳۲۹ھ کی ایک فہرست ہمارے ہاتھ لگی ہے جو خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترتیب دادہ ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس جلد کا ایک حصہ کتاب الجنایات بھی تھا جو اس جلد کے ساتھ شائع ہونے سے رہ گیا۔ اس فہرست میں اس جلد کے ابواب کی تعداد اور کل تعداد صفحات ۴۴۳ ہے۔ جبکہ شائع شدہ جلد ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ابواب کی تعداد چار ہے۔ اس کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس فہرست کی ترتیب کے بعد مزید گیارہ سال آپ نے فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں اور یہ سبب بھی ممکن ہے کہ موجودہ کتاب کا سائز کچھ مختصر کر دیا گیا ہے۔

اس حساب سے گیارہویں اور بارہویں جلدیں ابھی زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں بلکہ یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ بقیہ دونوں جلدیں کون کون سے ابواب فقہ پر مشتمل ہیں کیوں کہ حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب کی شائع کردہ جلد کتاب الوصایا تک ہے جس کے بعد صرف ایک باب کتاب المواریث ہی ابواب فقہ میں باقی رہ جاتا ہے۔ [۱]

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب فتاویٰ کی غیر مطبوعہ جلدوں کے تمام جلدوں میں شامل ابواب کی ایک فہرست بھی لائے تھے اس کے لحاظ سے گیارہویں جلد میں رسائل و مسائل رد و مناظرہ اور کلامیہ اور بارہویں جلد میں بقیہ رسائل و مسائل کلامیہ کے ساتھ ساتھ متفرق مسائل بھی شامل ہونا چاہیئے [۲]

---

[۱] اس باب کو کتاب الفرائض کے عنوان سے ہم نے موجودہ جلد دہم اور سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد یازدہم کے آخر میں شامل اشاعت کر دیا ہے جو اس کا اصل مقام ہونا چاہیئے تھا۔ مرتب

[۲] اب ہم نے اسی حساب سے دونوں کو مرتب کیا ہے۔ لیکن ناشر کی عجلت کی وجہ سے یہ کام مکمل نہ ہو سکا ورنہ وہ تمام رسائل شریک اشاعت کئے جاتے جن کا اشارہ اس اجمالی فہرست سے مل رہا ہے۔، مرتب

بارہویں جلد کا بڑا حصہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ " البارقۃ الشارقۃ " پر مشتمل تھا۔ یہ رسالہ متعدد رسائل و مسائل کا مجموعہ تھا جو زیارت قبور، ایصال ثواب، عرس، استمداد اور اسی قسم کے موضوعات کی تحقیقات عالیہ کا خزانہ تھا اعلیٰ حضرت نے اپنی تحریروں میں جا بجا اس کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ لیکن افسوس کہ پوری جلد ہی لاپتہ ہے۔ البتہ اس جلد کے متفرقات کا جز حصہ حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب کے پاس ہے جو مبوب و مرتب ہو چکا ہے اور بقیہ حصہ مکتبہ ایوان رضا کے ذمہ داروں نے نویں جلد کے نام سے غیر مرتب ہی شائع کر دیا ہے اور اسی میں کتاب المواریث کا جز حصہ بھی شامل ہے۔ یہ ہے اس عدیم المثال فقہی شاہکار کی کہانی۔

آٹھویں جلد کے بعد جو حصے شائع ہوئے ہیں وہ ان کے ناشرین بھی اپنی جد وجہد میں مخلص ہیں کہ جس صورت سے بھی ہو سکے اعلیٰ حضرت کی یادگار محفوظ ہو جائے۔ لیکن اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان سب غیر مرتب جلدوں کو بھی از سر نو تہذیب و ترتیب کے شائع کیا جائے۔

عبدالمنان اعظمی

خادم قدیم فتاویٰ رضویہ شریف حق اکادمی مبارک پور

شمس العلوم گھوسی

۲۹ / جون ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

المجلد السابع من

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

[illegible]	کتاب	مکتوب	سادہ
		تا ۲۰ رجب ۲۴	
۲	وکالت	۱	۱۵
۴	اقرار	۱۱	۳۸
۴	صلح	۴	۲۴
۰	مضاربت	۹	۱۸
۰	امانات	۷	۹
۶	ہبہ	۸۹	۱۶
۲۵	اجارہ	۶۸	۳۲
۴	حجر، اکراہ	۱۶	۲۲
۴	غصب	۳۴	۲۲
۴	شفعہ	۶۱	۲۲

[illegible]	کتاب	مکتوب	سادہ
۲	قسمت	۲	۶
۰	مزارعت، مساقات	۷	۵
۶	صید و ذبائح	۱۱۴	۲۴
۱۲	حصہ الحظر	۳۸	۰
۷۴	۱۴	۵۷۱	۱۰۶۳

۰۵۶ جز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

المجلد الثامن من

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

رسائل	کتاب	مکتوب	۲۷ رجب ۱۳۲۹ھ سادہ
۰	بقیۃ حظر	۴۸۴	۱۲۹
۴	اشربہ	۵۱	۱۶
۴	مداینات	۳۰	۱۸
۲	رہن	۲۳	۱۰
۲	جنایات	۲۰	۱۶
۰	وصایا	۱۱۹	۳۳
۱۲	۶	۷۲۷	۲۲۲

فہرست

کلام

مسئلہ ۱: ازمرادآباد لعل باغ مرسلہ مولوی علی اکبر صاحب ۱۹ رجب مرجب ۱۳۲۹ھ

بخدمت اقدس واعلیٰ جناب مولانا مخدومنا زید مجدکم، بعد تبلیغ نیاز وشوق ملازمت ازحد افزوں طرح طرح کے شکوک مستولی ہوتے ہیں۔ امیدوار کہ جواب سے ممتاز فرمایا جاؤں۔

(۱) جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شکل مبارک میں شیطان متمثل نہیں ہوتا۔ نفس بھی متمثل ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شناخت کیا ہے؟

(۲) آپ نے ایک کتاب میں فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شاہ ولی اللہ صاحب کو وہ چیز عنایت فرمائی جس سے وہ مقام قدس تک پہنچ گئے۔ یہ شاہ صاحب نے قلمی کتاب میں تحریر فرمایا ہے یا مطبوعہ میں؟

میں خود شرف ملازمت حاصل کرتا مگر سخت بیمار ہوں، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا کرے تو شرف ملازمت حاصل کرکے اور چند شکوک عرض کروں۔

الجواب: مولانا المکرم اکرمکم اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امور متعلقہ دین میں جس امر میں شک ہوتا وقت انکشاف اجمالاً اتنا اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ میں نے وہ اعتقاد کیا جو اللہ عزوجل کے نزدیک حق ہے۔ اور دفع وسوسہ کے لئے "اٰمنت باللہ ورسولہ اور ھوالاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم" پڑھنا اکسیر اعظم ہے۔ فوراً دفع ہوجاتا ہے۔ اور لاحول شریف کی تکثیر غایت درجہ نافع ہے۔ مولیٰ عزوجل آپ کو صحت عاجلہ کاملہ عطا فرمائے آمین۔

جواب سوال اوّل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواتر حدیث میں فرماتے ہیں۔

"من راٰنی فقد راٰی الحق فان الشیطان لا یتمثل بی"

"جس نے مجھے دیکھا حق دیکھا کہ شیطان میری وضع نہیں بنا سکتا"

"رواہ الائمۃ احمد وبخاری ومسلم عن ابی قتادۃ والاولان والترمذی عن انس والاخیران وابوداود عن ابی ھریرۃ وفی الباب غیرھم رضی اللہ تعالیٰ

عنھم اجمعین۔

نفس کا کسی دوسری شکل میں متشکل ہو کر دھوکا دینا مسموع نہیں۔ اگر واقع میں بھی اسے تمثل کی قدرت ہی نہ دی گئی جب تو جواب ہے کہ شیطان سے معنی عام مراد ہو جو نفس امارہ کو بھی شامل، یا حدیث بحکم دلالۃ النص اسے بھی شتمل، "ولا لزم ان یکون الدلیل اخص من المدعی"۔ بہر حال نفس کا بھی شکل اقدس میں متمثل ہونا ہرگز ممکن نہیں۔ اور وجہ اس کی وہی مباینت کلیہ ہے۔ حق عزوجل حقیقت جامعہ ہے "یھدی من یشاء ویضل من یشاء" اور حضور انور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خالص ہدایت ہیں اور نفس وشیطان محض اضلال تو ان کا صورت کریمہ میں تمثل باطل ومحال، والحمد للہ ذی الجلال۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کسی شناخت کی کیا حاجت۔ وہ خود اپنی آپ شناخت ہیں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب — واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم:۔ فقیر نے انبیاء المصطفیٰ میں شاہ ولی اللہ صاحب کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

"فاض علی من جنابہ المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیفیۃ ترقی العبد من حیزہ الی حیز القدس فیتجلی لہ کل شی"

"حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ قدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقام قدس تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔"

یہ عبارت فیوض الحرمین کی ہے جواب طبع ہو گئی ہے۔ ص۵۹ ملاحظہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از شہر مدرسہ اہل سنت مسئولہ مولوی اثیر الدین صاحب بنگالی یکے از طلباء مدرسہ اہل سنت بریلی ۲۴ محرم ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حشر کے میدان میں مردہ قبروں سے کپڑے پہن کر اٹھیں گے یا ننگے؟ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں مردہ کے واسطے جو جوڑا دیا جاتا ہے وہی پہن کر اٹھیں گے اور جس کو نہیں دیا جائے وہ ننگا اٹھے گا۔ یہ قول صدق ہے یا کذب۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ مردے قبروں سے اپنے کفن پہنے اٹھیں گے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ لوگ ننگے حشر کے لئے جائیں گے۔ اور علماء نے تطبیق یہ دی کہ قبروں سے کفن پہنے اٹھیں گے اور پھر طول مدت کے سبب وہ کفن گل کر گر پڑیں گے اور ننگے رہ جائیں گے۔ پھر مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے کرم سے بہشتی جوڑے پہنائے گا۔ سب سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جوڑا پہنایا جائے گا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ابوۃ کے سبب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ مرسلہ محمد عبد الحکیم صاحب از سیالکوٹ رسالہ ۱۶ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس آدم

سے پہلے ایک کم دو لاکھ آدم ایسا ہی گذر چکا ہے۔ یہ کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ عالم شہادت میں صرف ایک آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہاں ایک عالم عالم مثال ہے کہ عالم ارواح سے کثیف تر اور عالم اجسام سے لطیف تر۔ دونوں کے درمیان ہے۔ اس میں ہر چیز کی بے شمار مثالیں ہیں۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی اللہ جانے کتنی تصویریں ہیں دو لاکھ پر بھی حصر نہیں کر سکتے۔ "قال اللہ تعالیٰ وان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم" (ہمارے پاس ہر شے کے بے شمار خزانے ہیں جس کو ہم معلوم اندازہ سے نازل فرماتے ہیں) مگر اس سے آدم علیہ السلام ایک سے زائد نہ ہو جائیں گے۔ آئینہ خانہ میں اگر آدمی جائے تو ہر طرف اپنی صورت کے بے گنتی دیکھے گا۔ مگر وہ ہے ایک ہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ مسئولہ عبداللہ دوکاندار مقام لوز وضلع نینی تال بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ بھوت، چڑیل، مسان یہ کس قوم سے ہیں۔ اور دنیا میں یہ مشہور ہے کہ ہندو مرتے ہیں وہ ہو جاتے ہیں اور اکثر پلید روح اپنا اثر کرتے ہیں۔ اور جن کے موقع پر شکل انسان معلوم ہوتے ہیں اور کسی انسان پر آتے بھی ہیں اور جس وقت آتے ہیں تو اس شخص کی کیسی حالت ہوتی ہے؟

الجواب:۔ یہ اقسام شیاطین سے ہیں۔ اور وہ خیال کہ ہندوؤں کے مردے بھوت ہو جاتے ہیں اور کسی پر آتے ہیں محض غلط ہے۔ وہ اپنے عذاب میں محبوس ہوتے ہیں۔ انہیں اس پر قدرت کہاں۔ البتہ جن اور شیاطین بعض وقت آدمی پر دخل کرتے ہیں۔ کبھی بے ہوش کر دیتے ہیں اور کبھی اس کی زبان سے بولتے ہیں اور طرح طرح کے حرکات کرتے ہیں۔

مسئلہ:۔ از ریاست پالن پور شمالی گجرات کالی داس نصیر الدین استاد دہلوی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا کر کے ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے۔ ختم ہوا۔ اس پر علماء اس جگہ آن کر (بہشتی زیور پہلا حصہ ص ۳۸ میں لکھا ہے) اس کو خلاف سمجھتے ہیں۔ اور اس جگہ باہم مسلمان لڑائی اور فساد پر قائم ہیں اور مرنے مارنے کو تیار ہیں۔ اور مولوی اشرف علی کی تصنیف سے ہے۔ لہذا برائے خدا کل حاضرین اسلام کی التجا یہ ہے کہ مولوی اشرف اور بہشتی زیور کتاب کیسی ہے؟ اسکو پڑھنا چاہیے یا نہیں۔ کیونکہ علماء جو اس جگہ آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ وہابی ہیں۔ لہذا اسلام پر رحم فرما کر جواب جلد فرما دیں۔

۲۔ جس پر زیادہ تکرار ہے وہ یہ ہے۔ بہشتی زیور پہلا حصہ ص ۴۲ شرک کے بیان میں: "یوں کہنا کہ خدا و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا"۔ آیا شرک ہے یا نہیں۔ واسطے خدا اور رسول کے جلد فدوی کو اس کے خلاصہ سے بذریعہ پوسٹ اطلاع فرمائے گا۔

الجواب: (۱) بہشتی زیور جس کتاب کا نام ہے، سخت غلط مسائل اور بہت گمراہیوں پر مشتمل ہے۔ اسے

دیکھنا حرام ہے۔ اور اس کے مصنف اشرف علی تھانوی صاحب کی نسبت حرمین شریفین کے تمام اکابر علماء و مفتیان کرام و شیخ العلماء کا فتویٰ چھپ چکا ہے۔ یہ فتویٰ بنام حسام الحرمین مطبع اہلسنت و جماعت واقع بریلی میں دس آنے کو بکتا ہے۔ عربی فتویٰ مع ترجمہ و تمہید صفحوں میں ہے۔

ملائکہ نوری مخلوق اور عوام کی نظر سے نہاں ہیں۔

(۲۱) اولی یوں کہنا ہے کہ اللہ پھر اللہ کے رسول نے چاہا۔ اور یوں کہنا بھی کہ اللہ و رسول چاہیں گے۔ حرج نہیں رکھتا جب کہ اللہ و رسول کو برابر نہ جانے۔ اور وہ کونسا مسلمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "معاذ اللہ" اللہ عزوجل کا شریک جانے گا۔ اس مسئلہ کی تحقیق اور اس قبیل کے صدہا مسائل نفیسہ کا آیات و احادیث سے ثبوت ہماری کتاب "الامن والعلیٰ" میں ہے۔ یہ ابھی ۲۶۴ صفحہ تک چھپی ہے۔ جو اسی قدر طلب کرے مطبع مذکور سے ایک روپیہ کو ملتی ہے جس سے ایمان کی آنکھ کھلتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت عظمت، محبت مسلمانوں کے دل میں بتوفیق اللہ تعالیٰ مضبوط ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئولہ از بمبئی، مرسلہ مولوی محمد عثمان صاحب برسالت ضیاء العلوم پیلی بھیتی ۸ رجب ۱۳۴۳ھ۔ کیا فرماتے علمائے دین مسائل ذیل میں۔

۱۔ پنجتن کون کون حضرت ہیں؟ زید کہتا ہے پنجتن حضرت رسول خدا، اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم ہیں۔ اور جو ان کے سوا کسی کو پنجتن سمجھے اور جانے وہ مردود اور اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہے۔ اور بکر کہتا ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی اور فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پنجتن ہیں۔ اور لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمۃ المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمہ

یہ کہاں تحریر ہے اور کس مذہب والے کا شعر ہے۔

۲۔ قیامت کا تعین ہونا کہ اتنا وقت اور باقی ہے۔

۳۔ قیامت میں جو آفتاب سوا نیزہ ہوگا وہ دوسرا آفتاب ہوگا۔

۴۔ قبر میں شہدوں سے منکر و نکیر سوال و جواب نہیں کریں گے۔

۵۔ آدم علیہ السلام جن کی پیشانی میں نور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے قبل بہت آدم ہو چکے ہیں۔

۶۔ چالیس ہزار فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔

۷۔ قیامت میں سب لوگ برہنہ اٹھیں گے علی العموم۔

۸۔ آدمیوں کی روح ملک الموت قبض کرتے ہیں اور جانوروں کی روح اللہ تعالیٰ قبض فرماتا ہے۔ بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا۔

الجواب:- (۱) بکر کا قول صحیح ہے۔ یہ اصطلاح ہے۔ اگر کوئی اپنی اصطلاح میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پنجتن کہے۔ یا پانچ انبیاء اولوالعزم حضرت سید عالم و نوح و ابراہیم

موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کہے بجا و زیبا ہے وہ لفظاً کہ اور کو جانے تو چنیں و چناں ہے محض مردود و ہذیان ہے۔ یہ شعر فی نفسہ اچھا ہے۔ شعر کے لئے کوئی سند درکار نہیں ہوتی۔ غالباً ناظم سنی ہوگا کہ مقبولیت شعر اس پر دال ہے۔ اور ممکن کوئی شیعی ہو کر روافض بھی بظاہر ان محبوبان حق کو مانتے اور ان سے توسل کو اچھا جانتے ہیں۔

(۲) ماالمسئول عنہ باعلم من السائل اللہ جانے یا اس کے بتانے سے اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۳) یہ محض بے ثبوت اور باطل ہے۔

(۴) یہ حق ہے۔ حدیثوں میں ارشاد ہوا کہ شہدار کے لئے فتنۂ قبر نہیں۔ کفی ببارقۃ السیوف علی راسہ فتنۃ۔ تلواروں کی بجلیاں جو اس کے سر پر چمکیں اور وہ قائم و ثابت قدم رہا۔ یہی آزمائش اسے کافی ہے اب دوسری آزمائش سوال نکیرین کی حاجت نہیں۔

(۵) عالم شہادت میں ایک یہی آدم ہیں۔ وہ عالم مثال ہے جس میں ہر شے کی لاکھوں تصویریں اور تمثالیں موجود ہیں وان من شئی الاعندنا خزائنہ وما ننزلہ الابقدر معلوم۔

(۶) قرآن عظیم کا ارشاد یہ ہے۔ فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون۔ الف لام استغراق کا، پھر کلھم سے تاکید پھر اجمعون سے تاکید بر تاکید تو استثنا پچاس ہزار کیونکر متصور۔ اور قصداً سجدہ نہ کرنا تو ملائکہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے معقول ہی نہیں۔ ہاں شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے بتاویل قولہ تعالیٰ استکبرت ام کنت من العالین۔ ایک صنف ملائکہ کو اس درجہ مستغرق مشاہدہ شیون جلال و جمال مانا کہ انہیں عالم و آدم کسی کی خبر ہی نہیں۔ نہ وہ حکم کے مخاطب تھے۔ نہ انہیں خبر ہوئی۔ مگر حق یہ کہ یہ بھی ظاہر نص کے خلاف و نامسلم ہے۔

(۷) ہاں یہ حدیث میں وارد ہے۔

(۸) آدمیوں، جانوروں، ہر ذی روح کی جان اللہ ہی قبض فرماتا ہے۔ جل و علا۔ اللہ یتوفی الانفس مدبرات الامر میں یہ کام ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سپرد ہے۔ اور اس میں تخصیص جن و انس و وحش و طیر نہیں۔ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا، کیا مچھر کی روح بھی ملک الموت قبض کرتے ہیں۔ فرمایا کیا مچھر نفس رکھتا ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا تو اس کی روح بھی وہی قبض فرماتے ہیں۔ نسئل اللہ الثبات علی الایمان۔ ان میں بعض سوال فضول اور لایعنی بھی تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۔ مرسلہ جناب مولوی عبدالباری صاحب بنگالی طالب علم مدرسہ اہل سنت و جماعت مین سنگھ محلہ باٹہ — ۵، ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ شہید کو باعتبار موت ظاہر مردہ کہیں گے اور دوسرا ایک شخص ہے وہ کہتا ہے کہ شہید محض مٹی ہے خواہ دفن کریں یا ایسا ہی کہیں ڈالدیں۔ اور کہتا ہے کہ تو جو شہید کو جو کہ شخص مٹی اس کو مردہ کہتا ہے۔ لہذا تو کافر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں کون برسرحق ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: قرآن عظیم نے شہدائے راہ خدا کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے اور صاف ارشاد فرمایا کہ وہ زندہ ہیں۔ "قال اللہ تعالیٰ وَلاتقولوالمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون" (شہیدوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں خبر نہیں)

اور فرماتا ہے جل ذکرہ۔

وَلاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتھم اللّٰہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم ان لاخوف علیھم ولاھم یحزنون ٥ یستبشرون بنعمۃ من اللّٰہ وفضل وان اللّٰہ لایضیع اجر المؤمنین ٥

"خبردار شہیدوں کو مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔ شادہیں اس پر جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا اور اپنے پیچھے آنیوالوں کی خوشیاں منارہے ہیں جو ابھی ان سے نہ ملے۔ اس لئے کہ نہ ان پر کوئی ڈر ہے نہ انہیں غم ہو۔ خوش ہیں اللہ کے احسان اور فضل سے اور اس سے کہ اللہ ایمانداروں کا نیگ ضائع نہیں کرتا۔"

جو شخص شہیدوں کو محض مٹی کہتا ہے قرآن عظیم کا منکر ہے۔ اس پر لازم ہے کہ نئے سرے سے ایمان لاتے اور عورت رکھتا ہو تو نئے سرے سے اس سے نکاح کرے۔ اور اس کا وہ کہنا کہ خواہ دفن کریں خواہ ویسا ہی کہیں ڈال دیں یہ بھی شہدائے کرام کی صریح توہین ہے اور کلمہ کفر ہے۔ غرض بوجوہ اس پر تجدید اسلام لازم۔ اور پہلے شخص کا یہ کہنا کہ باعتبار موت ظاہری مردہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی محض فضول اور نامناسب ہے۔ جب قرآن عظیم نے صراحۃً انہیں مردہ کہنے مردہ سمجھنے کی ممانعت فرمائی تو ان باتوں کی کیا حاجت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مرسلہ امرار علی از سنبھل محلہ کوٹ متولیاں ضلع مرادآباد۔

زید سید مومن ہے مگر فاسق فاجر ہے۔ اور عمرو غیر سید مومن پرہیزگار۔ آیا ان دونوں میں کس کو فضیلت ہے اور عنداللہ وعندالناس کیا حکم ہے۔

الجواب: فضل اگرچہ تقویٰ کے لئے ہے۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم مگر تقوی بے علم ناممکن۔ حدیث شریف میں المتعبد بغیر فقہ کالحمار فی الطاحون بے علم کے عابد بننے والا ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت کرا اور اسے کچھ حاصل نہیں رواہ ابونعیم فی الحلیہ عن واثلہ بن الاسقع رضی اللّٰہ عنہ عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم۔ درمختار میں ہے۔

"فی فتاوی المصنف لا تقبل شہادۃ الجاہل علی العالم لفسقہ بترک مایجب تعلمہ شرعا فحینئذ لا تقبل شہادتہ علی مثلہ ولا علی غیرہ وللحاکم تعزیرہ علی ترکہ ذلک"

(فتاوی مصنف میں ہے جاہل کی گواہی عالم پر مقبول نہیں۔ کیونکہ جس علم کا طلب کرنا اس پر واجب ہے اسے چھوڑ کر وہ فاسق ہوا تو اس کی شہادت نہ تو اسی جیسے جاہل پر مقبول ہے نہ غیر جاہل پر اور حاکم کو اسے علم نہ حاصل کرنے پر تعزیر کرنا چاہیئے۔)

تو یہ فضل جانب علم راجح ہوا۔ اور شک نہیں کہ عالم دین سنی صحیح العقیدہ کو ہر جاہل پر مطلقا فضیلت ہے قال اللہ تعالٰی۔

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔

(تم فرمادو کیا برابر ہوجائیں گے عالم اور بے علم۔)

درمختار میں ہے۔

للشاب العالم ان یتقدم علی الشیخ الجاہل ولو قرشیا قال اللہ تعالٰی والذین اوتوا العلم درجات۔

(جوان عالم کو شیخ جاہل پر مقدم ہونے کا حق ہے جاہل قریشی ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالٰی فرماتا ہے علم والوں کو درجوں بلندی حاصل ہے۔)

پھر بھی سید کا فضل ذاتی ہے جو فسق بلکہ بدمذہبی سے بھی نہیں جاتا۔ جب تک معاذ اللہ حد کفر تک نہ پہنچے سید صحیح النسب اس سے محفوظ رہے گا بحمد اللہ تعالٰی۔ اور متقی عالم کا فضل عملی وصفی ہے۔ ولہٰذا عالم معاذ اللہ اگر بدمذہب ہو اس کی تعظیم حرام کہ اس کی عظمت نیابت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سبب تھی۔ اور جب وہ بدمذہب ہوا نائب شیطان ہوا۔ اور سید کی تعظیم بسبب جزئیت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور جزئیت تابقائے اسلام باقی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۔ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات مبارک سید تھی یا یہ لفظ خطاب ہے۔ اور اگر سید کے معنی صرف سردار کے ہیں تو اور اصحاب کرام کی شان میں جو اسلام کے سردار اور پیشوا گزرے ہیں لفظ سید کیوں نہیں استعمال کیا جاتا ہے اور ان کی اولاد کیوں نہ سید کہلائی۔

الجواب:۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از روئے ذات وصفات وجملہ جہات سید جمیع کائنات ہیں۔ شرع مطہر کے محاورہ میں سید بمعنی قوم مخصوص مستعمل نہیں۔ یہ اہل ہند کی خاص اصطلاح ہے۔ قرآن عظیم نے یحیٰی علیہ الصلوۃ والتسلیم کو سید کہا، سیدا وحصورا ونبیا من الصالحین۔ حدیث کریم نے حضرات

اتنا ہی ہے ارتفاع مکانی کا لفظ کسی میں نہیں ہاں بیہقی نے کتاب الاسماء میں یہ حدیث اس طریق اخیر ابن لہیعہ سے روایت کی حیث قال اخبرنا علی بن احمد بن عبدان انا احمد بن عبید ثنا جعفر بن محمد ثنا قتیبۃ ثنا ابن لھیعۃ عن دراج عن ابی الھیثم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ یہاں وہ لفظ ہے اس سند میں اول تو ابن لہیعہ موجود ان میں محدثین کا جو کلام ہے معلوم و معہود جب باب احکام میں ان کی حدیث پر ائمہ کو وہ نزاعین ہیں تو باب صفات تو اشد الابواب ہے **ضرب ۱۰۰** ۔ اقول وہ مدلس ہیں کما فی فتح المغیث اور مدلس کا عنعنہ محدثین قبول نہیں کرتے **ضرب ۱۰۱** ۔ اقول وہ دراج سے راوی ہیں اور درّاج ابوالہیثم سے میزان الاعتدال میں دراج کی توثیق صرف یحیٰی سے نقل کی۔ اور امام احمد سے ان کی تضعیف فرمائی اور حدیثوں کو منکر کیا امام فضلک رازی نے کہا وہ ثقہ نہیں امام نسائی نے فرمایا منکر الحدیث ہیں امام ابو حاتم نے کہا ضعیف ہیں ابن عدی نے ان کی حدیثیں روایت کرکے کہدیا اور حفاظ ان کی موافقت نہیں کرتے امام دارقطنی نے کہا ضعیف ہیں اور ایک بار فرمایا متروک ہیں یہ سب اقوال میزان الاعتدال میں ہیں۔ بالآخر ان کے باب میں قول منقح یہ ٹھہرا جو حافظ الشان نے تقریب میں لکھا کہ صدوق فی حدیثہ عن ابی الھیثم ضعیف آدمی فی نفسہ سے ہیں مگر ابوالہیثم سے ان کی روایت ضعیف ہے اور یہاں یہ روایت ابوالہیثم ہی سے ہے تو حدیث کا ضعف ثابت ہو گیا بڑے محدث جی اسی برتے پر احادیث صحیحہ کہا تھا **ضرب ۱۰۲** ۔ یہ سات ضربیں ان خاص خاص حدیثوں کے متعلق آپ کے دم پر تھیں اب عام لیجئے کہ یہ حدیث اور اس جیسی اور جو لاؤ سب میں موئخ کی کھاؤ مکان و منزل و مقام بمعنی[1] مکانت و منزلت و مرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کہ کسی ادنٰے ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل بیخرد کا کیا علاج **ضرب ۱۰۳** ۔ اقول ممکن کہ مکان مصدر میمی ہو تو اس کا حاصل کون و وجود و ارتفاع و اعتلائے وجود الٰہی ہو گا **ضرب ۱۰۴** ۔ اضافت تشریفی بھی کبھی کسی ذی علم سے سُنی ہے کعبہ معظمہ کو فرمایا بیتی میرا گھر۔ جبریل امین کو فرمایا روحنا ہماری روح۔ ناقہ صالح کو فرمایا ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹنی۔ اب کہدینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اوپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی مکّے میں بنا رکھی ہے اور تیرا معبود کوئی جاندار بھی ہے اونچی سی اونٹنی پر سوار بھی ہے ع بیحیا باش وانچہ خواہی گوے۔ وہی تیری جان کے دشمن امام بیہقی جن کی کتاب الاسماء کا نام تونے ہمیشہ کے لیے اپنی جان کو آفت لگا دینے کے واسطے لے دیا اسی کتاب الاسماء میں بعد عبارت مذکورۂ سابق فرماتے ہیں قال ابوسلیمٰن وھھنا لفظۃ اخری فی قصۃ الشفاعۃ رواھا قتادۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیأتونی یعنی اھل المحشر یسألونی الشفاعۃ فاستأذن علی ربی

---

[1] ولہذا مرقاۃ میں اسی حدیث کے نیچے لکھا دو ارتفاع مکانی، ای مکانی ۱۲ منہ

عند اللہ اتقاکم۔

(دوسری بات یہ ہے کہ آباؤ اجداد پر اعتماد ترک کرنا چاہئے اگر علوم دینیہ کا اکتساب نہیں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا کے نزدیک وہی بزرگ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ ابن جریر وغیرہ نے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے حسب ونسب کے بارے میں قیامت کے دن سوال نہ کریگا۔ ہاں اعمال کا سوال ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ پرہیزگار ہے۔ احمد نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سن رکھو تم احمر یا اسود سے افضل نہیں ہو مگر یہ کہ تقویٰ میں آگے بڑھ جاؤ۔ امام احمد نے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی کے خطبہ کا ایک حصہ روایت کیا اے لوگو! تم سب کا رب ایک ہی ہے اور باپ بھی۔ عربی کو عجمی پر اور احمر کو اسود پر تقویٰ کے سوا فضیلت نہیں۔ اللہ کے حضور وہی بہتر ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔)

نیز صواعق محرقہ میں اس عبارت کے بعد کہ "حضرت امام علی علیہ السلام نے اپنے بھائی زید ابن موسیٰ کاظم کو لکھا"

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان فاطمۃ قد احصنت فرجھا فحرم اللہ ذریتھا علی النار ھذا لمن خرج من بطنھا مثل الحسن والحسین لا لی ولا لک واللہ ما نالوا ذلک الا بطاعۃ اللہ فان اردت بمعصیۃ اللہ ما نالوا بطاعۃ اللہ انک اذاً لاکرم علی اللہ منھم اھ

(حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت فاطمہ نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو جہنم کی آگ پر حرام فرمایا۔ یہ حکم خاص ان اولاد کے لئے ہے جو ان کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔ میرے اور تمہارے علوی کے لئے نہیں۔ اور ان لوگوں نے بھی یہ رتبہ اللہ کی فرمانبرداری میں ہی پایا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے بھی اسی درجہ کو حاصل کرنا چاہو جو ان لوگوں نے طاعت الٰہی سے پایا۔ تب تو تم ان سے بھی مکرم ہوگئے۔)

الجواب: اللھم لک الحمد جناب مجیب سلمہ القریب المجیب جبکہ سادات کرام سے ہیں تو ان کو ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور احادیث وروایات مذکورہ سے اپنے لئے یا اپنے بھائیوں سادات کرام کی تفہیم استناد پہنچتا ہے۔ ان کا حق ہے۔ یوں ہی اگر کوئی غیر سید امام معتمد فضائل جلیلہ ذریت طاہرہ کے اعتقاد تام کے ساتھ عترت کریمہ کو خادمانہ نصیحت کے لئے ان کا ذکر کرے جس طرح امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعد بیان فرمایا و منافع عظیمہ نسب کریم، خاص ذریت کریمہ کو مخاطب کر کے عبارات مذکورہ لکھیں تو یہ بھی بجا اور اداے انما الدین النصح نکل مسلم ہے۔ مگر غیر سید اگر نفی ترجیح وفضیلت سادات کرام، یا معاذ اللہ ان پر اپنی یا اپنے کسی معتقد فیہ کی تعلی، یا عوام کے ذہن میں فضل سادات کی تخفیف کے لئے ان سے استناد کرے تو وہ ہالک

گمراہ، اور عوام مسلمین کا بدخواہ ہے۔ نہ یہ روایات ہرگز ان معانی باطلہ پر محمول نہ ان مقاصد فاسدہ کو مفید۔ نصوص قرآن عظیم و صرائح احادیث صحیحہ کثیرہ شہیرہ متواترہ اس کے ابطال پر ناطق و شہید۔ جن میں بعض کا ذکر فقیر نے اس نسب طاہر و عاطر کی خدمت گاری کے لئے اپنے رسالہ "ارأۃ الادب لفاضل النسب" میں کیا وباللہ التوفیق۔

ادائے حق جواب کے لئے اتنا اور گذارش کروں کہ فضل اگرچہ تقویٰ کے لئے ہے کما نطقت بہ الآیۃ الکریمہ مگر فضل تقویٰ بے علم نہیں۔ حدیث میں ہے المتعبد بغیر فقہ کالحمار فی الطاحون بے علم کے عابد بننے والا ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا، کہ محنت کرے اور اسے حاصل کچھ نہیں۔ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ عن واثلۃ الابن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہم نے اپنے رسالہ "مقال العرفاء باعزاز الشرع والعلما" میں اس پر اقوال کثیرہ نقل کیا۔ درمختار میں ہے۔ فی فتاوی المصنف لاتقبل شہادۃ الجاھل علی العالم لفسقہ بترک مایجب تعلمہ شرعًا فحینئذٍ لا تقبل شہادتہ علی مثلہ ولا علی غیرہ وللحاکم تعزیرہ علی ترک ذلک۔ تو یہ فضل جانب علم راجع ہوا۔ اور شک نہیں کہ عالم دین سنی صحیح العقیدہ کو ہر جاہل پر فضیلت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون تم فرمادو کیا برابر ہوجائیں گے عالم اور بے عالم۔ درمختار میں ہے للشاب العالم ان یتقدم علی الشیخ الجاھل ولو قرشیا۔ قال اللہ تعالی والذین اوتوا العلم درجات۔ پھر بھی سید کا فضل ذاتی ہے کہ فسق بلکہ بدمذہبی سے بھی نہیں جاتا جب تک معاذاللہ حد کفر کو نہ پہنچے۔ اور سید صحیح النسب بحمداللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رہے گا۔ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ" میں مبرہن کیا۔ اور متقی عالم کا فضل عملی و وصفی ہے۔ ولہذا عالم اگر معاذ اللہ بدمذہب ہو اس کی تعظیم حرام کہ اس کی عظمت نیابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے تھی۔ اور جب وہ بدمذہب ہوا تو نائب شیطان ہوا۔ اور سید کی تعظیم بسبب جزئیت حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اور جزئیت تا بقائے اسلام باقی ہے تو اس کی تعظیم بھی باقی ہے۔ امام ابن حجر صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں۔

ینبغی الاعظاء عن انتقادھم ومن ثم ینبغی ان الفاسق من اھل البیت لبدعۃ او غیرھا انّما تبغض افعالہ لا ذاتہ لانھا بضعۃ منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان کان بینہ وبینھا وسائط۔

(سیدوں کی تنقید سے چشم پوشی کرنا چاہئے کیونکہ اہل بیت کے فاسقوں کا فعل ناپسندیدہ ہے ان کی ذات ناپسندیدہ نہیں۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں اگرچہ ان میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنے ہی واسطے ہوں۔)

واخرج ابوسعید فی شرف النبوۃ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یافاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبك ویرضی لرضاك فمن اذی احدا من ولدھا فقد تعرض لھذا الخطر العظیم لانہ اغضبھا ومن احبھم فقد تعرض لرضاھا

واذا صرح العلماء بانہ ینبغی اکرام سکان بلدہ صلی اللہ علیہ وسلم وان تحقق منھم ابتداع او نحوہ لحرمۃ جوارہ الشریف فما بالك بذریتہ الذین ھم بضعۃ منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(امام ابوسعید نے کتاب شرف النبوۃ میں یہ روایت نقل کی، اے فاطمہ تیری ناراضی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور تیری رضا سے خدا راضی ہوتا ہے۔ تو جو ان کی اولاد میں سے کسی کو اذیت دے تو اس نے بڑی خطرناک بات مول لی کیونکہ ان کی اذیت حضرت فاطمہ کو ضرور دکھ پہنچائیں گی اور جس نے ان سے محبت کی تو جناب زہرا کی رضامندی کا حقدار ہوا۔ علماء تشریح فرماتے ہیں کہ مدینہ کے باشندوں کی تعظیم کرو اگرچہ ان سے بدعت وغیرہ کا صدور ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے پڑوس کی پاسداری ضروری ہے۔ تو تمہارا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے۔)

نیز فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔

نعم الکفران فرض وقوعہ لاحد من اھل البیت والعیاذ باللہ تعالیٰ ھو الذی یقطع النسبۃ بین من وقع منہ وبین شرفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانما قلنا ان فرض لانی اکاد ان اجزم ان حقیقۃ الکفر لاتقع ممن علم اتصال النسبۃ الصحیح بتلك البضعۃ الکریمۃ حاشا ھم اللہ عن ذلك وقد احال بعضھم وقوع نحو الزنا واللواطۃ ممن علم شرفہ فما ظنك بالکفر۔

(ہاں اگر اہل بیت میں سے کسی سے کفر کا وقوع فرض کیا جائے (اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے) تو یہی وہ چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف اور اس شخص میں نسبت کو قطع کر دے گی۔ میں نے وقوع کفر کے فرض کرنے کی بات کی کیونکہ اس معاملہ میں میرا گمان قریب بہ یقین ہے کہ جس کا نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متصل ہوگا اس سے کفر سرزد نہ ہوگا۔ خدا انہیں محفوظ رکھے۔ بعض علماء نے تو ان سے زنا ولواطت جیسے افعال کا صدور بھی محال جانا ہے۔ تو کفر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔)

نسأل اللہ الثبات وباللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۔ از بنارس محلہ پتر کنڈہ مکان بوانی صاحبہ، مرسلہ عبدالوہاب صاحب یکم ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

ہم اہلسنت وجماعت کے علماء کثرہم اللہ تعالیٰ وابقاہم الی یوم الجزاء اس میں کیا فرماتے ہیں کہ عمرو نے زید سے

دو سوال کئے ایک یہ کہ بیت اللہ شریف کا مرتبہ بڑا ہے یا اولیائے کرام کا۔ دوسرا یہ کہ کسی ایسے امر مختلف فیہ میں کہ جس میں موجود اور زندہ علماء میں سے بڑے بڑے عالم عدم جواز پر ہوں۔ وفات یافتہ اولیائے عظام میں سے کوئی ایسے ولی کہ جن کی ولایت بہت سے لوگوں کے کہنے اور نیز ان کے چشم دید تصرفات سے ثابت ہوں کسی ایسے شخص کو جو کہ تقوی اور دیانت میں مشہور ہو۔ خواب میں اس امر کے جواز کا فتوی دیں بلکہ اس کے کرنے کا حکم فرمائیں تو ان کے فتوی سے اس امر کے جانب جواز کو ترجیح اور اس خواب دیکھنے والے شخص کو اس کا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟
تو زید نے عمرو کے سوال اول کا جواب تو یہ دیا کہ مرتبہ اولیائے کرام کا بڑا معلوم ہوتا ہے کئی وجہ سے۔

(۱) یہ کہ وہ بیت اللہ عز وجل ہے، اور یہ اولیاء اللہ عز وجل، اور ظاہر ہے کہ گھر سے دوست کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے۔

(۲) یہ کہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ جو کچھ فضائل قرآن پاک اور احادیث صاحب لولاک میں بیت اللہ شریف کے وارد ہیں۔ ان سے زیادہ اور بڑھکر فضائل اولیاء کرام کے آئے ہیں۔ چنانچہ از انجملہ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دس آیات شریفہ روض الریاحین میں اور دس ہی آیات صحیحہ فضائل اولیاء کرام کی نقل فرمائی ہیں۔

(۳) حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہ قصہ جو کہ مشہور ہے اور مثنوی "معدن فیض" میں جو کہ قطب وقت حضرت شاہ محمد حسن بن قدوۃ اہل سلوک وعرفان حضرت شاہ محمد زمان الہ آبادی قدس سرہما کی تصنیف ہے منقول ہے کہ آپ حج کو گئیں اور جب مکہ مکرمہ کے قریب پہونچیں تو آپ کو ایام آگئے تو آپ سجدہ میں جاکر روتے روتے سو گئیں ؎

۱۔	شد چنیں بر کعبہ حکم کردگار	کہ برو طوفش بکن ہفتاد بار
۲۔	گفت کعبہ مالکا شاہنشہا	صد ہزاراں بندگان باصفا
۳۔	آمدند اینجا بصد شوق دروں	تا سعادتہا برند از من کنوں
۴۔	رابعہ را ایں چہ لطف ست وعطا	کہ کنی محروم چندیں خلق را
۵۔	گفت فرماں از در حق ایں چنیں	کہ مرا سریست اے کعبہ دریں
۶۔	کہ بسالے ہر کہ آید سوئے تو	یک ثواب حج نویسم بہر او
۷۔	در محل رابعہ گر بعد ازیں	ہر کہ سازد طوف یک رہ بالیقین
۸۔	من ہمانا از رہ لطف وکرم	بہر او ہفتاد حج سازم رقم

(۱) اللہ تعالیٰ کا حکم کعبہ کو یہ ہوا کہ جاکر رابعہ کا ستر بار طواف کرو (۲) کعبہ نے عرض کی خداوندا ملکا بادشاہ، تیرے ہزارہا ہزار نیک بندے (۳) اس جگہ دل کے ہزار شوق کے ساتھ آئے ہیں تاکہ مجھسے سعادت حاصل کریں۔ (۴) رابعہ پر یہ تیری مہربانی اور عطا کیا ہے کہ اتنے مخلوق کو مجھ سے محروم کر رہا ہے۔ (۵) فرمان الٰہی اس طرح نازل ہوا کہ اے کعبہ اس میں میرا ایک بھید ہے کہ (۶) جو ایک سال میں ایک بار تیری طرف

آئے اس کے لئے ایک حج کا ثواب لکھا جائے (۷) اور اس کے بعد جو رابعہ کی جگہ میں ایک طواف کرے (۸) میں اپنے لطف و کرم سے اس کے لئے ستر حج لکھ دوں گا۔)

(۴) بحر الرائق مصری جلد ۱، صفحہ ۳۱۱ میں کی عبارت۔

الکعبۃ اذا رفعت عن مکانہا لزیارۃ اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالۃ جازت الصلاۃ المتوجھین الی ارضہا انتھی بقدر الحاجۃ" کا مضمون۔

(کعبہ شریف جبکہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کسی بزرگ کی زیارت کے لئے چلا جائے تو اس عالم میں زمین کعبہ کی طرف رُخ کر کے جو نماز پڑھے گا اس کی نماز ہو جائے گی۔)

(۵) یہ کہ بڑے بڑے بزرگوں کے کلام میں اس کی تصریح موجود ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ العزیز کی مثنوی شریف کے دفتر دوم صفحہ ۱۴۹، صفحہ ۱۵۰ میں ہے کہ "حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ حج کو تشریف لے چلے تو راستہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے۔ انہوں نے فرمایا بیت اللہ شریف کا انہوں نے پوچھا تمہارے پاس زاد راہ کیا ہے انہوں نے کہا دو سو درم ؎

۱۔ گفت طوفے کن بگردم ہفت بار — ویں نکو ترا ز طواف حج شمار

۲۔ آں درمہا پیش من نہ اے جواد — وانگہ حج کردی و حاصل شد مراد

۳۔ عمرہ کردی عمر باقی یا فتی! — صاف گشتی بر صفا بشتافتی!

۴۔ حق آں حقیکہ جانت دیدہ است — کہ مرا بر بیت خود برگزیدہ است

(۱) آپ نے فرمایا میرے گرد سات چکر لگا لو اور اس کو طواف حج سے افضل سمجھو (۲) وہ درم مجھے دیدو اور سمجھو کہ حج کر لیا اور مراد حاصل ہو گئی۔ (۳) یہ سمجھو کہ عمرہ کر کے عمر باقی پالی گناہوں سے پاک ہو کر رضائے الٰہی پر دوڑے (۴) اس حق کی قسم جس کو تیری جان نے دیکھا کہ اس نے مجھے بیت اللہ پر بزرگی دی) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

اور دوم کا یہ کہ ایسے خواب پہلے زمانہ کے بزرگوں سے بھی منقول ہیں چنانچہ علی ما فی المدارج امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے روض الریاحین کے تکملہ میں ہے کہ (کسی شخص نے) شیخ عزالدین بن عبدالسلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں قرآن شریف کی قرأت کا ثواب میت کو نہ پہنچنے کا فتوی دیا اور حکم کیا کرتے تھے اور اب (یہاں آکے) معلوم ہوا کہ پہنچتا ہے تو پڑھا کرو اور اس کا ثواب پہنچایا کرو۔ اھ بقدر الحاجۃ ومترجما

اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تعبیر نامہ میں عموماً اموات کے بارے میں فرماتے ہیں۔

کل ما اخبر المیت بہ عن نفسہ او عن غیرہ فھو حق لانہ فی دار الحق وخرج من الباطل ومشغول عنہ فلا یکذب فیما بہ یخبر اھ بقدر الحاجۃ۔

(میت اپنے یا دوسرے کے بارے میں جو خبر دے درست ہے کیونکہ وہ دار باطل سے نکل کر دار حق

پہنچ گیا ہے۔ تو جو خبر دیتا ہے اس میں جھوٹا نہیں ہے۔)

پس بناءً علیٰ ہذا تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اس امر مختلف فیہ کی جانب جواز کو ترجیح ہو گی اور اس رائے کو اس کا کرنا جائز ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ پس عمرو کے ان دونوں سوالوں کے زید کے یہ دونوں جواب صحیح ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ سوال اول۔ بلاشبہ ہر ولی کعبہ معظمہ سے افضل ہے۔ سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کعبہ معظمہ کا طواف کرتے اور فرماتے۔

مَا اطیبک واطیب ریحک مَا اعظمک وَمَا اعظم حرمتک والذی نفس محمد بیدہ لحرمۃ مومن اعظم عند اللہ من حرمتک۔

(اے کعبہ تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے تو کیسا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی بڑی ہے۔ قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کی حرمت تیری حرمت سے بہت زیادہ ہے۔)

ردالمحتار میں ہے۔

حرمۃ المسلم الواحد ارجح من حرمۃ القبلۃ۔

(ایک مسلمان کی حرمت قبلہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب: سوال دوم، بلاشبہ میت دار حق میں ہے اور وہ نہیں کہتا مگر حق۔ لیکن خواب دیکھنے والا اس وقت حالت غفلت اور تکدر حواس میں ہے، ممکن ہے کہ کہا کچھ جائے اور وہ سنے کچھ۔ ولہذا اجماع ہے کہ خواب امر ثابت کی تائید کرتی ہے نہ کہ غیر ثابت کو ثابت نہ کہ ثابت کو غیر ثابت۔ عوام کو خواب میں دیکھنے پر ایسا وثوق ہو بھی نہیں سکتا، جیسا زیارت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ وہ ضرور حق ہے اور اس میں شیطان کی مداخلت نہیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحاح احادیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔

من رانی فقد رأ الحق فان الشیطان لا یتمثل بی۔

(جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو صحیح دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔)

با ایں ہمہ اگر خواب میں کوئی شخص ارشاد اقدس سے ایسی بات سنے جو حضور اقدس کی شریعت ثابتہ کے خلاف ہے وہ ہر گز نہ مانی جائے گی اور اس خواب دیکھنے والے کی سننے کی خطا سمجھی جائے گی۔ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کسی شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس کی سمجھ میں یہ آیا کہ "شراب پی" جاگا تو اس خواب سے متحیر تھا۔ بہت لوگوں سے پوچھا کسی سے شافی

جواب نہ پایا۔ بالآخر امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ارشاد یہ ہوا ہے کہ شراب نہ پی۔ تیرے سننے کی غلطی ہے بعد کو معلوم ہوا واقع میں وہ شخص شراب پیتا تھا اور اسے ترک کی طرف ہدایت فرمائی۔ بالجملہ مسئلہ واضح ہے اور کتابیں اس کے بیان سے لبریز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ حامد حسن طالب العلم مدرسہ اہل سنت وجماعت روز دوشنبہ۔ تاریخ ۱۱ محرالحرام ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امامت کی کتنی قسمیں ہیں ۔اور بارہ امام رضی اللہ عنہم کس قسم میں داخل ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: امام نماز تو حسب شرائط معلومہ فقہ عام سنّی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ امام فی الدین ہر عالم کبیر وجلیل ہادی الی اللہ ہے۔ ان میں مجتہدین متورعین کو خصوصیت خاصہ ہے۔ اور ہر فن کا ماہر کامل اس میں امام کہلاتا ہے۔ امامت باطن اجلہ اکابر اولیائے کملین کو ہے۔ امام بمعنی امیر المؤمنین وخلیفہ اسلام بیعت اہل حل وعقد یا استخلاف خلیفہ سابق ہے۔ ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام فی الدین ہیں۔ ائمہ باطن ہیں۔ سب اپنے وقت کے غوث وقطب الاقطاب ہیں ان میں اکثر مجتہدین بھی ہیں۔ اور مولیٰ علی وامام حسن وامام مہدی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم خلفائے کرام بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مرسلہ مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات۔

اولیا میں سب سے زیادہ کس کا رتبہ ہے

الجواب: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: مسئولہ امام الدین ٹھاکنا نہ رامنگر ضلع بنارس بتاریخ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ بروز سہ شنبہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ

الف: ایک شخص سے اثنائے گفتگو میں اس کمترین نے یہ کہدیا کہ حقیقی تعلیم اسلامی پر عمل پیرا ہو کر آدمی حضرت پیران پیر دستگیر سید نا محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسر ہو سکتا ہے۔

ب: اس بات کے کہنے کی جرأت کمترین کو اس خیال نے دلائی، کہ چونکہ تعلیم ربانی قرآن مجید اور جو تعلیم نبوی حدیث شریف حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کے لئے تھی وہی اب تک محفوظ و مصئون تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

ج: کمترین نے حصہ الف میں جس امر کا اظہار کیا ہے وہ نہ پہلے اس کا عقیدہ تھا نہ اب ہے۔ یہ محض اس خیالات پر مبنی ہے جس کا ذکر حصہ (ب) میں ہے۔

د: کمترین نے گذشتہ جمعۃ المبارکہ کو اپنے یہاں کی جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ اسے اپنی صریح غلطی تسلیم کر لی۔ اور جیسا کہ حصہ (ج) میں ظاہر کر چکا ہے کہ کمترین کا ہر گز یہ عقیدہ نہ پہلے کبھی تھا نہ ہے۔ یہ محض کمترین کے علم وعقل کا نتیجہ تھا جسے کمترین اپنی غلطی تسلیم کرتا ہے۔ مگر اب تک کمترین کے یہاں کے مسلمان اس کو وہابی اور دیگر نہایت ہی دل خراش طعن وتشنیع کر رہے ہیں۔ کمترین کو کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ حکم سخت گستاخی اور بے ادبی کا تھا اور اس کے علاوہ بدمذہبی بھی۔ شرح مواہب زرقانی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جو شخص نبوت کو کہے کہ کسبی ہے، کافر ہے۔ اور جو ولایت کو کسبی کہے بدمذہب ہے۔ کوئی شخص کیسا ہی عمل کرے اپنے عمل کے سبب ابتدائی درجہ ولایت تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ کہ مرتبہ قطبیت کبریٰ اور غوثیت عظمیٰ، نہ کہ مرتبہ اعلیٰ حضور سیدالاولیاء غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ غوثوں اور قطبوں کے افہام اس تک پہنچ نہیں سکتے اکابر اجلہ اولیاء عظام نے شریعت مطہرہ پر عمل میں معاذ اللہ کونسی تقصیر کی ہے کہ ان کا سر وہاں تک نہیں پہنچ سکا جہاں سرکار غوثیت کے پائے مبارک ہیں۔ ع

ایں سعادت بزور بازو نیست۔

(قائل پر توبہ فرض ہے۔ جس اعلان کے ساتھ یہ کلمہ کہا اسی اعلان کے ساتھ توبہ کرے۔)

حدیث شریف میں ہے۔

اذا عملت السیئۃ فاحدث بعدھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔

(گناہ کرو تو توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ طور پر اور علانیہ کی علانیہ طور پر)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از سورت محلہ سگرامپورہ، مولوی اسماعیل مرحوم، مرسلہ سراج الدین ابن حافظ محمد۔ بریوان ۲۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں بطور اعتقاد اہل سنت کے آیا امامنا الاعظم والافخم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ افضل ہیں حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا بالعکس اس کا۔ بینوا توجروا۔

الجواب: امام عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں الامام ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ سئل عن الاسود والعطاء وعلقمۃ ایھم افضل فقال واللہ ما نحن باھل ان نذکر ھم فکیف نفاضل بینھم۔ یعنی ایک روز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا امام علقمہ و امام اسود شاگردان حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و امام عطاء ابن ابی رباح استاذ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں کون افضل تھا۔ فرمایا ہم ان کے ذکر کرنے کے قابل نہیں۔ نہ کہ ان میں ایک کو دوسرے سے افضل بتائیں۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد تواضعًا تھا۔ اور یہاں قطعًا حقیقت امر ہے۔ حاش للہ۔ ہمارے منہ اس قابل نہیں کہ حضور سیدنا امام اعظم یا حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام پاک اپنی زبان سے لیں۔ یہ بھی رحمت الٰہیہ ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوبوں کے ذکر کی اجازت دی ہے۔ ہم کس منہ سے ان میں تفاضل بیان کریں۔ وہ ہماری شریعت کے امام اور یہ ہماری طریقت کے امام مفرد ہ

عہدہا بالب شیریں دہناں بست خدائے ماہمہ بندہ و ایں قوم خداوندانند

اور یہاں اسی میزان میں انہیں امام شعرانی کا یہ قول "اعتقادنا ان اکابر الصحابة والتابعین والائمة المجتہدین کان مقامھم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین" وارد ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ واصلان عین الشریعۃ الکبریٰ کے سرداروں میں سے ہیں اور اس کے واصلوں کو یہی امام شعرانی اسی میزان میں فرماتے ہیں۔

من اشرف علی عین الشریعة الاولی یشارك المجتہدین فی الاغتراف من عین الشریعة فانه ما ثم احد حق له قدم الولایة المحمدیة الا ویصیر یاخذ احکام شرعه صلی اللہ علیه وسلم من حیث اخذھا المجتھدون وینفك عنه التقلید لجمیع العلماء الا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ثم ان نقل عن احد من الاولیاء انه کان شافعیا او حنفیا مثلا فذلك قبل ان یصل مقام الکمال۔

(جو عین شریعت کے چشمہ صافی پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اس نہر حقیقت سے چلو لینے میں مجتہدین کا شریک وسہیم ہوتا ہے۔ اور جو شخص ولایت محمدیہ کے درجۂ عظمیٰ پر فائز ہو جاتا ہے وہ وہیں سے احکام حاصل کرتا ہے جہاں سے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام علمائے امت کی تقلید سے آزادی ہے۔ اور بعض اولیاء کے بارے میں جو یہ آیا ہے کہ یہ حنفی یا شافعی تھے وغیرہ تو یہ ان حضرات کے مقام کمال تک پہنچنے سے پہلے کی بات ہے۔)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محی الدین ہیں، احیاء دین کے لئے قائم کئے گئے۔ اور مذہب حنبلی اسلام کا ربع ہے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ جعلتك ربع الاسلام ہم نے تمہیں اسلام کا چہارم کیا۔ یہ مذہب قریب اندراس تھا۔ لہٰذا اس کے احیاء کے لئے اس پر افتاء فرماتے۔ ہاں حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضرات عالیہ امام مالک وامام شافعی وامام احمد ومن بعدہم من الائمۃ الکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضل تابعیت ہے۔ امام تابعی ہیں۔ رائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور باقی حضرات میں اور کوئی تابعی نہیں وما وقع من علی القاری فی المرقاة من تابعیة الامام مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه، فسھو ظاھر لا یلتفت الیه۔
اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے مرقات میں جو یہ سہو واقع ہوا کہ حضرت امام مالک تابعی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ قابل التفات نہیں۔

گدائے قادری عرض کرتا ہے۔

صحابیت ہوئی پھر تابعیت ۔۔۔ بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں ۔۔۔ وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بریلی مدرسہ منظر اسلام، مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب۔ ۱۶ ربیع الاول شریف ۳۶ھ

چہ می فرمودند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ بر طرف حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرامتہا حق است مثل احیائے موتی و مرد شدن زن از دعائے ایشاں یانہ؟

الجواب:۔ احیاء موتی حق است باسانید صحیحہ مروی و پسر شدن دختر مسموع و در بعض رسائل مکتوب است۔ فاما سندش معلوم نیست۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از مدرسہ اہل سنت وجماعت مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی متعلم مدرسہ مذکور ۱۲ جمادی الاخری ۳۶ھ

نہ ساکن باشد آن ہستی مطلق — تعالیٰ از تحرک این عجب دق
کہ اشیاء نیست زیں دو چیز خالی — خرد پادر گل اے غوث وغیاثی

الجواب:۔

بود آرام و جنبش ہر اجسام — کہ آنہارا بود درجائے آرام
اگر در آنِ ثانی کونِ ثانی!! — بہ آن اول ست آرام دانی
وگرنہ جنبش و خلاق ایشان — بود برتر از زین و آن و اکوان!!

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی ظفر الدین صاحب ۲۶ محرم ۳۰ھ

فاسق کی بیعت شرعاً صحیح ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یزید کی بیعت سے کیوں انکار کیا اور یہاں تک نوبت پہنچائی۔ اور اگر نہیں تو سلاطین زمانہ کی بیعت کے متعلق حضور کی رائے کیا ہے۔ سلطان محمد خامس کی تصویر میں داڑھی نہیں ہے۔ اور یہ شرعاً فسق ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ فاسق کو امام بنانا سخت حرام ہے۔ ہاں بعض نے امام بنا دیا، یا براہ تغلب بن گیا ہو۔ اور اس کے قلع میں فتنہ ہو۔ جیسے صدہا سال سے سلطنتوں کی حالت ہے تو بیعت و اطاعت کی جائے گی۔ مگر نفس فسق میں امامت حرام نہ کہ نفس فسق پر بیعت جو یزید پلید کے لئے لیجاتی تھی کہ تم یزید کے غلام ہو چاہے بیچے چاہے آزاد کرے۔ جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا نام لیتا گردن ماردیا جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسائل کلامیہ

مسئلہ ازحسن پور ضلع مراد آباد بذریعہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی مرسلہ حافظ اکرام اللہ خاں ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل کے فخر المطابع لکھنؤ کی چھپی ہوئی کے صفحہ ۲۲۹ پر جو عرس شریف کے تردید میں کچھ نظم ہے اور رنڈی وغیرہ حوالہ دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہاں تک عقل نے کام دیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر عرس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں کیونکہ خیال بد و نیک اپنے قبضہ میں نہیں ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جنکو دیکھکر تسلی بخش جواب دیجئے۔

سوال دوم۔ اور اس کتاب کے صفحہ ۳۰ پر دربارۂ علم غیب کے جو فتوے درج ہیں کہ مجھ مارنے کا آپ کو علم ہو جاتا ہے اسکے جواب میں مولوی صاحب نے درج کی سورۂ نمل آیۃ چہارم پارہ ۷، سورہ انعام آیت پنجم و سورۂ اعراف سورہ احقاف اور اس سے آگے حدیث شریف پیش کی ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو علم غیب کیا کل کا بھی حال معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوگا حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہنا کہ شیطان کو علم زیادہ ہے اور آپ کو کم تو عرض ہے کہ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں اوروں کو دی گئیں مثل سلیمان علیہ السلام کو تخت اور لڑائی کیواسطے گھوڑے اور اونٹ اور ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نہیں پیدل چل کر لڑتے تھے بہت ساری باتیں عرض حال ہے جس سے طول ہونے کا خیال ہے۔ تسلی بخش جواب بادلیل عنایت کیجئے اور وہ آیت مع ترجمہ جس سے کہ علم غیب معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف جس سے علم غیب پایا جاتا ہے اور وہ مثل حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کی جو تہمت لگائی گئی تھی اگر علم غیب ہوتا تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی۔

سوال سوم۔ اگر کسی عورت کا خاوند شراب پیتا ہے اور شراب پی کر عورت سے جماع کرے تو اس عورت کو کیا کرنا چاہئے۔

سوال چہارم۔ اگر کوئی ہندو کوئی چیز میرے پاس نقد یا سامان رکھ گیا تو اسکو نہ دینا چاہئے جائز ہے یا ناجائز یا کوئی چیز بھول گیا تو میں نے اوسکو اوٹھائی تو دینا چاہئے یا نہیں غرض ہندوؤں کا مال چوری دھوکا دے کر لینا جائز ہے یا نہیں۔ سوال پنجم۔ یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو خواہش نفس مرد سے نو حصے زیادہ ہے اسکا پتہ شریعت سے چلتا ہے یا نہیں۔ سوال ششم۔ کنگھا داڑھی میں کس کس وقت کیا جائے۔ سوال ہفتم مولوی اشرف علی تھانہ بھون والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال ہشتم وہ کون سی باتیں ہیں جنکی وجہ سے کتاب تقویۃ الایمان خراب ہے۔

الجواب (۱) تقویۃ الایمان ایک گمراہی اور بیدینی کی کتاب ہے علمائے حرمین شریفین نے اس گروہ کو گمراہ و بیدین لکھا ہے اور فرمایا ہے اولئك حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخسرون۔ یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں خبردار ہو شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں۔ اس کتاب اور اسکے مصنف کے کلمات کفر کو کوکبہ شہابیہ میں بطور نمونہ ستر کے قریب بیان کئے ہیں جس میں صفحات کے حوالہ سے اسکی عبارتیں اور پھر اوسکے کلمہ کفر ہونے پر آیتیں حدیثیں ائمہ کی روایتیں لکھی ہیں اور اس رسالہ کو دیکھئے تو آپکو معلوم ہو کہ یہ شخص کیسا بیدین تھا بیدینی کی کتاب دیکھنا حرام ہے۔

جواب سوال دوم۔ علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دیئے ہوئے اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے اون آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دیئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیا کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے قرآن مجید کی بہت آیتیں اوسکے ثبوت میں ہیں از انجملہ سورۂ جن میں فرماتا ہے علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے اور فرماتا ہے تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك یہ غیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمھیں بتاتے ہیں۔ اور فرماتا ہے وما ھو علی الغیب بضنین یہ نبی غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے اس مسئلہ کے بیان کو رسالہ انباء المصطفے و رسالہ خالص الاعتقاد دیکھئے کہ کتنی آیتوں حدیثوں اور اقوال ائمہ دین سے ثبوت ہے جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ بتاتا ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور کافر ہے اسکے بیان کو علمائے حرمین شریفین کا فتوی حسام الحرمین دیکھئے یہ سب کتابیں بریلی مطبع اہلسنت سے مل سکتی ہیں۔ کوئی دولت کوئی نعمت کوئی عزت جو حقیقۃ نعمت و دولت و عزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو جو کچھ جسے عطا ہوا ہے یا عطا ہوگا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے

طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا قاسم و اللہ المعطی دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔

جواب سوال سوم۔ رنڈیوں کا ناچ بیشک حرام ہے اولیائے کرام کے عرسوں میں بیقید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلائی ہے اشرف علی کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے اوسی کتاب حسام الحرمین میں فرمایا ہے من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر۔ جو اوسکے اقوال کفر پر مطلع ہوکر اوسکے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جواب سوال چہارم۔ خاوند کے شراب پینے کا وبال اوسپر ہے عورت اوسے جماع سے منع نہیں کرسکتی

جواب سوال پنجم۔ امانت میں خیانت جائز نہیں اگرچہ ہندو کی ہو غدر و بدعہدی جائز نہیں اگرچہ ہندو سے ہو خیانت و غدر کے سوا اسکا بھی لحاظ ضرور ہے کہ کسی جرم قانونی کا ارتکاب کرکے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے حدیث میں ہے من اعطی الدنیة من نفسه طائعا غیر مکرہ فلیس منا۔ اور جب نہ غدر ہو نہ قانونی جرم تو پھر جسطرح اوسکا مال ملے مباح ہے۔

جواب سوال ششم ضرور اسکی اصل ہے حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ عورت کو بہت حصوں زائد مرد سے خواہش ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اون پر حیا ڈال دی ہے۔

جواب سوال ہفتم۔ کنگھے کیلئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اعتدال کا حکم ہے نہ تو یہ ہو کہ آدمی جناتی شکل بنا رہے نہ یہ ہو کہ ہر وقت مانگ چوٹی میں گرفتار خیر الامور اوسطہا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابو المسعود عبد الودود صاحب طالب علم مدرسہ مذکور ۲ جمادی الاولی ۳۶ھ۔

وہابی جو مشہور ہیں وہ کون سا فرقہ ہے اور ان کی اصل کہاں سے نکلی اور ان کے عقائد کیا ہیں اور ان کی بابت حدیث میں کیا وارد ہے۔

الجواب وہابی ایک بےدین فرقہ ہے جو محبوبان خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں سے اون کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے ابتدا اسکی ابلیس لعین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا حکم دیا اور اوس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسلام میں اسکا بادی ذوالخویصرہ تمیمی ہوا جس نے برروئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع میں کلمہ توہین کہا اوسکے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا جنکو امیر المومنین مولیٰ علی نے قتل فرمایا لوگوں نے کہا حمد اللہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا امیر المومنین نے

فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے ابھی ان میں کے ماؤں کے بیٹوں میں ہیں باپوں کی پیٹھوں میں ہیں کلما قطع قرن نشأ قرن جب ان میں کی ایک سنگت کاٹ دی جائیگی دوسری سر اٹھائیگی حتی یخرج آخرھم مع الدجال یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کیساتھ نکلے گا اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارہویں صدی کے آخر میں ابن عبدالوہاب نجدی اس فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اوس نے کتاب التوحید لکھی اور توحید الٰہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی توہین دل کھول کر کی اوسکی طرف نسبت کرکے اس گروہ کا نام نجدی وہابی ہوا ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ کو پھیلایا۔ کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اوس کا نام تقویۃ الایمان رکھا دلی عقیدہ وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھدیا کہ "اللہ کے سوا کسیکو نہ مان اوروں کا ماننا محض خبط ہے" اسکے متبعین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقہ نے تقلید کو بھی ترک کیا اور خود اہلحدیث بنے یہ غیر مقلد وہابی ہیں اون کا سرگروہ نذیر حسین دہلوی اور کچھ پنجابی بنگالی تھے اور ہیں اور مقلد وہابیوں کے سرگروہ رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی اور اب اشرف علی تھانوی جو اون لوگوں کو اچھا جانے یا تقویۃ الایمان وغیرہ انکی کتابوں کو مانے یا ان کے گمراہ بددین ہونے میں شک کرے وہ وہابی ہے وہابی کی علامت حدیث میں ارشاد ہوئی کہ ظاہراً شریعت کے بڑے پابند بنیں گے تحقرون صلاتکم عند صلاتھم وصیامکم عند صیامھم واعمالکم عند اعمالھم تم اپنی نماز کو اون کی نماز کے آگے حقیر جانوگے اور اپنے روزوں کو اون کے روزوں کے آگے اور اپنے اعمال کو اون کے اعمال کے آگے یقرؤن القرآن ولایجاوز تراقیھم قرآن پڑھیں گے مگر اون کے گلے کے نیچے سے نہ اتریگا یعنی دل میں اوسکا اثر نہ ہوگا یقولون من خیر قول البریۃ باتیں بظاہر بہت اچھی کریں گے اور ایک روایت ہے من قول خیر البریۃ حدیث حدیث بہت پکاریں گے باینہمہ حال یہ ہوگا یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ نکل جائیں گے دین سے ایسے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانہ سے ثم لایعودون پھر لوٹ کر دین میں نہ آئیں گے سیماھم التسبید اون کی علامت سر منڈانا ہوگی مشمر الازر تہبند یا پائچے بہت اونچے اون کے عقائد کا بیان ہمارے رسالہ نور الفرقان اور رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ مولود شریف کی حقیقت کیا ہے اور محفل میلاد میں خاص وقت ذکر ولادت شریف حضور پرنور احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کھڑے ہونا اور لوگوں کو کھڑے ہونے کیلئے حکم دینا اور نعتیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ یہ سب باتیں جائز و مستحسن و باعث برکات ہیں اور اون کی اصل قرآن عظیم

کے ان احکام کا ماننا ہے کہ اما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو وذکرھم بایّٰم اللّٰہ اوانھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ قل بفضل اللّٰہ وبرحمتہ فلیفرحوا تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں لتومنوا باللّٰہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ تاکہ تم اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ رام نگر ضلع بنارس مرسلہ امام الدین صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

گذشتہ محرم خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام محرم نامہ رکھا ہے خواجہ صاحب ایک مشہور شخصیت کے آدمی ہیں اس لئے ان کی اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی اس کا ایک نسخہ ناچیز کے ایک دوست نے بھی منگایا اس محرم نامہ میں خواجہ صاحب نے عام بنو امیہ پر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصًا نہایت سخت وشدید حملے کئے ہیں اور ان کے متعلق ایسی ایسی باتیں لکھی ہیں سنی المذہب محرم نامہ پڑھنے والوں کے خیالات میں نہایت ہلچل پڑ گئی ہے۔ لہذا محرم نامہ مذکور سے اخذ کرکے کچھ حوالہ قلم کرتا ہوں اور دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں کیسی ہیں تاکہ معلوم کرکے خود کو اور دیگر برادران اہل سنن کو خیالات کی کشمکش سے چھڑاؤں محرم نامہ میں ہے۔ (۱) بغیر سوچے تمکو معلوم ہوجائیگا کہ حضرت عثمان کی شروع خلافت سے لیکر قتل عثمن تک جنگ جمل، جنگ صفین۔ فیصلہ صفین اور آخر تک ہر بڑے چھوٹے فساد کی بنیاد میں عمرو بن العاص کا ہاتھ ضرور تھا۔ (۲) حضرت علی کو دھوکا دیکر خلافت حضرت عثمن کو انھوں نے دلوائی۔ (۳) اور پھر سب سے پہلے مخالفت عثمن پر یہ آمادہ ہوئے (۴) حضرت عثمن کی بہن کو طلاق دی۔ (۵) اور مسجد میں سخت کلامی کا افتتاح بھی انھیں عمرو بن العاص نے حضرت عثمن کے ساتھ کیا۔ (۶) یہی عمرو بن العاص تھے جنھوں نے لوگوں کو علانیہ جوش دلاکر حضرت عثمان کے مار ڈالنے پر ترغیب دی۔ (۷) اور پھر یہی عمرو بن العاص تھے جو معاویہ کے وزیر بنکر حضرت علی سے خون عثمان کا انتقام لینے آئے۔ (۸) فیصلہ خلافت میں ابوموسیٰ اشعری کو دھوکا دینے والے بھی یہی تھے (۹) بنی امیہ اور عمرو بن العاص جیسے چند آدمیوں کی یہ آگ لگائی ہوئی ہے جو آجتک نہیں بجھی۔ مندرجہ بالا باتوں کا تعلق اگرچہ زیادہ تر تاریخ سے ہے لیکن چونکہ اوسکا ایک ایک حرف مذہب پر اثر ڈال رہا ہے اسلئے ناچیز نے دارالافتاء کے دروازے پر دستک دینی مناسب سمجھی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تین باتیں اور پوچھنی ہیں (۱) حضرت کا نسب نامہ (۲) آیا آپ کی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی رشتہ داری تھی یا نہیں (۳) کسی گروہ کو آپ کے صحیح النسب ہونے میں کلام ہے۔ محرم نامہ مذکور کی نسبت یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا اسکا پڑھنا سنیوں کیلئے کیسا ہے اور اسکو درست سمجھنا۔

الجواب ـ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہیں اون کی شان میں گستاخی نہ کریگا مگر رافضی جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اوسکا پڑھنا سننا مسلمان سنیوں پر حرام ہے ایسے مسئلہ میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت اہلسنت کے متون عقائد میں تصریح ہے الصحابۃ کلھم عدول لانذکرھم الابخیر صحابہ سب کے سب اہل خیر و عدالت ہیں ہم اون کا ذکر نہ کرینگے مگر بھلائی سے اگر کوئی شخص عقائد اہلسنت کی کتابوں کو نہ مانے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو تو مانے گا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسلم الناس وآمن عمرو بن العاص بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن العاص اون میں ہیں جو ایمان لائے رواہ الترمذی عن عقبۃ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عمرو بن العاص من صالحی قریش عمرو بن العاص صالحین قریش سے ہیں رواہ الامام احمد فی مسندہ عن سیدنا طلحۃ بن عبید اللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نعم اھل البیت عبد اللہ وابو عبد اللہ وام عبد اللہ بہت اچھے گھر والے ہیں عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبداللہ کا باپ اور اوسکی ماں رواہ البغوی وابو یعلی عن طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واخرجہ ابن سعد فی الطبقات بسند صحیح عن ابن ابی ملیکۃ وزاد یعنی عبداللہ بن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل میں ایسی الہی فوج کا سردار کیا جس میں صدیق اکبر و فاروق اعظم تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ایک بار اہل مدینہ طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور عمرو بن العاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلوار لیکر مسجد شریف میں حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اوس میں ارشاد کیا الایکون فزعکم الی اللہ ورسولہ الا فعلتم کما فعل ھذان الرجلان المؤمنان۔ کیوں نہوا کہ تم خوف میں اللہ و رسول کی طرف التجا لاتے تم نے ایسا کیوں نہ کیا جیسا ان دونوں ایمان والے مردوں نے کیا منکر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانیگا اللہ عزوجل فرماتا ہے لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیر ٭ تم میں برابر نہیں جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ درجے میں اون سے بڑے جنھوں نے بعد میں خرچ و قتال کیا اور دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ تم کروگے اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا ایک مومنین قبل فتح مکہ دوسرے مومنین بعد فتح مکہ۔ فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے ان سے بھلائی کا وعدہ کیا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین قبل فتح میں ہیں۔

اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے عمرو بن العاص بن وائل بن ھاشم بن سُعَید بالتصغیر بن سھم بن عمرو ابن ھصیص بن کعب بن لوی القرشی امیر مصر مکنی ابا عبد اللہ وابا محمد اسلم قبل الفتح فی صفر سنۃ ثمان وقیل بین الحدیبیۃ وخیبر اور بعد فتح تو راہ خدا میں جو اون کے جہاد ہیں آسمان و زمین اون کے آوازے سے گونج رہے ہیں اور اللہ عزوجل نے دونوں فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور مریض القلب معترضین جو اون پر طعن کریں کہ فلاں نے یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا اگر ایمان رکھتے ہوں تو اون کا مونھ تتمہ آیت سے بند فرما دیا کہ واللہ بما تعملون خبیر مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو مگر میں تو تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھئے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اوس کیلئے کیا ہے فرماتا ہے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئك عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خٰلدون لا یحزنھم الفزع الاکبر وتتلقٰھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ٥ بیشک وہ جن کیلئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اوسکی بھنک تک نہ سنیں گے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے وہ قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ اوخیں غمگین نہ کریگی اور ملئکہ اون کا استقبال کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ تھا۔ ان ارشادات الہیہ کے بعد مسلمان کی شان نہیں کہ کسی صحابی پر طعن کرے بفرض غلط بفرض باطل طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اوس سے ہزار حصے زائد بھی اوس سے یہ کہئے انتم اعلم ام اللہ کیا تم زیادہ جانو یا اللہ کیا اللہ کو اون باتوں کی خبر نہ تھی باایں ہمہ وہ اون سے فرما چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما لیا تمہارے کام مجھ سے پوشیدہ نہیں تو اب اعتراض نہ کریگا مگر وہ جسے اللہ عزوجل پر اعتراض مقصود ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدِ امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے اور اون کی نسبت وہ ملعون کلمہ طعن فی النسب کا اگر کہا ہوگا تو کسی رافضی نے پھر وہ صدیق و فاروق کو کب چھوڑتے ہیں عمرو بن عاص کی کیا گنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از کانپور محلہ روئی گودام مسجد حسینی مستری مرسلہ محمد یعقوب خاں ۹ جمادالاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ع۱ ۔ حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں اگر زندہ رہتے ہیں تو کوئی دلیل قطعی اونکی حیات ابدی پر ہے یا نہیں اور اگر نہیں زندہ رہتے تو اسپر کوئی برہان قاطع ہے یا نہیں۔

ع۲ ۔ اولیاء اللہ کے تصرفات اور اون کے فیوض و انوار و برکات بعد وصال بھی موجود رہتے یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں حاجتمندوں کا بزرگان دین کی درگاہوں سے

فیضیاب ہونا برحق ہے اور اسپر کوئی دلیل شرعی ہے اگر ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر نہیں ہے تو کیا یہ سب محض توہمات ہیں ان کے توہمات ہونے پر کیا دلیل ہے۔

ع۳ بزرگان دین کی درگاہوں میں حاضر ہونا اور اون سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے کہ خداوند عالم ہماری وہ غرض پوری کر دے شریعت غرا میں اسکی کوئی اصل ہے یا نہیں اگر اسکی کوئی اصل ہے تو کس کتاب میں ہے۔

ع۴۔ اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں اور ان میں یہ احساس ہے کہ بارگاہ ذوالجلال میں عرض کر کے کسی مصیبت زدہ کی تکلیف اور مصیبت کا ازالہ کرا دیں یا نہیں۔

ع۵ حضرت غوث پاک قدس سرہ کو دستگیر کہنا جائز ہے یا نہیں۔

ع۶ حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں

الجواب ۔ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے موت بدن کیلئے ہے روح کیلئے نہیں انما خلقتم للابد تم ہمیشہ رہنے کیلئے بنائے گئے ہو امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں بعض ائمہ کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے اون کے سامنے موت روح کا ذکر کیا فرمایا سبحٰن اللہ ھذا قول اھل البدعۃ سبحٰن اللہ یہ بد مذہبوں کا قول ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے موت جبتک واقع نہوئی معدوم کا مزہ کہاں سے آیا اور جب واقع ہوئی اگر روح مرجائے تو موت کا مزہ کون چکھے یونہیں اہلسنت و جماعت کا اجماع اور صحیح حدیثوں کی تصریح ہے کہ ہر میت اپنی قبر پر آنیوالوں کو دیکھتا اور اوسکا کلام سنتا ہے موت کے بعد سمع بصر علم ادراک سب بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ پہلے سے بہت زیادہ ہوجاتے ہیں کہ یہ صفتیں روح کی تھیں اور روح اب بھی زندہ ہے پہلے بدن میں مقید تھی اور اب اوس قید سے آزاد ہے اولیائے کرام سے اوسطرح عرض حاجت بلاشبہہ جائز ہے امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی نے کتاب مستطاب شفاء الاسقام اور شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اشعۃ اللمعات میں اور ان کا برنے اپنی تصنیفات میں ان مسائل کی تحقیق جلیل فرمائی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں زیر آیہ کریمہ والقمر اذا اتسق لکھتے ہیں بعضے از خواص اولیاء اللہ راکہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و می یابند نیز تفسیر عزیزی میں ہے سوختن گو یا روح

را بے مکان ساختن است و دفن کردن گویا مسکن برا ے روح ساختن است بنابریں از اولیاے مدفونین و دیگر مومنین انتفاع واستفادہ جاری ست و آنہارا افادہ و اعانت نیز متصور نیز اوسی میں تفسیر سورۂ مطففین میں ہے "مقام علیین بالائے ہفت آسمان ست و پائین آں متصل بسدرۃ المنتہیٰ و بالاے آں متصل بہ پایۂ عرش مجید وارواح نیکاں بعد از قبض در آنجا میرسند و مقربان یعنی انبیاء و اولیا دراں مستقر می مانند و عوام صلحا را بر حسب مراتب در آسمان دنیا و یا درمیان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار میدہند و تعلقے بقبر نیز ایں ارواح را می باشد کہ بحضور زیارت کنندگان واقارب و دیگر دوستاں بر قبر مطلع و مستانس میگردند زیراکہ روح را قرب و بعد مکانی مانع ایں دریافت نمی شود و مثال آں در وجود انسانی روح بصری ست کہ ستارہاے ہفت آسمان درون چاہ رامی تواند دید"۔ حیات شہدا قرآن عظیم سے ثابت ہے اور شہدا سے علماء افضل حدیث میں ہے روز قیامت شہدا کا خون اور علما کی دوات کی سیاہی تولے جائیں گے علما کی دوات کی سیاہی شہدا کے خون پر غالب آئیگی اور علما سے اولیا افضل ہیں تو جب شہدا زندہ ہیں اور فرمایا کہ اونھیں مردہ نہ کہو تو اولیا کہ بدرجہا ان سے افضل ہیں ضرور اُن سے بہتر حی ابدی ہیں قرآن عظیم کے ایجازات میں یہ بھی ہے کہ امر ارشاد فرماتے ہیں ادنیٰ کا اور ادس سے اوسکے امثال اور اوس سے اشد پر دلالت فرما دیتے ہیں جیسے لا تقل لھما اُفٍّ ولا تنھرھما ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ خود ہی منع ہو گیا اور یہیں دیکھئے حیات شہدا کی تصریح فرمائی اور حیات انبیا کا ذکر نہیں کہ اعلیٰ خود ہی مفہوم ہو جائے گا۔ اس دلالۃ النص میں اولیا بلاشبہہ داخل۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز سیدنا امام ابوالحسن نورالدین بہجۃ الاسرار شریف میں سیدنا ابوالقاسم عمر بزاز قدس سرہ سے روایت فرماتے ہیں قال سمعت السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول غیر مرۃ عثر اخی حسین الحلاج فلم یکن فی زمانہ من یاخذ بیدہ ولو کنت فی زمانہ لاخذت بیدہ وانا لکل من عثر بہ مرکوبہ من اصحابی ومریدی ومحبی الی یوم القیمۃ آخذ بیدہ یعنی میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا فرماتے سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا اون کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اونکی دستگیری کرتا اوس وقت میں ہوتا تو اون کی دستگیری فرماتا اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہو گی میں اوسکا دستگیر ہوں۔ والحمد للہ رب العالمین۔ تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریادرس شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسمٰعیل دہلوی نے جابجا حضور کو غوث اعظم یاد کیا ہے فریادرسی و دستگیری نہیں تو کیا ہے۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں

بعد از رحلت ارشاد پناہی روز عید بزیارت مزار ایشاں رفتہ بود درا ثناے توجہ بمزار متبرک التفات تمام از روحانیت مقدسہ ایشاں ظاہر گشت واز کمال غریب نوازی نسبت خاصہ خود را کہ بحضرت خواجہ احرار منسوب بود مرحمت فرمودند۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از موضع درد ضلع نینی تال مرسلہ منھو نورباف ۹ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے وہ کلام پاک ہے اس میں سب فیصلے موجود ہیں اس سے کوئی فیصلہ بچا نہیں ہے اب اماموں کا جو اختلاف ہے وہ کس بنا پر ہے ایک فعل حرام اور کسی کے یہاں وہی فعل حلال ہے اور کسی کے یہاں وہی فعل فرض اور کسی کے یہاں وہی فعل سنت بعض کے یہاں واجب اور جو شخص غیر مقلد ہے مثلاً ایک فعل امام شافعی کے یہاں جائز ہے اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ناجائز اور وہ لوگ اوس فعل کو کرتے ہیں اور ہم بچتے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ خدا کے حرام کو حلال جاننے والا کافر اور یہ بھی سنا ہے کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے حضور اسکی تسکین ہو۔ دوسرے یہ کہ جناب باری نے اپنے محبوب کو سب مراتب عنایت فرمائے ہیں اکثر وہابیہ کا جھگڑا سننے کو ملتا ہے تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال پیش کرتے ہیں تہمت والی میرے حضور یہ گذارش ہے کہ بعض موقع پر جناب باری کی طرف سے پردہ ہوتا تھا یا کیا۔

الجواب ۔ قرآن عظیم میں بیشک سب کچھ موجود ہے مگر اوس سے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اوس کی شرح نہ فرماتی قال اللہ تعالیٰ لتبین للناس مانزل الیھم اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اوسکی شرح نہ فرماتے ان کی سمجھ میں مدارج مختلف ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رب سامع أوعی من مبلغ اور فرماتے ہیں رب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ اس تفقہ فی الدین میں اختلاف مراتب باعث اختلاف ہوا اور ادھر مصلحت الہیہ احادیث مختلف آئیں کسی صحابی نے کوئی حدیث سنی اور کسی نے کوئی اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے اور ہر ایک نے اپنا علم شائع فرمایا یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا عبد اللہ بن عمر کا علم امام مالک کو آیا اور عبد اللہ بن عباس کا امام شافعی کو اور افضل العبادلہ عبد اللہ بن مسعود کا علم ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حلال کو حرام یا حرام کو حلال جو کفر کہا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جنکا حرام یا حلال ہونا ضرورت دین سے ہے یا کم از کم نصوص قطعیہ سے ثابت ہو اجتہادی مسائل میں کسی پر طعن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال غیر مقلدوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ اصلا ہوتی ہی نہیں اسکی تفصیل ہمارے رسالہ النہی الاکید میں ہے ان غیر مقلدوں پر بحکم فقہائے کرام ۷۰ وجہ سے کفر لازم ہے اور اون کے پیچھے نماز ہو سکنا کیا معنی امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں لا تجوز الصلوۃ خلف اھل الاھواء اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز اون پر روشن فرما دی قال اللہ تعالیٰ نزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیٔ قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تیئیس برس میں نازل ہوا جتنا قرآن عظیم اوترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روز اول سے روز آخر تک کا جمیع ماکان ومایکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الٰہیہ کے سبب منکشف نہوا ہو تو احاطۂ علم اقدس کا منافی نہیں معہذا زمانہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا اپنے اہل کی براءت اپنی زبان سے ظاہر فرمانا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السموات والارض نے قرآن کریم میں ستره آیتیں اون کی براءت میں نازل فرمائیں جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس ومجامع میں تلاوت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر عقب کوتوالی مسئولہ عزیز الدین صاحب پیشکار ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

(۱) ۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا نکاح بعد ولادت حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے یوسف نجار حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی سے ہوا ہے یا نہیں۔ حضرت مریم نبیہ ہیں یا نہیں۔

(۲) اب کتنے پیغمبر زندہ ہیں اور کہاں کہاں ہیں (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا چوتھے آسمان پر ہیں (۴) ایک شخص زندہ ہونے پیغمبروں کا قائل نہیں ہے اور آیت قد خلت من قبله الرسل کو استدلال میں لاتا ہے اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ (۵) اور راوی کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اوتریں گے تو وہ رسول ہونگے یا نہیں اور اگر وہ رسول نہ ہوں گے اور امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اوسوقت ہوں تو خلاف کلام پاک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی رسالت نہ چھینے گا اور کیا اون کی امت بلا رسول کی رہ جائیگی۔

الجواب ۔ (۱) شرع مطہر میں اسکا کہیں ثبوت نہیں نصاریٰ کے یہاں بھی صرف منگیتر لکھا ہے ہاں وہ جنت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہوں گی کما فی الحدیث

(۲) انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق ہاں بایں معنی کہ اب تک لحوق موت اصلا نہوا ہو چار نبی زندہ ہیں عیسیٰ و ادریس علیہما الصلاۃ والسلام آسمان پر اور الیاس وخضر علیہما الصلاۃ والسلام زمین میں شرح مقاصد میں ہے ماذهب الیه العظماء من العلماء ان اربعة من الانبیاء فی زمرة الاحیاء الخضر والیاس فی الارض وعیسیٰ وادریس فی السماء علیہما الصلاۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسریٰ اونھیں آسمان دوم پر پایا استقبال سرکار و اقتداء حضور کیلئے تمام انبیاء کرام علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام اولاً بیت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو اونکے

محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ کہ مقام سید نا مسیح علیہ السلام آسمان دوم ہے اور مشہور چہارم واللہ تعالی اعلم
(۴) حیات انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء کا منکر گمراہ بددین ہے اور خلت سرے سے طریان موت پر بھی دلیل نہیں نہ کہ معاذ اللہ استمرار موت یہ لفظ صرف انقضاے عہد پر دال ہے جیسے بلاتشبیہ یہ کہنا کہ سلطان محمد خاں خامس سے پہلے اتنے سلاطین ہو گزرے اس سے یہ نہ سمجھا جائیگا کہ سلطان عبد الحمید خاں زندہ ہی نہیں۔
(۵) حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سید نا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام رسالت سے معزول ہوں گے نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی امتی ہو کر اتریں گے تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں قال اللہ تعالی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ہاں اوسوقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ صلی علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ پر ہی حکم کریگا کہ منسوخ پر حکم باطل رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر موسی میرا زمانہ پاتے تو میرے اتباع کے سوا اونھیں کچھ گنجائش نہوتی اور اوسکا کہنا کہ اونکی امت بلا رسول کے رہ جائے گی اوسکی سخت جہالت پر دلیل ہے اور اگر سمجھکر کہے تو اوس کی نصرانیت کیا اب نصرانی امت مسیح ہیں کیا اب وہ اون کے دین پر ہیں حاشا کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ اہلسنت وجماعت مسئولہ مولوی شفیع احمد صاحب بیسلپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۴ر جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ مسلم الثبوت میں جو یہ دو مذہب بیان کئے ہیں یہ باطل و مردود ہیں یا نہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آزاد خیال شخص ہیں پہلے کی بنا پر ارادہ میں عبد مختار محض ہوا دوسرے کی بنا پر افعال قلوب جزئیہ کا خالق ہو۔ عبارت یہ ہے وقیل بل موجود فیجب تخصیص القصد المصمم من عموم الخلق بالفعل ایک سطر بعد ہے وعندی مختار بحسب الادراکات الجزئیۃ الجسمانیہ مجبور بحسب العلوم اھلیۃ العقلیۃ

الجواب ۔ پہلا مذہب باطل ہے اسکا رد فقیر کے رسالہ القمع المبین میں ہے مذہب دوم محض مہمل و بے معنی ہے جسکا اصلا کوئی محصل نہیں مصنف سنی حنفی ہیں آزاد خیال نہیں مگر اس بحر خونخوار میں غوطہ زنی سے ممانعت فرمائی گئی تھی اوسپر جرأت باعث لغزش و زلت ہوئی اور ہونی ہی تھی۔
واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ از کانپور نئی سڑک مسجد حاجی شکراللہ مرحوم مرسلہ امام الدین صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ زید خدا کی شان میں یہ کلمات توہینیہ کہتا ہے گویا اب تو خدا اچھا خاصہ رنڈ ہو گیا آیا زید خدا کی شان میں ایسے کلمات توہینیہ کہنے سے کافر ہو گیا یا مسلمان رہا مجھے چونکہ حضور کی تحقیقات علمیہ کے تسکین نہیں ہوتی اس واسطے عریضہ خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے۔

الجواب ۔ ایسے مجمل گول سوال پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا لفظ اب تو صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہ کسی بات پر تفریع ہے وہ بات کیا تھی اور اُسکا قائل یہ تھا یا دوسرا مثلاً کسی کافر یا مرتد یا منافق خبیث نے اپنے معبود کے لئے کوئی بات ایسی کہی جس سے اوسکا پھیلنا سمٹنا ثابت ہو یا اسی قدر کہ یہ ناپاک تغیرات اوسکی شان سے ٹھہریں اس پر کسی مسلمان نے اس اندھے کافر کی آنکھیں کھولنے کو یہ تنبیہ کی تو توہین اس کافر مرتد منافق نے کی نہ کہ اس مسلمان نے غرض اس میں بہت صورتیں ہو سکتی ہیں مفصل بات کہی جائے تو حکم دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از تیلن پاڑہ اندرون باڑی عجب میاں ضلع ہگلی مرسلہ سلطان احمد خاں مرزا پوری ۱۵ جمادی الآخر ۳۶ھ۔

لولاك لما خلقت الافلاك کو علمائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دین نے برسر مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خوان اسی کو پڑھتے ہیں مگر کسی علماء نے کبھی اسکی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں بھی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث قدسی ہے اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے اور لغات کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے برعکس اسکے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کے بابت بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا و رسول کا

الجواب ۔ یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جنکا بیان ہمارے رسالہ تلالؤ الافلاک بجلال احادیث لولاک میں ہے اور انھیں لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں خلقت الخلق لاعرفهم کرامتك ومنزلتك عندی ولولاك ما خلقت الدنیا یعنی اللہ عزوجل اپنے

محبوب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ میں نے تمام مخلوق اس لئے بنائی کہ تمہاری عزت اور تمہارا مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے اون پر ظاہر کروں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا اوس میں تو فقط افلاک کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاک و زمین اور جو کچھ اون کے درمیان ہے سب داخل ہیں اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلام الٰہی جو حدیث میں فرمایا گیا ایسی جگہ لفظی بحث پیش کر کے عوام کے دلوں میں شک و شبہہ ڈالنا اور اون کے قلوب کو متزلزل کرنا ہرگز مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الدین النصح لکل مسلم دین یہ ہے کہ آدمی ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از قدمتلی پوسٹ بانچہ رام پور ضلع تیرہ مرسلہ طالب علی صاحب ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

ذات باری تعالٰی کو فقط عرش ہی پر سمجھے اور ماسوا فوق العرش کوئی کو مخلوقات الٰہی سے بذات باری تعالٰی محیط نہ جاننا بلکہ یہ کہنا کہ فقط علم الٰہی ساری اشیا کو محیط ہے اور ذات اوسکی فقط عرش ہی پر ہے اور دوسری جگہ نہیں یہ عقیدہ اہلسنت کا ہے یا نہیں اور جو معتقد اس عقیدے کا ہو نماز پیچھے اوسکے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں وا بنہم تحریر فرمایند کہ ایشایان این عقیدہ را منسوب بحنابلہ می گویند فی الحقیقت عقائد حنابلہ ہمچنیں ست یا نہ۔ **ہو المصوب** ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدوں بیان کیفیت استوا اور اوسکے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیت معیت و قرب وغیرہ کو قرب و معیت علمی پر حمل کرنا مذہب اہل سنت کا ہے اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہے بلا کراہت شرح حکمت نبویہ میں ہے نعتقد انہ علی العرش مستو علیہ استواء منزھا عن التمکن والاستقرار وانہ فوق العرش مع ذلک ھو قریب من کل موجود وھو اقرب من حبل الورید ولا یماثل قربہ قرب الاجسام اھ اور سیر النبلا میں ہے قال اسحق بن راھویہ اجمع اھل العلم علی انہ تعالٰی علی العرش استوی وھو یعلم کل شیئ فی اسفل الارض السابعۃ انتھی اور جامع ترمذی میں بعد ذکر حدیث لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھو الاول والاخر والظاھر والباطن و ھو بکل شیئ علیم مرقوم ہے قرأۃ الایۃ تدل علی انہ اراد لھبط علی اللہ علی علم اللہ وقدرتہ وسلطانہ وعلم اللہ فی کل مکان وھو العرش کما وصف نفسہ فی کتابہ اھ اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ مذہب حنابلہ کا ہے غلط ہے بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ و محدثین وغیرہم کا ہے البتہ بعض حنابلہ استواء مع بیان الکیفیت کے قائل ہوگئے ہیں اور استقرار پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ مذہب مردود ہے والتفصیل یتدعی بسطا بسیطا وفیما ذکرنا ہ کفایۃ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

حررہ محمد کرامت علی عفی عنہ

الجواب ۔ حاشا للہ یہ ہرگز عقیدہ اہلسنت کا نہیں وہ مکان وتمکن سے پاک ہے نہ عرش اوسکا مکان ہے نہ دوسری جگہ عرش وفرش سب حادث ہیں اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابدالآباد تک رہیگا عرش وفرش سب متغیر ہیں حادث ہیں فانی ہیں اور وہ اور اوسکی صفات تغیر وحدوث وفنا سب سے پاک استواء پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت خود رحمٰن عزوجل فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی مگر اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو اون کے رب عزوجل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا والراسخون فی العلم یقولون اٰمنابه کل من عند ربنا ومایذکر الا اولوا الالباب اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ الاستواء معلوم والکیف مجهول والایمان به واجب والسؤال عنه بدعة استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول اور اوسپر ایمان واجب اور اوسکی تفتیش گمراہی اہلسنت کے دو مسلک آیات متشابہات میں ہیں سلف صالح کا مسلک تفویض کا ہم نہ اونکے معنی جانیں نہ اون سے بحث کریں جو کچھ اون کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے وہ قطعًا مراد نہیں اور جو کچھ اون کے رب عزوجل کی مراد ہے ہم اوسپر ایمان لائے۔ آمنا به کل من عند ربنا۔ دوسرا مسلک متاخرین کا کہ حفظ دین عوام کیلئے معنی محال سے پھیر کر کسی قریب معنی صحیح کی طرف لیجائیں مثلاً استواء بمعنی استیلا بھی آتا ہے قد استوی بشر علی العراق ؛ من غیر سیف ودم مهراق مگر یہ مسلک باطل کہ آیات معیت تو تاویل پر محمول ہیں اور آیت استوا ظاہر پر یہ ہرگز مسلک اہلسنت نہیں۔ عرش پر ہے دوسری جگہ نہیں۔ یہ صاف تمکن کو بتا رہا ہے عرش پر معاذ اللہ اوس کے لئے جگہ ثابت کی جب تو اور مکانات کی نفی کی۔ عالمگیریہ طریقہ محمدیہ حدیقہ ندیہ تاتارخانیہ خلاصہ جامع الفصولین۔ خزانۃ المفتیین وغیرہا میں تصریح ہے کہ رب عزوجل کے لئے کسی طرح کسی جگہ مکان ثابت کرنا کفر ہے متاخرین حنابلہ میں بعض خبثا مجسمہ ہو گئے۔ جیسے ابن تیمیہ وابن قیم ابن تیمیہ کہتا ہے کہ میں نے سب جگہ ڈھونڈا کہیں نہ پایا اور معدوم ہے ان دونوں میں کچھ فرق نہیں یعنی جو کسی جگہ ہے وہ ہے ہی نہیں لیکن رب عزوجل تو معاذ اللہ ضرور کسی جگہ ہے اس احمق سفیہ کو اگر مادی اور مجرد عن المادہ کا فرق نہ معلوم ہو تو وہ سیف قاطع جو اوپر ہم نے ذکر کی اوسکی گردن کاٹنے کو کافی جگہ حادث ہے جب جگہ تھی ہی نہیں کہاں تھا وہ شاید یہ کہے گا کہ جب جگہ نہ تھی وہ بھی نہ تھا یا یہ کہے گا کہ جگہ بھی قدیم ازلی ہے اور دونوں کفر ہیں جب اوسکا معبود اوسکے نزدیک بغیر کسی جگہ میں موجود ہوئے نہیں ہو سکتا تو جگہ کا محتاج ہوا اور جو محتاج ہے اللہ نہیں تو حقیقۃً ان پر انکار خدا ہی لازم ہے ایسے عقیدے والے کے پیچھے نماز ممنوع وناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ از شہر مدرسہ اہلسنت وجماعت منظر اسلام مسئولہ مولوی اکبر حسن خاں رامپوری طالبعلم

مدرسہ مذکور ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کمترین خدمت خدامان حضرت میں عارض ہے انگریزوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ جو نیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ فضا ہے اور اختلاف لیل ونہار سب حرکت ارض ہے اور نہ ستاروں کی حرکت ہے ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو روکے ہوئے ہے جسطرح مقناطیس۔ اُمید کہ کوئی قوی دلیل عقلی ونقلی وجود آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

الجواب وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے تمام آسمانی کتابیں اثبات وجود آسمان سے مالامال ہیں۔ قرآن عظیم میں تو صدہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتدا میں دھواں ہونا بستہ چیز پھر رب العزت کا اوسے جدا جدا کرنا پھیلانا سات پرت بنانا اوسکا چھت ہونا اوسکا نہایت مضبوط بنا مستحکم ہونا اوس کا بے ستون قائم ہونا اللہ تعالیٰ کا اوسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا روز قیامت اوسکا شق ہونا اوٹھاکر زمین کیساتھ ایک بار ٹکرا دیا جانا پھر اوسکا اور زمین کا دوبارہ پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ اون کا انکار نہیں کرسکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے نیز قرآن عظیم میں جابجا یہ بھی تصریح ہے کہ یہ جو ہمکو نظر آرہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا بھی رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آسکتے یہ جو ہمیں دکھائی دیتا ہے کرۂ بخار ہے ان نصرانیوں اور اون یونانیوں سب بطلانیوں کے رد میں ایک آیۂ کریمہ کافی ہے کہ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر کیا وہ نجانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار بتانے والا جو فرما رہا ہے وہ تو نہ مانا جائے اور دل کے اندھے سمجھ کے اوندھے جو اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ سنی جائیں۔ اس سے بڑھکر گدھاپن کیا ہوسکتا ہے۔ یہی جواب نصاریٰ کے پاس ہے اسکی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان وزمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے رہی دلیل عقلی۔ ذرا انصاف درکار۔ اتنا بڑا جسم جسے کروڑوں آنکھیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود محتاج دلیل ہے یا جو کہے یہ معدوم محض یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ نری دھوکہ کی ٹٹی ہے اوس کے ذمے ہے کہ دلیل قطعی سے اسکا عدم ثابت کرے یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہوگی آفتاب جسے نصاریٰ بھی مانتے ہیں کیا دلیل ہے کہ یہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے۔ اور نگاہ کی غلطی نہیں غرض محسوسات سے بھی امان اوٹھ کر دین ودنیا کچھ قائم نہ رہیں گے عنادیہ کا مذہب آجائے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از لاہور حویلی میاں خاں نزد مکان حکیم محمد انور صاحب مرسلہ اللہ دیا شاعر۔
۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد و مرزائی وغیرہ شامل تھے یہ کہا کہ رسول

اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات لایزال ہے اور اوسکو زوال نہیں جس پر اونھوں نے مجھے کافر مشرک اور بدین کہا یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آجتک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا اسواسطے تم جھوٹے ہو آپکی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اسکے متعلق فتوی عنایت فرمائیں میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اسکے متعلق استفسار کیا تو انھوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو اور انھوں نے مجھے فتوی بھی دیئے اب میری یہ آرزو ہے کہ میں ان فتووں کو جمع کر کے چھپوادوں چونکہ آپ ہماری جماعت حقہ کے حکیم حاذق ہیں اور ہمیں آپکی ذات بابرکات پر بڑا فخر و ناز ہے۔

الجواب ۔ بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات وصفات وفضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں قال اللہ تعالٰی وللاٰخرۃ خیرلک من الاولٰی یہاں کسی عاقل مسلم کی یہ مراد نہیں ہوسکتی کہ حرکت وانتقال منتفی ہے نہ کوئی مسلمان اسکی نفی کریگا کہ تصدیق وعدہ الٰہیہ کیلئے جو ایک آن کیلئے انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو طریان موت ہوکر معًا حیات حقیقی ابدی روحانی جسمانی بخشی جاتی ہے یہ حضور کیلئے نہوئی بلکہ اوس سے حضور کی برزخ میں حیات ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی دوامی مراد ہوگی بلاشبہہ اوس تصدیق وعدہ کے بعد سب انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کیلئے ابدیت ذات حاصل ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق بادصف قرب معنی صحیح مسلمان کے کلام کو معنی قبیح بلکہ کفر صریح پر حمل کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از رادھن پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب ۱۶ر جمادی الاولی ۳۶ھ

گیارہویں کیلئے آپ کیا فرماتے ہیں گیارہویں کے روز فاتحہ دلانے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا آڑے دن فاتحہ دلانے سے بزرگوں کی دن کی یادگاری کیلئے دن مقرر کرنا کیسا ہے۔

الجواب ۔ محبوبان خدا کی یادگاری کیلئے دن مقرر کرنا بیشک جائز ہے حدیث میں کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یاتی قبور الشہداء اُحُد علی راس کل حول شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اعراس اولیائے کرام کیلئے مستند مانا اور شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ازینجا حفظ اعراس مشائخ گیارہویں شریف کی تعیین بھی اسی باب سے ہے مگر ثواب کی کمی بیشی اس پر نہیں جب اگر جس دن کیا ویسا ہی ثواب ہوگا ہاں اوقات فاضلہ میں اعمال فاضلہ زیادہ نورانیت رکھتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بریساں ڈاکخانہ مہر گنج محلہ چڑلکھی مکان منشی عبدالکریم مرسلہ محمد حسن صاحب۔ ۱۶ر جمادی الاولی ۳۶ھ

آناں بملک ما برائے چند کلام تنزع برفع انداولًا مابین علمائے چند فریق شدہ اند یک دیگرے را وہابی گویند

و در پیش آں صلاۃ خواندن مکروہ تحریمی دعقائد قوم وجماعت وہابیہ اینکہ مولود خوانی و زیارت قبور وفاتحہ و تسبیح و تہلیل و عرس کردن ایں سب امور حرام گویند وانجا افعال کنندہ را بدعتی گویند و در پیش ایں جماعت را نماز نمی خوانند و ایں ہر دو جماعت ہمیچاں فساد می کنند لکن کیفیت وہابی وسنی چیست نہ معلوم اند۔

الجواب۔ دریں دیار منکراں میلاد خوانی و زیارت قبور وفاتحہ و تسبیح و تہلیل جز وہابیہ نباشند وہمچناں منکران نفس عرس اما عرسیکہ مشتمل بر رقص باشد خود ناروا است نماز پس وہابیہ جائز نیست در فتح القدیر است روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہم ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز انکار امور مذکورہ شعار وہابیہ است ہمچناں استمداد از انبیاء واولیاء علیہم الصلوۃ والسلام ویا رسول اللہ و یا علی گفتن را شرک می گویند وخلاصہ مذہب ایشاں آنست کہ امام آنہا در تقویۃ الایمان گفت کہ جز خدا ہیچ کس قائل مباش و مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم را برخود ہمیں قدر بزرگی داشت چنانکہ برادر کلاں را بر برادر خورد وازیں قسم بسیار سخنہائے گستاخی با انبیاء واولیاء خود حضور سید الانبیاء علیہم الصلوۃ والثنا یاوہ است حاصل مذہب ایں خبثاء آنست کہ حضرت مولوی قدس سرہ در مثنوی شریف فرمود ؎

ہمسری با اولیاء برداشتند ؛ انبیاء را ہمچو خود پنداشتند۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از فورٹ سنڈمین بلوچستان رسالہ زوب ملیشیہ مرسلہ مستری احمد الدین ۳۰ جمادی الاٰخر ۱۳۳۲ھ

(۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے (۲) گیارہویں حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی کرنی کیسی ہے (۳) کھانا آگے رکھکر ہاتھ اوٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز (۴) اوٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے (۵) بزرگوں کی قبروں کی زیارت کیلئے دور دراز سے سفر کرنا عرس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں (۶) ہر دو طریق پر میت کا اسقاط کرنا جائز ہے یا نہیں (۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ہر رشتہ سوال۔ مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ خالی از منکرات شرعیہ می باشد جائز ہست مگر قیام کردن ودست بر ناف بستن بریں اعتقاد کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضر میشود مجلس مولود را غیر صحیح وخلاف عقیدہ ہست (۲) نذر دادن بر روح غوث اعظم علیہ الرحمہ اگر خالصًا لوجہ اللہ از برائے ایصال الثواب بروح مقدس شاں می باشد جائز بلکہ حسن ست لکن اگر در وقت نذر کردن خاص نام پیران پیر علیہ الرحمہ ذکر کند ونام خداوند تعالٰی ترک کند چنانچہ عادت جہال ست پس ناجائز بلکہ خوف کفر ہست (۳) دعا کردن در وقت حضور طعام جائز ہست لکن بہتر آن ہست کہ بعد فراغ از تناول طعام کردہ شود زیرا کہ حق طعام سابق ہست لکن آنکہ

دربعضے شہرہا معروف ہست کہ طلبہ و ملایان را جمع می کنند و بر ایشان ختم قرآن شریف و تسبیح و تہلیل می کنند
و بعوض آن ایشاں را نان و پیسہ ہا میدہند ناجائز ہست ختم کنندگان را گرفتن فلوس و خوردن طعام
حرام ہست و صاحب طعام را ثواب خیرات نمی شود چنانچہ در طریقہ محمدیہ در فصل آخر و در بحر الرائق و
در شامی مذکور ہست۔ (۴) یارسول اللہ گفتن ماسوائی از مواضع بے ادبی در ہر وقت جائز ہست
مگر حاضر دانستن جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مخالف عقیدہ اہلسنت و جماعت ہست
صحیح نیست بلکہ درود شریف یا سلام بجو دپیش کردہ می شود بر روح پاک آں جناب علیہ السلام در مدینہ منورہ
نہ آنکہ سید الانبیاء از برائے او حاضر میشود چنانچہ در حدیث نسائی شریف وارد شدہ ہست قال
علیہ السلام ان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم را عالم الغیب
گفتن ناجائز ہست چنانچہ ملا علی قاری در فقہ اکبر تصریح میکند ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم
یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ احیانا وذکر الحنیفتہ بالتکفیر باعتقاد ان النبی
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ (تعالی) قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب
الا اللہ۔ (۵) سفر کردن از برائے زیارت قبور جائز ہست از جہت اطلاق قولہ علیہ السلام کنت نہیتکم
عن زیارۃ القبور فزوروھا۔ وانچہ بعض علما مثل ابن تیمیہ وغیرہ استدلال بر منع سفر کردہ اند باین حدیث
لا تشد والرحال الا الی ثلثۃ مساجد الخ غلط ہست چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ در احیا میفرماید
وذہب بعض العلماء الی الاستدلال بہ علی منع من الرحلۃ لزیارۃ المشاھد وقبور العلماء والصالحین
وماتبین لی ان الامر لیس کذلک بل الزیارۃ ماموۃ بہا بخبر کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الخ
لکن بوسہ دادن وطواف کردن قبر و عرس وغیرہ ہمہ ناجائز و حرام ہست و نیز مخالف ہست از آداب و طریقہ
زیارت کردن چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ در احیاء میفرمودند و آداب الزیارۃ ان لا یقوم مستقبل
القبر مستدبر القبلۃ ولا یقبلہ ولا ینحنی لہ الخ بلکہ در انحناء و سجدہ کردن خوف کفر ہست۔ (۶) اسقاط کردن
بر طریق معروف اگرچہ در قرون ثلثہ برین طریق جاری نبود لیکن علماء فقہ در کتبہائے خود نقل کردہ ہست و
از نصوص و آثار صحابہ این حکم را مستنبط کردہ اند چنانچہ علامہ ابن العابدین صاحب شامی درین مسئلہ
رسالہ مستقل چاپ کردہ ہست و ثابت کردہ ہست کہ اسقاط میت جائز ہست و در نقل عبارت آں
رسالہ بسیار طول لازم می شود ازیں وجہ ترک کردم (۷) در عدد رکعات نماز جمعہ اختلاف علماء ہست
بعضے میگویند کہ بعد از فرض جمعہ شش رکعات سنت ہست و چہار رکعت فرض احتیاطی را منع می کنند
چنانچہ بحر الرائق در کتاب خود تصریح کردہ ہست بر منع و میگوید ومنشاء جہلہم صلوۃ الاربع بعد
الجمعۃ بنیۃ الظہر وانما وضعہا بعض المتاخرین عند الشک فی صحۃ الجمعۃ بسبب روایۃ عدم تعددہا

فی مصر واحد ولیست ھذہ الروایۃ بالمختار ولیست ھذا القول اعنی اختیار صلوۃ لاربع بعدھا
مرویا عن ابی حنیفۃ وصاحبیہ حتی وقع لی ان افتیت مرارا بعدم صلوتھا خوفا عن اعتقاد الجھلۃ
بانھا فرض وان الجمعۃ لیست بفرض الخ پس از قول صاحب بحرالرائق مطلقاً منع کردن معلوم میشود و
بعض علما میگوید کہ بہتر این ہست کہ بعد از جمعہ دوازدہ رکعات گزاردہ شود چہار رکعت احتیاطی چنانچہ معروف
ہست چنانچہ صاحب شامی نوشتہ ہست ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصراً ینبغی لھم
ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعاً بنیۃ الظہر احتیاطاً الخ۔ لکن نزد بندہ مختار ایں ہست کہ قول صاحب بحرالرائق حمل
کردہ شود بر عوام الناس وعوام الناس را فتوی دادہ نہ شود بر گزاردن فرض احتیاطی زیراکہ ایشاں را
ضرورۃ تردد واقع میشود در فرضیت جمعہ وقول صاحب شامی محمول ہست بر خواص ازیں وجہ کہ ایشاں را
ہست از احوال نیت واصل خلاف پس واقع نمی شود ایشاں را تردد در فرضیت جمعہ ودلیل گرفتہ ام بقول مقدسی
حیث قال نحن لا نأمر بذلک امثال ھذہ العوام بل ندل علیہ الخواص الخ حاصل آنکہ فرض احتیاطی
درحق عوام الناس امر کردہ شود بلکہ خواص را بہتر ہست فقط السلام علیکم علی من لدیکم ہذا ما وضع لی واللہ اعلم بالصواب

محررہ فقیر مولوی سید بادشاہ ابن مولوی سید محمد صدیق اخونزادہ ساکن ریوزی

بخدمت اقدس حضرت مولنا صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ استفتا ہذا ارسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں ۲۳ رمضان
یہ مولوی صاحب جن نے جواب استفتا رہذا تحریر فرمایا ہے تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں
جو ادھوں نے ارقام فرمائے ہیں اب یہ تحریر فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز
پڑھنا کیسا ہے آیا اس شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب بعد مراسم سنت۔ وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکی برتی گئی ہے پھر بھی اون سے تو ہب
کی جھلک پیدا ہے آپ نے مجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط
جواب دے جب بھی کافر نہ ہوگا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جنکی نسبت علمائے حرمین شریفین نے
بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان
کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہئے کہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و
قاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی وخلیل احمد انبٹھی اور ان سب سے گھٹکر ان کے امام اسمعیل دہلوی اور ان
کی کتابوں براہین قاطعہ وتحذیر الناس وحفظ الایمان وتقویۃ الایمان وایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور ان لوگوں
کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیئے ہیں اونھیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ اون فتووں
سے اپنی ناواقفی ظاہر کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منگا لیجئے اور دکھایئے اگر بکشادہ پیشانی تسلیم
کرے کہ بیشک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہوگا کہ دیوبندیت کا اوس پر کچھ اثر نہیں ورنہ

علمائے حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ اوسوقت آپکو ظاہر ہو جائیگا کہ یہ شخص اللہ ورسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا درکنار "علمائے دین واکابر مسلمین" جانے وہ کیونکر مسلمان پھر مسئلہ عرس وفاتحہ فرعی مسائل کا اوس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط۔

مسئلہ ۔ ۳ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ برادر دینی ویقینی مولوی مرزا محمد فاروق بیگ صاحب سلمہ بعد تحیۃ مسنونہ۔ اسوقت آپکا خط تلاش کیا نہ ملا معلوم نہیں اور کیا لکھا تھا ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے۔ عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دیا ہے۔ شاہ صاحب موصوف اور اون کے اب وجد عرس کرتے ہیں۔ ایک پنجابی نے اسپر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا۔ کلام اوس عرس شریف میں ہے جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو اوس میں خیر کے سوا کیا ہے اور خیر کا بعینہٖ منقول ہونا کچھ ضرور نہیں۔ یہ مسئلہ صدیق وفاروق وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں طے ہو لیا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام خیر ہے لہٰذا کیا جائے اور اسپر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوا۔ سوال کا جواب تو اتنا ہے مگر مدارس کی تعمیر اور اون میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اوس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور اون میں ماہانہ وسالانہ امتحان اور اوس میں کامیابوں کے نمبر اور اون پر انعام اور کتابیں چھاپنا کمیشن مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپکو حنفی کہتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں اونھیں ہاتھ لگی یونہیں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے فرض وواجب نفقہ کا کوٹ انسپکٹری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا بچوں کو دعا۔ فقط۔

مسئلہ ۔ از مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم مدرسہ مذکور ۱۲ رجمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ۔

"سزایم برگناہم لازم آمد پس آنگہ رحمتش نہ باہم آمد
بگو مفتی خطائے یا صوابم بسا اسرار اینجا باہم آمد"

الجواب

مسلماں را سزا لازم کہ گر دست کہ قول اعتزالی ظالم آمد
دگر باید سزا کاں نیاید کہ عفوش بہر مومن لازم آمد
دگر بالفرض از چیزے نہ بخشد زنقصاں رحمتش خود سالم آمد
کہ یرحم من یشاء لا کل فرد یعذب من یشاء ہم قائم آمد
بدنیا رحمتش بر جملہ عام ست بعقبے خاص خط مسلم آمد
ثوابش بہر مومن منتہی نیست عذابش بہر کافر دائم آمد
برائے ہر صفت مظہر بکار ست کہ او ذو انتقام و راحم آمد

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مورخہ ۱۷ جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ
سوال میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کیوقت تعظیماً قیام کرنا کہاں سے ثابت ہے۔

الجواب مجلس میلاد مبارک وقیام کا ثبوت ہزاروں بار دیدیا گیا اور اب اجمالاً یہ ہے کہ ان کا ثبوت وہاں سے ہے جہاں سے وہابیہ کے کفر کا ثبوت آیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ شفیع احمد فقیر قادری رضوی طالب علم مدرسہ منظر اسلام مورخہ ۲۱ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرح عقائد عضدیہ للمحقق الدوانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے خطبہ میں ہے یا من وفقنا لتحقیق العقائد الاسلامیۃ عصمنا عن التقلید فی الاصول والفروع الکلامیۃ اور یہ بھی مشہور ہے لا تقلید فی الاعتقادیات حضور اگر ایسا ہے تو جاہل کیلئے یہ کیوں ہے کہ جب اوسکے سامنے کوئی عقیدہ پیش کیا جائے اور یہ نہ جانتا ہو تو کہے "میرا وہ عقیدہ ہے جو اہلسنت کا ہے" بلکہ کوئی جاہل بلکہ اکثر معمولی عالم اکثر عقائد کے استدلال نہیں جانتے اور ہم اکثر ثبوت عقائد میں اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں اور یہ طریق اثبات تصانیف علمائے عظام میں موجود یا اسکے معنی یہ ہیں کہ عقائد کا علم یقینی مثل علم امر محقق ہو نہ علم ظنی مثل علم مرد مقلد۔

الجواب جسطرح فقہ میں چار اصول ہیں کتاب سنت اجماع قیاس عقائد میں چار اصول ہیں کتاب سنت سواد اعظم عقل صحیح تو جو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلیداً اہلسنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دو دس بیس علماء کبار ہی سہی اگر جمہور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اسوقت انکے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں اس دلیل یعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل وعلی وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اسکی پہچان کچھ دشوار نہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کیوقت میں تو کوئی بدمذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بدمذہب ملاکر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے۔ للہ الحمد فقہ میں جسطرح اجماع اقوی الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد

کو بھی اختیار نہیں اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب وسنت سے اوسکا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہوچکا ہے اگرچہ مجتہد کو اوسکا ناسخ نہ معلوم ہو یوں ہی اجماع امت تو شیٔ عظیم ہے سواد اعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے کتاب وسنت سے اسکا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے حق سواد اعظم کیساتھ ہے اور ایک معنی پر یہاں اقوی الادلہ عقل ہے کہ اور دلائل کی حجیت بھی اوسی سے ظاہر ہوئی ہے مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو یہ گنتی کے جملے ہیں مگر بحمدہ تعالی بہت نافع وسودمند فعضوا علیہا بالنواجذ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ کنبوہ کوٹھی حامد حسین خانصاحب رئیس مسئولہ شمشاد علی خانصاحب ۲۶ رجب ۱۳۳۶ھ

صحیح مسلم و دیگر صحاح میں بہ الفاظ مختلفہ واتحاد مطلب یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر اسلام ہمیشہ رہے گا اور اوس میں بارہ خلیفہ ہوں گے دریافت طلب یہ ہے کہ اون بارہ کے اسماء مبارک کیا ہیں۔

(۲) وہ خلفائے دوازدہ گانہ کل کے کل اخیار ہوں گے یا کہ بعض اچھے اور بعض برے اور اگر کہا جائے کہ سب اون میں اچھے نہ تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو کہ خیر الناس نہیں کہے جاسکتے۔ یہ تفصیل حضور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا دیگر علمانے (۳) وہ بارہ خلفاء زیب وہ مسند خلافت ہوچکے یا کہ ابھی کچھ باقی ہیں (۴) چونکہ احادیث متعلقہ خلفاء اثنی عشر میں یہ مسئلہ وارد ہوا ہے کہ اسلام ختم نہ ہوگا تاوقتیکہ بارہ خلفاء پورے نہ ہولیں اگر خلفاء دنیا میں رونق افزائے عالم ہوکر اپنی تعداد کو پوری کرچکے ہیں تو اب حسب مفاد حدیث اسلام و اسلامیان دنیا میں باقی ہیں یا کیا (۵) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کہ صفحہ (۸۲) یا کسی دوسرے صفحہ پر بارہ خلفاء کے جو نام ظاہر کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط۔

الجواب ۔ اصل یہ ہے کہ امور غیب میں اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم جتنی بات بیان فرمائیں اوتنی یقیناً حق ہے اور جسقدر ذکر نہ فرمائیں اوسکی طرف یقین کی راہ نہیں کہ غیب بے خدا و رسول کے بتائے معلوم نہیں ہوسکتا لہذا اس حدیث کے معنی میں زمانہ تابعین سے اشتباہ رہا مہلب نے فرمایا لم الق احدا یقطع فی ھذا الحدیث یعنی میں نے کوئی ایسا نہ پایا کہ اس حدیث کی کوئی مراد قطعی بتاتا امام قاضی عیاض مالکی نے شرح صحیح مسلم میں بہت احتمالات بتا کر فرمایا وقد یحتمل وجوھا اخر واللہ اعلم بمراد نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یعنی اسکے سوا حدیث

میں اور احتمال بھی نکل سکتے ہیں اور اللہ اپنے نبی کی مراد خوب جانے جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم امام ابن الجوزی کشف المشکل میں لکھتے ہیں قد اطلت البحث عن معنی ھذا الحدیث وتطلبت مظانہ وسألت عنہ فلم اقع علی المقصود بہ۔ میں نے مدتوں اس حدیث کے معنی کی تفتیش کی اور جہاں جہاں گمان تھا وہ کتابیں دیکھیں اپنے زمانہ کے ائمہ سے سوال کئے مگر مراد متعین نہ ہوئی اقول کیونکر کہ جس غیب کی اللہ ورسول تفصیل نہ فرمائیں اوسکی تفصیل قطعاً کیونکر معلوم ہو ہاں لوگ لگتے لگاتے ہیں جن میں سے کسی پر یقین نہیں البتہ یہ معیار صحیح ہے کہ حدیث میں جو جو نشان اون بارہ۱۲ خلفاء کے ارشاد ہوئے جس معنی میں وہ نہ پائے جائیں باطل ہیں اور جس میں پائے جائیں وہ احتمالی طور پر مسلم ہوگا نہ کہ یقینی احادیث باب میں اونکے نشان یہ ہیں (۱) کلھم من قریش سب قرشی ہوں گے رواہ الشیخان (۲) وہ سب بادشاہ ووالیان ملک ہوں گے صحیح مسلم میں ہے لایزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش۔ مسند امام احمد وبزاز وصحیح مستدرک میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے بسند حسن ہے انہ سئل کم یملك ھذہ الامۃ من خلیفۃ فقال سألنا عنھا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اثنا عشر کعدۃ نقباء بنی اسرائیل (۳) اون کے زمانے میں اسلام قوی ہوگا۔ صحیح مسلم میں ہے لایزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش (۴) اونکا زمانہ زمانۂ صلاح ہوگا بزار وطبرانی وابوجحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی لایزال امر امتی صالحا (۵) اون پر اجتماع امت ہوگا یعنی اہل حل وعقد اونھیں والی ملک وخلیفۂ صدق مانیں گے۔ سنن ابی داؤد میں ہے لایزال ھذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم تجتمع علیہ الامۃ (۶-۷) وہ سب ہدایت ودین حق پر عمل کریں گے اون میں سے دو اہلبیت رسالت سے ہوں گے۔ استاذ امام بخاری ومسلم مسدد کی مسند کبیر میں ابوالجلد سے ہے انہ لاتھلك ھذہ الامۃ حتی یکون منھا اثنا عشر خلیفۃ کلھم یعمل بالھدی ودین الحق منھم رجلان من اھل بیت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ لگتے لگانے والوں میں جس نے سب طرق حدیث نہ دیکھے ایک دو طرق کو دیکھکر کوئی احتمال نکال دیا جیسے ابوالحسین بن منادی نے یہ معنی لئے کہ ایک وقت میں ۱۲ خلیفہ ہوں گے یعنی اتقدر اختلاف یہ فقط اوس لفظ مجمل بخاری پر بن سکتا تھا اور الفاظ دیکھئے تو کہاں اس درجہ افتراق اور کہاں اجتماع اور ایسی حالت میں اسلام کے قوی وغالب وقائم اور امر امت کے صالح ہونے کے کیا معنی؟! اسی قبیل سے علی قاری کا یہ زعم باتباع ابن حجر شافعی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے آخر ولاۃ بنی امیہ تک ۱۲ ہوئے اور اون میں یزید پلید علیہ ما علیہ کو بھی گنا دیا حالانکہ اوس خبیث کے زمانہ کو قوت دین وصلاح سے کیا تعلق یہ احادیث دیکھکر اس قول کی گنجائش نہ ہوتی۔ مگر صرف ۱۲ سلطنتیں نگاہ میں تھیں اور حق یہ

کہ اوس خبیث پر اجماع اہل حل و عقد کب ہوا ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوسکے دست ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث شہید ہوئے۔ اہل مدینہ نے اوس پر خروج کیا عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملٰئکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوۃ۔ خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہ کیا جبتک یہ خوف نہوا کہ آسمان سے پتھر آئیں ایسا شخص کہ ماں بہن بیٹی کی آبرو ریزی کرے اور شراب پیئے اور تارک الصلاۃ ہو۔ غرض جمیع طرق حدیث یہ قول باطل ہے حدیث میں کہیں نہیں کہ وہ سب بلافصل یکے بعد دیگرے ہوں گے۔ آن میں سے آٹھ گزر گئے صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی۔ علی مرتضیٰ حسن مجتبیٰ۔ امیر معٰویہ عبد اللہ بن زبیر عمر بن عبد العزیز اور ایک یقیناً آنے والے ہیں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین باقی تین کی تعیین اللہ و رسول کے علم میں ہے عجب عجب ہزار عجب کہ ان میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صحابی ابن صحابی ہیں امام عادل ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ ہیں احد العشرۃ المبشرہ کے صاحبزادے ہیں شمار نہ کئے جائیں اور وہ خبیث ناپاک معدود ہو جسے امیر المؤمنین کہنے پر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بیس تازیانے لگائے نسأل العفو والعافیۃ۔ عبد اللہ بن زبیر بھی درکنار خود امام مجتبیٰ کو نہ گنا کہ اُن کی خلافت کا زمانہ قلیل تھا اور ولید کو گنا جس نے قرآن عظیم کو دیوار میں لٹکا کر تیروں سے چھیدا ایسے بے سروپا بمعنیٰ اقوال کی سند نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک متاخر عالم کی خطا ہے رائے ہے عصمت انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا کسی کیلئے نہیں۔ نسأل العفو والعافیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ موضع بہوبت پور ڈاکخانہ اتراؤں ضلع الہ آباد سائل امیر اللہ قصاب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب قیام محفل میلاد شریف کو منع کرتے ہیں جو کہ بر وقت ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اسکا ثبوت کہیں نہیں ہے و نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نام جب آتا ہے تو لوگ انگوٹھا چومتے ہیں اسکا بھی کہیں ثبوت نہیں یہ سب بیجا ہے اور گناہ ہے ایسے عالم کیلئے کیا حکم ہے اور ان سے مرید ہونا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور یہ امور مذکورہ یعنی قیام اور بوسہ دینا انگوٹھے کا بر وقت نام پاک آنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کیا اسکا کہیں ثبوت ہے امید کہ قرآن و حدیث سے اسکا ثبوت دیا جاوے یہاں پر سخت جھگڑا اسکی بابت ہے لہٰذا جواب جلد مرحمت ہو۔

الجواب ایسا شخص عالم نہیں ہوسکتا جسے اتنی تمیز نہ ہو کہ منع کرنے اور گناہ کہنے

کو ثبوت منع درکار ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسول نے منع نہ فرمایا یہ منع کرنیوالا کون اسکے لئے عدم ثبوت کافی جاننا سخت جہل شدید ہے ثبوت تو منع کا بھی نہیں تو اوسی کے موںہہ ثابت ہوا کہ وہ اس ممانعت کے سبب گنہگار ہے آجکل ان چیزوں کے مانعین اکثر وہابی ہوتے ہیں اور وہابی بیدین ہیں اونکی بات سننا حرام ہے اور ایسے شخص کا مرید ہونا سخت اشد گناہ کبیرہ ہے اور اسکے پیچھے نماز باطل محض کما حققناہ فی النھی الاکید قیام کا ثبوت ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں اور بوسہ انگشت میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین ہے جسے طبع ہوئے ۲۲ برس ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر بازار بانسمنڈی دوکان عزیزاللہ۔ مرسلہ کریم بخش چھڑہ فروش ۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

زید نے کہا جو شخص روزہ رکھے گا نماز پڑھے گا اور جتنے ارکان شرعی ہیں وہ سب ادا کریگا وہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں ہے اور وہ بہشت میں جائیگا اور جو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برخلاف ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا اور نہ اوسکی بخشش ہے اور نہ وہ امت میں ہے۔ بکر نے کہا جو روزہ نہ رکھے نماز نہ پڑھے جتنے ارکان شرعی ہیں وہ سب نہ ادا کرے مگر کلمہ گو ہو وہ بخشا جائیگا۔

الجواب ۔ دونوں قول گمراہی وضلالت ہیں پہلا قول خارجیوں کا ہے کہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں دوسرا نیچریوں کا ہے کہ نری کلمہ گوئی کافی جانتے ہیں مسلمانان اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو یا اللہ عزوجل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توہین کرے غرض کوئی قول یا فعل نافی ومنافی ایمان وقطعًا قاطع اسلام کرے وہ کافر ہے اگرچہ لاکھ کلمہ گو نمازی روزہ دار ہو اور جو عقیدہ و دین میں مسلم سالم ہے اگر ایک وقت کی نماز قصدًا یا ایک فرض روزہ عمدًا ترک کرے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو اللہ عزوجل چاہے تو اوسپر عذاب کرے اور یہ اوسکا عدل ہے چاہے بخش دے اور یہ اوسکا فضل ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از اردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خانصاحب ۲۸ شوال ۱۳۳۶ھ

زید کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات پاک رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر پیدا کرسکتا ہے مگر بموجب اپنے وعدہ کے پیدا نہیں کریگا زید کا امام نماز ہونا محققین علماء کے نزدیک درست ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائل جلیلہ وخصائص

کریمہ ناقابل اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین اول خلق اللہ افضل خلق اللہ اول شافع اول مشفع نبی الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم اگر اوسوقت اسطرف قائل کا ذہن نہ گیا محض عموم قدرت پیش نظر تھا اوسے تفہیم کی جائے اگر تابع حق یا طالب حق ہوگا ضرور سمجھ جائیگا اور اپنی غلطی سے باز آئے گا اور اگر باوصف تفہیم عناد واستکبار رولداد واصرار کرے تو ضرور بدمذہب ہے اوسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور اوسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب یہ بھی اوسوقت ہے کہ قول مذکور بعلت وہابیت نہ ہو ورنہ اب دیوبندیوں نے وہابیہ میں اسلام کا نام رکھا جو اون کے مثل اللہ ورسول کی شدید و واضح ناقابل تاویل توہینیں کرتے ہیں خود کافر ہیں ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ان توہینوں کے کرنے والوں کو کافر نہیں کہتے یہ اون کے صدقے میں کافر ہوئے علمائے کرام حرمین شریفین دیوبندیوں کی نسبت تحریر فرما چکے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر جو اون کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کلکتہ ڈاکخانہ بالیگنج کڑایا روڈ ۱۰ مسئولہ فیض محمد تاجر در بازار ستری ہادی مرحوم حضور قطب الاقطاب سیدنا و مولٰنا محبوب سبحانی غوث الصمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواپنے رسالہ غنیۃ الطالبین میں مذہب حنفیہ کو گمراہ فرقہ میں مندرج فرمایا ہے اسکو اچھی طرح سے حضور واضح فرما کر تسکین وتشفی بخشیں کہ وسوسہ وخطرات نفسانی وشیطانی رفع ہوجائیں عبد العظیم نامی ضلع غازیپور کے باشندے نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں رسالہ تقویۃ الایمان عرف تفویۃ الایمان کے مضمون کو مکتوبات مخدوم الملک رحمۃ اللہ علیہ ومجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور بھی بزرگان دین کے مکتوباتوں سے دکھلایا ہے و ثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے مکتوباتوں میں تقویۃ الایمان سے بھی سخت سخت الفاظ نام بنام لکھا ہے کہ اللہ چاہے تو فلاں کو مردود کرے و فرعون ونمرود کو چاہے مقبول کرے سیکڑوں کعبہ تیار کردے وغیرہ وغیرہ اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ یا تو کوئی رسالہ ان کے جواب میں شائع فرمایا ہو تو بذریعہ ریلوے ڈاک پارسل ارسال ہو یا واضح وخلاصہ جواب ارقام ہو والسلام مع الاکرام غنیۃ الطالبین کے مضمون سے زیادہ اس لئے انتشار رہے کہ دونوں حضرات سے تعلق درشتہ وایمان والیقان کا سلسلہ ملحق ہے حنفی اگر مذہب ہے تو قادری مشرب ہے اگر ذرا بھی ان دونوں پیشوا کی طرف سے ریب وشک دامنگیر ہوا کہ بہت بڑا حملہ ایمان پر ہونے کا خوف و ڈر ہے للہ میرے حال زار پر رحم فرمائیں اسوقت میرے لئے بہت بڑا امتحان مدنظر ہے زیادہ حد ادب۔

الجواب ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم کرم فرما اکرمکم اللہ تعالٰی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اولاً کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت

حضرت شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجرد ہے اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین عذاب نے الحاق کر دیا ہے فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں وایاک ان تغتر بما وقع فی الغنیۃ لامام العارفین وشیخ الاسلام والمسلمین الاستاذ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فانہ دسہ علیہ فیہا من سینتقم اللہ منہ والا فہو بریٔ من ذلک یعنی خبردار دھوکہ نہ کھانا اوس سے جو امام الاولیا سردار اسلام ومسلمین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی غنیہ میں واقع ہوا کہ اس کتاب میں اوسے حضور پر افترا کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اوس سے بدلہ لیگا۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ اوس سے بری ہیں۔ **ثانیاً** اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت وجماعت کو بدعتی گمراہ گمراہ گر لکھا ہے کہ خلاف ماقالتہ الاشعریۃ من کلام اللہ معنی قائم بنفسہ واللہ حسیب کل مبتدع ضال مضل کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکار غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت کو بدعتی گمراہ گمراہ گر لکھا ہے اوس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی محل تشویش نہیں۔ **ثالثاً** پھر یہ خود صریح غلط اور افترا بر افترا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ وہ بعض حنفی ہیں اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے جیسے زمخشری صاحب کشاف وعبدالجبار ومطرزی صاحب مغرب وزاہدی صاحب قنیہ وحاوی ومجتبی پھر اس سے حنفیت وحنفیہ پر کیا الزام آیا بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ وشافعیت پر کیا الزام آیا نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھر اس سے حنبلیہ وحنبلیت پر کیا الزام آیا جانے دو رافضی خارجی معتزلی وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام ومسلمین پر کیا الزام آیا۔ **رابعاً** کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار میں بسند صحیح حضرت ابو التقی محمد بن ازہر صریفینی سے ہے مجھے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنا تھی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مردان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ پیچھے ہوئے اونکے لئے دریائے دجلہ کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھکر اوس پار ہو گئے انھوں نے قسم دیکر روکا اور اون کا مذہب پوچھا فرمایا حنیفا مسلما وما انا من المشرکین۔ یہ سمجھے کہ حنفی ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں عرض کیلئے حاضر ہوئے حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے انکے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا اے محمد آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں۔ کیا معاذ اللہ گمراہ بد مذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جنکی ولایت

کی خود سر کار غوثیت نے شہادت دی۔ وہ وہابی رسالہ نظر سے نہ گزرا یہاں چند امور واجب اللحاظ ہیں۔

اولاً وہ کلمات جو ان کتب سے مخالف نے نقل کئے اسمعیل دہلوی کے کلمات ملعونہ کے مثل ہوں ورنہ استشہاد مردود۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکم قرآن انھیں معنی حسن پر حمل کرینگے اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کرچکا ہو تو اوسکی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ کل اناء یترشح بما فیہ صرح بہ الامام ابن حجر المکی رحمہ اللہ تعالی۔ **ثانیاً** وہ کتاب محفوظ مصئون ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمن دین کے الحاق کا احتمال نہو جیسے ابھی غنیۃ الطالبین شریف میں الحاق ہونا بیان ہوا یوہیں امام حجۃ الاسلام غزالی کے کلام میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں جنکا شافی بیان امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کئے اسیطرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافظ وغیرہما اکابر کے کلام میں الحاقات ہونا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثناعشریہ میں بیان فرمایا۔ کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اوس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ بے کم وبیش مصنف کی ہے پھر اوس قلمی نسخوں سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہوگی کہ اونکی اصل وہی مجہول قلمی ہے جیسے فتوحات مکیہ کے مطبوعہ نسخے۔

ثالثاً اگر بہ سند ہی ثابت ہو تو تواتر وتحقیق درکار امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں لا تجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا فان ذلك ثبت متواترا جب بے تحقیق تام عام مسلمان کلمہ گو کی طرف گناہ کی نسبت ناجائز ہے تو اولیائے کرام کیطرف معاذ اللہ کلمہ کفر کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہوسکتی ہے۔ **رابعاً** سب فرض کریں تو اب وہابی کے جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین بری نہیں کہ فلاں فلاں نے بھی کی ہے کیا یہ جواب کوئی مسلمان دے سکتا ہے بفرض غلط توہین جس سے ثابت ہو وہ ہی مقبول نہوگا نہ یہ کہ معاذ اللہ اوسکے سبب توہین مقبول ہوجائے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ مرسلہ محمد عبدالواحد خانصاحب بمبئی اسلامپورہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

(۱) لا مہدی الا عیسٰی کے متعلق کیا رائے ہے۔ (۲) حضرت مہدی و عیسٰی کے متعلق کس قدر حدیثیں وارد ہیں (۳) قرآن شریف کی کن کن آیتوں سے ان کا رد ہوسکتا ہے۔

الجواب (۱) یہ حدیث صحیح نہیں اور بفرض صحت از قبیل لا وجع الا وجع العین ولا ہم الا ہم الدین ولا فتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار کے قبیل سے ہے۔ (۲) حضرت مہدی و

عیسیٰ کے بارے میں احادیث حد تواتر کو پہنچی ہیں یہاں تک کہ ائمہ دین نے انکا نزول اور اوسکا ظہور عقائد میں داخل فرمایا ۳ قرآن عظیم کی جتنی آیتیں تعظیم انبیاء علیہم السلام کا حکم دیتی ہیں اونکی تکذیب پر تکفیر فرماتی ہیں معجزات سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام گناتی ہیں اونکی نبوت و رسالت کی شہادت دیتی ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتاتی ہیں جھوٹے مدعی نبوت پر لعنت فرماتی ہیں وہ سب قادیانی کے رد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ عبدالجبار خاں طبیب دھام پور ضلع بجنور ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

۱۔ جو شخص کہ خلیفہ برحق سے برسر بغاوت و برسر پیکار ہو کیا وہ شخص قابل عزت و لائق احترام ہے اور اوسکے نام کو لفظ حضرت و رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے خواہ صحابی ہوں یا غیر صحابی ۲ کیا حضرت امیر معاویہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باغی اور خطا کار تھے یا بطور اجتہاد اونکی رائے مختلف تھی جس میں اون پر بدنیتی اور عصیان کا الزام عائد نہ ہوگا تفصیل واضح مطلوب ۳ کیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان کسی نبی کے مرتبہ کے برابر ہوسکتا ہے یا زیادہ۔ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر یا اون سے بالاتر ماننا واجب ہے۔ ایک شخص یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسے ہی سوال کے جواب میں فرمایا کہ تم یہ سمجھ لو کہ حضرت آدم ایک بار گندم کھانے سے مورد عقاب ہوئے اور میں نے اسقدر رکھایا ہے وغیرہ۔ کیا یہ حدیث صحیح اور متواتر اور کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو شخص مذکور نکالتا ہے ۴ کیا ہمکو اس بحث میں پڑنا زیبا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رتبہ خلفائے ثلثہ سے بالاتر اور اونکا کمتر ہے اور کیا یہ حنفیوں کے عقائد ضروریہ میں سے ہے فقط

الجواب۔ ۱ اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور اون میں سے کسی پر طعن حرام اور اونکے مشاجرات میں خوض ممنوع حدیث میں ارشاد اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔ رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادہ ہے اوس نے صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں قبل الفتح جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مؤمنین بعد الفتح جنھوں نے بعد کو فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ لایستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد الفتح وقاتلوا اور ساتھ ہی فرمادیا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا اور اون کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا واللہ بما تعملون خبیر۔ اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے باینہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا خواہ سابقین ہو یا لاحقین اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مولیٰ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اوسکے

لئے کیا ہے فرماتا ہے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون لایسمعون حسیسہا وھم فیما اشتہت انفسھم خلدون لا یحزنھم الفزع الاکبر وتتلقٰھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ○ بیشک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اوسکی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے اونھیں غم میں نہ ڈالیگی بڑی گھبراہٹ۔ فرشتے اونکی پیشوائی کو آئینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ تھا۔ سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سنکر کبھی کسی صحابی پر نہ سوءظن کرسکتا ہے نہ اوسکے اعمال کی تفتیش۔ بفرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ۔ تم زیادہ جانو یا اللہ انتم اعلم ام اللہ دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اسکے بعد مسلمان کو اسکے خلاف کی گنجائش کیا ہے ضرور ہر صحابی کیساتھ حضرت کہا جائیگا ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا ضرور اوسکا اعزاز واحترام فرض ہے ولوکرہ المجرمون ع۱ اسکا جواب بھی جزاول سے واضح ہوچکا بلا شبہہ اونکی خطا خطائے اجتہادی تھی اور اوسپر الزام معصیت عائد کرنا اوس ارشاد الٰہی کے صریح خلاف ہے ع۲ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا جو کسی غیر نبی کو کسی نبی کے ہمسر یا افضل مانے وہ بالاجماع کافر مرتد ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مرتبہ انبیائے بنی اسرائیل یا کسی نبی کے بالا یا برابر ماننا واجب درکنار کفر خالص ہے اور ملعون افترائی حکایت عجب مضحکہ ہے گیہوں کھانا ہی اگر دلیل افضلیت ہو تو مولیٰ علی نے اتنے گیہوں ہرگز نہیں کھائے جتنے زید وعمرو آجکل کھارہے ہیں اوس بادشاہ ملک ولایت کی اکثر غذا باتباع سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تھی اور وہ بھی اکثر ایک وقت اور وہ بھی پیٹ بھرکر نہیں اور زید وعمرو رات دن میں دو دو وقت گیہوں کھاتے ہیں تو یہ معاذ اللہ آدم علیہ السلام سے بھی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی این فساد خوردن گندم بود۔ ع۳۔ یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ تمام اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے اہلسنت کے نزدیک بعد انبیا علیہم الصلاۃ والسلام تمام اولین وآخرین سے افضل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں

مسئلہ ۔ از فراشی ٹولہ بریلی مرسلہ مقصود علی خاں صاحب ٢٦ شعبان ١٣٣٥ھ

زید کو لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ وہ وہابی ہے اور اسکے یہاں میلاد شریف اور تیجہ وغیرہ نہیں ہوتا اور وہ قیام کیوقت بھی کھڑا نہیں ہوتا زید نے میلاد شریف کرائی اور قیام کیوقت کھڑا ہوا اور دریافت کرنے پر وہ کہتا ہے کہ قرآن عظیم اور کلمہ شریف پڑھکر ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے لیکن تعین کے ساتھ تیجہ و برسی و چھمائی یہ نہ کرنا چاہئے بلکہ خواہ میت کے دوسرے روز خواہ تیسرے روز خواہ چوتھے روز مکتے پر یا خرمے پر یا کسی شے پر کلمہ شریف پڑھکر ثواب میت کی ارواح کو پہنچانا جائز ہے اور

اسی طرح ہر برسی وچھمائی کے لفظ سے اور گنتی دنوں سے نہ کرے بلکہ جسوقت چاہے کھانا پکوا کر فاتحہ دلوادے اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا سے کم زیادہ سب سے کہئے یہی کلمہ ہے شایان شان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی تعظیم میں ذرا بھی فرق دل میں لائے تو وہ خارج از اسلام۔ اور حضور پر نور کو شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سمجھے اور یہ سمجھے کہ مثل حضور کے نہ کوئی ہے نہ ہوا اور نہوا اور اگر خداوند کریم حضور کو پیدا نہ کرتا تو تمام مخلوق کو پیدا نہ کرتا ایسے عقیدے والے کو وہابی خیال کرنا چاہئے اس پر اگر یہ خیال کیا جائے کہ اس نے کسی مصلحت سے ایسا کیا ہے لیکن اوس کے دل میں ممکن ہے کہ اسکے خلاف ہو تو ایسی صورت میں کیا سمجھنا چاہئے اوس کے زبانی اقرار کا اعتبار ہوسکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ تعین یوم کا انکار آجکل وہابیہ کا شعار ہے اور جتنی باتیں اوس نے کہیں بڑے بڑے پکے وہابی کہہ لیتے ہیں اور بڑے بڑے اشد موقع پر مجلس وقیام بھی کر لیتے ہیں ان باتوں سے پہچان نہیں ہوسکتی بلکہ زید سے مفصل عقائد وہابیہ دریافت کئے جائیں نیز اسمعیل دہلوی وتقویۃ الایمان وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس وحفظ الایمان اور ان کے مصنفوں کی نسبت دریافت کیا جائے اگر سب باتوں کے جواب میں وہی کہے جو علمائے حرمین شریفین نے تحریر فرمایا تو ضرور اوسے سنی سمجھا جائیگا جبتک اس کا خلاف ظاہر ہو اور اگر اوس میں کسی بات کا جواب خلاف دے یا جو کچھ علمائے حرمین شریفین ان کتابوں اور ان کے مصنفوں کی نسبت حکم ضلالت وکفر وارتداد لگا چکے اوس کے ماننے میں ہیر پھیر کرے تو وہ بلاشبہہ سنی نہیں ضرور متہم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

استفتاء۔ مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر اسلام

عرض اینست کہ ورد خواندن شرائط بسیار مذکور ست عقل بعید می پندارد تا کہ در وقت خواندن در بعض خطرات پیدا می شود یعنی کہ حضرت ما آیا می بیند ومیشنود۔

الجواب۔ بلاشبہہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام می بیند ومی شنود انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تأط آواز اطیط آسمان از پانصد سالہ راہ می شنود از راہ دو یک ماہ چہ سان نشنود ان اللہ تعالیٰ رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ آنچہ تا قیامت آمدنی ست ہمہ را ہمچو کف دست مبارک خود می بیند آنچہ از حالا موجود ست چرا نہ بیند علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا۔ اینہا را عقل بعید نمی پندارد بلکہ وہم وظن اکذب الحدیث ست چہ جائے وہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۲۔ جناب سید کائنات خود رحمت و بر روح اقدس او رحمت فرستادن چہ فائدہ۔

الجواب ۔ حق سبحٰنہ وتعالیٰ خود پاک سبوح ست برائے او تسبیح گفتن چہ فائدہ۔ فائدہ خود ماراست ؎ من نگردم پاک از تسبیح شان ؛ پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں ۔ ہمچناں اینجا فائدہ ماراست کہ من صلی علیّ واحدۃً صلی اللہ علیہ عشرا ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو اعلم ۔

سوال ۔ پروردگار عالم چرا بر انبیا علیہم السلام فرمود کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم برزمان ہر یک اگر مبعوث شد تو برو ے وغیرہ چرا کہ بروی معلوم بود کہ زمان خاص جلوا فروز میشود

الجواب ۔ مقصود اظہار عزت وعظمت وسیادت مطلقہ واصالت کلیہ حضور پرنور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بود تا ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام را در دائرۂ نبوت مطلقہ اش فراگیرد و امتی او گرداند صلی اللہ علیہم اجمعین وبارک وسلم ۔

مسئلہ ۔ مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر اسلام بریلی مورخہ ۲۱ صفر ۳۶ھ

سوال عرض اینست کہ اگر شخصے این عقیدہ داشتہ باشد بایں طور کہ بر اللہ تعالیٰ چیزے واجب نیست از جانب غیر لکن از طرف رحمت وفضل اگر خود بر خود واجب کردہ باشد جائز ست چگونہ ۔

الجواب ۔ صحیح است وآں وجوب نیست تفضل ست کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ وکان حقا علینا نصر المؤمنین ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

تحریر بر رسالہ شمس السالکین در بارۂ مجلس مبارک وقیام ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما الحبیب المصطفی وآلہ وصحبہ اولی الصدق والصفا ۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مولٰنا مولوی ابو نصر حکیم محمد یعقوب صاحب حنفی قادری رامپوری کا یہ مختصر وکافی فتویٰ مسمیٰ بہ شمس السالکین مطالعہ کیا مولیٰ عزوجل مولٰنا کی سعی جمیل قبول فرمائے اور اس فتویٰ کو حقیقۃً سالکین راہ ہدیٰ کیلئے آفتاب نورانی بنائے مجلس مبارک وقیام اہل محبت کے نزدیک تو اصلاً محتاج دلیل نہیں ۔ اہل حجت میں جو انصاف پر آئیں قرآن عظیم قول فیصل وحاکم عدل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور فرماتا ہے وذکرھم بایم اللہ اور فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث اور فرماتا ہے انا ارسلنک شاھدا و مبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ اور فرماتا ہے فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون اور فرماتا ہے لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاٰتکم ولادخلنکم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر فمن کفر بعد ذلک منکم فقد ضل سواء السبیل پہلی تین آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اوسکی رحمت پر شادیاں مناؤ لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ

اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کونسا فضل و رحمت کون سی نعمت اس حبیب کریم علیہ و علی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اوسی کے صدقے میں عطا ہوئیں اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پر نور کے دن سے بڑا ہے تو بلاشبہہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادت اقدس پر خوشی کرو مسلمانوں کے سامنے اوسی کا چرچا خوب زور شور سے کرو اسی کا نام مجلس میلاد ہے بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصًا سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے اور قاعدہ شرعیہ المطلق یجری علی اطلاقہ جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کریگی جو جو کچھ اوس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلاتخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کریگا وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے جب ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے یونہیں رحمت پر فرحت ایام الٰہی کا تذکرہ نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس جس طریقہ سے کیئے جائیں سب امتثال امر الٰہی ہیں جبتک شرع مطہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لیکر چاہنا یا بعینہا اونکا قرون ثلثہ میں وجود تلاش کرنا نری اوندھی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے منسوخ کرنا ہے اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لیکر جائز کیا ہو یا جسکا بہیئت کذائی قرون ثلثہ میں وجود ہوا ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ اظہار فرحت و تذکرہ نعمت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اوس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں فرمایا اگر اوسکی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ اونھیں احکام الٰہی کی بجاآوری ہے جو ان آیات کریمہ میں گزرے مگر آدمی دل سے مجبور ہے محبوب کا چرچا محب کا چین اور اوسکی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے آخر نہ دیکھا کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پہونچا جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس و قیام کون ہیں ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی اونکی سرداری ایسی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری اون کی تعریف ایسی ہی کرو جیسی آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ باتوں مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اوروں سے بہت زائد۔ اونکی دھرم پوتھی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ "اون کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے" "جیسا علم غیب اونکو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے" وغیرہ وغیرہ

کلمات ملعونہ مسلمانو یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے منکر ہیں اب تو سمجھو کہ علت انکار کیا ہے واللہ واللہ بغض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دیکھو خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جنکی خبر حدیث میں دی تھی کہ ذیاب فی ثیاب بھیڑیئے ہوں گے کپڑے پہنے یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ خناس۔ اے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بھولی بھیڑو اپنے دشمن کو پہچانو۔ نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمن جنھوں نے وہ ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھی چھاپیں اور آج تک اون پر مصر ہیں اونکی عداوت شدیدہ تو ظاہر ہوگئی اور وہ جو اون کے دلوں میں چھپی ہے بہت زائد ہے قد بدت البغضاء من افواھہم وما تخفی صدورھم اکبر۔ جو بظاہر اون خبیث گالیوں کے خود مرتکب نہیں اون سے پوچھ دیکھئے کہ جن خبثائے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یوں مونھ بھر کر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہوگئے دیکھو ہرگز ہرگز اونھیں کافر نہ کہیں گے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مقابل الٹے اونکی حمایت کو طیار ہو جائیں گے تاویلیں گڑھیں گے بات بنائیں گے حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین بالاتفاق اون تمام دشنامیوں کو ایک ایک کا نام لیکر فرما چکے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر جو اون کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مسلمانو جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی پھر اوسے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ اسلام میں بحث کا کیا موقع رہا کافروں مرتدوں کو اسلامی مسائل میں دخل دینے کا کیا حق مگر یہ ساری دقت اسکی ہے کہ بھائیو تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمنوں کو ابھی نہ پہچانا اون کے پاس بیٹھتے ہو اونکی بات سنتے ہو اونکی تحریریں دیکھتے ہو دیکھو یہ تمہارے حق میں زہر ہے دیکھو تمہارے پیارے مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ واللہ تم سے بڑھکر تم پر مہربان ہیں تمہیں ارشاد فرما رہے ہیں کہ فایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم اون سے دور بھاگو انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں والعیاذ باللہ تعالٰی۔ بھائیو مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا ہے یا معاذ اللہ اون کے دشمن کے پھندے میں پڑنا اللہ تعالٰی اون کا دامن نہ چھڑائے دنیا میں نہ آخرت میں آمین۔ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا وآلہ وصحبہ اجمعین آمین۔

از شہر محلہ قلعہ متصل جامع مسجد مرسلہ حامد حسین خانصاحب تاریخ ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا ولایت مطلقہ افضل ہے نبوت خاص سے یا نبوت خاص افضل ہے ولایت سے ا۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کون صحابی دارائے ولایت تھے اور تمام صحابہ کرام مرتبہ ولایت پر فائز

تھے یا بعض اون میں سے مفصل اور مشرح ارشاد ہو۔

الجواب ۔ نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اوسکی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اوسکی اپنی ولایت اوسکی نبوت سے اور اس اختلاف میں خوض کی کوئی حاجت نہیں پہلی بات ضروریات دین سے ہے اوسکا اعتقاد مدار ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتی کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کہے کافر ہے کما قد نص علیہ اکابر الائمۃ فی غیر ما کتاب صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سب اولیائے کرام تھے قال اللہ تعالی لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیر ۝ وقال تعالی ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خلدون ۝ لا یحزنھم الفزع الاکبر وتتلقھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ۝ وقال تعالی والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم وقال تعالی یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم۔ صحابہ کرام میں سب سے افضل واکمل واعلی واقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم تھے اور ان کی افضلیت ولایت بترتیب خلافت۔ یہ چاروں حضرات سب سے اعلی درجے کے کامل مکمل ہیں اور دارائے نیابت نبوت ہونے میں شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کا پایہ ارفع ہے اور دارائے تکمیل ولایت ہونے میں حضرت مولی علی مرتضی شیر خدا مشکل کشا کا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی فتح محمد۔ ۱۲ر جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ یوم ہفتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ ۹ سورہ اعراف میں یہ آیہ کریمہ آئی ہے ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون ۝ اس کے کیا معنی ہیں اور اسکی شان نزول کیا ہے اور اس سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ اگر میں اپنی ذات سے بے خدا کے بتائے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کرلیتا اور مجھے کوئی برائی تکلیف نہ پہنچتی میں تو ایمان والوں کو ڈر اور خوشخبری ہی سنانے والا ہوں۔ کافروں کے مہمل سوالات پر اتری تھی اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہوتی ہے کہ بے خدا کے بتائے مجھے علم نہیں ہوتا اور اگر خدا کے بتائے سے ہونا مراد لیں تو صراحۃً قرآن مجید کا انکار اور کھلا کفر ہے اسکی

تفصیل ہمارے رسائل علم غیب میں دیکھو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از قصبہ شیش گڑھ ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی مسئولہ سید محمد سجاد حسین صاحب ۲۹ محرالحرام ۱۳۳۷ھ

(۱) زید باوجود ادعائے صدیقی الوارثی کے اسمٰعیل دہلوی کو حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔ (۲) بکر اپنے آپکو چشتی حیدری بتاتا ہے اور مندرجہ ذیل امور پر اعتقاد رکھتا ہے یعنی مسلمان جو حضرت پیران پیر جناب شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی گیارہویں شریف مقرر کرکے اون کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے ہیں اسکی بابت کہتا ہے کہ گیارہویں تاریخ مقرر کرنا مذموم ہے۔ ماہ رجب المرجب کی بابت لکھتا ہے کہ اس ماہ کے نوافل صلٰوۃ وصوم وعبادت کے متعلق بڑے بڑے ثوابوں کی بہت سی روایتیں ہیں اون میں صحیح کوئی بھی نہیں۔ اور یہ بات بالکل غلط اور بے سند ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ماہ رجب میں ہوا تھا۔ ماہ شعبان میں حلوا پکانا یا تیرہویں کو عرفہ کرنا عید کے دن کھانے تقسیم کرنا ممنوع ہے۔ ماہ محرم میں کھچڑا یا شربت خاص کرکے پکانا پلانا اور اماموں کے نام کی نیاز دلانا اور سبیل لگانا بہت بری بدعتیں ہیں۔ عاشورہ کے دن سرمہ لگانے کی حدیث عند المحدثین پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ ماہ صفر میں کسی خاص ثواب یا برکت کا خیال رکھنا جہل ہے۔ سید احمد رائے بریلوی کو نیک بزرگ بلکہ ولی جانتا ہے پس کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے اشخاص کے حق میں کہ انکا اصلی مذہب کیا ہے اور امور مذکورہ بالا کی اصلیت مفصل طور سے تحریر فرمائی جائے۔

الجواب ۔ (۱) صورت مذکورہ میں زید گمراہ بددین نجدی اسمٰعیلی ہے اور بحکم فقہائے کرام اوسپر کفر لازم جسکی تفصیل کتاب الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ سے ظاہر واللہ تعالٰی اعلم

(۲) بکر ہوشیار وہابی معلوم ہوتا ہے گیارہویں شریف کو مذموم شعبان کے حلوے تیرہویں کے عرفے عید کے کھانے کو مطلقاً بلا ممانعت شرعی ممنوع محرم شریف کے کھچڑے شربت ائمۂ اطہار کی نیاز سبیل کو مطلقاً بدعت شنیعہ کہنا شعار وہابیہ ہے اور وہابیہ گمراہ بددین احادیث اعمال رجب کو صحیح نہ کہنا بڑی چالاکی ہے اصطلاح محدثین کی صحت یہاں درکار نہیں فضائل اعمال میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں رجب میں کشتی بنانے کا حکم ہوا تھا بلکہ رجب میں کشتی چلی اور اعدا پر قہر اور محبوبوں پر حملنٰہ علٰی ذات الواح ودسر تجری باعیننا جزاء لمن کان کفر کا فضل اسی مہینہ میں ظاہر ہوا یہ عبداللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صفر و سرمۂ عاشورہ کی نسبت اوس کا قول رد نہ کیا جائے اگرچہ ثانی میں اختلاف کثیر ہے اگر صراط

مستقیم" کے کلمات باطلہ کو باطلہ کفریہ کو کفریہ اسمٰعیل دہلوی کو گمراہ بددین جانتا ہے وہابیت سے جدا ہے توسید احمد کو صرف بزرگ جانتے سے وہابی نہ ہوگا ورنہ قد بینا الآیات ان کنتم یعقلون، کما ھدانا ربنا تبارک وتعالیٰ عما یصفون ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از بہار شریف محلہ خانقاہ حضرت مخدوم الملک بہاری رحمۃ اللہ علیہ مسئولہ نجم الدین احمد صاحب فردوسی نبیرۂ جناب حضرت سید شاہ امین احمد فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۳ صفر ۱۳۲۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل مفصلہ ذیل میں ۔ (۱) جو تعزیہ بنانے والے کو کافر اور اس کی اولاد کو حرامی اور قیام مولود کو بدعت سیئہ اور حاضری عرائس بزرگان کو فعل لغو سمجھتا ہے وہ شخص کیسا ہے سنی حنفی ہے یا نہیں۔ (۲) دیوبندی مدعی تقلید وغیر مقلد مدعی اہل حدیث میں زیادہ کون ضلالت پر ہے اور دونوں فرقوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور ان دونوں گروہوں پر علمائے حرمین شریفین کا کیا فتویٰ ہے ۔ (۳) جو شخص کہ اکابر اولیاء اللہ کے مزار اقدس کو تودہ خاک کہے اور استمداد واستفاضہ کا اولیاء اللہ کے قبور سے منکر ہو اور یا رسول اللہ کہنا شرک وناجائز بتائے اور طعام فاتحہ ونیاز کا کھانا حرام سمجھے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں (۴) مولوی قاسم دیوبندی ومولوی رشید احمد گنگوہی ومولوی اشرف علی تھانوی ومولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہئے ارشاد فرمایا جائے کہ ہم سنیوں کو تقویت حاصل ہو ۔ بینوا توجروا

الجواب: (۱) تعزیہ بنانا گناہ ہے کفر نہیں کافر کہنے والا مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس حدیث میں داخل ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من قال لاخیہ یا کافر فقد باء بہا احدھما فان کان کما قال والا رجعت علیہ یعنی جو بظاہر کسی مسلم کو کافر کہے دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اور وہ واقع میں کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کہنا اس کہنے والے ہی پلٹ آئیگا اور اس کی اولاد کو حرامی کہنا اس آیۂ کریمہ میں داخل ہے ان الذین یرمون المحصنٰت الغافلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولھم عذاب عظیم ۰ وہ جو پارسا بے خبر ایمان والیوں کو زنا کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ۔ قیام مجلس مبارک کو بدعت سیئہ اور حاضری اعراس طیبہ کو لغو سمجھنا شعار وہابیہ ہے اور وہابیہ سنی کیا مسلمان بھی نہیں کہ اللہ ورسول کی علانیہ توہین کرتے ہیں اور اللہ عزوجل فرماتا ہے قل اباللہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ۰ لا تعتذروا

قد کفرتم بعد ایمانکم۔ ان سے فرمادو کیا اللہ اور اوسکی آیتوں اور اوسکے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے
بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ ہاں بالفرض اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہابیت و وہابیہ
سے جدا ہو وہابیہ کو گمراہ و بد دین دیوبندیہ کو کفار مرتدین جانتا مانتا ہو صرف قیام و عرس میں کلام رکھتا
ہو تو محض اوس وجہ پر اوسے سنیت و حنفیت سے خارج نہ کہا جائے گا مگر آجکل یہ فرض از قبیل فرض
باطل ہے آج وہ کون ہے کہ ان میں کلام کرے اور ہوسکے اللھم مگر بہ تقیہ کہ وہابیہ میں روافض سے کچھ
کم نہیں (۲) دونوں میدان کفر میں کفرسی رہان ہیں دونوں کے پیچھے نماز باطل محض جیسے مسیح چرن یا گنگا
دین کے پیچھے۔ کما حققناہ فی النہی الاکید عن الصلٰوۃ وراء عدی التقلید وغیرہ من کتبنا وفتاونا فتح القدیر
شرح ہدایہ میں ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہم ان الصلوٰۃ خلف اھل
الھواء لاتجوز بظاہر غیر مقلد دیوبندیہ سے بدتر ہیں کہ عقائد کفر و ضلال میں دونوں متحد اور اون
میں انکار تقلید و بدگوئی ائمہ زائد خود امام الدیابندہ رشید گنگوہی کے فتاوی حصہ دوم صفحہ ۱۲ میں ہم گروہ
غیر مقلدین نذیر حسین دہلوی کی نسبت ہے انکو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بیجا ہے
عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں۔ اور مفتی سے اگر غیر مقلدین اور دیوبندیہ کے بارے میں
سوال ہوگا تو دیوبندیوں پر حکم سخت تر دیگا کہ اوسکا مطمح نظر وصف عنوانی ہے ترک تقلید و بدگوئی ائمہ
کو دیوبندیہ کے ان اقوال سے کیا نسبت ہے جو سرگروہان دیابنہ گنگوہی نانوتوی و تھانوی کے ہیں
کہ ابلیس کو علم غیب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیلئے ماننے تو صریح مشرک۔ ع۲ شیطان کو یہ
وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے
ایک شرک ثابت کرتا ہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے"۔ ع۳ شیطان خدا کی صفت خاصہ میں
اوس کا شریک ہے۔ ع۴ شیطان اس عظیم فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زیادہ ہے
نہ باین معنی کہ حضور میں کم ہو اور اوس میں زائد بلکہ بایں معنی کہ یہ فضل جلیل ابلیس ہی کیلئے ہے حضور کے لئے
ماننے والا مشرک بلکہ شیطان خود خدا ہے کہ اوس کیلئے علم غیب ثابت ہے کوئی عوام میں بسبب افضلیت
کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اوس کے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کردے۔ (براہین گنگوہی ص۵۱)
براہین والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلمیت ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ
اپنے اس زعم پر بربنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کرلے علم غیب کا لفظ کلام
مخالف میں نہ تھا اور جو علم مخالف نے ثابت کیا اوسے براہین والا خود نصوص سے ثابت مانتا ہے
اور اوسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ سب علوم غیب سے
کروڑوں درجے زائد کہ اون کے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے ایک جلسہ نکاح

ـــــــــــــــ
سلہ مانند دو اسپ کہ باہم شرط کرد او دوانند ۱۲

پر مطلع ہو جانا علم غیب ہے براہین صفحہ ۴۹ فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر لکھا ہے تو علم محیط زمین تو لاکھوں کروروں علم غیب کا مجموعہ ہوا جسے شیطان کیلئے ثابت مانا اور اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاوی گنگوہی حصہ ۳ ص ۸) تو ضرور شیطان اونکے یہاں غیر حق تعالیٰ نہیں ورنہ اوسکے لئے علم غیب مان کر شرک صریح میں نہ پڑتے جو وقوع کذب باری کا قائل ہو یعنی صراحۃ کہے کہ اللہ (معاذ اللہ) جھوٹا ہے جھوٹ بولا ہے تو اوسکو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیئے اوسکو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن وتضلیل نہیں کر سکتا ایسے کو تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے (فتوائے گنگوہی صاحب) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی نبی آخر الزماں ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آجتک سب مسلمان سمجھ رہے ہیں) جاہلوں کا خیال ہے نافہمی ہے یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے نہ اوسے اصلا فضیلت میں دخل نہ وہ مدح میں ذکر کے قابل آیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم قرآن کی عبارت بے ربط (تحذیر الناس نانوتوی صاحب ص ۳ و ۴) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا (تحذیر الناس ص ۲۳) بڑوں (یعنی علما و ائمہ وصحابہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم نہ پہنچا طفل ناداں (یعنی نانوتوی صاحب) نے ٹھکانے کی بات کہدی (تحذیر ص ۴) یعنی یہ کہ خاتم النبیین کہنا محض جھوٹی ہوا بندی ہے اس لئے کہ ختم زمانی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آجتک تمام صحابہ وائمہ وعلماء ومسلمین (انکے زعم میں) براہ نافہمی سمجھے ہوئے تھے اور صفحہ ۱۱ تحذیر پر خود برائے تصنع کہا تھا کہ اسکا منکر بھی کافر ہوگا وہ تو اس صورت میں کہ بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو بداہۃً زائل ہو ہی گیا کہ وہ تو خود بہ اقرار تحذیر صفحہ ۲ یہی تھا کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب میں آخر نبی کب رہیں گے یہ تو گیا ہی اور اسکے جانے ہی نانوتوی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم شد کہ اوسے ختم زمانی لازم تھا تحذیر ص ۹ ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے لازم گیا تو ملزوم کہاں غرض نہ ختم زمانی رہا نہ ذاتی بچا سب فنا اور خاتمیت بجا اوس میں کچھ فرق نہ آئیگا کذلك یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار۔ یہ ہے وہ ٹھکانے کی بات جو آجتک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نہ سمجھے تھے نانوتوی نے سمجھی بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے (تھانوی حفظ الایمان صفحہ ۷) نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں تو اوس کا بطلان عقل ونقل سے ثابت حفظ الایمان صفحہ ۸۔ ولہذا علمائے کرام حرمین شریفین نے فتاوی الحرمین میں غیر مقلد پر یہ حکم فرمایا

---

۱ و ۲ و ۳ ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ غفرلہ

هومن اهل البدعة والنار ص۲۰ وہ بدعتی جہنمی ہے ص۲۱ اور حسام الحرمین شریف میں دیوبندیوں کی نسبت یوں ارشاد فرمایا هولاء الطوائف کلهم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام ص۲۴ یہ طائفے سب کے سب کافر مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں ص۲۵ اور تحقیق یہ ہے کہ ان صریح جلی ملعون کفروں کے ایجاد میں دیوبندی پیش قدم ہیں اور ان کے تسلیم میں وہ اور غیر مقلد سب یکساں وہمدم ہیں کوئی وہابی ان لعین کفروں اور اللہ رسول کو شدید غلیظ گالیوں پر دیوبندیوں کی تکفیر نہ کریگا بلکہ اپنی جلتی ساتھ ہی دے گا اور علمائے کرام دیوبندیوں کو فرما چکے من شک فی کفره وعذابه فقد کفر ص۲۴ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے ص۲۵ تو ملعون کفروں میں سب برابر ہوئے اور اللہ ورسول جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سخت گندی دشناموں کے بعد اسیر کیا نظر کہ انھوں نے ائمہ کو بھی برا اور تقلید کو ناجائز کہا ان عظیم ملعون کفروں کے آگے یہ کیا قابل ذکر ہے لہذا دونوں گروہ کفر میں برابر اور سگ زرد وشغال یا سگ سیاہ وخوک سے زیادہ باہم حقیقی برادر ہیں (۳) یہ سب مسائل وہابیت ہیں اور ہم واضح کر چکے کہ وہابیہ مسلمان نہیں اگرچہ نفس مسائل فی انفسہا کفر نہ ہوں سوائے انکار علم غیب کہ اگر نہ صرف لفظ بلکہ معنی کا انکار ہو اور علی الاطلاق ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اصلا غیب پر اطلاع نہ دی گئی تو یہ انکار بذات خود کفر ہے کہ آیات قرآنیہ ونصوص قاطعہ کے علاوہ خود نفس نبوت حضور کا انکار ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں النبوة هی الاطلاع علی الغیب یعنی نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ غیب پر مطلع ہونا (۴) یہ چاروں حضرات عناصر اربعہ دیوبندیت ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم بکسر ہمزہ ہیں چہ جائے فتحہ جواب دوم میں دیوبندیوں کی نسبت علمائے کرام حرمین طیبین کا فتوی سن چکے کہ یہ سب باجماع امت کافر مرتد ہیں جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر اور انھیں اکابر نے تقریظات حسام الحرمین شریف میں جابجا نام بنام بھی ثلثہ سابقہ پر حکم کفر فرمائے ص۴۲ ان غلام احمد القادیانی ورشید احمد ومن تبعه کخلیل الانبیٹھی واشرف علی وغیرهم لاشبهة فی کفرهم بلا مجال بل لاشبهة فی شک بل فیمن توقف فی کفرهم بحال من الاحوال ترجمہ ص۴۳ "غلام احمد قادیانی ورشید احمد اور جو اسکے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک بلکہ کسی طرح کسی حال میں انھیں کافر کہنے میں توقف کرے اسکے کفر میں بھی شبہہ نہیں" ص۵۸ غلام احمد القادیانی ورشید احمد وخلیل احمد واشرف علی من اہل الکفر الجلی ترجمہ ص۵۹ "غلام احمد قادیانی و رشید احمد وخلیل احمد واشرف علی کھلے کافر ہیں" ص۶۰ رشید احمد واشرف علی وخلیل احمد من ذوی الکفر الجلی ترجمہ ص۶۱ "رشید احمد واشرف علی وخلیل احمد کھلے کفر والے ہیں" ص۶۹ و۷۰ اطلعت علی

کلام المضلین فوجدته موجبًا لردتهم وهم اخزاهم الله تعالی۔ رشید احمد واشرف علی وخلیل احمد من ذوی الکفر الجلی ترجمہ ص۶۹ و ۷۱ میں اون گمراہوں کے اقوال پر مطلع ہوا تو میں نے پایا کہ اون کے اقوال اون کے مرتد ہو جانے کے موجب ہیں اور رہ (اوا) دھیں اللہ رسوا کرے یہ رشید احمد واشرف علی وخلیل احمد ہیں جو کھلے کفر والے ہیں ص۱۰۰ الفرقة المارقة التی تدعی بالوهابية منهم المارق المنقص لشان الالوهية والرسالة قاسم النانوتوی ورشید احمد گنگوهی وخلیل احمد انبٹهی واشرف علی تهانوی ترجمہ ص۱۰۱ گروہ خارج از دین جسے وہابیہ کہا جاتا ہے اون میں سے ہے دین سے نکلنے والا شان الوہیت و رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبٹھی، اشرف علی تھانوی ص۱۲۸ و ص۱۳۰ والقاسمية قولهم صريح فی تجويز نبوة جديدة لاحد بعده ولاشك ان من جوز ذلك فهو كافر باجماع المسلمين وعليهم وعلی من رضی بمقالتهم ان لم يتوبوا غضب الله ولعنته الی يوم الدين۔ ترجمہ ص۱۲۹ و ص۱۳۱ قاسم نانوتوی کے قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماع علمائے امت کافر ہے ان لوگوں پر اور جو انکی اس بات پر راضی ہو اوس پر اللہ کا غضب اور اللہ کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہوں ص۱۳۲ و ص۱۳۴ قول رشید احمد الگنگوهی فی البراهين القاطعة كفر واستخفاف صريح برسول الله صلی الله تعالی عليه وسلم وقد نص ائمة المذاهب الاربعة ان من استخف برسول الله كافر ترجمہ ص۱۳۳ و ص۱۳۵ وہ جو رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا کفر ہے اور صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے چاروں مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ شان اقدس گھٹانے والا کافر ہے ص۱۳۴ قول اشرف علی تهانوی كفر صريح بالاجماع اشد استخفافا برسول الله صلی الله تعالی عليه وسلم من مقالة رشيد احمد فيكون كفرا بالطريق الاولی موجبا لغضب الله ولعنته الی يوم الدين ترجمہ ص۱۳۵ وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا وہ کھلا ہوا کفر ہے بالاتفاق اس میں رشید احمد کے قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کا موجب رہے چوتھے دیوبندی صاحب یہ اونھیں اگلے تین کے پیچھے ہیں مگر کروروں خداؤں کے پوجنے میں آگے ہیں انھوں نے ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں بے تکان چھاپ دیا کہ انکا خدا چوری کر سکتا ہے کیونکہ آدمی چرا سکتا ہے تو خدا کیسے چور نہ ہو سکے گا اب ملاحظہ ہو کوئی عاقل اپنی ملک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا تو ضرور ہے کہ بعض چیزیں ان کے خدا کی ملک سے باہر اور دوسرے کی ملک مستقل ہوں اور مالک مستقل نہو گا مگر خدا کہ بندہ کا سب کچھ اوسکے مولیٰ کا ہے تو ضرور ہے کہ دوسرا

خدا ہو جسکی ملک کو انکا خدا چرا سکے پھر آدمی لاکھوں کروروں کی چوری کرسکتا ہے انکا خدا اگر ایک ہی کی کر سکے تو پھر انسان سے قدرت میں گھٹ رہے تو ضرور ہے کہ دیوبندی کے لاکھوں کروروں خدا ہیں جنکی چوری انکا خدا کرسکتا ہے یہ ظاہر تو کی محمود حسن نے مگر اصل دلیل انکے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کی ہے کہ یکروزی میں لکھی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے خدا نہ بول سکے تو آدمی سے قدرت میں کم رہے اس دلیل ذلیل کے بکثرت رد ہمارے رسائل مثل سبحٰن السبوح وغیرہ میں ہیں مگر وہابیہ پر اس کا ماننا لازم اور سب وہابی خود اسکے قائل ہیں۔ اب ہے دم تھانوی صاحب یا محمود حسن یا کسی دیوبندی یا کسی وہابی میں کہ اس کا جواب لا سکے اور اپنے کروروں خدا سے ایک ہی گھٹا سکے۔ کذٰلک العذاب و لعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از نصیر آباد راجپوتانہ مرسلہ شیخ عمر ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

اگر کسی کتاب میں امام اعظم رحمۃ اللہ کے قول یا فعل سے کھانے پر فاتحہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنے کا ثبوت ہو تو برائے مہربانی اوس کتاب کا نام اور صفحہ سے بہت جلد اطلاع دیں کیونکہ ایسا دعویٰ مولوی عبدالحکیم غیر مقلد کرتا ہے جس کے پرچہ کی نقل جو میرے پاس آیا ہوا ہے کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں (نقل رقعہ یہ ہے) میں عبدالحکیم اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی عالم امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے یہ ثابت کر دے کہ اونھوں نے کھانا آگے رکھکر ہاتھ اوٹھا کر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس کام کو کروں گا اور علانیہ لوگوں میں توبہ کروں گا اور سو روپیہ کی مٹھائی اوسکے شکریہ میں تقسیم کروں گا۔

الجواب۔ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب وہ ہے جو اونکی کتاب عقائد فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ ان دعاء الاحیاء للاموات وصدقتھم عنھم نفع لھم خلافا للمعتزلۃ و الاصل فی ذلک عند اھل السنۃ ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او حجا او صدقۃ او غیرھا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ واصحابہ یجوز ذلک وثوابہ الی المیت" بیشک زندوں کا مردوں کیلئے دعا کرنا اور انکی طرف سے صدقہ دینا مردوں کو نفع دیتا ہے معتزلہ گمراہ فرقہ اس میں مخالف ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ اہلسنت کے نزدیک آدمی اپنے ہر عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ یا کچھ۔ امام ابو حنیفہ اور اون کے اصحاب کے نزدیک یہ سب جائز ہے اور میت کو اسکا ثواب پہنچتا ہے"۔ یہ مذہب ہے امام اعظم کا اگر اسمیں کوئی ثبوت دیدے کہ امام نے قرآن مجید اور کھانے کا ثواب پہنچانا جائز تو فرمایا لیکن کھانا آگے رکھنے کو منع فرمایا ہے میت کیلئے دعا تو جائز فرمائی ہے لیکن اوسمیں ہاتھ اوٹھانا منع فرمایا ہے تو او سے دو سو روپیہ انعام دیئے

جائینگے نیز دیوبند وغیرہ وہابی مدارس میں جو نصاب تعلیم ہے اور سالانہ جلسے طرز معلوم کیلئے امتحان اور اون کے نمبر اور روداد یں چھاپنا اور کتابیں چھاپ کر بیچنا اور اون پر کمیشن کاٹنا اگر کوئی عالم اس کا ثبوت دے کہ امام اعظم نے ان باتوں کا حکم دیا ہے تو سو روپیہ انعام پائے گا۔

مسئلہ: از امرتسر کٹڑہ پرجہ مرسلہ غلام محمد دوکاندار ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

ثبوت مولود شریف پر سو روپیہ انعام۔ آجکل جس رسم مجلس مولود کا رواج ہے ہمارے علم میں یہ بے ثبوت بات ہے اسکے ثبوت دینے پر انجمن ہذا کی طرف سے یکم ربیع الاول کو ایک اشتہار انعامی دس روپیہ شائع ہو چکا مگر میاں فیروز الدین صاحب سوداگر آنریری مجسٹریٹ فرماتے ہیں کہ یہ انعام کم ہے اس مسئلہ کا فیصلہ ہونا ضروری ہے اس لئے میاں صاحب موصوف مروجہ مولود کا ثبوت قرآن یا حدیث یا فقہ میں سے دینے والے کو یکصد روپیہ انعام دینے کا اعلان کرنے کی ہم کو اجازت دیتے ہیں امید ہے حامیان مولود شریف ضرور توجہ کرکے انعام مرقومہ کے علاوہ ثواب دارین بھی حاصل کریں گے۔

نوٹ۔ واضح رہے کہ ایچ پیچ کا کام نہیں صرف حوالہ کتاب مع عبارت شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینہ میں مجلس مولود کیا کرو مجلس مولود کرنا ثواب ہے ہماری طرف سے اجازت ہے کہ اماماں دین میں سے کسی ایک امام کا قول دکھا دیں جو کسی مستند کتاب میں ہو اگر اتنا بھی ثبوت نہیں تو پھر ایسی بے ثبوت بات کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام خاکسار محمد ابراہیم شال مرچنٹ نائب سکریٹری انجمن اہل حدیث امرتسر۔ ۱۲ دسمبر

الجواب۔ وہابیہ کو دو سو روپے انعام۔ حامدًا ومصلیًا ومسلمًا (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمۃ ربك فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اگر وہابیہ ثبوت دیدیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت نعمت نہیں یا مجلس میلاد مبارک اس نعمت کا چرچا نہیں تو ۵۰ روپے انعام۔ (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وذکرھم بایّٰم اللہ اونھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلس میلاد اوس دن کا یاد دلانا نہیں تو ۵۰ روپے انعام (۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلك فلیفرحوا تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اوسکی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اوسکی رحمت نہیں یا مجلس میلاد اس فضل و رحمت کی خوشی نہیں تو ۵۰ روپیہ انعام۔ (۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما اٰتکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے وہ منع کریں اوس سے باز رہو۔ اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلس میلاد مبارک کو منع فرمایا

ہے تو ہم روپیہ انعام۔ **ضروری اطلاع** واضح رہے کہ ایچ پیچ کا کام نہیں صرف وہ آیت یا مع حوالہ کتاب و صحیح اسناد دہ حدیث شائع کردینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینے میں مجلس میلاد نہ کیا کرو مجلس میلاد کرنا عذاب ہے بلکہ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ چاروں اماموں یا صحاح ستہ کے چھ مصنفوں میں سے کسی ایک امام ہی کا قول مذکور دکھادیں جو کسی مستند کتاب میں ہو اگر منع کا اتنا ثبوت بھی نہیں تو پھر ایسے بے ثبوت منع کو چھوڑتے ہیں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ (۵) اہل حدیث کی کانفرنس اور اوس میں سکریٹری وغیرہ مقرر کرنا اور بننا اور اوس کے بڑے سالانہ جلسے اور اونکی ہیئت کذائی اور اہل حدیث کا اخبار چھاپنا اور اوس کی پیشگی قیمت لینا اور ردائمہ میں کتابیں چھاپنا اور ہیئت مروجہ پر مدرسے بنانا اور اون میں تنخواہ دار مدرسین رکھنا سہ ماہی ششماہی سالانہ امتحان ہونا اون میں پاس کے نمبر ٹھہرانا کسی مسئلہ کا ثبوت مانگنے پر اشتہار چھاپنا اور ہر درس کا نصاب معین کرنا انعام ٹھہرانا ان سب باتوں کا اگر وہابیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا صحابہ تابعین یا چار امام یا چھ مصنف صحاح سے ثبوت دیدیں تو ہم روپیہ انعام اور ثبوت نہ دے سکیں تو پھر ایسی بے ثبوت باتوں کے چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الہدٰی

مسئلہ ۔ از جالندھر چوک امام ناصر الدین صاحب دوکان ملک محمد امین مرسلہ ملک محمد امین ۲۵ ربیع الآخر شریف ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ (۱) خواب میں شیطان کسی اچھی صورت میں ہو کر فریب دے سکتا ہے یا نہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (۲) اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے کل اشیاء درخت وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں۔

الجواب ۔ (۱) حضور اقدس علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ساتھ شیطان تمثل نہیں کرسکتا حدیث میں فرمایا من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپکو اللہ ظاہر کرسکتا ہے۔ (۲) عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ تینوں موالید جمادات نباتات حیوانات اور چاروں عناصر اور سات آسمان اور فلک ثوابت فلک اطلس کرسی عرش افادہ الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی محلہ سوداگران مسئولہ شفیع احمد بیسلپوری ۵ جمادی الاولی ۳۷ھ

حضور پرنور۔ بعد میثاق الست برکم کیا ارواح معدوم کردی گئی تھیں اور بعدہ خلق انسان کیوقت پھر خلق روح ہوتا ہے اسمیں اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے اور کیا دلیل۔ اور یہ عقیدہ کس مرتبہ میں ہے

اتفاقی اجماعی یا ضروریات اہلسنت سے اس مسئلہ میں علما کو تردد ہے ابھی ضرورت ہے۔

الجواب۔ حاشا للہ روح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی انما خلقتم للابد بدن کیساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے قال اللہ عزوجل وقد کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اگر بعد میثاق روحیں معدوم کردی گئی ہوتیں تو تین موتیں ہوتیں اور یوں فرمایا جاتا کنتم امواتا فاحیاکم ثم اماتکم ثم احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم یہ عقیدہ اجماعی ہے مگر نہ اس درجہ پر واضح کہ جو شخص بجال نا واقفی اس کا خلاف کرے اوسے اہلسنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کار خاطی ہے وبس اور اوسپر یہ الزام ہے کہ بے جانے لب کشائی کی جرأت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اسکا مقر ہو اوسے مسلمان جانیں گے جبکہ اوسکے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جسکے دل میں اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو اللہ ورسول کے محبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ ورسول کے مخالفوں بدگویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں جو کچھ دے اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کیلئے روکے سواوسکا ایمان کامل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب للہ وابغض للہ واعطے للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کھنڈل پوسٹ آفس کیوکٹو ضلع اکیاب مرسلہ محمد عبدالسلام مدرس چہارم گورنمنٹ اسلامیہ اردو اسکول۔ ۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض وہابی عالم کہتا ہے کہ درود تاج پڑھنا حرام ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کا استعمال نازیبا بلکہ شرعاً ممنوع اور ایمان جانیکا خوف ہے نعوذ باللہ من ذلک یہ قول حق ہے یا باطل اگر حق ہو تو منکرین پر شرعاً کیا حکم۔

الجواب۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک دافع بلا ہیں اونکی شان عظیم تو ارفع واعلیٰ ہے اون کے غلام دفع بلا فرماتے ہیں ابن عدی وابن عساکر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما سمیت احمد لانی احید عن امتی

نار جهنم میرا نام اُحید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔ دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جسکے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں بیہقی دلائل النبوۃ اور ابوسعد شرف المصطفٰے میں راوی خفاف بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر بارگاہ ہوکر عرض کی حتی وردت الی المدینۃ جاھدا اکدا اراك فتفرج الکربات میں کوشش کرتا ہوا مدینہ میں حاضر ہوا کہ زیارت اقدس سے مشرف ہوں تو حضور میری سب مشکلیں کھول دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونکی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔ منح المدح امام ابن سید الناس میں ہے حرب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی لقد بعث اللہ النبی محمداً ٭ بحق وبرھان الھدی یکشف الکربا خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل ہدایت کیساتھ ایسا بھیجا کہ حضور دفع بلا فرماتے ہیں۔ عمر بن شبہ بطریق عامر شعبی راوی اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی انت الرسول الذی یُرجی فواضلہ ٭ عند القحوط اذا ما اخطا المطر یا رسول اللہ حضور وہ رسول ہیں جنکے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کیوقت جب مینہ خطا کرے۔ ابن شاذان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا یا حمزۃ یا کاشف الکربات یا حمزۃ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ اے حمزہ اے دافع البلا اے حمزہ اے چہرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع کرنے والے۔ کتب سابقہ میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے اون کے دو نائب ہونگے ایک سن رسیدہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جوان یعنی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما الفتی فخواض غمرات ودفاع معضلات وہ جو جوان ہیں وہ سختیوں میں گھس پڑنے والے اور بڑے دافع البلا بڑے مشکلکشا ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کنت ولیہ فعلی ولیہ قال المناوی فی شرحہ یدفع عنہ مایکرہ یعنی میں جسکا مددگار ہوں علی مرتضیٰ اونکے مددگار ہیں کہ ہر مکروہ کو اوس سے دفع کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی ہمعات میں لکھتے ہیں از ثمرات ایں نسبت است در مہالک ومضایق صورت آں جماعت پدید آمدن وحل مشکلات وے باں صورت منسوب شدن۔ قاضی ثناء اللہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں ارواح ایشاں یعنی اولیا از زمین وآسمان وبہشت ہر جاکہ خواہند می روند ودوستان ومعتقداں را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند ودشمناں را ہلاک می سازند۔ اس مسئلہ کی کافی تفصیل ہماری کتاب الامن والعلی لناعتی المصطفٰے بدافع البلا میں ہے۔ درود تاج پڑھنے کو حرام کی طرف وہی نسبت کریگا جو خود منسوب بحرام ہو وہابیہ مرتدین ہیں اونکی بات سننی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(سوال ثانی ازیں مقام وازیں سائل) سے باادب داخل ہوئے دل محفل میلاد میں۔ خود بدولت خود

ہیں شامل محفل میلاد میں ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفل مولود میں جلوہ افروز ہونا اس شعر سے صادق آتا ہے لیکن وہابی کہتا ہے کہ نہیں ہوسکتا جلوہ افروز ہونے کی کیا دلیل۔

الجواب : وہابی کذاب جھوٹا ہے امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ تنویر میں فرماتے ہیں قد اخبرنی الثقات من اھل الصلاح انھم شاھدوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرارا عند قراءۃ المولود الشریف وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انھوں نے بارہا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلس میلاد شریف وجلسہ ختم قرآن عظیم و بعض احادیث میں مشاہدہ کیا نیز امام ممدوح تنویر پھر امام محدث جلیل زرقانی شرح المواہب شریفہ میں فرماتے ہیں انہ وسائر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اذن لھم فی الخروج من قبورھم للتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اجازت ہے کہ آسمان وزمین کی سلطنت الٰہی میں تصرف فرمانے کیلئے اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لیجائیں علامہ زرقانی فرماتے ہیں ونحوہ یاتی للمصنف فی غیر موضع من ھذا الکتاب یعنی اسی کے مثل امام احمد قسطلانی نے مواہب شریفہ میں جابجا تصریح فرمائی ہے امام ابن حجر مکی فتاوی کبری باب الجنائز میں فرماتے ہیں روح نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربما تظھر فی سبعین الف صورۃ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بارہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے حضور عین نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند و بالا ہے امام اجل عبداللہ بن مبارک وابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وقفاً اور امام احمد مسنداً ور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رفعاً راوی وھذا حدیث ابی بکر اذا مات المؤمن یخلی سربہ یسرح حیث شاء جب مسلمان کا انتقال ہوتا ہے اوس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جاتا ہے ہم نے اپنے رسالہ اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح میں اس پر بہت روایات ذکر کیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجالس طیبہ میں تشریف لانا باین معنی نہیں کہ نہ تھے اور تشریف لائے کہ وہ تو ہروقت مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاعلی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں لان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے بلکہ یہ معنی کہ مجلس مبارک میں تجلی خاص فرماتے ہیں یہ اونکے کرم پر ہے ہر جگہ ضرور نہیں اور جس ذلیل سے ذلیل بندے کو نوازیں کچھ دور نہیں ؎ اگر بادشہ بر در پیرزن ✻ بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن۔ وہابی کہ اسے محال مانتا ہے کیا دلیل رکھتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے قل ھاتوا

برھانکم ان کنتم صٰدقین اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو دلیل کچھ نہیں سوا اسکے کہ ع انبیا را ہمچو خود پنداشتند وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از کانپور مرسلہ مولانا محمد آصف صاحب ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم یا حبیب محبوب قدر روحی فداک ۔ قبلہ کونین وکعبۂ دارین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس اینکہ بفضلہ تعالٰی کمترین بخریت ہے صحتوری حضور کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب گرامی نامہ صادر ہوکر موجب عزت وسرفرازی ہوا فدوی نے اس آیت قرآنی فمنہم شقی وسعید کی تفسیر تفسیر کبیر میں دیکھی واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خلدین فیہا ما دامت السمٰوٰت والارض الا ما شاء ربك عطاءً غیر مجذوذ کے متعلق لکھا ہے الاستثناء فی باب السعداء یجب حملہ علی احد الوجوہ المذکورۃ فیما تقدم وھٰھنا وجہ اٰخر وھو انہ ربما اتفق لبعضھم ان یرفع من الجنۃ الی العرش والی المنازل الرفیعۃ التی لایعلمہا الا اللہ تعالٰی اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیر مجذوذ سے معلوم ہوا کہ عطا غیر منقطع ہوگی مگر استثنا ما شاء ربک ہے قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز ہرگز مشیئت منقطع کرنے کیلئے متعلق نہ فرمائے گا تو اسکا کیا جواب ہے حضور کا رسالہ جلد اول ۔ سبحٰن السبوح فدوی کے پاس ہے مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل ظفر المطیب وغیرہ ونیز جلد ثانی سبحٰن السبوح کی کمترین نے بذریعہ ویلو طلب کی ہیں کتاب صیانۃ الناس عن وساوس الخناس تصنیف مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم رامپوری میں لکھا ہے اخبار وعدہ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا واجب ہے کہ اسکے خلاف میں لوم ہے جس سے خدائے تعالٰی پاک ومنزہ ہے ۔ قال عبدالحکیم فی الحاشیۃ علی الخیالی لعل مراد ذلك البعض بقولھم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا زجر بالوعید فاللائق بحالہ ومقتضی کرمہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیۃ بجمیع العمومات الواردۃ فی الوعید متعلقۃ بالمشیۃ وان لم یصرح بہا زجرا للعاصین ومنعًا لھم فلا یلزم الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم فانہ یجب ان یکون قطعیا لان الخلف فیہ لوم فلایجوز تعلیقہ بالمشیۃ ۔ دوسرا خط عریضہ ملفوف تخمینا بارہ روز ہوئے ہونگے فدوی روانہ خدمت فیضدرجت کرچکا ہے ہنوز جواب سے محروم ہے اوس عریضہ میں متعلق آیت فمنہم شقی وسعید دریافت کیا تھا کہ اہل جنت کی بابت بعد مادامت السمٰوٰت والارض کے الا ما شاء ربك سے اگر کوئی شبہہ کرے کہ قدرت خلود ابدی کے خلاف کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز خلاف وعدہ نہ فرمائیگا چنانچہ صراحۃً بھی عطاءً غیر مجذوذ فرما دیا ہے تو کیا جواب مسکت ہے تفسیر ابن جریر وعرائس البیان میں ہے قال ابن مسعود لیاتین علی جھنم زمان تخفق ابوابہا لیس فیہا احد اسکا کیا مطلب ہے ؟

الجواب - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ مولانا المکرم اکرمکم۔ میں آج کل متعدد رسائل رد وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ میں مشغول تھا۔ خبر الٰہی مثل علم الٰہی ہے ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں مگر یہ استحالہ بالغیر ہے نفی قدرت نہیں کرتا علم الٰہی ازلی میں تھا کہ زید کو فلاں وقت پیدا کریگا اب واجب ہے کہ زید اوسوقت پیدا ہو اگر نہ پیدا ہو تو معاذ اللہ جہل لازم آئے لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولا تعالیٰ اوس کو پیدا کرنے پر مجبور ہو گیا نہ پیدا کرنے پر قادر نہ رہا ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں تو یہ تھا کہ اپنی قدرت سے اوسے پیدا کریگا اور یہ نہ ہوا بلکہ معاذ اللہ مجبور ہو گیا۔ حاشا بلکہ زید کا وجود وفنا ازلاً ابداً تحت قدرت ہے اور تعلق علم کے سبب جسوقت اوسکا وجود علم الٰہی میں تھا وجود واجب ہے اور جسوقت فنا فنا واجب ہے کہ خلاف ہو تو جہل ہو اور جہل محال بالذات ہے اوس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے اپنے وقت میں واجب بالغیر کر دیا اس سے معاذ اللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ جہل ممکن۔ بعینہٖ یہی بات خبر الٰہی میں ہے اوس نے خبر دی کہ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ رکھے گا اون کا خلود واجب ہو گیا اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی خلود وانقطاع دونوں ازلاً ابداً زیر قدرت ہیں مگر تعلق خبر نے خلود کو واجب بالغیر کر دیا اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ معاذ اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کیا اگر اس سے کذب ممکن ہو جائے تو اسے واجب کون کرے۔ مولا عزوجل کے وعد و وعید کسی میں تخلف ممکن نہیں خود وعید ہی کیلئے ارشاد ہوا ہے مایبدل القول لدی جیسے وعدہ کو فرمایا لن یخلف اللہ وعدہ بعض کے کلام میں کہ خلف وعید کا لفظ واقع ہوا تصریحات ہیں کہ اوس سے مراد عفو ہے یہ اگر معاذ اللہ امکان کذب ہو تو امکان کیسا وقوع ہوا کہ عفو یقیناً واقع ہو گا اس کی مفصل بحث سبحٰن السبوح میں ہے کریمہ الا ماشاء ربك کے وہ معنی بعونہ تعالیٰ ذہن فقیر میں ہیں جنکے بعد ہرگز ہرگز کسی تاویل کی حاجت نہیں معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں خلود اہل دارین کو عمر آسمان وزمین سے مقدر فرمایا ہے مادامت السمٰوٰت والارض ظاہر ہے کہ اس سے یہ بقائے آسمان وزمین مراد نہیں جو نفخ صور پر منقطع ہے بلکہ سماء وارض کہ روز قیامت اعادہ کئے جائیں گے اونکی عمر مراد ہے جو ابدی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اوسکی مقدار جنتیوں کے جنت دوزخیوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے صدہا سال زائد ہے کہ انتہا نہ انکو نہ اسکو مگر اوسکی ابتدا انکی ابتدا سے سیکڑوں برس پہلے ہے شروع روز قیامت میں آسمان وزمین پیدا ہو جائینگے لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہوں گے فقرا اغنیا سے پانچسو برس پہلے جنت میں جائینگے تو جانب ابتدا میں انکا خلود اون سموات وارض کے دوام سے کم ہوا کسی کا مثلاً ہزار برس کم جیسی جس کیلئے مشیت ہو گی کسی کا دو ہزار برس کم الیٰ غیر ذلک اسکو فرماتا ہے الا ماشاء

وبذلك روایت لیاتین علی جهنم الخ دوزخ کے طبقہ اولیٰ کیلئے ہے جس کا نام جہنم ہے اگرچہ مجموعہ کو بھی جہنم کہتے ہیں یہ طبقہ عصاۃ موحدین کیلئے ہے یہ بیشک ایک روز بالکل خالی ہو جائے گا جب لاالٰہ الا اللہ کہنے والا کوئی اوس میں نہ رکھا جائے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

علمائے اہل سنت والجماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آجکل اکثر سنت والجماعت فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہکر چند مسائل سے بدعقیدہ ہو گئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اسی واسطے اس مسئلہ کی زیادہ ضرورت ہوئی اور نیز عوام کا ایمان تازہ ہوگا اور بدعقیدہ لوگ گمراہی سے باز آوینگے منجملہ اون کے ایک مسئلہ ذیل میں تحریر ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑکر اونکی خلافت لے لی اور ہزارہا صحابہ کو شہید کیا بکر کہتا ہے کہ میں اونکو خطا پر جانتا ہوں اون کو امیر نہ کہنا چاہئے۔ عمر کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں اون کی توہین کرنا گمراہی ہے ایک اور شخص جو آپ کو سنی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما لالچی تھے (نعوذ باللہ منہا) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے ان شخصوں کو سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے جواب مدلل عام ارقام فرمائیے۔

الجواب۔ اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شریف مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمایا وکلا وعد اللہ الحسنی دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا اونکو فرماتا ہے اولئك عنها مبعدون وہ جہنم سے دور رکھے گئے لایسمعون حسیسها اوسکی بھنک تک نہ سنیں گے وھم فی ما اشتھت انفسھم خلدون ۝ لا یحزنھم الفزع الاکبر قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ اونھیں غمگین نہ کریگی وتتلقٰھم الملئکۃ فرشتے اون کا استقبال کریں گے ھذا یومکم الذی کنتم توعدون یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور اون کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد

الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں رب عزوجل نے اوسی آیت میں اسکا منہ بھی بند فرما دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا واللہ بما تعملون خبیرہ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے باینہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ومن یکون یطعن فی معاویۃ فذالک کلب من کلاب الھاویہ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے اون چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے زید و بکر جھوٹے ہیں اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ ہے تمام انتظام دین و دنیا اوسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازۂ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل متحمل نہ تھا انبیا علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے سال بھر بعد دفن ہوئے جنازہ مبارکہ حجرہ ام المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اوس سے باہر لے جانا نہ تھا چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اوس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا اور اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوہیں رکھا رہنا تھا کہ اسوجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالے وجہہ پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے انہیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا یہ پچھلی خدمت بجالائے ہوتے تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ بلا ÷ عیب نماید بہ نگاہش ہنر۔ یہ خبثا خذلہم اللہ تعالے صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے من آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذا اللہ ومن اذا اللہ یوشک ان یاخذہ جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اوسے گرفتار کرے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از کوچین ضلع ملیبار محلہ مٹانچیری مرسلہ مولانا حاجی طاہر محمد صاحب ۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مذہب پر قائم رہنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت جو ایک مذہب پر قائم نہیں وہ کون ہے اوسکا نام کیا ہے۔

الجواب ۔ مذہب اہلسنت پر قائم رہنا فرض اعظم ہے اور فقہ میں ایک مذہب مثلاً

حنفی مذہب پر قائم رہنا۔ اور جو کسی مذہب پر قائم نہیں پہلی صورت میں دہریہ اور دوسری صورت میں غیر مقلد ہے اور یہ فرقہ بھی بدعتی ناری ہے۔ طحطاوی علی الدر المختار میں ہے فمن کان خارجاعن ھذہ الاربعۃ فھو من اھل البدعۃ والنار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ امام بخش طالب علم مدرسہ مذکور ۱۵ جمادی الآخرہ ۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ قیام ناجائز ہے اور اسکی دلیل امام اعظم صاحب کا قول پیش کرتا ہے بطور افترا کے ہمارے امام صاحب خود کبھی کبھی قیام نہیں فرماتے تھے جب ہم اونکی تقلید کرتے ہیں تو ہر ایک بات میں تقلید کرنا چاہئے تو اس صورت میں کہ ہم قیام نہیں کرتے الزام نہیں ہوسکتا اور زید کا یہ قول کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی قیام نہیں فرماتے تھے یہ صحیح ہے یا نہیں اگر زید امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے تو ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے زید کہتا ہے کہ صاحب مرقات کا قول یہ ہے کہ جو امر مندوب ہے اوس پر تاکید کرنے سے مکروہ ہوجاتا ہے قیام مستحب ہے پھر اوس پر اسقدر تاکید کیوں ہے یہاں تک کہ رسالے بازیوں تک نوبت پہنچ گئی قبل نماز عصر چار رکعت سنت مستحب ہے اسپر تاکید کیوں نہیں کرتے قیام پر کیا خصوصیت ہے اور قیام کرنیوالوں کو کیا ثواب ملے گا اور منکر قیام کو کیا عذاب ہوگا میلاد شریف میں کچھ لوگوں نے قیام کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا اونکے واسطے کیا حکم ہے جو لوگ صرف قیام کے منکر ہیں یا پورے دیوبندی خیال کے ہیں اونکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ اس نے امام پر افترا کیا اور قیام مندوب ہے اگر بعض اوقات اس لحاظ سے کہ واجب نہیں ساری مجلس قیام نہ کرتی اور اونکے ساتھ یہ خیال وہابیت نہ ہوتا تو حرج نہ تھا اور اب یہ قیام شعار اہلسنت ہوگیا ہے اور اس سے انکار شعار وہابیت اور شعار سنیت کا لحاظ ضرور مؤکد ہے۔ عصر سے پہلے کے نوافل نہ شعار سنیت ہیں نہ اون کے ترک میں کوئی تہمت وگمراہی خصوصاً اس حالت میں کہ مجلس قیام کرے اور بعض بالقصد مخالفت مسلمین کرکے بیٹھے رہیں منکر قیام اگر بالفرض ایسا پایا جائے کہ صرف اسی مسئلہ میں اوسکو شبہہ ہے نہ بہ علت وہابیت نہ بربنائے اصول وہابیت اور تمام مسائل میں موافق اہلسنت ہے وہابیہ کو گمراہ بے دین جانتا ہے تو اوس کے پیچھے نماز میں حرج نہ ہوتا مگر ہندوستان میں شاید ایسا شخص معدوم ہو۔ رہے دیوبندی اور اون کے ہم خیال وہ مرتدین ہیں مرتد کے پیچھے نماز کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ بمعرفت سید ضمیر الحسن صاحب ۱۲ جمادی الاولی ۳۷ھ

جناب بھائی صاحب دام اقبالہ مود بانہ گذارش ہے کہ جس رسالہ کے بارے میں تذکرہ کیا تھا وہ اس وقت موصول ہوا اوسکا ایک اعتراض تحریر کرتا ہوں کیونکہ دوسرے بڑے لمبے چوڑے ہیں وہ بعد کو لکھونگا

آپ اسکو اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ کی خدمت عالی میں پیش کریں اور جواب خاکسار کے پاس روانہ فرمائیں وہ اعتراض یہ ہے کہ ہم جو کہ ایمانی حالت نہایت کمزور رکھتے ہیں ہمارے واسطے حکم ہوتا ہے (یومنون بالغیب) بغیر دیکھے ایمان لے آؤ (یخافہ بالغیب) کون ہے جو بے دیکھے ڈرتا ہے (الذین یخشون ربھم بالغیب وھم من الساعۃ مشفقون) یہ نصیحت نامہ اون لوگوں کے واسطے ہے جو بے دیکھے خدا کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں (انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب) تم اونہیں کو ڈراؤ جو سمجھانے پر چلے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے (من خشی الرحمٰن بالغیب وجاء بقلب منیب ادخلوھا بسلام) جو شخص بے دیکھے خدا سے ڈرتا رہا اور دل گرویدہ لیکر حاضر ہوا ہم ایسے لوگوں سے فرمائینگے سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ (من ینصرہ ورسلہ بالغیب) جو لوگ بغیر دیکھے خدا اور اوسکے رسول کی مدد کرتے ہیں (ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر) جو لوگ خدا سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں اون کے واسطے بڑا اجر ہے۔ غرضکہ متعدد آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لاؤ۔ آجکل فلسفہ سائنس اور کمسیٹری نے وہ کچھ زور باندھا ہے کہ معمولی سے معمولی سمجھ والا بھی بغیر دیکھے ایمان نہیں لانے کو طیار۔ جن بھوت پری چڑیل کے قصے چند روز ہوئے کہ ہمارے دلوں پر بڑا بھاری اثر کئے ہوئے تھے مگر اب جوں جوں سائنس کی ہوا لگتی جاتی ہے ان باتوں سے انکار ہوتا چلا جاتا ہے اور مشاہدے کے بغیر کسی بات کے ماننے کے واسطے ہم طیار ہی نہیں ہوتے اس لئے آج کل یہ بڑی مشکل بات ہے کہ بلا مشاہدہ کے کوئی شخص کسی بات کو تسلیم کرلے جبکہ آج سے چند ہزار سال پہلے ایک اولی العزم بلکہ ابو الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں موجود ہے کہ (واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی) اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے کہا تھا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کریگا خدا نے پوچھا کیا تو ہماری اس بات پر ایمان نہیں لاتا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں ایمان تو لایا ہوں مگر اطمینان قلب کی خاطر دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ایمان لانا دل کے ساتھ ہوتا ہے زبانی جمع خرچ کا نام ایمان نہیں اگر فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات پر ایمان لائے ہوتے تو اطمینان قلب ضرور ہوتا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اوس زمانہ میں جبکہ سائنس اور فلسفہ نے انسان کو اسقدر ہشیار نہیں کیا تھا اوس وقت کے لوگ تو یہ حق رکھتے تھے کہ وہ دیکھ بھال کر کھوٹا کھرا جانچ کر ایمان لائیں تو بھلا یہ کس قدر انصاف پر مبنی ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ نادر شاہی حکم ہو کہ تم پوچھو گچھو دیکھو بھالو نہیں بلکہ بغیر دیکھے ہی ایمان لے آؤ۔ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی ایسے نبی جنکی اولاد سے کئی ہزار نبی پیدا ہوئے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر فخر کیا کہ (عن ملۃ ابراھیم حنیفا) دوسرے

نبی نبا سے نکلا ہے نبا خبر کو کہتے ہیں نبی کے معنی غیب کی خبریں پانے والا اور غیب کی خبر ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جو ہر مرتبہ ایمانی ترقی کا ذریعہ ہوتی ہے کائنات عالم کی خبریں اللہ تعالیٰ اونھیں دیتا رہتا ہے جسکی وجہ سے وہ نہایت مسرور رہتے ہیں ان باتوں کو مدنظر رکھکر اب غور کیجئے کہ جو رات دن خارق عادت خبریں پاتے ہیں وہ تو یہ حق رکھیں کہ مجھے یہ دکھادے کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کردیگا اور ہم جو کہ اس موجودہ سائنس اور فلسفہ کے روز افزوں سیلاب میں ڈوبے جارہے ہیں ہمیں یہ نادرشاہی حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کیا یہ انصاف ہے۔ لوگو خدا کے لئے جواب تو دو اس نئی روشنی نے جو غضب ڈھایا ہے وہ حسب ذیل نوٹ سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ جب تک یہ سائنس دان پیدا نہیں ہوئے تھے دنیا اسقدر نرم دل واقع ہوئی تھی کہ خدا کی ہستی سے انکار کسی کو بھی نہ تھا بلکہ معمولی سے معمولی چیزوں کو بھی وہ خدا تسلیم کرلیا کرتے تھے چنانچہ تاریخ عالم آپکو یہ بتادیگی کہ کوئی مذہب ایسا نہیں تھا کہ جنکو ہستی باری تعالیٰ سے انکار ہو اسکے برعکس ایسے لوگ موجود تھے کہ آگ پتھر درخت آفتاب ستارہ چاند دریا جانور تک کو خدا مانتے تھے ایک چھوڑ کئی کئی خدا کے ماننے والے موجود تھے انکار کسی کو بھی نہ تھا مگر ڈارون جیسوں کی تھیوریز نے پیدا ہوکر سرے سے خدا کو ہی اڑا دیا اور کہنے لگے یہ سب کچھ خود بخود سے ہے کوئی خدا نہیں یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ اب ذرا غور کریں کہ یہاں تو سرے سے خدا کا ہی انکار ہے اس حالت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بلا دلیل خدا کے احکامات پر بلا دیکھے ایمان لاسکے تعجب ہے کہ جب حضرت انسان اپنی حقیقت سے بھی ناواقف تھا اور ایک وحشی کی طرح زندگی بسر کررہا تھا اوس وقت تو اوس کو یہ حق حاصل تھا کہ دیکھ بھال کر ٹھونک بجا کر ایمان لائے اور جبکہ انسان آگ پانی ہوا بجلی پر حکمرانی کرتے کرتے ترقی کے آسمان پر پرواز کرکے تاروں سے گفت وشنید کی فکر میں منہمک ہو اوس وقت کے واسطے یہ قانون پاس ہوجائے کہ جی بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کس قدر انصاف ہے اور پھر جبکہ نبی تو دیکھ بھال کر ایمان لاویں اور ہم کمزور انسانوں کے واسطے یہ حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ نہیں بتاؤ کہ ہم ان سے زیادہ حقدار ہیں یا نہیں ہر شخص اس کا یہی جواب دیگا کہ ہاں بیشک ہم انبیا سے زیادہ دیکھ بھال کر ایمان لانے کے مستحق ہیں کیونکہ ہم نے تجلیات اللہ کا ایک پرتو بھی نہیں دیکھا اور نہ ہم دیکھ سکتے ہیں وحی الہام نبوت حضرت رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اگر بقول احمدیوں کے یہ بھی مان لیا جائے کہ نبوت کا راستہ بند نہیں ہوا تو یہ بھی غیر ممکن ہے کہ تمام دنیا نبی بن جائے۔

الجواب ۔ اللہ عزوجل اپنی لعنت سے بچائے جب لعنت الٰہی اوترتی ہے دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں اچھا خاصا ہوش وحواس والا پکا پاگل ہوجاتا ہے اوسے اپنی ہی ہستی سوجھائی نہیں دیتی اپنے افعال اقوال رات دن کے مسلمات ایسا بھول جاتا ہے گویا نہ یہ انسان ہے نہ انسان کے نطفے

سے بنا نہ کبھی انسان کی اسے ہوا لگی واقعات دیکھنے والی آنکھ بند ہو جاتی ہے اور مہملات بکنے والا منہ کھل جاتا ہے (۱) علم کے اسباب تین ہیں عقل حواس خبر صادق۔ حواس پانچ ہیں جن میں دیکھنا صرف ایک سے متعلق ہے تو علم کے سات ذریعہ ہوئے جو اندھا کہے کہ بے دیکھے نہ مانیں گے وہ سات میں سے چھ ذریعہ علم کو باطل کر چکا اور اگر ظاہر کا بھی اندھا ہے تو وہ ساتواں بھی گیا (۲) یہ تو گدھے سے بھی بدتر ہوا وہ بھی جانتا ہے کہ دیکھنے کے سوا اور بھی ذرائع علم ہیں دور سے شیر کی آواز سنے گا یا بو سونگھے گا تو جان توڑ کر سرپٹ بھاگے گا مگر یہ گدھے سے بھی احمق تر وہیں کھڑا رہے گا کہ شیر کو دیکھا تو ہے ہی نہیں　بے دیکھے ماننا کیا معنی (۳) سائنس والے ہوا کے معتقد ہیں یا نہیں ہیں تو بے دیکھے کیونکر (۴) سائنس والے صدہا باتوں میں خود مختلف ہیں دیکھی ہوئی بات میں اختلاف کیا کیا سب اندھے ہیں یا ان میں کا ایک اکھیارا ضرور بے دیکھی باتوں میں اٹکلیں دوڑاتے اور ہر ایک اپنی مانتا ہے (۵) اقلیدس کا مسئلہ ہے کہ کرہ کی نسبت کرہ کی طرف قطر کی نسبت قطر کی طرف ہے مثلثہ بالتکریر مثلاً ایک کرہ کا قطرہ دوسرے کا $\frac{۱}{۲}$ ہے تو یہ کرہ اوسکا $\frac{۱}{۸}$ ہوگا یا $\frac{۳}{۲۴}$ ہے تو $\frac{۱}{۲۴}$ یہ کن آنکھوں سے دیکھ کر مانا (۶) تماطیقی کا مسئلہ ہے کہ نسبت مجذورین مجذور نسبت جذرین ہے یہ کن آنکھوں سے دیکھی (۷) جبر و مقابلہ کا مسئلہ ہے کہ نصف سرلا کا مجذور طرفین میں شامل کرنے سے یعنی جو مساوات اس صورت کی ہو $لا^۲ \pm ص لا = ط$ اوس میں $(\frac{ص}{۲})^۲$ یا $\frac{ص^۲}{۴}$ ملانے سے مجذور کامل ہو جاتا ہے اگرچہ پہلے بھی کامل ہو یہ کن آنکھوں سے دیکھکر مانا۔ اسی طرح ان فنون اور ان کے سوا دیگر علوم کے لاکھوں مسائل ہیں کہ بے دیکھے مان لیتے ہیں۔ (۸) یہ معترض اور ہر (شخص) اپنی ماں کو یقینا اپنی ماں جانتا ہے ان میں سے کس نے اپنے آپ کو اوسکے پیٹ سے پیدا ہوتے دیکھا ہے (۹) ماں تو ماں ان میں سے جو کوئی باپ رکھتا اوسے کبھی شبہہ نہیں ہوتا کہ اوسنے اپنے آپ کو اوسکی پیٹھ سے اوترتے اور ماں کے پیٹ میں داخل ہوتے نہ دیکھا پھر کیونکر اوسکے باپ ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے (۱۰) ان میں لاکھوں ہوں گے جنھوں نے لندن آنکھوں سے نہ دیکھا پھر کیسا اندھا پن ہے کہ بے دیکھے اوسکا یقین رکھتے ہیں (۱۱) ایسے پاگل پن کا اعتراض کرنیوالوں کو نہ صرف قانون الٰہی بلکہ قانون گورنمنٹ سے بھی کھلا انکار رہیگا کہ ہم نے واضعان قانون کو یہ قانون بناتے نہ دیکھا ہم کیونکر مان لیں (۱۲) قانون بالائے طاق وہ قیصر ہند کی سلطنت سے بھی انکار کرینگے کہ ہم نے نہ قیصر ہند کو دیکھا نہ ہمارے سامنے تاج پوشی ہوئی ہم کیوں تسلیم کریں بالجملہ اسکی لاکھوں مثالیں ہیں جو اشقیا خود روزمرہ برت رہے ہیں مگر اللہ واحد قہار پر اعتراض کرنے کیلئے اون کو بھلاتے اور ناپاکی

کا منہ پھیلاتے ہیں رب عزوجل نے غیب پر بے دلیل ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ براہین قاطعہ دلائل ساطعہ قائم فرمائے انبیا بھیجے اونھیں معجزات دیئے آفاق وانفس میں اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں انکے ماننے کی طرف بلایا ہے کافر سے اسکی کیا شکایت کہ اوس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے سے پہلے ایمان سے خالی بتایا مگر یہ کہے کہ اس واقعہ سے اوسکا استدلال تحقیقاً ہے یا الزاماً اگر تحقیقاً ہے تو خود اپنے سارے جھوٹ کو جہنم میں ڈال دیا جہنم سے مراد دوزخ نہیں امیر تو وہ ایمان ہی نہیں رکھتا اوس دن ایمان لائیگا یوم یدعون الی نار جہنم دعا ھذہ النار التی کنتم بہا تکذبون افسحر ھذا ام انتم لا تبصرون جس دن دھکے دیکر جہنم کی آگ میں ڈالے جائینگے یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں بلکہ میری مراد یہ ہے کہ [illegible] نے اپنی تمام جھوٹی خیالوں کو بھڑکتی آگ میں ڈالکر بھسم کر دیا ہے دیکھے کیونکر اعتقاد لایا کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ واقعہ ہوا۔ اور اگر الزاماً ہے تو خود اوس گفتگو میں تصریح ہے کہ بیشک مجھے ایمان ہے اوسکی کیفیت کی قلب کو تلاش ہے کہ اس کے وقوع کا کیا طریقہ ہوگا دیکھنے سے اسکا اطمینان چاہتا ہوں اندھا سوال ہی کو دیکھے یہ عرض نہ کی کہ رب [illegible] تحی الموتی اے [illegible] رب کیا تو مردے جلائیگا کہ معاذ اللہ جلانے میں شک سمجھا جائے بلکہ یہ عرض کی کہ رب ارنی کیف تحی الموتی اے میرے رب جس طرح تو مردے جلائیگا وہ صورت مجھے آنکھوں سے دکھا دے ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ قیام میلاد شریف کے بارے میں چند مستند حدیثوں کی ضرورت ہے۔ مخالف وہابی کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کیواسطے کوئی حکم نہیں دیا ہے اور کسی کتاب سے ثابت بھی نہیں ہے۔ منع ہے۔

الجواب۔ وہابی جھوٹے ہیں اور اون کا منع کہنا شریعت پر افترا ہے اون سے پوچھو کہ اللہ ورسول نے منع فرمایا ہے یا تم منع کرتے ہو اگر کہیں اللہ ورسول نے منع فرمایا ہے تو دکھائیں کس آیت کس حدیث صحیح میں ہے کہ قیام مجلس مبارک منع ہے اور اگر کہیں کہ ہم خود منع کرتے ہیں تو بکا کریں حکم اون کا نہیں بلکہ اللہ ورسول کا ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جابجا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا اور یہ قیام بھی اقسام تعظیم سے ہے توجب تک اس خاص تعظیم کی ممانعت اللہ ورسول کے حکم سے ثابت نہ ہو یہ حکم قرآنی کے مطابق ہے۔ قرآن عظیم سے بڑھکر اور کیا دلیل درکار ہے زیادہ تفصیل ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکریم حضرت بتول زہرا کے لئے قیام فرماتے اور

حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے قیام کرتیں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسوقت حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کو اون کیلئے قیام کا حکم فرمایا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجالس نور سے اوٹھتے، قمنا قیاما حتی نراہ دخل بعض بیوت ازواجہ ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں تشریف نہ لیجاتے۔ ممانعت قیام اعاجم سے ہے کہ اونکا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا اور درباری تصویر بنے ہوئے سامنے کھڑے رہتے۔ بعض وقت اسکی ناپسندی بطور تواضع و رفع تکلف ہے جیسے اب بھی کوئی معظم دینی آئے اور حاضرین اوس کے لئے قیام کریں تو وہ کہتا ہے کہ تکلیف نہ فرمایئے تشریف رکھئے، اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام سے شرعًا منع کرتا ہے بلکہ تواضعًا۔ مانعین کے یہاں بھی قیام تعظیمی برابر رائج ہے اپنے ملّون کیلئے قیام کرینگے اور لوگ اونکے لئے قیام کریں بعض بیٹھے رہیں تو ناراض ہوں گے بے ادب جانیں گے مگر یہ تو اپنے ملّوں کی تعظیم ہے جنکی باطل عظمت سے دل بھرے ہوئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اون کے یہاں کہاں اوس میں یہ ناشائستہ سوجھتے ہیں۔ شفا شریف وغیرہا میں ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کے ذکر اقدس کی تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات کریم قیام سے ہے تو ذکر شریف کی یہی تعظیم مسلمانوں نے صدہا سال سے مقرر کی۔ کما فی عقد الجوہر وغیرہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از رمضان پور ڈاکخانہ خاص ضلع بدایوں مرسلہ محمد عبد الصمد عرف صوفی قادری برکاتی نوری ابو الحسینی۔ ۱۴ رجب ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو جسوقت دفن کر کے واپس آتے ہیں کتبہائے سابقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ملائک قبر میں آتے ہیں پھر میت کو زندہ کر کے حساب لیتے ہیں اس بات کا ثبوت کسی نص صریح میں یعنی اشارۃ النص یا دلالۃ النص۔ ایک فرقہ جدید پیدا ہوا ہے جو اپنے آپکو اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں وہ اس بات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندہ کرنیکا ایک وقت معینہ مقرر ہے جس کو کہ قیامت کہتے ہیں باقی سب لغویات ہیں سائل بڑے فکر و تردد میں ہے کہ کس طرح سے جواب اس فرقہ بد کو دیا جائے۔

الجواب ۔ سوال روح سے ہوتا ہے اور روح کبھی نہیں مرتی باقی رہا یہ کہ روح بدن میں اعادہ کی جاتی ہے یا نصف بدن میں آتی ہے یا بدن و کفن کے درمیان رکھی جاتی ہے اسکی تفصیل قطعیات سے نہیں نہ تفتیش کی حاجت۔ اور یہ جدید فرقہ جو بنام قرآنی نکلا ہے اسلام سے خارج ہے اس کی بات سننی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر بریلی بی بی جی کی مسجد مسئولہ مولوی حشمت علی صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے حقانیین اہلسنت، وجماعت کثراﷲ تعالیٰ نصرہم وامدادہم مسئلہ ذیل میں کہ زید بحمداﷲ تعالیٰ کسی ضروری دینی کا منکر نہیں بلکہ اوس میں شک بھی نہیں کرتا بلکہ ایسے شخص کو بھی کافر مرتد جانتا ہے باوجود اسکے اوسکا عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اﷲ تعالیٰ عنہ اگرچہ افضل الناس بعد الانبیاء ہیں لیکن بحکم من عام الا وقد خص منہ البعض اس ناس سے حسنین رضی اﷲ تعالیٰ عنہما مستثنیٰ ہیں کیونکہ حسنین کریمین رضی اﷲ تعالیٰ عنہما شاہزادگان دودمان نبوت ہیں اور حضرات خلفائے اربعہ وزرائے شہ سریر رسالت صلی اﷲ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور وزرا سے شاہزادوں کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حسنین رضی اﷲ تعالیٰ عنہما خلفائے اربعہ رضوان اﷲ تعالیٰ علیہم سے افضل ہیں۔ اس پر عمر کہتا ہے کہ سیدنا مولیٰ علی کرم اﷲ تعالیٰ وجہہ الکریم تو سیدنا صدیق اکبر رضی اﷲ تعالیٰ عنہ بلکہ سیدنا عثمٰن غنی رضی اﷲ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کے بعد ہیں تو کیا حسنین رضی اﷲ تعالیٰ عنہما اپنے والد ماجد رضی اﷲ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل ہوجائیں گے زید جواباً کہتا ہے کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن بلکہ واقع ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا استدلال کیسا ہے اور اس عقیدہ سے اوسکی سنیت میں تو کوئی نقص نہ آیا۔

الجواب۔ اگر وہ یہ کہتا کہ حضرات حسنین کریمین رضی اﷲ تعالیٰ عنہما بوجہ جزئیت کریمہ ایک فضل جزئی حضرات عالیہ خلفائے اربعہ رضی اﷲ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفا کا اعظم واعلیٰ ہے تو حق تھا مگر اوس نے اپنی جہالت سے فضل کلی سبطین کو دیا اور افضل البشر بعد الانبیا ابوبکر الصدیق کو عام مخصوص منہ البعض ٹھہرایا اور اونہیں امیر المومنین مولیٰ علی سے افضل کہا یہ سب باطل اور خلاف اہلسنت ہے اس عقیدہ باطلہ سے توبہ فرض ہے ورنہ وہ سنی نہیں اور اوسکی دلیل محض مردود وذلیل اگر جزئیت موجب افضلیت مرتبہ عنداﷲ ہو تو لازم کہ آجکل کے بھی سارے میر صاحب اگرچہ کیسے ہی فسق وفجور میں مبتلا ہوں اﷲ عزوجل کے نزدیک امیر المومنین مولیٰ علی سے افضل واعلیٰ ہوں اور یہ نہ کہے گا مگر جاہل اجہل مجنون یا ضال مضل مفتون قال اﷲ عزوجل قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون تم فرمادو کیا برابر ہوجائیں گے عالم اور بے علم اور فرماتا ہے یرفع اﷲ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔ اﷲ بلند فرمائیگا تم میں کے مومنوں اور بالخصوص عالموں کے درجے۔ تو عنداﷲ فضل علم فضل نسب سے اشرف واعظم ہے۔ یہ میر صاحب کہ عالم نہوں اگرچہ صالح ہوں آجکل کے عالم سنی صحیح العقیدہ کے مرتبہ کو شرعاً نہیں پہنچتے نہ کہ ائمہ نہ کہ صحابہ نہ کہ مولیٰ علی نہ کہ صدیق وفاروق رضی اﷲ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے للشاب العالم ان یتقدم علی الشیخ الجاھل ولو قرشیا قال تعالٰی والذین اوتوا العلم درجٰت فالرافع ھو اﷲ فمن یضعہ یضعہ اﷲ فی جہنم۔ فتاوی خیریہ امام خیر الدین رملی میں ہے کونہ قرشیا لاتبیح لہ التقدم علی ذی العلم مع جھلہ

اذ کتب العلم طافحة بتقدم العالم علی القرشی ولم یفرق سبحٰنہ وتعالیٰ بین القرشی وغیرہ فی قولہ تعالیٰ هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اوسی میں ہے والعالم یقدم علی القرشی الغیر العالم والدلیل علی ذلک تقدم الصهرین علی الختنین وانکان الختن اقرب نسبا منهم۔ ولہٰذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظ تعمیم کے لئے جوانان اہل جنت سے خاص فرمایا الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة۔ کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہو اور متعدد صحیح حدیثوں میں اسی کے تتمہ میں فرمایا وابوهما خیر منهما حسن وحسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور اون کا باپ اون سے افضل ہے رواہ ابن ماجه والحاکم عن ابن عمر والطبرانی فی الکبیر عن قرة بن ایاس بسند حسن وعن مالک بن الحویرث والحاکم وصححه عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنهم اور ارشاد ہوا ابوبکر وعمر خیرا الاولین والاخرین وخیرا اهل السموات وخیرا اهل الارضین الا النبیین والمرسلین ابوبکر وعمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے افضل ہیں سوا انبیاء ومرسلین کے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از سیتاپور محلہ تامین گنج مرسلہ حکیم غلام حید رصاحب۔ ۱۰ شعبان ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنی مؤلفہ کتاب یزید نامہ میں اپنے عقائد کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل ترین امت بعد رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھتا ہوں اور دعویٰ کیا ہے کہ یہی عقیدہ حقہ تمامی اہلسنت کا ہے جنکی چشم بصیرت بینا نہیں اون سے قطع نظر تمام صوفیہ کرام واولیائے عظام وبزرگان دین کا یہی عقیدہ ومسلک ہے۔ بحوالہ فتوحات مکیہ حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت امیر معٰویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں بہت کچھ لکھا ہے کل نقل باعث طوالت ہے آخری فیصلہ یہ لکھا ہے کہ ہمکو اونکے کفر وبے دینی کے ثبوت تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے لہٰذا اس معاملہ کو ہم خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی طاب ثراہ اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں اس عقیدہ والے کو فرقہ تفضیلی وبدعتی ومستحق تعزیر قرار دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول متعدد طرق سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت علی نے کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت نہ دے ورنہ تہمت وافترا پردازی کے جرم میں اسی درّے لگاؤں گا اس نازک زمانہ میں اس استفتا کی ضرورت اسوجہ سے ہوئی کہ یزید نامہ کو دیکھکر عقائد سے ناواقف سنی جس میں اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ وگریجویٹ حضرات بھی شامل ہیں اسی عقیدہ کو عقیدہ حقہ اہلسنت سمجھیں گے اون کو واضح ہوجانا چاہئے کہ یہ عقائد فرقہ تفضیلیہ کے ہیں عقائد اہلسنت کو اس سے واسطہ نہیں۔ امید کہ علمائے اہلسنت اس پر کافی توجہ فرمادینگے۔

الجواب ۔ حاشا یہ ہرگز اہلسنت کا مذہب نہیں روافض کا مذہب ہے اسے اہلسنت کا مذہب کہنا بعینہ ایسا ہے کہ کوئی کہے رافضیوں کا مذہب تفضیل شیخین ہے یعنی صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو رافضی تمام امت سے افضل واعلٰی مانتے ہیں جیسا اسکا قائل صریح جھوٹا مفتری ہے یونہی یہ کہنے والا کہ تمام اہلسنت کا عقیدہ مولا علی کو سب سے افضل جاننا ہے بلاشبہہ سخت کذاب جری ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پہلا شعار اہلسنت کا یہ بتایا ہے ان تفضل الشیخین یہ کہ تو صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو تمام امت سے افضل مانے۔ یہ عقیدہ حمیدہ خود امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے اسّی صحابہ وتابعین نے روایت کیا اس میں ہماری حافل کافل کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآن عظیم واحادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم اجمعین وآثار اہل بیت کرام وصحابہ عظام وارشادات امیر المومنین حیدر رضی اللہ تعالٰی عنہم ونصوص ائمہ وعلما واولیا وعرفا قدست اسرارہم سے دریا لہرا رہے ہیں ہر بچہ جانتا ہے کہ اہلسنت کی تمام کتب عقائد میں افضل البشر بعد الانبیا ابو بکر الصدیق ہے اگر نہایت صاف دن میں کف دست میدان میں موںھ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو انکار آفتاب روا ہے تو اسکا انکار[1] بھی روا ہے اوسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے یونہیں حضرات اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالٰی باسرارہم کی طرف اوس عقیدہ باطلہ کی نسبت کھلا افترا ہے دلیل الیقین من کلمات العارفین میں افضلیت مطلقہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو صرف ارشادات اولیائے کرام سے ثابت کیا ہے اور خود ظاہر کہ جب یہ عقیدہ اہلسنت ہے اور عقیدہ میں اہلسنت کا مخالف مبتدع اور مبتدع کا ولی ہونا محال تو اس کے خلاف اعتقاد اولیا کیونکر ہو سکتا ہے ولکن الظلمین یفترون وفی الحق بعد ماتبین یمترون اسی زمرہ میں فتوحات مکیہ پر بھی افتراء جڑا فتوحات کے صریح لفظ یہ ہیں۔ اعلم انہ لیس فی امۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ہو افضل من ابی بکر غیر عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام۔ یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے کہ وہ حضور کے امتی ہیں اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔ حضرت امیر معٰویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اجلّہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم سے ہیں۔ صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اونکے لئے دعا فرمائی اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ۔ الٰہی اسے راہ نما راہ یاب کر اور اسکے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے۔ صحابہ کرام میں کسی کو کافر بددین نہ کہے گا مگر کافر بددین یا گمراہ بددین۔ عزیز جبار واحد قہار جل وعلا نے صحابہ کرام کو دو قسم کیا ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنھوں نے راہ خدا میں خرچ وقتال کیا دوسرے وہ جنھوں نے بعد فتح پھر فرمادیا کہ دونوں فریق سے اللہ عزوجل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی

[1] بد دینی وگمراہی دوسری چیز ہے مگر ذی عقل مشہور کیطرف ایسے انکار آفتاب کی نسبت سے یہ سہل ہوتا ہے کہ کسی بزید کار نے بزید نام رکھکر اوسکے نام کر دیا یا کم از کم ایسی وقاحتیں اوس میں ملادیں ۱۲ منہ

فرما دیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو یا انہیں اون نے تم سب سے حسنٰی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن عظیم نے اون دریدہ دہنوں بیباکوں بے ادب ناپاکوں کے موتھ میں پتھر دیدیا جو صحابہ کرام کے افعال سے اون پر طعن چاہتے ہیں وہ بشرط صحت اللہ عزوجل کو معلوم تھے پھر بھی اون سب سے حسنٰی کا وعدہ فرمایا تو اب جو معترض ہے اللہ واحد قہار پر معترض ہے جنت و مدارج عالیہ اس معترض کے ہاتھ میں نہیں اللہ عزوجل کے ہاتھ ہیں۔ معترض اپنا سر کھاتا رہے گا اور اللہ نے جو حسنٰی کا وعدہ اون سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائیگا اور معترض جہنم میں سزا پائیگا۔ وہ آیہ کریمہ یہ ہے لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنٰی واللہ بما تعلمون خبیر ○ اے محبوب کے صحابیو تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ رتبے میں بعد والوں سے بڑے ہیں۔ اور دونوں فریق سے اللہ نے حسنٰی کا وعدہ کرلیا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔ اب جنکے لئے اللہ کا وعدہ حسنٰی کا ہولیا اون کا حال بھی قرآن عظیم سے سنئے ان الذین سبقت لھم منا الحسنٰی اولئک عنھا مبعدون ○ لایسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خلدون ○ لایحزنھم الفزع الاکبر وتتلقھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ○ "بیشک جنکے لئے ہمارا وعدہ حسنٰی کا ہوچکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اوسکی بھنک تک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے وہ بڑی گھبراہٹ قیامت کی ہلچل اونھیں غم نہ دیگی اور فرشتے اونکا استقبال کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا" یہ ہے جمیع صحابہ کرام سید الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام کے لئے قرآن کریم کی شہادت۔ امیر المؤمنین مولی المسلمین علی مرتضٰی مشکلکشا کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم قسم اول میں ہیں جنکو فرمایا اولئک اعظم درجۃ اون کے مرتبے قسم دوم والوں سے بڑے ہیں اور امیر معٰویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قسم دوم میں ہیں اور حسنٰی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سبکو شامل ولہذا امیر المومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تکون لاصحابی زلۃ یغفرھا اللہ لھم لسابقتھم معی ثم یأتی قوم بعدھم یکبھم اللہ علی مناخرھم فی النار "میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جسے اللہ عزوجل معاف فرمائے گا اوس سابقہ کے سبب جو اونکو میری بارگاہ میں ہے پھر اون کے بعد کچھ لوگ آئینگے کہ اونھیں اللہ تعالٰی اون کے موتھ کے بل جہنم میں اوندھا کرکے گرائیگا" یہ ہیں وہ کہ صحابہ کی لغزشوں پر گرفت کرینگے ولہذا علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ تعالٰی نے نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرمایا ومن یکون یطعن فی معٰویۃ فذاک کلب من کلاب الھاویۃ جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔ واللہ یقول الحق ویھدی السبیل۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از دھولقہ ضلع احمد آباد ملک گجرات فتح حسن کاپول مرسلہ مولوی نور نبی ابن حاجی ولی محمد صاحب ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم امابعد۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں (۱) روح بعد خروج جسم کے دنیا میں آتی ہے یا نہیں۔ خصوصًا جبکہ حیات انبیاء و اولیاء و شہداء ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح پاک دنیا میں میلاد و مجلس شریف میں آسکتی ہے یا نہیں اور کوئی اونکی پاک روح کی تشریف آوری کو بعید از امکان سمجھے وہ شخص دائرہ اسلام میں کیسا سمجھا جائے گا۔ (۲) کوئی شخص قبور اہل اللہ کی زیارت اور اونپر پھول چڑھانے کو بدعت بتلائے اوسکی نسبت اہل اسلام کا کیسا خیال ہوگا۔ (۳) حضور پرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں اور کوئی شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مطلق غیب نہ تھا بلکہ تمام انسان کو جتنا علم ہوتا ہے اوتنا ہی آپکو علم تھا غرض علم حضور کا انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائیگا۔ (۴) وقت اذان کے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا جائے اوسوقت ہاتھوں کے انگوٹھے چومنا کیسا ہے کوئی شخص انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا۔

(۵) جو شخص عمدًا ترک جماعت کرے اوسکی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا؟

الجواب ۔ (۱) مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے حدیث میں ہے اذا مات المؤمن یخلی سربہ یسرح حیث یشاء جب مسلمان مرتا ہے اوسکی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے اسکا مفصل بیان ہماری کتاب حیات الموات فی بیان سماع الاموات میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس تمام جہان سے ارفع و اعلٰی ہے وہاں یہ سوال کرنا بھی بیجا ہے امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک وقت میں ستر ہزار جگہ تشریف فرما ہوسکتے ہیں امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورھم ویتصرفوا فی العالم العلوی والسفلی تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اختیار ملا ہے کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور جملہ عالم آسمان و زمین میں جہاں جو چاہیں تصرف فرمائیں روح اقدس کی تشریف آوری کو بعید از امکان جاننا اگر براہ جہل و بے علمی ہے تو جرأت و بے ادبی ہے اور بربنائے وہابیت ہے تو وہابیت خود کفر جلی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (۲) زیارت قبور سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الا فزوروھا فانھا تزھدکم فی الدنیا وتذکرکم الاخرۃ سن لو قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کریگی اور آخرت یاد دلائیگی خصوصًا زیارت مزارات اولیائے کرام کہ موجب ہزاراں ہزار برکت و سعادت ہے اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار ابن تیمیہ کا فضلہ خوار وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص و مزامیر ایجاد کرلیے

ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں مگر اون سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائیگی جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا رکوع وسجود صحیح نہ کرنا طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری وساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہو جائیگی قبر مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے ائمہ دین فرماتے ہیں وہ جبتک تر ہے تسبیح الٰہی کریگا اوس سے مردے کا دل بہلے گا۔ کما فی فتاوی الامام فقیہ النفس وغیرہا فتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے وضع الورد والریاحین علی القبور حسن اسے بدعت کہنا بھی آجکل وہابیہ ہی کی ضلالت ہے واللہ تعالی اعلم (۳) اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین وشرق وغرب وعرش وفرش وماتحت الثری وجملہ ماکان ومایکون الی آخر الایام کے ذرے ذرے کا علم تفصیلی عطا فرمایا اسکا بیان ہمارے رسائل انباء المصطفی وخالص الاعتقاد والدولۃ المکیہ وغیرہا میں ہے جو کہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے وہ کافر ہے امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب اللہ عزوجل فرماتا ہے علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ واللہ تعالی اعلم۔ (۴) اذان میں نام اقدس سنکر انگوٹھے چومنا حسب تصریح کتب فقہ ردالمحتار حاشیہ درمختار وجامع الرموز شرح نقایہ وفتاوی صوفیہ وکنز العباد مستحب ہے اسکا مبسوط بیان ہماری کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں ہے اس پر انکار بھی آجکل شعار وہابیہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔ (۵) بلا وجہ شرعی عمداً ترک جماعت گناہ ہے اور اوس کا عادی فاسق گمراہ ہے صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المتخلف ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اھ ای ضلال عن سبیل المتقین وان استحلہ او استخفہ فضلال فی الدین والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ تعالی اعلم ایک یہ بات نہایت ضروری وبکار آمد ہے کہ دیوبندیوں سے کوئی مسئلہ پوچھنا یا کسی مسئلہ میں اونکی بات پر کان رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تمام علمائے حرمین طیبین بالاتفاق دیوبندیوں کو مرتد لکھ چکے اور فرمادیا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اون کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اونہیں مسلمان جاننا درکنار اونکے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر ہے دیکھو حسام الحرمین شریف۔ واللہ الہادی

مسئلہ ۔ از میونڈی ڈاکخانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب ۱۲ شوال ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید کہتا ہے اور ہوگا وہ سب حکم خدا سے ہے ہوا اور ہوگا پھر بندہ سے کیوں گرفت ہے اور اسکو کیوں سزا کا مرتکب ٹھہرایا گیا اس نے کونسا کام ایسا کیا جو مستحق عذاب کا ہوا جو کچھ اوس نے تقدیر میں لکھدیا ہے وہی ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ بلا حکم اوسکے ایک ذرہ نہیں ہلتا پھر بندے نے کونسا اپنے اختیار سے وہ کام کیا جو دوزخی ہوا یا کافر یا فاسق جو بُرے کام تقدیر میں لکھے ہونگے تو بُرے کام کریگا اور بھلے لکھے ہوں گے تو بھلے بہرحال تقدیر کا تابع ہے پھر کیوں اسکو مجرم بنایا

جاتا ہے چوری کرنا زنا کرنا قتل کرنا وغیرہ وغیرہ جو بندہ کی تقدیر میں لکھدیئے ہیں وہی کرتا ہے۔ ایسے ہی نیک کام کرتا ہے معاذ اللہ (۲) جب کسی عورت نے کسی شخص سے قربت کی اور اوسکو حمل رہ گیا تو اوس حمل کو حمل حرام کیوں کہا گیا اور اوسکی اوس فعل قربت کو زنا کیوں کہا گیا اور جب اوس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو اوس بچہ کو حرامی کیوں کہا جائے کیونکہ جتنے افعال بندہ کرتا ہے وہ سب تقدیر سے اور حکم خدا سے ہوتے ہیں تو اب اس عورت نے کیا اپنی قدرت اور حکم سے ان فعلوں کو کرلیا نہیں وہی کیا جو تقدیر میں لکھدیا تھا پھر اوسکو زنا یا حرام کہنا کیونکر ہے (۳) اوس بچے کی روح پاک تھی یا ناپاک یا اون روحوں میں کی روح تھی جو روز ازل میں پیدا ہوئیں تھیں یا کوئی اور اور اسکا کیا سبب جو بچہ حرامی ہوگیا اور روح پاک رہے نہیں روح بھی ایسی ہے جیسا بچہ حرامی کیونکر ہو سکتا ہے۔ فقط

الجواب۔ زید گمراہ بددین ہے اوسے کوئی جوتا مارے تو کیوں ناراض ہوتا ہے یہ بھی تو تقدیر میں تھا اوسکا کوئی مال دبالے تو کیوں بگڑتا ہے یہ بھی تقدیر میں تھا یہ شیطانی فعلوں کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھ دیا ایسا ہمیں کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اوس نے اپنے علم سے جانکر وہی لکھا ہے۔ (۲) یہ وہی ابلیس ملعون کا دھوکا ہے جو بددینوں کو دیا کرتا ہے علم کسی کو مجبور نہیں کرتا عورت زنا کرنیوالی تھی اس لئے اوس کا یہ آئندہ حال اوس نے اپنے علم غیب سے جان کر لکھ لیا اگر وہ حلال کرنے والی ہوتی تو اوسے حلال والی ہی لکھا جاتا۔ (۳) روحیں ازل میں پیدا نہ ہوئیں ہاں جسم سے دو ہزار برس پہلے بنیں ولد الحرام کا اپنا کچھ قصور نہیں مگر جبکہ وہ حرام سے پیدا ہوا ولد الحرام ہونے میں کیا شک ہے نہ اس سے اوسکی روح کی ناپاکی لازم روح کفر وضلالت سے ناپاک ہوتی ہے بددین کی روح ناپاک ہے اگرچہ ولد الحلال ہو اور دیندار کی روح پاک ہے اگرچہ اوسکی ولادت حرام سے ہو روح کے پاک ہونے سے جسم کا نطفہ حرام سے بننا کیونکر مٹ گیا بے علم کو ایسی جہالتوں اور ایسی باتوں میں خوض سے فائدہ نہیں ہوتا سوا اسکے کہ شیطان کسی گھاٹی میں راہ مار کر ہلاک کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از قصبہ مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ مدرسہ دار العلوم مرسلہ عبد الرحیم خاں ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روح پاک ہے یا ناپاک اگر پاک ہے تو بعد مردن عذاب کیوں ہوتا ہے اور اگر ناپاک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں کیوں داخل ہوا۔

الجواب۔ روح اصل خلقت میں پاک ہے پھر اگر بداعتقادی بداعمال اختیار کرے تو اون سے ناپاک ہوجاتی ہے جسکے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از سہاور ۲۴ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں باب کہ ایک صاحب نے دو مضامین ذیل بحوالہ حدیث بیان فرمائے اور اول کو حدیث قدسی کہا مضمون اول یہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات کے قلوب مثل قلب حضور سرور کائنات

علیہ افضل الصلوٰت والطیبات کے ہو جائیں یا مثل شیطان لعین کے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھکو مطلق پروا نہیں۔ دوسرا مضمون یہ ہے کہ بروز قیامت جنت دوزخ میں حجت ہوگی دوزخ کہے گی کہ میں محل جبابرہ و افاخرہ ہوں اور تو محل مساکین وغرباء ہے اس لئے میں افضل ہوں یا مستحق اسکی ہوں کہ تمام بنی آدم میرے حوالہ ہوں جنت کچھ جواب دیگی مکالمہ میں کمزور پڑیگی پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیگا کہ تم دونوں کو استحقاق حجت کسی طرح نہیں ہے میں جسکو جہاں چاہوں گا بھیجوں گا پس سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں مضمون اون صاحب کے صحیح موافق حدیث کے ہیں یا نہیں اور برتقدیر اول یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا قلب مثل قلب مبارک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہو جائے علما نے تو ایسی احادیث کو جو صاحب درمنثور وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارضاعنہا سے روایت کی ہے درجۂ اعتبار سے گرایا ہے اور نیز دوسرے مضمون میں جبابرہ وافاخرہ کا ہونا دوزخ کے لئے کب موجب فضیلت وفوقیت ہوسکتا ہے کہ وہ مشرکین وکفار ہوں گے۔ امید کہ جواب باصواب عنایت ہو کہ ایک جماعت مسلمین کا شک رفع ہو۔ بینوا توجروا

الجواب: حدیث اول میں ہرگز نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ علی اتقی قلب رجل واحد منکم تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہو ادسکے دل پر ہو جائیں۔ اور فرض کے لئے امکان شرط نہیں قال اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین حدیث تو لفظ لو سے ہے کہ لو ان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی الخ اور آیہ کریمہ میں تو لفظ ان ہے۔ بیان حدیث دوم میں غلط ہے کہ یہ حجت روز قیامت ہوگی اور یہ بھی غلط کہ تمام بنی آدم میرے حوالہ ہوں اور یہ بھی غلط کہ جنت کچھ جواب نہ دیگی یا کمزور پڑیگی اسی طرح بیان حدیث اول میں متعدد اغلاط تھے یہ حدیث یوں ہے تحاجت الجنۃ والنار فقالت النار اوثرت بالمتکبرین والمتجبرین وقالت الجنۃ فمالی لایدخلنی الا الضعفاء الناس الحدیث۔ یہ گذشتہ کی حکایت ہے اوسوقت نار کا علم اسے محیط ہونا کیا ضرور کہ اوسکے لئے کفار ومشرکین ہیں جس طرح جنت کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ اوسے ان کمزوروں کا فضل وتقرب معلوم نہ تھا جب سے معلوم ہوا خود اون کی مشتاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بلوچستان مرسلہ قادر بخش ۵ ربیع الآخر ۳۸ھ

اندرین حکایت علمائے کرام چہ میفرمایند کہ قولے معتبر نقل است آیا واعظ در وعظ ذکر بکند یا حقیقت است در کدام کتاب این نقل است آن حکایت این است۔

یک حکایت یاد دارم از رسول + باد مقبول ہمہ اہل قبول + تاکہ معلوم تو گردد ہمتش + تاچہ حداست امتان راشفقتش + بعد ازاں آیم بمدح چاریار + اے برادر یک زمان گوش دار + جملہ شبہا مصطفےٰ بیدار بود + اتفاقا یک شبے

خوابش بود + بود اندر خواب تا وقت نماز + ناگہاں آمد خطابش بے نیاز + آفریدم من ترا از بہر آں + تا شدی پشت پناہ امتاں + اے محمد خواب تو زیبندہ نیست + ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست + چوں تو پرواز ی بخواب نیم شب + کردم اکنوں امتانت را غضب + دوزخ اندازم ہمہ از عام و خاص + یک تنے زیشاں نگردانم خلاص + چوں شنید ایں آیۃ خیر البشر + اشک ریزاں شد ز حسرت آں گہر + رفت زانجا او ندیدہ ہیچ کس + واندادرا عالم الاسرار بس + چوں گذشت از دو سہ روز ایں قصہ او + خون دل خوردند یاران عصہ را + عاقبت روز سوئم بعد از نماز + جملہ پیش عائشہ رفتند باز + چوں بپرسیدند زام مومنیں + داد ایشاں را جواب ایں چنیں + گفت او شین شب رسید از حق خطاب + امتاں را آیہ از بہر عذاب + چوں کہ ایں آیۃ بگوش او رسید + شد بروں از حجرہ او را کس ندید + آنچناں برخاست از یاران عزیز + لرزہ افتادند اندر جن و دیو + ناگہاں دیدند یک چوپان ز دور + یافت زاں چوپان دل ایشان سرور + پیش او رفتند و پرسیدند ازو + گر خبرداری ز پیغمبر بگو + گفت من کے مصطفی را دیدہ ام + بلکہ او را از کسے نشنیدہ ام + لیک سہ روز است پیغام خرد شش از میان کوہ میآید بگوش + جانور از نالہ او دل خستہ اند + از چراگاہ دہاں را بستہ اند + ہر زماں از دیدہ می راند آب + بستہ انداز راہ دیدہ راہ خواب + چوں شنیدند ایں خبر را آں گروہ + جملہ آوردند رو سوئے کوہ + شد نمایاں درمیان کوہ غار + دید در آں غار آں صدر کبار + سر بسجدہ بردہ پیش بے نیاز باخدا و خویشتن میگفت راز + گریہ میکرد و ہمی گفت اے الہ + تا نہ بخشی امتانم را گناہ + ما نہ بردارم سر خود از زمیں + تا بروز حشر نالم ایں چنیں + اینچنیں میگفت و مینالید زار + اشک میبارید چوں ابر بہار + چوں شنیدند ایں خفائش را ازو در + جملہ را از نالہ اش خون شد جگر + گفت صدیق شفیع المومنیں + از کرم بردار سر را از زمیں + آنچہ من در عمر طاعت کردہ ام + آنچہ در دنیا عبادۃ کردہ ام + آں ثواب از برائے امتاں + دارم اے پیغمبر آخر زماں + الی آخر الحکایت۔ یہ حکایت رسالہ میلاد غلام شہید میں ہے۔

الجواب۔ ایں نقل باطل و بے اصل ست و در ہیچ کتاب معتبر از و نشانے نیست واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ بریلی محلہ بہاری پور مرسلہ بمعرفت سلطان احمد خاں سائل پیر محمد عبداللہ۔ ۸ ربیع الآخر شریف ۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی۔ زہرہ برج حوت میں طالع ہو اور قمر برج سرطان میں بنظر تثلیث زہرہ ہو لیکن بتربیع و بمقابلہ مریخ ناظر بزحل نہ ہو۔ امید کہ ماہران علم ہیئت جواب باصواب دیں۔

الجواب۔ یہ سائل کی غلطی ہے کہ مریخ تربیع یا مقابلہ سے ناظر زحل نہ ہو۔ بلکہ یہاں مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی زہرہ کو نظر دشمنی سے نہ دیکھتا ہو کہ تربیع یا مقابلہ ہے زہرہ سے اگر

ساقط ہوں اور باہم نظر عداوت رکھتے ہوں کیا حرج ہے بالجملہ غرض یہ ہے کہ زہرہ برج شرف میں ہو اور قمر اپنے بیت میں اور زہرہ کو بنظر تام دوستی دیکھتا ہو اور زہرہ مریخ وزحل کی نظر عداوت تربیع ومقابلہ سے محفوظ ہو یہ صورت نہ اس سال ہے نہ سال آئندہ ہے ہاں وہ کہ سائل نے بیان کی ۲۷ مارچ ۱۹۲۰ء کو ہوگی زہرہ حوت کے ۱۱ درجہ میں ہوگی قمر سرطان کے ۱۱ درجہ میں کہ پورے ۱۲۰ درجے (ایک سو بیس درجہ) کا فاصلہ اور کامل نظر تثلیث ہے۔ مریخ عقرب کے ۸ درجے ۶ دقیقے زحل سنبلہ کے ۶ درجے ۶ دقیقے کہ کامل نظر تسدیس نظر نیم دوستی ہے نہ تربیع ہے نہ مقابلہ لیکن زہرہ وزحل کا فاصلہ چھ۶ برج سے صرف ۵ درجے زائد ہوگا زہرہ اگرچہ مقابلہ زحل سے منصرف ہوچکی ہے مگر دونوں کے مطرح شعاع ۷ و ۹ درجے کے مجموع کے نصف یعنی ۸ درجے سے فاصلہ کم ہے تو ہنوز حکم مقابلہ باقی ہے تیسرے دن زائل ہوگا جبتک ماہ سرطان سے بھی نکل جائیگا اور تثلیث سے بھی گزر جائیگا ہاں مریخ اگرچہ زہرہ سے ساقط نہیں مگر نظر تثلیث میں ہے کہ تمام دوستی ہے نہ تربیع ومقابلہ فقط۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ لوکپور مسئولہ قدرت علی خاں ۱۵ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جملہ انبیا وملئکہ علیہم السلام معصوم ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ سوا پنجتن پاک کے کوئی معصوم نہیں۔ اور تیسرا شخص کہتا ہے کہ پنجتن پاک کوئی چیز نہیں ہیں سوائے خلفائے راشدین کے۔

الجواب ۔ پہلے شخص کا قول حق وعقیدہ اہلسنت ہے اور دوسرے کا قول صریح گمراہی و رفض وکلمہ کفر ہے اور تیسرے شخص کا قول بدتر از بول میں بھی ایک کھلا پہلو کفر کا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از نانگل لکڑی ضلع گوڑگانوہ ڈاکخانہ ڈھنبہ مسئولہ حافظ غلام کبریا صاحب پیش امام مسجد

(۱) ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اولیا سے مدد مانگنا دور سے اور ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے کیونکہ یہ خاص اللہ تعالٰی کی صفت ہے دوسرے کی نہیں قرآن شریف کا ثبوت دیتا ہے (نواں پارہ) کہہ دیں نہیں مالک اپنی جان کا نہ نفع کا نہ ضرر کا۔

(۲) ۔ اولیاء اللہ کی قبروں کی خاک ہاتھ میں لیکر موہنہ پر ملنا کیسا ہے طواف قبر اولیا کا کرنا بعضے کہتے ہیں طواف صرف کعبہ شریف کے واسطے ہے۔

(۳) ۔ شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے پیغمبروں کی سب دعا مقبول نہیں ہوتی۔

(۴) ۔ خانقاہ اولیا پر جمع نہ ہونا حدیث کا ثبوت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا اللہ میری قبر کو عیدگاہ نہ بنائیو۔

(۵) ۔ اگر نبی کو غیب داں سمجھے تو کافر ہے کیونکہ انکو علم عطائیہ ہے وہ غیب نہیں ہوسکتا کیونکہ

غیب کے معنی یہ ہیں کہ بے اطلاع کئے معلوم ہو وہ غیب ہے۔

الجواب ۔ ۱۔ جس نے کہا کہ دور سے سننا صرف اوسکی شان ہے اوس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی وہ پاک ہے اس سے کہ دور سے سنے وہ ہر قریب سے قریب تر ہے دور سے سننا اوسکی عطا سے اوس کے محبوبوں ہی کی شان ہے اوسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے وہ شہید و بصیر ہے حاضر و ناظر اوسکی عطا سے اوسکے محبوب علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہیں کما فی رسائل الشیخ عبدالحق المحدث الدہلوی قدس سرہ اوس آیۂ کریمہ سے اوسکا کیا ثبوت ہوا جھوٹا دعوی کرنا اور قرآن مجید پر اوسکی تہمت رکھنا مسلمان کا کام نہیں نفع وضرر کا مالک بالذات اوس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں آیت میں اسی کی نفی ہے ورنہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں تو فرعون کو مالک نفع وضرر لکھا ہے پھر محبوبان بارگاہ کا کیا کہنا وہ بیشک اوسکی تملیک سے ہمارے نفع وضرر کے مالک ہیں جسکا بیان آیات واحادیث سے کتاب الامن والعلی میں ہے۔ (۲) مزارات کی مٹی مونھ پر ملنا جائز ہے اور طواف تعظیمی صرف کعبہ معظمہ کا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (۳) انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی سب دعائیں مستجاب ہیں مومنین سے حضرت عزۃ کا وعدہ ہے مجھ سے دعا کرو میں مقبول فرماؤنگا اور اوسکا وعدہ خلاف نہیں ہوسکتا پھر انبیا تو انبیا بعض وقت وہ اس اظہار کے لئے کہ یہ امر خلاف مقدر ہے اوسے صورت دعا میں ظاہر کرتے ہیں وہ اعلی وجہ پر قبول ہوتی ہیں مگر مطلوب ظاہری واقع نہیں ہوتا نظر ظاہر اسے عدم قبول سے تعبیر کرتی ہے شرح مشکوۃ میں اسی کا ذکر ہے۔ (۴) مزارات اولیا پر تشریف لیجانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے راشدین سے ثابت ہے اور اوس حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں اوسکا یہ مطلب ہے کہ میرے مزار کریم کو مسلمان عید نہ بنائیں جو سال میں ایک ہی بار آتی ہے بلکہ بکثرت حاضری دیں کہ اون کے گناہ معاف ہوں اور اونہیں برکات ملیں واللہ تعالٰی اعلم۔ (۵) غیب وہ ہے کہ بے بتائے معلوم نہ ہوسکے جو کہے کہ انبیا کو غیب کے علم نہ دیئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے ائمہ دین فرماتے ہیں النبی ھو المطلع علی الغیب نبی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو عطا سے غیب نہ رہنا آیات کثیرہ کی تکذیب ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از مقام راہ تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد ۱۶ صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشم خود اللہ کو نہیں دیکھا (۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں بینوا توجروا۔

الجواب ۔ (۱) ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا رویت بمعنی احاطہ کا انکار

فرماتی ہیں کہ لا تدرکہ الابصار سے سند لاتی ہیں اور احادیث صحیحہ میں رویت کا اثبات بمعنی احاطہ نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شئے محیط نہیں ہوسکتی وہی ہر شئے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم واللہ تعالٰی اعلم۔ (۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمہیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو امام اعظم سرداران علما میں داخل ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۳۸ ۔ از لاہور مسجد بیگم شاہی اندرون دروازہ مستی مرسلہ صوفی احمد الدین طالبعلم ۲۶ صفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی ورہنمائے سالکان قبلہ دوجہاں دام فیضہ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں۔ (۱) حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر ایک روز سخت خفا ہوئے اور روافض کہتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اوس میں یہ شعر بھی درج ہے۔ حق درآنجا بدست حیدر بود + جنگ با او خطا و منکر بود (۲) امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفعہ جنگ کے۔

الجواب ۔ (۱) روافض کا قول کذب محض ہے عقائد نامہ میں خطا و منکر بود نہیں ہے بلکہ خطائے منکر بود اہلسنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خطا خطاء اجتہادی تھی اجتہاد پر طعن جائز نہیں خطاء اجتہادی دو قسم ہے مقرر و منکر۔ مقرر وہ جسکے صاحب کو اوس پر برقرار رکھا جائیگا اور اوس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور منکر وہ جس پر انکار کیا جائیگا جبکہ اوس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلۂ اصحاب جمل رضی اللہ تعالٰی علیہم کہ قطعی جنتی ہیں اور اونکی خطا یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں باایں ہمہ اوس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مداخلت حرام ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ذکر اصحابی فامسکوا جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔ دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ستکون لاصحابی زلۃ یغفرھا اللہ لھم لسابقتھم ثم یاتی من بعدھم قوم یکبھم اللہ علٰی مناخرھم فی النار۔ قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخشدیگا اوس سابقہ کے سبب جو اونکو میری سرکار میں ہے پھر اون کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جنکو اللہ تعالٰی ناک کے بل جہنم میں اوندھا کردیگا یہ وہ ہیں جو اون لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کرینگے اللہ عزوجل نے تمام صحابۂ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں دو قسم کیا مومنین قبل فتح مکہ و مومنین بعد فتح اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرمایا وکلا وعد اللہ الحسنٰی۔ سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا اور ساتھ

ہیں اون کے افعال کی تفتیش کرنیوالوں کا مونھ بند فرما دیا واللہ بما تعملون خبیرہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنیوالے ہو۔ بااینہمہ وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا پھر وہ دوسرا کون ہے کہ اون میں سے کسی کی کسی بات پر طعن کرے واللہ الہادی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) بے شک امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی۔ اور اوس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت اللہ ورسول کی پسند سے ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لیکر فرمایا تھا ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔ بیشک میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اسکے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے امام مجتبیٰ ہرگز اونہیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ ورسول اسے جائز رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ منظر اسلام مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

موسیٰ علیہ الصلاۃ خواہش امتی بودن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چرا کرد حالانکہ از مرتبہ نبوت دیگر مرتبہ نیست فوق آں و مرتبۂ امت اسفل ازاں دیگر اینکہ ایں طور حدیث را بر عقائد چہ کار زیراکہ انبیا علیہم السلام در علوئیں تمام عالم احتیاج ایشاں اند ایشاں احتیاج کسے نیستند۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ افضل غنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را مرتبۂ از محبوبیت کبری و جملہ فضائل عالیہ چناں بخشید ند کہ موکب کسے بغبارا و نرسد تیرہ در دناں بر فضل دیگراں حسد برند و اہل کمال چوں بینند کہ مارا باآں دسترس نیست انتساب باآں محبوب خواہند کہ در زیر عنایتش بروجہے خاص باشند انبیاء را بدیگراں احتیاج نبودن مسلم فاما بہ سید انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم ہمہ را نیاز ست چنانکہ کریمۂ اخذ میثاق از انبیا و حدیث صحیح مسلم یرغب الی فیہ الخلق حتی خلیل اللہ ابراھیم۔ براں شاہد عدل ست ایں چنیں احادیث را بایچ عقیدہ خلاف نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از گونڈل مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں عوام مومنین کی تشریح فرمادیں۔

الجواب ۔ حدیث میں ہے رب العزۃ جل وعلا فرماتا ہے عبدی المؤمن احب الی من بعض ملئکتی میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔ ہمارے رسول ملئکہ کے رسولوں سے افضل ہیں اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیا سے افضل ہیں اور ہمارے اولیا عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں اور یہاں عوام مومنین سے یہی مراد ہیں۔ نہ فساق و فجار کہ ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہوسکتے انسانی صفت ملکوتی و بہیمی و سبعی و شیطانی سب کا جامع ہے جو صفت اسپر غلبہ کریگی اوسکے منسوب الیہ سے زائد ہو جائیگا۔

اگر ملکوتی صفت غالب ہوئی کروروں ملائکہ سے افضل ہوگا اور بہیمی غالب ہوئی تو بہائم سے بدتر اولٰئك كالانعام بل هم اضل سبیلا یوہیں سبعی و شیطانی وہابیہ کو دیکھو شیطان اور ان سے سبق لیتا ہے ابلیس کو ہزاروں برس کی عمر میں نہ سوجھی تھیں جو انہیں سوجھتی ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ـ از دار الطلبہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۳۸ھ

زید کہتا ہے کہ تقلید شخصی واجب نہیں کہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اگر واجب ہوتی تو احادیث میں کہیں نہ کہیں ذکر ہوتا۔ عمرو کہتا ہے واجب ہے بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی۔ زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا۔

الجواب ـ تقلید فرض قطعی ہے قال اللہ تعالٰی فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الاسئلوا ان لم يعلموا فانما شفاء العى السؤال اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کیجائے تو یا وقت واحد میں شے واحد کو حرام بھی جانے گا اور حلال بھی جیسے قرأت مقتدی کہ شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیہ کے یہاں حرام اور وقت واحد میں شے کا حرام وحلال دونوں ہونا محال یا یہ کریگا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام تو یہ اس آیت میں داخل ہونا ہوگا کہ يحلونه عاما ويحرمونه عاما لاجرم پابندی مذہب لازم اور اسکی تمام تفصیل ہمارے فتاوی میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) زید کہتا ہے قرأت خلف الامام کرنا چاہیئے نہ کی جائیگی تو نماز صحیح نہ ہوگی اور اسکے ثبوت میں احادیث پیش کرتا ہے۔ عمرو کہتا ہے نہ کرنا چاہیئے۔ زید احادیث و تفاسیر کے علاوہ اور کسی دلیل کو نہیں مانتا کہتا ہے کہ فقہ قیاسی ہے احادیث و تفاسیر کے مقابل قابل عمل نہیں

الجواب فقہ کا نہ ماننے والا شیطان ہے ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کرسکتا جسے دعوی ہو سامنے آئے اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتا کھانا حلال ہے یا حرام کونسی حدیث میں آیا ہے کہ کتا کھانا حرام ہے آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر فرمایا ہے مردار۔ اور رگوں کا خون اور خنزیر کا گوشت۔ اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔ تو کتا درکنار سوئر کی چربی اور گردے اور اوجھڑی کہاں سے حرام ہوگی کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں۔ غرض یہ لوگ شیاطین ہیں انکی بات سننا جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) زید کہتا ہے آمین بالجہر کرنا چاہیئے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ عمرو مانع ہے کس کا قول ٹھیک ہے۔

الجواب عمرو کا قول ٹھیک ہے۔ آمین دعا ہے اور دعا کے اخفا کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ واذا قال ولا الضالين فقولوا آمين فان الامام يقولها جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام بھی کہے گا معلوم ہوا کہ آہستہ کہیگا اصل یہ ہے کہ امام کے فعل

کے ساتھ اسکا فعل ہو اگر وہ آمین بالجہر کہتا مقتدیوں کو معلوم ہوتا تو یہ فرمایا جاتا کہ جب وہ آمین کہے تم بھی کہو یہاں یہ نہ فرمایا بلکہ اُس کا فعل بتایا کہ جب وہ ولا الضالین کہے تم آمین کہو اور اوسکی موافقت کہ خفی تھی ظاہر فرما دی کہ وہ بھی کہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ سوداگران مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اول سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے تو ابتداءً مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں تو کیا فظہر فولد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فظہر فولد کہنے پر موقوف ہے کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب زید کی یہ سب حماقتیں جہالتیں سفاہتیں ہیں مہمل لایعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کئے اور وجہ حقیقی ہے اوسکی طرف اوسے ہدایت نہ ہوئی تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے معظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اوسکے حضور رکھنے وقت بادب اوسکے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکر قدوم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم بادب قعود سے۔ ولکن الوہابیۃ قوم لایعقلون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ مولینا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب پردیسی جی برہمچاری از شہر محلہ باسمنڈی ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اکی دس جنوری کی اشاعت میں رام سنگھ نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالہ دیکر محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے "تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ" تیسری آیت کا مطلب یہ ہے "فی الواقعی ہم نے تیرے واسطے بلا شبہہ کامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے"۔ مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں "تو" سے مراد تو ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیروں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے کہ اس مباحثہ کو قابل یقین سمجھا جائے کیونکہ اگر عربی زبان ایسی ہی پیچیدہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی

خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں تاہم مسٹر حسن کا یہ بیان ہے کہ وہ آیات زیر مباحثہ کے ان معنوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور قرآن عظیم کے مفسرین کی صفت کو مانتے ہیں مجھکو خوف ہے کہ مسٹر حسن نے تفسیروں کو غور سے نہیں پڑھا ہے کیونکہ میں ذیل میں یہ دکھاؤں گا کہ قرآن عظیم کے مسلم مفسرین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کو (معاذ اللہ) صاف طور سے مانتے ہیں اور بعض موقعوں پر ان خاص گناہوں کو بتاتے ہیں جنکی بابت رسول مقبول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے معافی مانگنے کو کہا گیا ہم وہ تین آیات لیتے ہیں جو راما سنگھ نے نقل کی ہیں اول سورۂ محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی انیسویں آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "تو معافی مانگ اپنے گناہوں اور اپنے معتقدین کی خواہ مرد ہوں خواہ عورت" یہاں پر کسی حالت میں بھی "تو" کے معنی پیروؤں کے نہیں ہو سکتے چونکہ ان لوگوں کا ذکر خود بھی آچکا ہے" اور" حرف عطف سب پیچیدگیوں کو صاف کر دیتا ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پہلے اپنی اور بعد کو اپنے پیروؤں کی معافی مانگنے کو کہا گیا ہے۔ دوسری سورۂ مومن کی پچپنویں آیت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے" تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ" اس بات کو یقین کرنا دشوار ہے کہ آپ کے مسٹر حسن نے درحقیقت مفسرین سے دریافت کیا ہوگا اگر وہ دریافت کر لیتے تو کبھی نہ کہتے کہ وے لوگ اس بات کو راما سنگھ پر صاف عیاں کر دیں گے کہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہر گناہ سے معصوم ہیں اس سے کہیں دور وہ صاف طور سے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی گنہگاری کو مانتے ہیں ابن عباس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اسطرح سے کہتے ہیں[1] واستغفر لذنبك لتقصير وشكر ما نعم الله عليك وعلى اصحابك اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اور اسکے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے زمخشری ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر الکشاف میں یوں لکھتے ہیں" لکی یغفر الله لك ما تقدم من ذنبك قبل الوحی وما تاخر وما یکون بعد الوحی الی الموت" اس کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکرگذار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے اور تیرے پیروؤں پر کی۔ بینوا توجروا

الجواب اس سوال میں آریہ نے افتراء وجہالت و نافہمی و بے ایمانی سب سے کام لیا۔ (۱) عبارت کہ کشاف کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے کشاف میں اوس کا پتہ نہیں (۲) بالفرض اگر کشاف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بدمذہب کی تصنیف ہے اوس کا کیا اعتبار (۳) یہ تفسیر کہ منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ہے نہ اونکی کتاب ہے نہ اون سے ثابت یہ بسند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح مروی ہے اور ائمۂ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلۂ کذب ہے۔ تفسیر اتقان شریف میں ہے واوھی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الی ذلك روایۃ محمد بن مروان السدی الصغیر فھی سلسلۃ

[1] ہکذا بالخط ۱۲ منہ

الکذب (۴) اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی عبارت یہ ہے لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیك و علی اصحابك یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں اونکے شکر میں جسقدر کمی واقع ہوئی اوسکے لئے استغفار فرمایئے کہاں کمی اور کہاں غفلت نعمائے الٰہیہ ہر فرد پر بیشمار حقیقۃ غیر متناہی بالفعل ہیں کما حققہ المفتی ابن السعود فی ارشاد العقل السلیم قال اللہ عزوجل وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا اگر اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہ گن سکو گے جب اوسکی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا کرسکتا ہے ؎ از دست وزبان کہ برآید + کز عہدۂ شکرش بدرآید۔ شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمۂ بشریت ہے نعمائے الٰہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں متزائد ہیں خصوصًا خاصوں پر خصوصًا اون پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا (۵) بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقۃ ذنب بمعنی گناہ نہیں ماتقدم سے کیا مراد لیا وحی اوترنے سے پیشتر کے اور گناہ کسے کہتے ہیں مخالفت فرمان کو اور فرمان کاہے سے معلوم ہوگا وحی سے تو جبتک وحی نہ اوتری تھی فرمان کہاں تھا جب فرمان نہ تھا مخالفت فرمان کے کیا معنی اور جب مخالفت فرمان نہیں تو گناہ کیا (۶) جسطرح ماتقدم میں ثابت ہولیا کہ حقیقۃ ذنب نہیں یونہیں ماتاخر میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اونکے منع پر اوترا اور اونہیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ اونکا حقیقۃ گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا یونہیں بعد نزول وحی وظہور رسالت بھی جو افعال جائزہ فرمائے اور بعد کو اونکی ممانعت اوتری اوسی طریقے سے اُنکو ماتاخر فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً۔ (۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و فحشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انہیں بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہلی کہلی بھر رہی ہیں اور خود بندگان وید نے اوسکے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھنونے فحش لکھے اون سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹیگی مثلاً یجر وید میں ایشور کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ "او سیکڑوں طرح کی عقل وعلم رکھنے والو تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بوٹیاں ہیں اُن میں سے میرے شریر کو نروگ کرو" اے اماجان تو بھی ایسا ہی کر نیز یہ بھی فرمارہے ہیں کہ "اے بوٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا میں فرزند تجھکو بہت عمدہ نصیحت کرتا ہوں ماتا جی کہتی ہیں اے لائق بیٹے میں والدہ تیرے گھوڑے گائیں زمین کپڑے جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر۔ اسی یجر وید کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں ایشور کے متعلق ہے اُسکے ہزار سر ہیں ہزار آنکھ ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین

پر وہ سب جگہ ہے اولٹا سیدھا تب بھی دس اونگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے نیز ویدوں میں اوسکا نام سرو بیاپک ہے یعنی وہ ہر جگہ سمایا ہوا ہر چیز میں رما ہوا ہر خلا میں گھسا ہوا ہے ہر جانور کی مقعد ہر مادہ کی فرج ہر پاخانہ کی ڈھیڑی میں ایشور ہی ایشور ہے۔ دیانند نے محض زبردستی اونگلی کا پلیٹ کی اور اوہیں فحش سے نکالا مگرا ور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائیگا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو یہی دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام محض فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی پیچیدہ زبان ہے جسکی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کردو خواہ حکمت سے تو وہ کلام کیا ہوا بھان متی کا گورکھ دھندا ہوا اور اوسکے کس حرف پر اعتماد ہوسکتا ہے نہیں معلوم کہ مالاجپی ہے یا گالی بکی ہے۔ (۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آریہ بیچارہ کیا کھاکر اوس سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے ؎ نباشد بہ آئین تحقیق دال + کوری وپوری دبھجیا و دال۔ شرط تمامی استدلال قطع ہر احتمال ہے علم کا قاعدۂ مسلمہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال سورۂ مومن وسورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات کریمہ میں کونسی دلیل قطعی ہے کہ خطاب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔ مومن میں تو اتنا ہے واستغفر لذنبك اے شخص اپنی خطا کی معافی چاہ کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں قرآن عظیم تمام جہان کی ہدایت کے لئے اوترا نہ صرف اوسوقت کے موجودین بلکہ قیامت تک کے آنیوالوں سے وہ خطاب فرماتا ہے اقیموا الصلوٰۃ نماز برپا رکھو یہ خطاب جیسا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیام قیامت ہمارے بعد آنیوالی نسلوں سے بھی اسی قرآن عظیم میں ہے لانذرکم بہ ومن بلغ کتب کا عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے بداں اسعدک اللہ تعالیٰ میں کوئی خاص شخص مراد نہیں خود قرآن عظیم میں فرمایا ارأیت الذی ینھی ۙ عبدا اذا صلی ۙ ارأیت ان کان علی الھدیٰ ۙ اوامر بالتقوی ۙ ابوجہل لعین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز سے روکنا چاہا اوس پر یہ آیات کریمہ اوتریں کہ کیا تو نے دیکھا اوسے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پرہیزگاری کا حکم فرمائے یہاں بندے سے مراد حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور غائب کی ضمیریں حضور کی طرف ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف بلکہ فرماتا ہے فما یکذبك بعد بالدین ۃ ان روشن دلیلوں کے بعد کیا چیز تجھے روز قیامت کے جھٹلانے پر باعث ہورہی ہے یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص منکران قیامت مثل مشرکین آریہ وہنود سے یوہیں دونوں سورۂ کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کیلئے ہے کہ اے سننے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ کی معافی مانگ (۹) بلکہ آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں اسکی ابتدا یوں ہے فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبك وللمؤمنین والمؤمنٰت ط جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی

اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی معافی چاہ تو یہ خطاب اوس سے ہے جو ابھی لاالہ الا اللہ نہیں جانتا در نہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل حاصل ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اے سننے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کسے باشد توحید پر یقین لا اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگ تتمہ آیت میں اس عموم کو واضح فرما دیا کہ واللہ یعلم متقلبکم ومثوٰکم اللہ جانتا ہے جہاں تم سب لوگ کروٹیں لے رہے ہو اور جہاں جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے اگر فاعلم میں تاویل کرے تو ذنبک میں تاویل سے کون مانع ہے اور اگر ذنبک میں تاویل نہیں کرتا تو فاعلم میں تاویل کیسے کرسکتا ہے دونوں پر ہمارا مطلب حاصل اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔ (۱۰) دونوں آیہ کریمہ میں صیغۂ امر ہے اور امر انشا ہے اور انشا وقوع پر دال نہیں تو حاصل اسقدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب نہ یہ کہ معاذ اللہ واقع ہوا جیسے کسی سے کہنا اکرم ضیفک اپنے مہمان کی عزت کرنا اس سے یہ مراد نہیں کہ اسوقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی نخواہی کوئی مہمان آئیگا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔ (۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن عظیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمد ہی سے خاص نہیں۔ قال اللہ تعالٰی وعصٰی اٰدم ربّہ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے فنسی ولم نجد لہ عزما آدم بھول گیا ہم نے اوسکا قصد نہ پایا لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اوسپر مؤاخذہ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا اے ہمارے رب ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ (۱۲) جتنا قرب زائد اوسی قدر احکام کی شدت زیادہ ع جنکے رتبے ہیں سوا اونکو سوا مشکل ہے۔ بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لے گا جو برتاؤ گوارا کریگا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لئے وارد ہوا حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں ترک اولٰی کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولٰی ہرگز گناہ نہیں۔

(۱۳) آریہ بیچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سنا اگر نہ جانے تو ہر ادنٰی طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کیلئے ادنی ملابست بس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی اردو ہندی سب زبانوں میں رائج ہے مکان کو جسطرح اوسکے مالک کی طرف نسبت کریں گے یونہیں کرایہ دار کی طرف۔ یونہیں جو عاریت لیکر بس رہا ہے اوسکے پاس ملنے آئیگا یہی کہے گا کہ ہم فلانے کے گھر گئے تھے بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جریب ہوا یہاں نہ ملک نہ اجارہ نہ عاریت اور اضافت موجود یونہیں بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا تو ذنبک سے مراد اہلبیت کرام کی لغزشیں ہیں اور اوسکے بعد وللمؤمنین والمؤمنٰت تعمیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہلبیت کرام اور سب مسلمان مردوں عورتوں کے لئے اب آریہ کے اوس جنون کا بھی علاج ہوگیا کہ بیرودل کا ذکر

تو بعد کو موجود ہے تعمیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمؤمنین والمؤمنٰت ؕ اے میرے رب مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔ (۱۴) اسی وجہ پر کریمہ سورۂ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے اور ماتقدم من ذنبك تمہارے اگلوں کے گناہ اعنی سیدنا عبداللہ و سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام و امہات طیبات باستثناء انبیائے کرام مثل آدم و شیث و نوح و خلیل و اسمعیل علیہم الصلاۃ والسلام اور ماتاخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت و امت مرحومہ تو حاصل کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخشدے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ والحمدللہ رب العٰلمین۔ (۱۵) ماتقدم و ماتاخر سے قبل و بعد نزول وحی کا ارادہ جسطرح عبارت تفسیر میں مصرح تھا آیت میں قطعاً محتمل اور ہم ثابت کرچکے کہ اب حقیقت ذنب خود مندفع وللہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین وبارک وسلم الی یوم الدین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

از شہر مسئولہ مولوی غلام قطب الدین صاحب ۴/ ربیع الاول ۳۹ھ

راما سنگھ اب آریہ نہیں نصرانی ہے ردّ ئے جواب جانب نصاریٰ ہونا چاہئے۔

الجواب

بحمدللہ تعالیٰ وہ جواب کافی ووافی ہے صدر کلام اور ع۴ و ع۸ میں آریہ کی جگہ نصرانی لکھ لیجئے اور ع۸ کا شعر کاٹ دیجئے اور ع۱۳ میں آریہ کی جگہ کر سچن یہاں ع۷ بالکل تبدیل ہوگا اوسے یوں لکھئے:-

(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب نصرانی کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا عربی زبان تو لسان مبین ہے نہ ہر محل قابل تاویل نہ ہر تاویل لائق تحویل کہ ہر شخص جہاں چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنالے اور محل محتمل میں تاویل صحیح کا باب بیشک واسع اور ہر زبان اور ہر قوم میں شائع و ذائع اسکا انکار نہ کریگا مگر مکابر مفتون اور اوسکا اقرار نہ کریگا مگر دیوانہ مجنون ہاں بائبل کی زبان ایسی پیچیدہ ہے کہ اور تو اور خود مصنف محرّف کی سمجھ میں نہیں آتی۔ تواریخ کی دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۱ و ۲ میں لکھا ہے۔ وہ۔ بتیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا ۸ برس بادشاہت کی اور جاتا رہا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروسلم کے باشندوں نے اوسکے چھوٹے بیٹے اخزیاہ کو اوسکی جگہ بادشاہ کیا اخزیاہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ یعنی باپ ۴۰ برس کی عمر میں مرا اوس وقت بیٹا ۴۲ برس کا تھا۔ باپ سے دو برس پہلے پیدا ہولیا تھا۔ متی کی انجیل میں مسیح و داؤد علیہما الصلوۃ والسلام کے بیچ میں صرف ۲۶ پشتیں ہیں اور اوس میں عود بھی گنا دیا ہے کہ مسیح تا داؤد ۲۸ شخص ہیں لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۳

آدمی ہیں ۱۵ الیشتیں زائد اور اسما بھی بالکل نامطابق ایضاً انجیل متی باب ۵ درس ۱۷ "یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے آیا میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں" درس ۱۸ "کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا" یہاں تو نسخ کا اس شدت سے انکار ہے اور جابجا انجیل ہی میں نسخ احکام توریت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۱ و ۳۲ میں ہے یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اوسے طلاق نامہ لکھ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اوس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اوس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔ ایضاً درس ۳۳ و ۳۴ تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کر پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کھانا ایضاً درس ۳۸ و ۳۹ تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اوس کی طرف پھیر دے۔ ایضاً باب ۱۹ درس ۸ و ۹ موسیٰ نے جورووں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنی جورو کو سوا زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اوس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۲ تا ۱۲ میں ہے ان کے سوا بہت نظائر تناقض و نافہمی کے ہیں تو ثابت ہوا کہ عبری زبان ہی ایسی پیچیدہ ہے کہ اوس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا۔

اور (۱۵) کے بعد یہ نمبر اور اضافہ کیجئے (۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور تو سعاً خلاف اولی کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں لیکن نیک ہونا تو نبی کے لئے لازم ہے نہ کہ وہ جو خدا کا بیٹا ٹھہرے مگر یہ انجیلیں کہتی ہیں کہ مسیح ہرگز نیک نہیں۔ دیکھو متی باب ۱۹ درس ۱۶ و ۱۷ ایک نے اوس سے کہا اے نیک استاد اوس نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۷ و ۱۸ و انجیل لوقا باب ۱۸ درس ۱۸ و ۱۹ میں ہے۔ وہاں اگر بعض مفسرین نے معاذ اللہ گناہ گار ہونا مانا تھا تو یہاں تو خود انجیلیں مسیح کو معاذ اللہ صاف طور سے بد بتا رہی ہیں۔ (۱۷) گناہ نہیں مگر شریعت کی مخالفت لیکن بائبل تو شریعت کو راساً باطل کر رہی ہے گلیتوں کو پولس کا خط باب ۳ درس ۱۰ وے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں۔ درس ۱۱ کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راستباز نہیں ٹھہرتا۔ درس ۱۲ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور مسیح علیہ الصلاۃ والسلام پکے راستباز و کامل الایمان ہیں۔ تو ضرور شریعت سے جدا ہیں تو گناہ گار رہیں کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ و ۱۳ میں ہے۔ سرزمین کس لئے ویران ہوئی اور بیابان کے مانند جل گئی خداوند کہتا ہے اسی لئے کہ اونھوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اوسکے

موافق نہ چلے۔ (۱۸) بلکہ ترک اولٰی یا کسی صغیرہ کا صدور یا بد ہونا بھی درکنار بائیبل تو مسیح علیہ الصلٰوۃ والسلام کو معاذ اللہ صاف ملعون بتاتی ہے خط مذکور باب ۳ درس ۱۳ "مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے" والعیاذ باللہ تعالٰی۔ ایسے پوچ ولچر مذہب کے پابند کیوں دین حق اسلام کے خدام سے الجھتے ہیں اپنے گریبان میں موٹھ ڈالیں اور اپنی بگڑی کہ کبھی نہ سنبھلے گی سنبھالیں واللہ یھدی من یشاء الٰی صراط مستقیم ۰ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از موضع پارہ پرگنہ موہانوال ضلع اناؤ مسئولہ محمد عبدالرؤف صاحب ۔ ۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ چونکہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالٰی ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت لفظ عالم الغیب بالواسطہ یا بالعطا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ حضور پرنور کو کل علم غیب یعنی از روز ازل تا ابد شب معراج میں عطا فرمایا گیا تھا البتہ بعض بعض علوم غیبیہ کا قائل ہے اور اپنے عقیدہ کی دلیل میں چند واقعات بطور اثبات نوشتہ علمائے دیوبند پیش کرتا ہے مثلاً سورہ کہف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجواب اس سوال کے کہ اصحاب کہف کس مدت تک سوئے تھے فرمایا کل بتلاؤنگا اور لفظ انشاء اللہ تعالٰی نہ کہنے کی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی کا نزول نہ ہوا اگر علم غیب ہوتا تو توقف نہ فرماتے۔ دوئم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا حادثہ کہ کفار مکہ نے آپ کو متہم کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے اگر آپکو علم ہوتا تو تذبذب کیوں ہوتا وحی کے نزول پر آپ مطمئن ہوئے۔ اور کہتا ہے کہ اگر کل علم غیب عطا فرمایا جاتا تو پھر وحی آنیکی کیا ضرورت تھی۔ (۲) عقیدہ دوئم یہ کہ قیام کرنا بوقت ذکر ولادت شریف بدعت سیئہ ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے مطلق پایا نہیں جاتا اور نہ وہ بات جو بعد قرون ثلثہ قائم کی گئی قابل ماننے کے ہے اور کہتا ہے کہ کیا اوسی وقت حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیدائش ہوتی ہے جو یہ تعظیمی قیام کیا جاتا ہے یا یہ کہ اوسی وقت آپکی تشریف آوری ہوتی ہے اگر یہ صحیح ہے تو کس مقام مجلس میں آپ متجلی ہوتے ہیں اگر حضار محفل میں آپ رونق افروز ہوتے ہیں تو یہ اور بے ادبی ہے کہ میلاد خوان منبر پر اور آپ فرش زمین پر اور اگر آپ منبر پر جلوہ فگن ہوتے ہیں تو یہ بھی بے ادبی ہوئی کہ برابری کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے لہٰذا ہر نوع قیام بدعت سیئہ ہے۔ (عقیدۂ عمرو) برعکس اسکے عمرو کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر شب معراج میں اللہ رب العزۃ نے جملہ علوم اولین وآخرین مانند آفتاب درخشاں روشن کر دیئے تھے اور تمام علم ماکان ومایکون سے صدر مبارک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ افروز کر دیا تھا اور جن باتوں میں آپ نے جواب

نہیں دیا بلکہ سکوت اختیار فرمایا اونکو خدا اور حبیب خدا کے درمیانی اسرار مخفی کی جانب مبذول کرتا ہے۔ اور روز ازل سے لیکر یوم الحشر کے تمامی علوم کو حضور سرور کائنات و مفخر موجوات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے سمندر کی ایک لہر کی برابر تصور کرتا ہے۔ دوئم محفل میلاد شریف اور قیام تعظیمی و تقسیم شیرینی وغیرہ کو اپنا فرض منصبی اور نہایت درجہ مستحسن اور وسیلۂ نجات اور ذریعہ فلاحت دینی و دنیوی سمجھتا ہے۔ فقط

الجواب ۔ (۱) اس مسئلہ میں بفضلہ تعالیٰ یہاں سے متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ **الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ** پر اکابر علمائے کرام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ وغیرہا بلاد اسلامیہ نے مہریں کیں گرانقدر تقریظیں لکھیں خالص لاعتقاد دس سال سے شائع ہے انبا المصطفیٰ بیس سال سے ہزارہا کی تعداد میں بمبئی و بریلی و مراد آباد میں چھپ کر تمام ملک میں شائع ہوا اور بحمدہ تعالیٰ سب کتابیں آج تک لاجواب ہیں مگر وہابیہ اپنی بے حیائی سے باز نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کمافی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح للملا علی القاری بلکہ خود حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے کان یعلم علم الغیب مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اوس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے کشاف میں ہے المراد به الخفي الذي لاينفذ فيه ابتداء الاعلم اللطيف الخبير ولهذا لايجوز ان يطلق فيقال فلان يعلم الغيب اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائیگا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت وجلالت والے ہیں تمام عالم میں اونکی برابر کوئی عزیز وجلیل نہ ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض صدق وصورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں کم من معتقد لايطلق القول به خشية ايهام غيره ممالايجوز اعتقاده فلا ربط بين الاعتقاد والاطلاق یہ سب اوس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلاقید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطا کی تصریح کردیجائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں وانما لم يجز الاطلاق في غيره تعالىٰ لانه يتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فيكون مناقضاً اما اذا قيد وقيل اعلمه الله تعالىٰ الغيب او اطلعه عليه فلا محذور فيه زید کا قول کذب صریح وجہل قبیح ہے کذب تو ظاہر کہ بے ممانعت شرعی اپنی طرف سے عدم جواز کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلاۃ والسلام اور رب العزۃ جل وعلا پر افترا کر رہا ہے

قال اللہ تعالی ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون o متاع قلیل ولھم عذاب الیم o اور جہل فاضح یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے عدم جواز کو متفرع کر رہا ہے شاید اوس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے دیئے سے علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے اوس کے غیر کو علم غیب بالذات بلاواسطہ ہے ایسا ہے تو اس سے بڑھکر اور کفر اشد کیا ہے گنگوہی صاحب نے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالذات بے عطائے الٰہی ملنے کے اعتقاد کو کفر تا نا تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا اون کے فتاویٰ حصہ اول ص۸۳ میں ہے جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپکو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہذا امام نہ بنانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے۔ حالانکہ گنگوہی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہہ جو غیر خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود علم مانے قطعًا کافر ہے اور جو اوس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر۔ اسمعیل دہلوی صاحب نے دوسری شق لی تھی کہ اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث واختیاری مانا تقویت الایمان ص۲۴ میں ہے غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔ یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی یہ اسی نتیجہ قول زید کا خاصہ ہے۔ وہ واقعے کہ زید نے پیش کئے اگرچہ اون پر ابحاث اور بھی ہیں مگر کیا انباء المصطفٰی میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ بحمد اللہ تعالٰی نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون کا علم دیا اور جب یہ علم قرآن عظیم کے تبیانًا لکل شیئ ہونے نے دیا اور پر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت یا سورت کا تو نزول جمیع قرآن عظیم سے پہلے اگر بعض کی نسبت ارشاد ہو لم نقصص علیک ہرگز احاطہ علم مصطفوی کا نافی نہیں مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کے ہیں ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ لائیں جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور پر مخفی رہا اگر ایسا نص نہ لا سکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو" اھ ملخص اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شدید بیحیائی ہے بلاشبہہ عمرو کا قول صحیح ہے جمیع ماکان و مایکون جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم محیط حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ علی قاری کی زبدہ شرح بردہ میں مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) قیام وقت ذکر ولادت سید الانام علیہ علی ذویہ افضل الصلاۃ والسلام بلاشبہہ مستحب و

مستحسن علمائے اعلام وعادت محبین کرام وغیظ وہابیہ لئام ہے ہم نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وغیرہا میں اوسے متعدد آیات قرآن مجید سے ثابت کیا مگر وہابیہ کو کیا سوجھے لہم اعین لایبصرون بہا خصوصًا قرآن عظیم تک اُن کی فہم کیا پہنچے۔ قال اللہ تعالٰی وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ ہم جو آیات تلاوت کریں اُن کا کان کیونکر سنے وفی اٰذانہم وقرًا۔ راہ حق کی دعوت اونہیں کیا نفع دے وان تدعہم الی الھدٰی فلن یھتدوا اذا ابدا ۰ قرون ثلٰثہ کی بحث میں وہابیہ کو ہزاروں بار اون کے گھر تک پہنچا دیا گیا جس کا روشن بیان اصول الرشاد تصنیف لطیف امام العلماء حضرت سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد میں ہے۔ مدرسۂ دیوبند یا میں قوانین مخترعہ تو قرون ثلٰثہ درکنار قرون اثنا عشر کے بعد قائم ہوا۔ پہلے اوسکی بنا ڈھائیں اینٹ سے اینٹ بجائیں یا یہ مسئلہ صرف اونہیں چیزوں کے حرام کرنے کو ہے جن میں تعظیم ومحبت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واولیاء کرام علیہم الرضوان الاتم ہے یہ قیام ذکر تشریف آوری کی تعظیم ہے دل میں عظمت ہو تو جانیں کہ تعظیم ذکر شریف مانند تعظیم ذات اقدس ہے۔ کما بینہ الامام القاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی فی کتاب الشفا والامام احمد القسطلانی فی المواہب الشریفۃ۔ دل کے اندھے اسے بھلا کر خود ذات کریم کی تشریف آوری ڈھونڈھتے ہیں اور بے ادب گستاخ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ کیا اوسی وقت حضور کی پیدائش ہوتی ہے۔ ہم مدعی نہیں کہ ہر مجلس مبارک میں تشریف آوری ضرور ہے ہاں ہوتی ہے اولیاء واکابر نے بارہا مشاہدہ کی ہے جیساکہ بہجۃ الاسرار امام اوحد ابوالحسن لخمی شطنوفی وتنویر الملک امام جلال الدین سیوطی وتصانیف شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہا میں مذکور ہے اور اوس پر وہ بیہودہ تشقیق کہ فرش پر تشریف رکھتے ہیں یا منبر پر جہل سحیق ہے ایسا جاہلانہ سوال اون تمام تشریف آوریوں پر ہوگا جنکا ذکر ائمہ واکابر نے فرمایا اور خود ظاہری حیات اقدس میں تشریف آوری اور تشریف فرمائی کس طرح ہوتی تھی اور صحیح بخاری شریف کی اوس حدیث کو تو بالکل چھیل کر پھینکدینا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسجد کریم میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے منبر بچھاتے اور وہ اوس پر قیام کرکے نعت اقدس سناتے اوسوقت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے فرش پر حسان سے نیچے یا منبر پر حسان کے برابر جو وہاں جواب دے ویسا بلکہ اوس سے اعلٰی یہاں موجود ہے کہ یہ جلوہ فرمائی چشم ظاہر سے غیر مشہود ہے اور نور کی جلوہ افروزی فرش وغیرہ سے جدا متعالی از معہود ہے علامہ علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں ان روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ یہ تشریف فرمائی زمین پر ہے کہ چھت والے اونچے ہوں یا چھت پر کہ دو منزلہ والے بلند اور جنکے چھت نہیں ایک نیچا چھپر ہے اور اوسکے گرد بلند مکان اوس گھر میں

تشریف فرمائی کس طرح ہے بلکہ رب عزوجل فرماتا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ہم آدمی سے اوس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اب ایک شخص لیٹا دوسرا بیٹھا تیسرا کھڑا چوتھا سامنے کی چھت پر چڑھا ہے رب عزوجل کہ اوس لیٹے کی شہ رگ سے قریب رہے کیا یہ تینوں اوس سے اونچے ہیں کیسی سخت بے ادبی و گستاخی ہے یونہیں حدیث قدسی میں ہے رب عزوجل فرماتا ہے انا جلیس من ذکرنی میں اپنے یاد کرنے والے کا ہمنشین ہوں یاد وہ بھی کر رہے ہیں جو فرش پر ہیں اور وہ بھی جو منبر پر تو کیا ان سب کے برابر ہوا اور منبر والے سے نیچا۔ ولکن الوہابیۃ قوم لایعقلون۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی وسلم علی سیدنا ومولٰینا وذویہ اجمعین واللہ تعالٰی اعلم۔ واتمازدنا الوجہین الآخرین لابانہ جہلہ فی قیاس الشاہد علی الغائب فاعلم وربک اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ بانخانہ مسئولہ محمد بخش صاحب ۲۳ رجمادی الاولی ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میلاد شریف بھی کراتا ہے اور تمام اولیاء اللہ کی نیاز نذر بھی کرتا ہے اور سب کو مانتا ہے اور وہ شخص یہ بات کہتا ہے کہ تمام کام کرو لیکن وہ شخص ان باتوں کو منع کرتا ہے کہ مزار شریف پر جاکر مرادیں مت مانگو بلکہ اللہ سے مراد مانگو اور مزار پر جاکر نیاز نذر سب کچھ کرو اور کہتا ہے کہ مرادیں اس طریقہ پر مت مانگو کہ فلاں فلاں میری حاجت رفع ہو مزار پر جاکر مت مانگو مزار پر جاکر فاتحہ پڑھو ثواب پہنچاؤ۔ زیارت کرو کہ کیسے کیسے بزرگ آدمی گذرے ہیں۔ کچھ کرو لیکن مراد مت مانگو خدا سے عرض کرو۔

الجواب۔ اگر وہ شخص اور کوئی بات وہابیت کی نہیں رکھتا اور وہابیوں اور دیوبندیوں کو کافر جانتا ہے تو صرف اتنا کہنے سے وہابی نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از قصبہ نظام آباد ضلع اعظم گڈھ مسئولہ سید علی اصغر ۹ شعبان چہارشنبہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ (۱) حنفی کس کو کہتے ہیں پوری پوری تعریف کیا ہے۔ (۲) زید ایک فارغ التحصیل علوم عربیہ کا ہے اور اپنے کو حنفی مذہب کا مقلد کہتا ہے آمین بالجہر رفع یدین قرأت فاتحہ خلف الامام کا قائل نہیں تراویح بیس رکعت پڑھتا ہے اور دیگر تین رکعت کتب فقہیہ پر عمل کرتا ہے مسلمانوں کو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں اور ایسی صورت میں زید کو حنفی کہیں گے یا نہیں۔ (۳) محفل میلاد شریف میں قیام کرنا کیسا ہے (۴) زید محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہے اور قیام کو مستحب کہتا ہے اور خود کرتا ہے اس کو حنفی کہیں گے یا وہابی (۵) وہابی یا غیر مقلد کس کو کہتے ہیں اور اس کی پہچان کیا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب (۱) علما کی اصطلاح میں حنفی وہ کہ فروع میں مذہب حنفی کا پیرو ہو پھر اگر

اصول میں بھی حق کا متبع ہے تو سنی حنفی ہے ورنہ گمراہ جیسے معتزلہ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) ان باتوں سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ زید فروعاً حنفی ہے اور اس قدر سے اوسکے پیچھے صحت نماز لازم نہیں پہلے تو معتزلہ تھے اب قطعی مرتد فرقے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے اور فروع میں فقہ حنفی پر چلنے کا دعوی رکھتے ہیں اونکی حنفیت اونہیں کیا مفید ہو سکتی ہے امامت کے لئے سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراۃ جامع شرائط صحت و حلت ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳) مستحسن علمائے کرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۴) مجلس میلاد مبارک و قیام چاروں مذہب کے علماء و عام اہل اسلام کرتے ہیں یہ کچھ حنفیہ سے خاص نہیں اور بعض وہابیہ بھی براہ تقیہ ان کے عامل ہوتے ہیں جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ تقویۃ الایمان کو گمراہی و ضلالت اور دیوبندیت کو کفر و ردت صراحۃً بلا غرض بکشادہ پیشانی مانے تو اوسے وہابی نہ کہا جائیگا اور قلب کا علم عالم الغیب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۵) اسمعیل دہلوی و تقویۃ الایمان کو ماننے والا یا اوسکے مطابق عقائد رکھنے والا اگرچہ زبان سے اوسکا ماننا نہ کہے وہابی ہے۔ اور یہی اوسکی پہچان کو بس ہے پھر اگر فقہ پر چلنے کا ادعا کرے تو مقلد وہابی ہے اگر اسکے ساتھ فقہ کو بھی نہ مانے تو غیر مقلد وہابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شفاخانہ فرید پور ڈاکخانہ خاص اسٹیشن بینبر پور ضلع بریلی مسئولہ عظیم اللہ کمپونڈر ۸ رمضان ۳۹ھ

اولیاء کرام بعد وفات کے حیات رہتے ہیں یا نہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیاۃ النبی ہیں اور اولیاء کرام کے مزار پر جاکر اون کے توسط سے التجا کرنا اور اون سے دعا کرانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب ۔ اولیائے کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام انبیا کی حیات روحانی جسمانی دنیاوی ہے بعینہ اوسی طرح جسم کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے اور اولیا کی حیات اون سے کم اور شہدا سے زائد جن کے لئے قرآن عظیم میں دو جگہ ارشاد ہوا کہ اونکو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں یہ حیات حیات روحانی و جسمانی ہیں برزخی ہے۔ حیات روح سب کو حاصل ہے کہ روح بعد موت فنا نہیں ہوتی اس کا مفصل بیان ہماری کتاب حیاۃ الموات میں ہے۔ اولیائے کرام سے توسل اور اون سے طلب دعا بلاشبہہ محمود ہے اور علماء و صلحا میں معمول و معہود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بنگالہ ڈاکخانہ تالشہر موضع ایضا مسئولہ عبدالصمد ۲۲ رمضان ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حشر کے دن سب مسلمان قبر سے کفن لیکر اوٹھیں گے یا برہنہ بینوا توجروا

الجواب ۔ کفن میں اوٹھیں گے پھر وہ کفن طول مدت کی وجہ سے گل کر گر جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ناگل لکڑی ضلع گوڑگانوہ پوسٹ ڈھینا ریاست مسئولہ حافظ غلام کبریا ۳ رمضان ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ (۱) اولیاء اللہ کو دور سے مشکل کیواسطے پکارنا کیسا ہے اولیاء اللہ دور سے بعض وقت سنتے ہیں یا سب وقت سنتے ہیں (۲) اگر کوئی یا رسول اللہ پکارے اور یہ اعتقاد رکھے کہ آپ بذات خود سنتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد ٹھیک نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ (۱) شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں روح را قرب وبعد مکانی یکسان ست تو وہ سب وقت سن سکتے ہیں مگر ملاء اعلی کی طرف توجہ اور اس میں استغراق اکثر کو ہر وقت سننے سے مانع ہو سکتا ہے مگر اکابر جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا استغراق آنہا بجہت کمال وسعت تدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی شود وارباب مطالب حاجات خود را از انہا می طلبند ومی یابند یہ ہر وقت سنتے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالی اسم قاضی الحاجات کے مظہر ہیں۔ (۲) بذات خود کے اگر یہ معنی کہ بے عطائے الہی خود اپنی ذاتی قدرت سے سنتے ہیں تو یہ بے شک باطل بلکہ کفر ہے اور یہ ہرگز کسی مسلمان کا خیال بھی نہیں۔ اور اگر بذات خود کے یہ معنی کہ بعطائے الہی حضور کی قوت سامعہ تمام شرق وغرب کو محیط ہے سب کی عرضیں آوازیں خود سنتے ہیں اگرچہ آداب دربار شاہی کے لئے ملائکہ عرض درود وعرض اعمال کیلئے مقرر ہیں تو یہ بے شک حق ہے بلاشبہہ عرش وفرش کا ہر ذرہ اون کے پیش نظر ہے اور ارض وسما کی ہر آواز اون کے گوش مبارک میں ہے شاہ ولی اللہ کی فیوض الحرمین میں ہے لا یشغلہ شأن عن شان واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از سیتاپور محلہ نرائن پور مکان مولوی الہی بخش صاحب مسئولہ علی حسین خاں ۲۹ رمضان ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ غیب کا حال سوائے خدا تعالی کے کوئی نہیں جانتا ہے حتی کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا یہ ثبوت اس روایت کے ایکبار ابوجہل نے کنواں راستے میں کھود کر خس پوش کر دیا تھا اور خود بیماری کا حیلہ کرکے پڑ رہا تھا جسوقت حضور عیادت کو گئے تو چاہ مذکور عین رہگزر میں تھا اوسوقت جبرئیل علیہ السلام نے بذریعہ وحی معلوم کیا لہذا اولیاء اللہ بھی نہیں جان سکتے بجز کشف والہام کے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوا رب عزوجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بے اوسکے بتائے۔ اور یہ باطل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ماکان ومایکون الی آخر الایام کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام پر منکشف فرما دیئے گئے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلام اولیائے کرام جانتے

ہیں کشف والہام دونوں ان کے جاننے کے ذریعہ ہیں اور ان پر کوئی حد بندی نہیں۔ ان تمام مضامین کی تفصیل ہماری کتاب انباء المصطفیٰ وخالص الاعتقاد وغیرہما میں ہے اور وہ ابوجہل کے کوئیں والی حکایت محض ساختہ وبے اصل ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ڈاکخانہ مولوی گنج ضلع گیا مسئولہ عبدالمجید ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں معلوم تھیں یا نہیں مائۃ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں روایت فقہی ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر ہے" جاننا چاہئے کہ کوئی بات غیب کی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نہیں جانتے تھے مگر جسقدر کہ اللہ تعالیٰ ان کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کرا دیتا تھا تو جانتے تھے جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی باتیں معلوم کرلیتے تھے حنفیہ نے اس شخص پر صریح تکفیر کا حکم دیا ہے لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون ۵ بینوا توجروا

الجواب۔ زید و عمرو کچھ کہیں مگر قرآن مجید واحادیث صحیحہ کا ارشاد ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام کو روز ازل سے روز آخر تک کے تمام غیوب کا علم عطا فرمایا گیا یہ بیشک حق ہے کہ انبیاء غیب اسی قدر جانتے ہیں جتنا ان کو ان کے رب نے بتایا بلا اشتباہ بے ان کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ احیانًا بتایا گیا کہ وحی حینًا بعد حین ہی اترتی نہ کہ وقت بعثت سے وقت وفات تک ہر آن علی الاتصال مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوئیں اور ان کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں اسی احیانًا تعلیم میں شرق و غرب و عرش و فرش کے ذرہ ذرہ کا حال روز اول سے روز آخر تک تمام منکشف کردیا آیہ کریمہ میں علم ذاتی کی نفی ہے کہ کوئی شخص بے خدا کے بتائے غیب نہیں جانتا یہ بیشک حق ہے اور اسی کے معارضہ کو حنفیہ نے کفر کہا ہے ورنہ یہ کہ خدا کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا اس کا انکار صریح کفر اور بکثرت آیات کی تکذیب ہے اس مسئلہ کی تفصیل انباء المصطفیٰ وخالص الاعتقاد میں دیکھا چاہئے کہ ایمان درست ہو۔ وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از دہلی بازار چتلی قبر چھتا موم گراں مسئولہ محمد صاحب دادخاں۔ ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ اپنی موت مرے زندہ آسمان پر جانا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے کیونکہ اس میں حضرت رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک گھٹتی ہے کہ حضور دونوں عالم سے افضل و اعلیٰ ہوکر وفات پائیں اور زمین کے نیچے رہیں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے جائیں

یہ ممکن نہیں اس خرافات کا کیا جواب ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ قادیانی مکاروں کا فریب ہے کہ مرزا کے صریح کفر اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام
خصوصًا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو جو اوس نے سڑی سڑی گالیاں دی ہیں چھپاتے اور مسئلہ حیات
وموت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام میں بحث کرتے ہیں جسکے ماننے نہ ماننے پر کچھ اسلام وکفر کا مدار نہیں
جمہور ائمہ کرام کا مذہب یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ابھی انتقال نہ فرمایا قریب قیامت
نزول فرمائینگے دجال کو قتل کرینگے برسوں رہ کر انتقال فرمائیں گے روضۂ پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم میں ایک مزار کی جگہ خالی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ اوس کا وہ جاہلانہ احمقانہ خیال تو یہیں سے
دفع ہو گیا اور فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر مانے گا۔ قال تعالیٰ وکم من
ملک فی السمٰوات آسمانوں میں بہتیرے فرشتے ہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں
عالم سے افضل کہہ رہا ہے کیا ملائکہ سے افضل نہ مانیگا یا حضور کے وفات پاکر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے
آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا گھٹنا جانے گا اور فرشتے بھی نہ سہی چاند سورج ستارے تو
آسمان پر ہیں حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پا اون سے افضل ہے اور یہ تو کس
سے کہا جائے کہ زمین آسمان سے افضل ہے خصوصًا محل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ وافضل
ہے اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضا کا سلطان اور سب سے افضل
ہے اگرچہ بہت اعضا اوس سے اوپر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف کب سے نکلا اور کس نے
نکالا اپنے امام اعظم کے زمانہ میں تھا یا نہیں اپنے امام صاحب نے اسکو کیا ہے یا نہیں صحابہ کے
زمانہ میں تھا یا نہیں کسی نے محفل کی تھی یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ بیان میلاد شریف قرآن مجید نے نکالا اور اوس نے متعدد آیتوں میں
اوس کا حکم دیا کار ڈمیں آیتیں نہیں لکھی جا سکتیں غرض مقصود سے بے نام نیا ہونے سے شی نئی نہیں
ہو سکتی جو اوس سے مقصود ہے وہ خود حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام نے کیا۔ صحیح
بخاری شریف میں ہے حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام مسجد مدینہ طیبہ میں حضرت حسان بن
ثابت انصاری علیہ الرضوان کے لئے منبر بچھاتے اور وہ اوس پر قیام کر کے نعت اقدس سناتے
حضور اور صحابہ کرام سنتے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ضلع ہوشنگ آباد مقام وڈاکخانہ واسٹیشن ۱۵ رموسارے مسئولہ دولت الدین ۱۳ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم ومولوی اعتراض کرتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ کرنا ناجائز ہے۔ مہربانی فرماکر خلاصہ مسئلہ تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ یہ مبارک وظیفہ بیشک جائز ہے فتاوی خیریہ علامہ خیرالدین رملی استاد صاحب درمختار میں ہے واما قولھم یا شیخ عبدالقادر فنداء فما الموجب لحرمتہ یہاں اسکو ناجائز کہنے والے وہابی ہیں اور وہابیہ بیدین ہیں اونکی بات سننی جائز نہیں۔ وہو تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از ڈیرہ غازی خاں بلاک ۱۳ مرسلہ مولوی احمد بخش صاحب ۱۲ ذی القعدہ سنہ ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء والفضلاء تقی رجائی ادام اللہ تعالی ظلہ علی رؤس المستفیضین۔ نیاز بے انداز وشوق زیارت کے بعد جن کا کوئی حد وانداز نہیں گذارش ہے میں دیوبندیوں کو امکان کذب باری کے متعلق سخت مبغوض اور ملحد جانتا تھا ان ایام میں جو جہد المقل مؤلفہ محمود حسن دیوبندی کا اتفاق مطالعہ ہوا تو عقلی دلائل کی پرواہ نہ کرکے کتب معتبرہ کی نقول وروایات جو اوس میں موجود ہیں سخت مخالف عقیدہ خود ثابت ہوئی ہے سوا اسکے کوئی چارہ نہ ملا کہ حضور کی خدمت میں دریافت کرنے سے یہ مشکل حل ہو اگر کوئی جہد المقل کا جواب مفصل یا کوئی اور تسلی بخش رسالہ یا کتاب چھپی ہو تو کسی خادم کے نام حکم فرماکر وی پی بھیجدیں ممنون فرمائیں۔ ورنہ مجھے مطمئن فرمادیں کہ شرح مقاصد وشرح مواقف وشرح طوالع ومسایرہ وغیرہ کتب کثیرہ کی عبارات کا کیا جواب ہے جن میں صاف طور پر موجود ہے کہ خدائے پاک جل شانہ سے صدور قبائح ممکن ہے۔ فقط

الجواب۔ بملاحظہ مولٰنا المکرم ذی المجد الاتم والفضل والکرم دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ ـــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نامی نامہ بریلی سے واپس ہوکر یہاں آیا فقیر ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس مبارک پڑھکر شام سے سخت علیل ہوا کہ ایسا مرض کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیت نامہ لکھوادیا۔ بارے بحمدہ تعالٰی مولٰی عزوجل نے شفا بخشی وللہ الحمد۔ اسی دوران میں آپ کا قصیدہ حمیدہ نعتیہ آیا تھا مجھ میں دیکھنے کی قوت کہاں تھی وہ کاغذات میں مل گیا اور مہینوں بلکہ مگر الحمد للہ گم رہا مجھے زیادہ ندامت اس کی تھی کہ جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس کا مثنی یہاں نہیں دو مہینوں کے بعد مل گیا۔ زوال مرض کو مہینے گذرے مگر جو ضعف شدید اوس سے پیدا ہوا تھا اب تک بدستور ہے۔ فرض ووتر اور صبح کی سنتیں بدقت کھڑے ہوکر پڑھتا ہوں باقی سنتیں بیٹھکر۔ مسجد میرے دروازے سے دس بارہ قدم ہے وہاں تک چار آدمی کرسی پر بٹھاکر لیجاتے اور لاتے۔ اور باقی امراض کہ کئی برس سے کاللازم ہیں بدستور رہیں کبھی ترقی کبھی تنزل۔ والحمد للہ علی کل حال واعوذ باللہ من حال اہل النار۔ حاش للہ استغفر اللہ معاذ اللہ یہ بطور شکایت نہیں بلکہ صرف معذرت کیلئے اظہار واقعیت اوس کی وجہ کریم کو حمد ابدی ہے بعزتہ وجلالہ سر سے پاؤں تک ایک ایک رونگٹے پر کروروں بے شمار نعمتیں ہیں لاکھوں بے حساب عافیتیں ہیں وللہ الحمد

حمد اکثیرا طیبا مبارکاً فیہ کما یحب ربنا ویرضی ملأ السموات وملاء الارض وملأ ما شاء من شیئ
بعد والحمد للہ رب العالمین۔ ان حالات میں شدت گرما سے گھبرا کر رمضان شریف کرنے اور گرمیاں گذارنے
۲۹ رشعبان سے یہاں پہاڑ پر آیا طالب دعا ہوں۔ یہ کمزوری یہ قوت ضعف یہ علالتیں پھر میری تنہائی اور اون پر
اعدائے دین کا چار طرف سے نرغہ ادسی کی پھر اوس کے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مدد ہے کہ برابر دفع
اعدار دین و دشمنان اسلام میں وقت صرف ہوتا ہے تقبل المولی بکرمہ ولہ الحمد علی نعمہ یہاں آکر
بھی پانچ رسالے رد خبثا میں تصنیف ہو چکے ہیں اور چھٹا زیر تصنیف ہے۔ یہ سوال کہ جناب نے فرمایا مدت
ہوئی اس کے جواب میں بھی ایک مستقل رسالہ القمع المبین لآمال المکذبین تصنیف کر چکا ہوں جو میرے
رسالہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح کے آخر میں طبع ہونا شروع ہوا تھا مگر افسوس کہ اب تک پورا
نہ چھپا میں مطبع کو لکھتا ہوں کہ وہ جسقدر بھی چھپا ہے حاضر خدمت کرے۔ اجمالاً یہاں بھی دو حرف گذارش
کردوں۔ کہ جناب جیسے فاضل کامل کے لئے بعونہ عزوجل کافی ووافی ہوں گے۔ ان عبارتوں کے جواب کو
ارباب دین وانصاف کے لئے بحمدہ تعالٰی ایک نکتہ بس ہے عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون یا تراجم ابواب وفصول
یا فہرست وفذلکۂ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہلسنت کا معتقد ہوتا ہے وہی خود ان علما کا دین معتمد ہوتا ہے۔
ہنگام ذکر دلائل وابحاث ومناظرہ جو کچھ ضمنا لکھ جاتے ہیں اوس پر نہ اعتماد ہے نہ خود اونکا اعتقاد
ہے اور تو اور خود سب سے اعلیٰ واجلی مسئلہ توحید میں لاحظہ فرمائیے۔ اس کلام محدث میں اوسکے دلائل پر کیا کیا
نقض وارد کئے ہیں۔ دلائل عقلیہ بالائے طاق رکھئے خود برہان قطعی یقینی ایمانی قرآنی لوکان فیہما آلہۃ
الا اللہ لفسدتا پر کیا کچھ شور وشغب نہوا حتی کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے اوسے محض امتناعی لکھدیا
جس پر نوبت کہاں تک پہنچی کہ معاذ اللہ اشداد سکے یہ معنی ہیں کہ ان کو توحید پر ایمان نہیں یا اوس میں کچھ شک ہے
نہیں یہ صرف طبع آزمائیاں اور بحث ومباحثہ کی خامہ فرسائیاں ہیں۔ جو گمراہوں کے لئے باعث ضلال و
دستاویز اضلال ہو جاتی ہیں اور اہل متانت واستقامت جانتے ہیں کہ ماضربوہ لک الاجدلا بل ہم
قوم خصمون ولہذا ائمۂ دین وکبرائے ناصحین ہمیشہ سے اس کلام محدث کی مذمت اور اوس میں اشتغال
سے ممانعت فرماتے آئے۔ یہاں تک کہ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا من طلب
العلم بالکلام تزندق فقہائے کرام نے فرمایا جو وصیت علما کے لئے کی جائے متکلمین اوس سے کچھ
حصہ نہ پائیں گے۔ میں نے القمع المبین میں متعدد نظائر اسکے ذکر کئے ہیں کہ ایمان وعقیدہ کچھ ہے اور
بحث ومباحثہ میں کچھ کا کچھ حتی کہ کفر صریح تک لکھتے ہیں مولوی نے حاشیہ خیالی میں خود خیالی سے کیسا
ناپاک خیال نقل کیا اور خود اوسے مسلم ومقرر رکھا کہ باری عزوجل کا علم متناہی ہے انا للہ وانا الیہ
راجعون ٥ یہ صریح مناقض ایمان ہے۔ علامہ سید شریف قدس سرہ کے استاد سید مبارک شاہ

نے شرح حکمۃ العین میں لکھدیا کہ وجوب اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا اپنے تعین و تشخص میں دوسرے کا محتاج ہو تو کیا حرج ہے کیا یہ دین ہے کیا یہ اسلام ہے کلا واللہ اور اتنا بھی خیال نہ کیا کہ اوسکے تعین و وجود تو ایک ہی ہیں۔ کہ اوس کے ذات کریم کے عین ہیں معاذ اللہ تعین میں محتاج ہوا تو نفس وجود میں محتاج غیر ہوا پھر واجب الوجود کیسے رہا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ حضرات خود بھی تصریح کر گئے ہیں کہ عقائد معلوم و متعین ہو چکے ابحاث و مشاجرات وغیرہا میں جو کچھ ہم لکھیں اوس پر اعتماد نہ کرو عقیدہ سے مطابقت و مخالفت دیکھ لو پھر بھی اگر الذین فی قلوبھم زیغ بگڑیں یبتغون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ پر اڑیں تو یہ اون کی بدنصیبی و بے ایمانی۔ شرح مقاصد میں فرمایا کثیرا ما تورد الاٰراء الباطلۃ من غیر تعرض لبیان البطلان الا فیما یحتاج الی زیادۃ بیان۔ اسی طرح حسن چلپی علی شرح المواقف میں ہے خود مواقف میں فرمایا انما لانتعرض لامثالہ للاعتماد علی معرفتک بھا فی موضعھا۔ شرح مواقف میں فرمایا علیک برعایۃ قواعد اھل الحق فی جمیع المباحث وان لم یصرح بھا۔ فتح القدیر و نہر الفائق و درمختار کتاب النکاح میں ہے الحق عدم تکفیر اھل القبلۃ وان وقع الزاماً فی المباحث شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں تصریح کی کہ جو کچھ میں اس میں کہوں میرا مذہب نہ سمجھا جائے میری باگ ایک قوم بے ادب کے ہاتھ میں ہے جدھر لیجاتے ہیں جانا پڑتا ہے بالجملہ مباحث کلام و مناظرہ کا کچھ اعتبار نہیں محل بیان عقائد میں جو لکھا ہے وہ عقیدہ ہے یا جس پر صراحۃً اجماع ملت بتایا جائے یا اوسے تصریحاً عقیدہ اہلسنت کہا جائے یا اوس کے خلاف کو مذہب گمراہاں بتایا جائے ایسے مواقع پر ملاحظہ فرمائے۔ کتب مذکورہ میں کیا لکھا ہے۔ شرح مقاصد میں ہے طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث والصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ لیست عینہ ولا غیرہ و واحد لا شبہ لہ ولا ضد ولا ند ولا نھایۃ لہ ولا صورۃ ولا حد ولا یحل فی شیئ ولا یقوم بہ حادث ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجھل ولا الکذب ولا النقص وانہ یری فی الاٰخرۃ۔ اوسی میں ہے الکذب محال اما اولاً فباجماع العلماء واما ثانیاً فبما تواتر من اخبار الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام واما ثالثاً فلان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال الخ۔ مواقف و شرح مواقف میں ہے (تفریع علی) ثبوت (الکلام) للہ تعالٰی وھو انہ (یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً اما عندنا فلثلثۃ اوجہ الاول انہ نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال) اجماعاً۔ اونہیں میں آخر کتاب فذلکۂ عقائد اہلسنت میں ہے الفرق الناجیۃ اھل السنۃ والجماعۃ فقد اجمعوا علی حدوث العالم ووجود الباری تعالٰی وانہ لاخالق سواہ وانہ قدیم لیس فی حیز ولا جھۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجھل ولا الکذب ولا شیئ من صفات النقص اونہیں میں بیان فرق ضالہ میں ہے (المزداریۃ ھو ابو موسٰی عیسٰی بن صبیح المزدار تلمیذ بشر) اخذ العلم عنہ وتزھد حتی سمی راھب المعتزلۃ (قال اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم)

ولو فعل لکان الٰہا کاذبا ظالما تعالی اللہ عما قالہ علوا کبیرا[1]۔ مسایرہ امام ابن الہمام میں ہے یستحیل علیہ تعالٰی سمات النقص والجہل والکذب اوسکی شرح مسامرہ میں ہے لاخلاف بین الاشعریۃ وغیرہم فی ان کل ما کان وصف نقص فالباری تعالٰی عنہ منزہ وھو محال علیہ تعالٰی والکذب وصف نقص یونہی مسایرہ میں تلخیص عقائد اہلسنت میں اوسکی تصریح فرمائی۔ مسامرہ کی یہ عبارت میرے پاس منقول نکل آئی۔ کتاب وطن میں ہے۔ یوہیں شرح طوالع یہاں پاس نہیں ورنہ اور عبارتیں بھی حاضر کرتا اور انصافاً کسی مسلم صحیح الاعتقاد کو یہاں عبارات کی کیا حاجت اگر بفرض غلط علما تصریح نہ بھی فرماتے تو اپنا ایمان بھی کوئی چیز ہے جس میں معاذ اللہ نقص کی گنجائش وہ سبوح وقدوس کیونکر ہوا اور اوسکی تسبیح کیسی تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا۔ اور دیوبندیوں سے تو اب امکان کذب کی بحث ہی فضول ہے اون کے پیشوا گنگوہی نے صراحۃً وقوع کذب مان لیا۔ اور تصریح کردی کہ جو اللہ تعالٰی کو معاذ اللہ کاذب بالفعل کہے اوسے کافر یا گمراہ یا فاسق کہنا کیا معنی کوئی سخت لفظ نہ کہنا چاہئے اوس کا اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ اس بیان کے لئے میرے قصیدہ الاستمداد ص۲۴ کے پہلے تین شعر پھر ص۲۵ پر اونکا حاشیہ نمبری ۱۷۶ تا ۱۸۰ پھر اوسکی تکمیلات میں ص۹۱ سے ص۹۴ تک تکمیل ۵۹ ملاحظہ فرمائیے جہد المقل کا مصنف اللہ عزوجل کا نہ صرف کاذب ہونا ممکن جانتا تھا بلکہ اوسے بالامکان ظالم چور شرابی بھی جانتا تھا۔ یوں کروروں خدا موجود بالفعل مانتا تھا اس کے بیان کے لئے قصیدہ الاستمداد ص۲۲ پر

ع چور شرابی ظالم جاہل یہاں سے چار شعر تک اور اسی صفحہ پر اس کا حاشیہ نمبری ۱۵۴ تا ۱۵۷ و ۱۵۹ و ۱۶۰ اور تکمیلات آخر ص۸۱ سے ص۸۲ تک تکمیل ۵۰ و ۵۱ اور اوسکے متعلق رسالہ اڈیٹر شکن کہ ص۸۲ سے ص۹۰ تک نوٹ میں ہے ملاحظہ ہو۔ میں مطبع کو لکھ دونگا کہ یہ اور سبحن السبوح ہدیۃً خدمت میں بنظر احتیاط بیرنگ حاضر کرے۔ والسلام مع الاکرام

تحریر بر فہرست عقائد دیوبندیان مرتبہ مولوی رکن الدین صاحب الوری پیش کردہ مولوی حاکم علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور غرہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی حبیبہ المصطفی فہرست نظر سے گذری جزی اللہ من حررہ وصف بہ وقررہ حضرات کفر سمات گنگوہ ونانوتہ وانبہٹہ وتھانہ بھون وسائر وہابیہ (اخذہم اللہ تعالٰی اخذۃ الرابیہ) کے کفر وضلال حد شمار سے خارج ہیں۔ جسے انموذج وافر ووافی پر اطلاع منظور ہو فقیر کا قصیدہ الاستمداد علی اجیال الارتداد اور اوسکی شرح کشف ضلال دیوبند مطالعہ فرمائے جس میں بحوالہ کتب وصفحات ان کے دوسوتیس اقوال

کفر و ضلال ہیں یہ پندرہ سولہ کہ یہاں شمار ہوئے بلکہ ان میں سے صرف دو ایک علم شیطان کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد ہونا کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے دوسرا حضور کا سا علم غیب ہر پاگل ہر چوپایہ ہر جانور کو حاصل ہونا کہ حفظ الایمان تھانوی میں ہے ہر مسلمان کے سمجھنے کو یہی بس ہیں۔ یہ دونوں کفر قطعی و ارتداد یقینی ہیں۔ ان پر علمائے کرام حرمین شریفین نے بحوالہ شفا شریف و بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا حکم فرمایا کہ من شك فی كفره وعذابه فقد كفر۔ ان قائلوں کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر۔ (۱) ابن عبد الوہاب نجدی کے کفر عام آشکار ہیں اکابر عرب و عجم نے دفتر کے دفتر اوس کی تکفیر و تضلیل میں تصنیف فرمائے۔ وہ روضہ انور کو صنم اکبر کہتا اور چھ سو برس کے تمام ائمہ و اکابر کو کافر کہتا اور کچھ نہ ہوتا تو یہی اوسکے کفر کو کیا کم تھا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امیر المومنین مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالی اسماء طیبہ محض بلا تعظیم لکھکر کہا یہ سب جہنم کی راہیں ہیں۔

الا لعنة الله على الظلمين گنگوہی صاحب اوسے اچھا اور اوس کے عقائد کو عمدہ کیوں نہ بتائیں کہ وہ انکے دشمن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سخت گالیاں دینے والا تھا۔ طرفہ یہ کہ گنگوہی صاحب کو اوس پر ایمان بالغیب ہے انکے فتاوی حصہ اول ص۶۴ میں ہے محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کا حال مجھ کو معلوم نہیں پھر بھی صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں محمد بن عبد الوہاب کے عقائد عمدہ تھے وہ اور اون کے مقتدی اچھے ہیں یعنی اتنا اجمالاً معلوم تھا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سخت گالیاں دیتا بس اتنا ہی اوسکے اچھے اور اوسکے عقائد عمدہ ہونیکے لئے کافی ہے زیادہ تحقیقات کی کیا حاجت ہے دیگ سے ایک ہی چاول دیکھ لینا بس ہے (۲) قول دوم میں وہابیہ غیر مقلدین کے ساتھ عقائد میں اپنا اتحاد اور اعمال میں خلاف بتایا پہلا جملہ ضرور صحیح ہے بے شک وہابیہ مقلدین و غیر مقلدین یقیناً تمام عقائد کفر و ضلال میں متحد ہیں اور اگر کچھ اختلاف ہوتا تو نہ ہوتا کہ الکفر ملة واحدة عجب کہ گنگوہی صاحب جو اپنے رب کو کاذب مانتے ہیں خود یہاں سچ بول گئے مگر الكذوب قد يصدق دوسرا جملہ کہ اعمال میں اختلاف ہے جھوٹ ہے صوری اختلاف ہو معنوی کچھ نہیں کہ براہین قاطعہ ص۱۳۷ میں صاف لکھا ہے کہ مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے اور فتاوی حصہ اول ص۵ میں ہے حدیث پر عمل کرنا لوجہ اللہ تعالیٰ اچھا ہے ص۶ پر رفع یدین و آمین بالجہر کرنے والے کو کہا تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بحدیث ہے بلکہ کہا اگرچہ نفسانیت سے کرتا ہے مگر فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے ص۵ پر تھا سب حدیث پر ہی عامل ہیں مقلد ہو یا غیر مقلد (۳) ترک تقلید کا بیج ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے بویا جیسا کہ اسکی تقویۃ الایمان اور تنویر العینین سے ظاہر ہے گنگوہی صاحب کا اوس پر ایمان

قرآن عظیم پر ایمان سے بہت زائد ہے۔ فتاوی حصہ اول ص۱۲۲ میں کہتے ہیں اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عین کی نفی ضد کا ثبوت ہے جب تقویۃ الایمان کا پڑھنا عین اسلام ہے تو نہ پڑھنا قطعًا کفر ہے حالانکہ کروڑوں مسلمان ہیں جو قرآن عظیم پڑھے ہوئے نہیں جب تقویۃ الایمان کا رکھنا عین اسلام ہے تو نہ رکھنا کفر ہے حالانکہ کروڑوں مسلمانوں کے پاس قرآن نہیں ہوتا وہ کافر نہ ہوئے لیکن تقویت الایمان وہابیہ ضرور پاخانہ میں بھی لیجاتے ہوں گے کہ جو وقت نہ رکھی عین اسلام سے چھٹے اور کافر ہوئے غالبًا گنگوہی صاحب کی قبر میں بھی رکھدی گئی ہوگی کہ مرکر تو کافر نہ ہوں۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ انہیں مٹی میں ملے پندرہ سال سے زائد ہوئے کتاب بھی گل گئی ہوگی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن انکے نزدیک مرکر مٹی میں مل گئے تو وہ ناپاک کتاب کیا رہی ہوگی۔ بہرحال گنگوہی صاحب اب تو اپنے حکم سے بھی کافر ہوئے ہوں گے۔ خیر کہنا یہ ہے کہ جب ایسی کتاب نے غیر مقلدی بوئی تو گنگوہی صاحب اوسکی اجازت کیوں نہ دیں ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک مقلدین ائمہ معاذ اللہ کفار تھے اور ہیں کہ تقلید کر کے تقویت الایمان کا خلاف کیا اور اوس پر عمل عین اسلام تھا تو ضرور کافر ہوئے اور اگر کہئے کہ یوں تو گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دیوبندی صاحبان سب کفار ٹھہریں گے کہ ظاہرا ان سب کا عمل تقلید پر ہے تو گنگوہی صاحب تقیہ کا حکم دیکر اس کا علاج کر گئے ہیں وہ کہدینگے کہ ہمارا اور اُن کا تقلید پر عمل تقیۃً ہے تو صورۃً کافر ہوئے دل میں تو کفر نہیں کہ غیر مقلدی بھری ہے (۴) امکان کذب کا اب ذکر فضول ہے گنگوہی اور اونکے اتباع صراحۃً وقوع کذب لکھ چکے اس کی تفصیل کشف ضلال دیوبند میں صفحہ ۹۱ سے صفحہ ۹۴ تک دیکھئے۔ (۵) وصف کریم رحمۃ للعلمین مسلمانوں کے نزدیک تو ضرور خاصہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے مگر گنگوہی صاحب اسے کیونکر مانتے کہ اس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل محال ہوجاتا کہ آیۂ کریمہ وما ارسلناك الا رحمۃ للعلمین تمام ماسوا اللہ کو حضور کی رسالت عام کررہا ہے سب ماسوا اللہ حضور کے امتی ہیں اور امتی کا مثل نبی ہونا بداہۃً محال لہذا عالمین کے عموم قطعی کو رد کر کے اوس وصف کریم کو گلی گلی کے ملون میں مبتذل کر دیا (۶) اسکی نسبت اوپر گزرا کہ کفر قطعی ہے مگر گنگوہی صاحب سے اسکی شکایت نہ چاہئے ہر شخص اپنے بڑے کی بڑائی چاہتا ہے۔ (۷) مجلس میلاد مبارک کی نسبت جو مبشرات علمائے کرام وصلحائے عظام نے دیکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عمل مبارک سے شاد ہیں اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فرح بنا فرحنا بہ جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اوس سے خوش ہوتے ہیں۔ یونہیں شاہ ولی اللہ صاحب کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی نیاز سالانہ پر شاد و فرحاں دیکھا ان خوابوں کے جواب میں اونکے متکلمین کہتے ہیں

کہ خواب کا کیا اعتبار یہاں تک کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خواب مروی صحیح بخاری شریف کہ شادی ولادت اقدس پر ابولہب ملعون پر روز دوشنبہ قدرے تخفیف ہوتی ہے اسے بھی مہمل بتاتے اور یہ شعر گاتے ہیں۔

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم ۔۔۔ نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

سبحٰن اللہ غلام محمد و غلام نبی شرک اور غلام آفتاب ہونے کا خود اقرار اس کا ترجمہ عربی میں عبد شمس اور ہندی میں سورج داس ہی ہوا کچھ اور وہاں تو خوابوں کی یہ کیفیت اور اپنے سے استاذی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فخر ثابت کرنے کے لئے ایک جعلی خواب سے تمسک۔ مگر ہونا ضرور تھا لترکبن طبقا عن طبق ٥ ان کے اگلوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کہا تھا قالوا معلم مجنون پڑھایا ہوا دیوانہ انھوں نے پڑھائے کی تصدیق اس خواب سے کی اور دیوانہ کی تکمیل تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کہ " ان کا سا علم غیب ہر مجنون کو ہے "۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (۸) وہ مجلس مبارک جنم کنہیا سے تشبیہ کیوں نہ دیں جو قرآن عظیم کو وید اشلوک سے تشبیہ دے چکے ہیں دیکھو براہین قاطعہ ص۲۹ (۹، ۱۰) نفس میلاد و عرس سے انکار کا کیا گلہ جب کہ انہیں نفس انبیا و اولیا اور خود حضور سید الانبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے صاف انکار ہے اور ان کا ماننا خبط ٹھہراتے ہیں۔ ان کے قرآن بلکہ ان کے نزدیک قرآن سے اعظم تقویۃ الایمان مطبع صدیقی دہلی ۱۲۶۷ھ ص۲۱ میں ہے اللہ کے سوا کسی کو نہ مان ص۳ اور وں کا ماننا محض خبط ہے ص۱۹ اللہ صاحب نے فرمایا کسیکو میرے سوا نہ مانیو ص۱۷ جتنے پیغمبر آئے ہیں سو اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اوس کے سوا کسی کو نہ مانے (۱۱) ایصال ثواب کے طریقوں کو بدعت سیئہ و حرام کیوں نہ کہیں ۔ جگ بیتی سے کیا مطلب ہے اپنی بیتی سناتے ہیں۔ انکی میت کو ثواب پہنچنا محال کہ ما لھم فی الاخرۃ من خلاق انکے قاری کو ثواب ملنا محال کہ قدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنہ ھباء منثورا ٥ (۱۲) سالگرہ دو طرح ہوتی ہے ایک میں کچھ قرآن مجید و درود شریف پڑھکر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سیدنا غوث اعظم وغیرہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نیاز اور احباب و فقرا کو کچھ تقسیم گنگوہی صاحب اسے ہرگز جائز نہیں کہہ سکتے کہ اس میں تو دن کی تعیین بھی ہے اور ہر سال کا التزام بھی اور اون کے دشمنوں کی نیاز بھی اسے جائز کہکر وہابیت میں کس دین کے رہتے دوسری وہ جو کفار و فجار کرتے ہیں کہ جس میں لہو لعب ناچ رنگ وغیرہا شیطنتیں ہوتی ہیں گنگوہی صاحب اسے جائز فرماتے ہیں تو اون پر اعتراض بیجا ہے۔ رہا یہ کہ اس میں بھی تعیین و التزام ہے۔ ہوا کرے۔ تعیین تو التزام ہی کے لئے ہوتی ہے اور ان کے یہاں

حسنات ہی کا التزام حرام ہے بلکہ سیئات بلکہ بسا اوقات سیئات کا التزام انکے یہاں فرض قطعی بلکہ مدار ایمان ہے جیسا انکے قرآن تقویۃ الایمان سے عیاں ہے صـ۱۲ میں ہے اوسکے گھر دور دور سے قصد کرکے سفر کرنا اور راستے میں نامعقول باتیں کرنے سے بچنا کام عبادت کے ہیں جو کسی پیغمبر یا بھوت کو کرے اوس پر شرک ثابت ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مدینہ طیبہ کے راستے میں نامعقول باتیں کرنا فرض بلکہ مدار ایمان ہیں اگر نہ کریگا مشرک ہوجائے گا اور نہ ایک مدینہ طیبہ بلکہ سفر حج کے سوا گنگوہ یا دیوبند یا تھانہ بھون جہاں کہیں جاتے ہوئے بھی نامعقول باتیں اور جنگ و جدال بلکہ فسق و فجور بھی نہ کریگا مشرک ہوجائیگا کہ آیت نے سب کو ایک نسق میں بیان فرمایا ہے کہ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔

(۱۳) دادا پیر سے بغض کی کیا شکایت جب خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شدید بغض رکھتے ہیں۔ جنکی تفصیل کتب کثیرہ میں ہوچکی اور پھر آپس میں اپنا اصطلاحی فیض بانٹ رہے ہیں۔ الحق یہ فیض شیطانی ہے۔ اور محبوبوں کے بغض ہی سے ملتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انقطاع سلسلہ جو بفیض مشائخ سلسلہ سے حاصل ہوگا۔ مضر نہیں بلکہ ضرور ہے۔ (۱۴) اوپر گزرا کہ یہ ملعون اخبث قول کفر قطعی وارتداد یقینی ہے لعن اللہ قائلہ وقابلہ ان مرتدین سے کیا شکایت عجب اون سے جو مسلمان کہلاتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسی شدید ناپاک گالیاں سنتے اور پھر اونکی تاویل کرتے یا قائل کو کافر کہتے ہچکچاتے ہیں لاواللہ وہ خود اپنا ایمان اوس دشنام دہندہ پر لٹاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولوکانوا اٰباء ھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ تو نہ پائیگا اون لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں اون سے جنھوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اونکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔

(۱۵) تقیہ کی اجازت بلکہ حکم دینے کی کیا شکایت کہ آخر اون بڑوں کی وراثت ہے جو بارگاہ اقدس میں حاضر آکر شدید غلیظ قسمیں کھاکر کہا کرتے نشھد انک لرسول اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بےشک حضور یقیناً اللہ کے رسول ہیں رب العزۃ نے اسپر ارشاد فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے بیشک تم اوسکے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ خبیث جھوٹے ہیں زبانی ادعا یہ تھا اور دل کی خباثت وہ کہ لئن رجعنا الی المدینۃ الایہ یہی حال ان صاحبوں کا ہے مسلمانوں کے دکھاوے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریفیں کرینگے بات بات پر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کہیں گے اور دلی خباثتیں وہ کہ چوڑھا چمار ہر ذرہ ناچیز سے کمتر اون کی سرداری ایسی جیسے قوم کا چودھری عاجز ناکارے مرکر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابا مھینا ○ (۱۶) سبحن اللہ وہ جو اللہ و رسول کو شدید گالیاں دے چکے اون سے کوا

کھانے بلکہ اوسے ثواب بتانیکی کیا شکایت سنن ابن ماجہ شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے کہ فرمایا من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فاسقا و اللہ ماھو من الطیبات کوّا کون کھائیگا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تو اسکا نام فاسق رکھا ہے خدا کی قسم وہ پاک چیزوں سے نہیں۔ یہی مجانست وجہ موانست ہوئی شاعر کا قول "پرد ہم جنس باہم جنس در زاغ + کبوتر با کبوتر باز با باز"۔ اگر نہ مانے تو کیا اللہ عزوجل کا ارشاد بھی نہ مانیں گے کہ الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت تمام کتب مذہب متون وشروح وفتاوی مملو ہیں کہ غراب ابقع یعنی دورنگا کوّا حرام ہے گنگوہی صاحب اگر اب آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے تو ما درزاد اندھے تو نہ تھے کہ دیسی کوے میں دورنگ نظر نہ آتے بڑی دلیل یہ لاتے ہیں کہ وہ صرف نجاست نہیں بلکہ دانہ بھی کھاتا ہے۔ تو مرغی کی طرح ہوا یوں تو پہاڑی کوّا بھی حلال کرلیں وہ بھی بکثرت دانہ کھاتا ہے کھیتوں پر کثرت سے گرتا ہے اور کتا تو روٹی اور گوشت سب کچھ کھاتا ہے یہ مرغی کے دانہ کھانے پر گئے اور نہ دیکھا کہ وہ فاسق نہیں جیفہ خوار نہیں اور کوا فاسق وجیفہ خوار ہے بہر حال ان باتوں میں اون سے بحث بیکار ہے کہ اونکو نفس اسلام ہی سے انکار ہے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ وسیعلم الذین اجرموا ای منقلب ینقلبون۔ نسأل اللہ العافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم ومجد وکرم۔ واللہ تعالی اعلم۔

اِسماعُ الاربعین فی شفاعةِ سیّدِ المحبوبین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْبَصِیْرِ السَّمِیْعِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الْبَشِیْرِ الشَّفِیْعِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ کُلَّ مَسَاءٍ سَطِیْع سبحان اللہ ایسے سوال سن کر کتنا تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیان سنیت۔ اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت۔ یہ بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ احادیث شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چھپ سکیں۔ بیسیوں صحابہ، صدہا تابعین، ہزارہا محدثین، اُن کے راوی۔ حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح سنن مسانید معاجم جوامع مصنفات ان سے مالا مال۔ اہلسنت کا ہر متنفس، یہاں تک کہ زنان و اطفال، بلکہ دہقانی جہال بھی اس عقیدے سے آگاہ۔ خدا کا دیدار، محمد کی شفاعت، ایک ایک کی زبان پر جاری۔ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ وَشَرَّفَ وَمَجَّدَ وَکَرَّمَ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ "سَمْعٌ وَّطَاعَةٌ لِاَحَادِیْثِ الشَّفَاعَةِ" میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی ہے یہاں بہ نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت اور ان سے پہلے چند آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں: **آیت اولیٰ** قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا[1] صحیح بخاری شریف میں ہے حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: مقام محمود کیا چیز ہے؟ فرمایا ھُوَ الشَّفَاعَةُ وہ شفاعت ہے۔ **آیت ثانیہ**۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی[2] اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ دیلمی مسند الفردوس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی جب یہ آیت اتری حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِذًا لَّا اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ طبرانی اوسط اور بزار مسند میں اس جناب مولی المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَشْفَعُ لِاُمَّتِیْ حَتّٰی یُنَادِیَنِیْ رَبِّیْ اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ اَیْ رَبِّ رَضِیْتُ میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا اے رب میرے میں راضی ہوا۔ **آیت ثالثہ**: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ[3] اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے

---

[1] پ۱۵ ع ۹۔ سورۂ بنی اسرائیل، ۱۲[2] پ۳۰ ع ۱۸۔ الضحیٰ ۵، ۱۲[3] پ۲۶ ع ۶۔ سورۂ محمد، ۱۲۔

بخشواؤ۔ اور شفاعت کاہے کا نام ہے؟۔ **آیت رابعہ** قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا[1]۔ اور وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہوں پھر خدا سے استغفار کریں اور رسول ان کی بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے اگر گناہ ہوجائے تو اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو اور اس سے درخواست شفاعت کرو۔ محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخشدیں گے۔ **آیت خامسہ** قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ[2] جب ان منافقوں سے کہا جائے آؤ رسول اللہ تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ اس آیت میں منافقوں کا حال بدمآل ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت نہیں چاہتے۔ پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے۔ اور جو کل نہ پائیں گے وہ "کل" نہ پائیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت سے ہمیں بہرہ مند فرمائے۔ حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے منکر آج ان سے التجا نہ کرے وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الاحادیث۔ شفاعت کبریٰ کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصات محشر میں وہ طویل دن ہوگا کہ کاٹے نہ کٹے۔ اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک۔ اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور سروں سے کچھ ہی فاصلہ پر لاکر رکھیں گے۔ پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے۔ گرمی وہ قیامت کی کہ اللہ بچائے بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہوکر اوپر چڑھے گا، یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا جہاز چھوڑیں تو بہنے لگیں۔ لوگ اس میں غوطے کھائیں گے۔ گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آجائیں گے۔ لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جابجا پھریں گے۔ آدم و نوح، خلیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوکر جواب صاف سنیں گے سب انبیاء فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں۔ ہم اس لائق نہیں۔ ہم سے یہ کام نہ نکلے گا۔ نفسی نفسی۔ تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پرنور خاتم النبیین سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا۔ فرمائیں گے۔ یعنی میں ہوں شفاعت کے لیے۔ پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سجدہ کریں گے۔ ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا۔ اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔ یہی مقام محمود ہوگا جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف و حمد و ثنا کا غل پڑ جائے گا۔ اور موافق و مخالف سب پر کھل جائے گا بارگاہ الٰہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں۔ اور ملک عظیم جل جلالہ کے یہاں جو عظمت ہمارے مولیٰ کے لیے ہے کسی کے لیے نہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اسی کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ کے مطابق

---

[1] پ ۵ ع ۶۔ النساء، ۱۲۔ [2] پ ۲۸ ع ۱۳۔ منافقون، ۱۲ محمد عبدالمبین نعمانی

لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصبِ شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یہ حدیثیں صحیح بخاری وصحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور۔ اور اہل اسلام میں معروف ومشہور ہیں۔ ذکر کی حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں۔ شک کرنے والا اگر دو حرف بھی پڑھا ہو تو مشکوٰۃ شریف کا اردو میں ترجمہ منگا کر دیکھ لے۔ یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سنا دے۔ اور انھیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ شفاعت کرنے کے بعد حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخششِ گناہگاران کے لیے بار بار شفاعت فرمائیں گے اور ہر دفعہ اللہ تعالیٰ وہی کلمات فرمائے گا اور حضور ہر مرتبہ بے شمار بندگانِ خدا کو نجات بخشیں گے۔
میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک "اربعین" یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوشِ عوام تک کم پہونچی ہوں، جن سے مسلمان کا ایمان ترقی پائے، منکر کا دل آتشِ غیظ[1] میں جل جائے۔ بالخصوص جن سے اس ناپاک تحریف کا رد شریف ہو جو بعض بددینوں۔ خدا ناترسوں۔ ناحق کوشوں۔ باطل کیشوں نے معنیٔ شفاعت میں کیں اور انکارِ شفاعت کے چہرۂ نجس چھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام شفاعت کی دل[2] سے گڑھی۔ ان حدیثوں سے واضح ہوگا کہ ہمارے آقا شفاعت کیلئے متعین ہیں انھیں کی سرکار بیکس پناہ ہے۔ انھیں کے در سے بے یاروں کا پناہ ہے جس طرح ایک بدمذہب کہتا ہے کہ "جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنا دے گا" یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا ورسول نے کان کھول کر شفیع کا پیارا نام بتا دیا۔ اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ نہ یہ بات گول رکھی ہو جیسے ایک بدبخت کہتا ہے کہ اس کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے۔ یہ حدیثیں مژدۂ جانفزا دیں گی کہ حضور کی شفاعت نہ اس کے لیے ہے جس سے اتفاقاً گناہ ہوگیا ہو اور وہ اس پر ہر وقت نادم وپشیمان وترساں ولرزاں ہے۔ جس طرح ایک دزدِ باطن کہتا ہے کہ "چور پر تو چوری ثابت ہوگئی، مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس کے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہوگیا سو اس پر شرمندہ ہے۔ اور رات دن ڈرتا ہے۔" نہیں نہیں ان کے رب کی قسم جس نے انھیں شفیع المذنبین کیا ان کی شفاعت ہم جیسے روسیاہوں، پُرگناہوں، سیہ کاروں، ستم گاروں کے لیے ہے۔ جن کا بال بال گناہ میں بندھا ہے جن کے نام سے گناہ بھی ننگ وعار رکھتا ہے۔ ع ترسم آلودہ شد دامنِ عصیاں از من وَحَسْبُنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ: وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الشَّفِیْعِ الْجَمِیْلِ: وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ بَالُوْفِ التَّبْجِیْلِ: وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ **حدیث ۱ و ۲** امام احمد بسندِ صحیح اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ابن ماجہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خُیِّرْتُ بَیْنَ الشَّفَاعَۃِ وَبَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ شَطْرُ اُمَّتِیَ الْجَنَّۃَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ لِاَنَّھَا اَعَمُّ وَاَکْفٰی تَرَوْنَھَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ الْمُتَّقِیْنَ لَا وَلٰکِنَّھَا لِلْمُذْنِبِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ

---

[1] یعنی غصے کی آگ میں، ۱۲ [2] دل کا چور ۱۲

علیہ - والحمد للہ رب العلمین

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم یہ سمجھ لیے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے نہیں بلکہ ان گناہگاروں کے لیے ہے جو گناہوں میں آلودہ سر اور سخت کار ہیں۔

حدیث ۳ ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِیْ لِلْهَالِكِیْنَ مِنْ اُمَّتِیْ میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لیے ہے جنھیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔ حق ہے اے شفیع میرے۔ میں قربان تیرے۔ صلی اللہ علیک

حدیث ۴ تا ۸ ابو داؤد و ترمذی و ابن حبان و حاکم و بیہقی با فائدہ تصحیح حضرت انس بن مالک۔ اور ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم حضرت جابر بن عبداللہ اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس۔ اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ میری شفاعت میری امت میں ان کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حدیث ۹ ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الذُّنُوْبِ مِنْ اُمَّتِیْ میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لیے ہے۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو۔ فرمایا۔ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِی الدَّرْدَاءِ اگرچہ زانی ہو، اگرچہ چور ہو، برخلاف خواہش ابو درداء کے۔

حدیث ۱۰ و ۱۱ طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ لَاَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لِاَكْثَرَ مِمَّا عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍ وَحَجَرٍ وَمَدَرٍ۔ یعنی روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤں گا۔

حدیث ۱۲ بخاری مسلم حاکم بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شَفَاعَتِیْ لِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا یُّصَدِّقُ لِسَانَهٗ قَلْبُهٗ میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لیے ہے۔ جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

حدیث ۱۳ احمد طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّهَا اَوْسَعُ لَهُمْ هِیَ لِمَنْ مَّاتَ وَلَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا شفاعت میں امت کے لیے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے واسطے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حدیث ۱۴ طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اٰتِیْ جَهَنَّمَ فَاَضْرِبُ بَابَهَا فَیُفْتَحُ لِیْ فَاَدْخُلُهَا فَاَحْمَدُ اللّٰهَ مَحَامِدَ مَا حَمِدَهٗ اَحَدٌ قَبْلِیْ مِثْلَهٗ وَلَا یَحْمَدُهٗ اَحَدٌ بَعْدِیْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اُخْرِجُ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لے جاؤں گا وہاں خدا کی تعریفیں کروں گا ایسی کہ نہ مجھ سے پہلے کسی نے کیں۔ نہ میرے بعد کوئی کرے۔ پھر دوزخ سے

ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے خالص دل سے "لا الٰہ الا اللہ" کہا۔ **حدیث ۱۵**- حاکم بافادۂ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یُوْضَعُ لِلْاَنْبِیَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ یَجْلِسُوْنَ عَلَیْهَا وَیَبْقٰی مِنْبَرِیْ وَلَمْ اَجْلِسْ، لَا اَزَالُ اُتِیْمُ خَشْیَةً اَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَیَبْقٰی اُمَّتِیْ بَعْدِیْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ یَا مُحَمَّدُ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ اَصْنَعَ بِاُمَّتِكَ؟ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ عَجِّلْ حِسَابَهُمْ فَمَا اَزَالُ حَتّٰی اُعْطٰی وَقَدْ بُعِثْتُ بِهِمْ اِلَی النَّارِ وَحَتّٰی اَنَّ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ یَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ مَا تَرَكْتَ لِغَضَبِ رَبِّكَ فِیْ اُمَّتِكَ مِنْ بَقِیَّةٍ۔ انبیاء کے لیے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سرو قد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے۔ پھر عرض کروں گا اے رب میرے میری امت میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے ان کا حساب جلد فرما دے۔ پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے رہائی کی چٹھیاں ملیں گی جنھیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک داروغہ دوزخ عرض کریگا۔ اے محمد آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔ اللھم صل و بارک علیہ والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ **حدیث ۱۶- تا ۲۱**- بخاری و مسلم و نسائی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد بسند حسن۔ اور بخاری تاریخ میں۔ اور بزار، طبرانی و بیہقی و ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس۔ اور احمد بسند حسن و بزار بسند جید و دارمی و ابن شیبہ و ابویعلیٰ و ابو نعیم و بیہقی حضرت ابوذر۔ اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حضرت ابوسعید خدری۔ اور کبیر میں حضرت سائب بن یزید اور احمد باسناد حسن۔ اور ابن شیبہ و طبرانی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی۔ واللفظ لجابر قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ اِلٰی قَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ — ان چھوؤں حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں شفیع مقرر کر دیا گیا اور شفاعت خاص مجھی کو عطا ہوگی میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملا۔ **حدیث ۲۲ و ۲۳**- ابن عباس و ابوسعید و ابوموسیٰ سے انھیں حدیثوں میں وہ مضمون بھی ہے جو احمد و بخاری و مسلم نے انس اور شیخین نے ابو ہریرہ سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةً قَدْ دَعَا بِهٖ فِیْ اُمَّتِهٖ وَاسْتُجِیْبَ لَهٗ (وهذا اللفظ لانس ولفظ اَبِیْ سَعِیْدٍ) لَیْسَ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اُعْطِیَ دَعْوَةً فَتَعَجَّلَهَا (ولفظ ابن عباس) لَمْ یَبْقَ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ لَهٗ (ورجعنا الی لفظ انس والفاظ الباقین کمثله معنی) قَالَ وَاِنِّیْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (زاد ابوموسیٰ) جَعَلْتُهَا لِمَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا۔ یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی۔ اگرچہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انھیں خاص جناب باری تبارک و تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو۔ بے شک دیا جائے گا تمام انبیاء آدم سے عیسیٰ تک علیہم الصلوٰۃ والسلام سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے۔ اور میں نے آخرت

کے لیے اٹھا رکھی۔ وہ میری شفاعت ہے میری امت کے لیے۔ قیامت کے دن میں نے اسے اپنی ساری امت کے لیے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ اٰمِیْن۔ اللہ اکبر۔ اے گنہگاران امت! کیا تم نے اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کمالِ رافت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی؟ کہ بارگاہ الٰہی عزجلالہ سے تین سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگ لو۔ عطا ہوگا حضور نے کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لیے نہ رکھا۔ سب تمہارے ہی کام میں صرف فرمادیے دو سوال دنیا میں کئے وہ بھی تمہارے ہی واسطے۔ تیسرا آخرت کو اٹھا رکھا وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان مولا رؤف و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام آنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہوگا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حق فرمایا۔ حضرت حق عزوجل نے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ[1] واللہ العظیم قسم اس کی جس نے انھیں ہم پر مہربان کیا کہ ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر زنہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ الٰہی! تو ہمارا عجز و ضعف اور ان کے حقوق عظیمہ کی عظمت جانتا ہے اے قادر! اے واجد! اے ماجد! ہماری طرف سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مکافی اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ قَدْرَ رَاْفَتِہٖ وَرَحْمَتِہٖ بِاُمَّتِہٖ وَرَحْمَتِکَ بِہٖ اٰمِیْنَ اِلٰہَ الْحَقِّ اٰمِیْن۔ سبحان اللہ! امتیوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاوضہ رکھا کہ کوئی افضلیت میں تشکیکیں نکالتا ہے، کوئی ان کی شفاعت میں شبہ ڈالتا ہے، کوئی ان کی تعریف اپنی سی جانتا ہے کوئی ان کی تعظیم پر بگڑ کر گرّاتا ہے۔ افعال محبت کا بدعت نام — اجلال و ادب پر شرک کے احکام۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ **حدیث ۲۴**۔ صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے میں نے دوبار تو دنیا میں عرض کر لی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ۔ الٰہی میری امت کی مغفرت فرما الٰہی میری امت کی مغفرت فرما وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَۃَ لِیَوْمٍ یَّرْغَبُ اِلَیَّ فِیْہِ الْخَلْقُ حَتّٰی اِبْرَاھِیْمُ اور تیسری عرض اس دنیا کے لیے اٹھا رکھی جس میں تمام مخلوق الٰہی میری طرف نیازمند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ **حدیث ۲۵**۔ بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ اسریٰ اپنے رب سے عرض کی تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ یہ فضائل بخشے رب عزمجدہ نے فرمایا۔ اُعْطِیْتُکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ (الٰی قولہ) خَبَاْتُ شَفَاعَتَکَ وَلَمْ اَخْبَاْھَا لِنَبِیٍّ غَیْرِکَ میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے میں نے تیرے لیے شفاعت چھپا رکھی ہے اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔ **حدیث ۲۶** ابی شیبہ و ترمذی بافادۂ تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ و حاکم بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین

---

[1] پ ۱۱ ع ۵ سورۂ توبہ، ن۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ۔ قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہوں گا اور یہ کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرمایا۔

حدیث ۲۷ تا ۴۰۔ ابن منیع حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَکُنْ مِّنْ اَهْلِهَا میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے۔ جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا منکر مسکین اس حدیث متواتر کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کر کے شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّكَ هَدَیْتَ فَاٰمَنَّا بِشَفَاعَةِ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِهَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ یَا اَهْلَ التَّقْوٰی وَاَهْلَ الْمَغْفِرَةِ۔ وَاجْعَلْ اَشْرَفَ صَلَوَاتِكَ۔ وَاَنْمٰی بَرَکَاتِكَ۔ وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِكَ۔ عَلٰی هٰذَا الْحَبِیْبِ الْمُجْتَبٰی۔ وَالشَّفِیْعِ الْمُرْتَجٰی۔ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ دَائِمًا اَبَدًا۔ اٰمِیْن اٰمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وعترتہ وسلم نے وقت رحلت یا کسی اور وقت اپنے بعد اپنا جانشین کس کو مقرر کیا۔

الجواب

جانشینی ونیابت دو قسم ہے اوّل جزئی مقید کہ امام کسی خاص کام یا خاص مقام پر عارضی طور پر کسی خاص وقت کے لیے دوسرے کو اپنا نائب کرے جیسے بادشاہ کا لڑائی میں کسی کو سردار بنا کر بھیجنا یا کسی ضلع کی حکومت دینا یا تحصیل خراج پر مامور کرنا یا کہیں جاتے ہوئے انتظام شہر سپرد کر جانا اس قسم کا استخلاف صریح حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم وعترتہ وازواجہ واصحابتہ اجمعین وبارک وسلّم سے بارہا واقع ہوا جیسے بعض غزوات میں امیر المومنین صدیق اکبر بعض میں حضرت اسامہ بن زید غزوۂ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہم کو سپہ سالار بنا کر بھیجا تحصیل زکوٰۃ پر امیر المومنین فاروق اعظم وحضرت خالد بن ولید وغیرہما رضی اللہ تعالٰی عنہم کو مقرر فرمایا یہ بھی یقیناً حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ واصحابہ کا ہے قال تعالٰی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (اے محبوب ان کے مال سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے (پارہ ۱۱ رکوع ۲) تعلیم قرآن ودین کے لیے قرائے کرام شہدائے عظام کو مقرر فرمایا حضرت عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ حضرت معاذ بن جبل کو ولایت جند حضرت ابوموسٰی اشعری کو زبید وعدن حضرت ابوسفیان والد امیر معاویہ یا حضرت عمرو بن حزم کو شہر نجران حضرت زیاد بن لبید کو حضرت موت حضرت خالد بن سعید اموی کو صنعا حضرت عمرو بن العاص کو عمان کا ناظم وصوبہ کیا باذان بن ساسان کیانی مغل کو صوبہ داری یمن پر مقرر رکھا امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو ملک یمن پر مقرر رکھا امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو ملک یمن کا عہدہ قضا بخشا ۸ھ میں حضرت عتاب ۹ھ میں حضرت صدیق اکبر کو امیر الحاج بنایا بعض وقائع میں امیر المومنین فاروق اعظم بعض میں حضرت معقل بن یسار بعض وقائع میں امیر المومنین فاروق اعظم بعض میں حضرت معقل بن یسار بعض میں حضرت عقبہ کو حکم قضا دیا غزوۂ تبوک کو تشریف لے جاتے امیر المومنین مرتضٰی علی کو اہلبیت کرام اور غزوہ بدر میں حضرت ابولبابہ اور تیرہ ۱۳ غزوات واسفار کو نہضت فرماتے حضرت عمرو ابن ام مکتوم کو مدینہ طیبہ کا امیر ووالی فرمایا ازاں جملہ غزوۂ ابوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا پہلا غزوہ تھا وغزوۂ بواط وغزوۂ ذی العشیرہ وغزوۂ طلب کرز بن جابر وغزوۂ سویق وغزوہ غطفان وغزوۂ احد وغزوۂ حمراء الاسد وغزوۂ نجران وغزوۂ ذات الرقاع

وسفر حجۃ الوداع کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پچھلا سفر تھا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لخصنا کل ذٰلک من صحیح البخاری وشروحہ والمواھب اللدنیۃ والمنح المحمدیۃ وشرحھا للزرقانی والاصابۃ فی تمییز الصحابۃ للامام الحافظ العسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ دوم کلی مطلق کہ حیات مستخلف سے جمع نہیں ہو سکتی یعنی امام کا اپنے بعد کسی کے لیے امامت کبریٰ کی وصیت فرمانا اس کا نص صریح علی الاعلان تبصریح نام حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے واسطے نہ فرمایا ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ضرور پیش کرتے اور قریش و انصار میں دربارۂ خلافت مباحثے مشاورے نہ ہوتے امیرالمومنین امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے باسانید صحیحہ تو یہ ثابت کہ جب اُن سے عرض کی گئی۔ اِستَخْلِفْ عَلَیْنَا ہم پر کسی کو خلیفہ کر دیجئے فرمایا لا ولکن کما ترککم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کسی کو خلیفہ نہ کروں گا بلکہ یوں ہی چھوڑ دوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے۔ اخرجہ الامام احمد بسند حسن والبزار بسند قوی والدار قطنی وغیرھم۔ بزار کی روایت میں بسند صحیح ہے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا۔ ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاستخلف علیکم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا کہ میں کروں۔

دارقطنی کی روایت میں ہے ارشاد فرمایا:۔ دخلنا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ استخلف علینا قال لا ان یعلم اللہ فیکم خیرا یول علیکم خیرکم قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعلم اللہ فینا خیرا فولی علینا ابا بکر۔ ہم نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ہم پر کسی کو خلیفہ فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا نہ۔ اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی جانے گا تو جو تم میں سب میں بہتر ہے اُسے تم پر والی فرما دے گا۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا ربّ العزت جل وعلا نے ہم میں بھلائی جانی پس ابو بکر کو ہمارا والی فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ امام اسحٰق بن راہویہ ودارقطنی وابن عساکر وغیرہم بطرق عدیدہ واسانید کثیرہ راوی۔ دو شخصوں نے امیرالمومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اُن کے زمانہ خلافت میں دربارۂ خلافت استفسار کیا۔ اَعَھْدٌ عَھِدَہٗ اِلَیْکَ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَمْ رَأْیٌ رَأَیْتَہٗ۔ کیا یہ کوئی عہد و قرارداد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے۔ فرمایا۔ بل رَأْیٌ رَأَیْتُہٗ۔ بلکہ ہماری رائے ہے۔ اَمَّا اَنْ یَکُوْنَ عِنْدِیْ عھد من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عھدہ الی فی ذالک فلا واللہ لئن کنت۔ رہا یہ کہ اس باب میں میرے لیے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہدہ وقرارداد فرما دیا ہو سو خدا کی قسم ایسا نہیں، اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افترا کرنے والا نہ ہوں گا۔

ولو کان عندی منہ عھد فی ذالک ماترکت اخا بنی تمیم بن مرۃ وعمر بن الخطاب یثوبان علی منبرہ ولقاتلتھما بیدی ولو لم اجد الا بردتی ھذہ اور اگر اس باب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے

میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابوبکر و عمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست نہ کرنے دیتا۔ اور بیشک اپنے ہاتھ سے ان سے قتال کرتا اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا۔ ولکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یقتل قتلا ولم یمت فجاءۃ مکث فی مرضہ ایاما ولیالی یاتیہ المؤذن یؤذنہ بالصلاۃ فیامر ابابکر فیصلی بالناس وھو یری مکانی ثم یاتیہ المؤذن فیؤذن بالصلاۃ فیامر ابابکر فیصلی بالناس وھو یری مکانی۔ ولقد اردت امرأۃ من نسائہ تصرفہ عن ابی بکر فابی وغضب وقال انتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس۔ بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہ ہوئے نہ یکایک انتقال فرمایا بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گذرے موذن آتا نماز کی اطلاع دیتا حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود، پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا حضور ابوبکر ہی کو حکم امامت دیتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا۔ اور خدا کی قسم ازواج مطہرات سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف والیاں ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے۔ فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نظرنا فی امورنا فاخترنا لدنیانا من رضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا وکانت الصلاۃ عُظْمَ الاسلام وقوام الدین فبایعنا ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان لذلک اھلا لم یختلف علیہ منا اثنان۔ پس جبکہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے پسند کر لیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا، کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی لہذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں کسی نے اس بارہ میں اختلاف نہ کیا۔

یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے فرمایا:

فادیت الی ابی بکر حقہ وعرفت لہ طاعتہ وغزوت معہ فی جنودہ وکنت اٰخذ اذا اعطانی واغزو اذا اغزانی واضرب بین یدیہ الحدود بسوطی لہ۔ پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت لازم جانی اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا۔ جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور ان کے سامنے تازیانہ سے حد لگاتا۔

پھر بعینہ یہی مضمون امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ہاں البتہ ارشادات جلیلہ واضحہ بارہا فرمائے[۲] مثلاً ایک بار ارشاد ہوا:

میں نے خواب دیکھا کہ ایک کنوئیں پر ہوں اس پر ایک ڈول ہے میں اس سے پانی بھرتا رہا جب تک اللہ نے

---

[۱] الصواعق المحرقہ ص۴۷ [۲] کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ۱۲،

چاہا پھر ابوبکر نے ڈول لیا دو ایک بار کھینچا۔ پھر وہ ڈول ایک پل ہوگیا جسے چرسہ کہتے ہیں اسے عمر نے لیا تو میں نے کسی سردار زبردست کو اس کام میں ان کے مثل نہ دیکھا یہاں تک کہ تمام لوگوں کو سیراب کر دیا کہ پانی پی پی کر اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے، رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ وعن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم [۱]۔

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فرماتے ہیں :

میں نے بارہا بکثرت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہوا میں اور ابوبکر و عمر، کیا میں نے اور ابوبکر و عمر نے، چلا میں اور ابوبکر و عمر۔ رواہ الشیخان عن ابن عباس رضی اللہ عنھما [۲]

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :

آج کی رات ایک مرد صالح (یعنی خود حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے خواب دیکھا کہ ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متعلق ہیں، اور عمر ابوبکر سے، اور عثمان عمر سے۔ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جب ہم خدمت اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اٹھے آپس میں تذکرہ کہ وہ مرد صالح تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور بعض کا بعض سے تعلق وامر کا والی ہونا جس کے ساتھ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ رواہ عنہ ابوداؤد والحاکم [۳]

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :

مجھے بنی مُصْطَلِق نے خدمت اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بھیجا کہ حضور سے دریافت کروں، حضور کے بعد ہم اپنے اموال زکوٰۃ کس کے پاس بھیجیں؟ فرمایا ابوبکر کے پاس، عرض کی اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آئے تو کسے دیں؟ فرمایا عمر کو، عرض کی جب ان کا بھی واقعہ ہو؟ فرمایا عثمان کو۔ رواہ عنہ فی المستدرک وقال صحیح [۴]

ایک بی بی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور کچھ سوال کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پھر حاضر ہو، انہوں نے عرض کی۔ آؤں اور حضور کو نہ پاؤں، فرمایا مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔ رواہ الشیخان عن جُبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ [۵]

یونہی ایک مرد سے ارشاد فرمانا مروی کہ میں نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آنا، عرض کی جب انہیں نہ پاؤں؟ تو فرمایا عمر کے پاس، عرض کی جب وہ نہ ملیں؟ فرمایا تو عثمان کے پاس۔ اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سھل بن ابی حثمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

---

[۱] بخاری و مسلم بروایت ابوہریرۃ وابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم [۲] اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا [۳] اس حدیث کو امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، مشکوٰۃ ص ۵۶۳-۲) [۴] حاکم نے اس حدیث کو مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ [۵] اس حدیث کو روایت کیا امام بخاری و مسلم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔

ایک شخص سے کچھ اونٹ قرضوں میں خریدے یہ واپس جاتا تھا کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ ملے حال پوچھا اس نے بیان کیا، فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہو اور عرض کر، اگر حضور کو کچھ حادثہ پیش آئے تو میری قیمت کون ادا کرے گا؟ فرمایا ابوبکر پھر دریافت کرایا اور جو ابوبکر کو کچھ حادثہ پیش آئے تو کون دے گا، فرمایا عمر، پھر دریافت کرایا، انہیں بھی کچھ حادثہ درپیش ہو فرمایا:

ویحك اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت۔ ہائے نادان جب عمر مرجائے تو اگر مرسکے تو مر جانا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحسنہ الامام جلال الدین السیوطی [۱]

انہیں ارشادات جلیلہ سے ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایام مرض وفات اقدس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ امامت مسلمین پر قائم کرنا، اور دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہونا غضب فرمانا، جس سے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم نے استناد فرمایا کہ:

رضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا افلانرضاہ لدنیانا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں چن لیا ہمارے دین کی پیشوائی کو، کیا انہیں ہم پسند نہ کریں اپنی دنیا کی امامت کو؟

اور نہایت روشن و صریح قریب نص و تصریح وہ ارشاد اقدس ہے کہ امام احمد و ترمذی نے بافادۂ تحسین اور ابن ماجہ و ابن حبّان و حاکم نے بافادۂ تصحیح اور ابوالمحاسن رویانی نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ترمذی و حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عدی نے کامل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور پرنور سیّد یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ بارک وسلم نے فرمایا:

انی لاادری مابقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وفی لفظ اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر وعمر [۲]

میں نہیں جانتا میرا رہنا تم میں کب تک ہو لہذا تمہیں حکم فرماتا ہوں کہ میرے ان دو صحابیوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ایک بار آخر حیات اقدس میں نص صریح بھی فرما دینا چاہا تھا پھر خدا اور مسلمانوں کو چھوڑ کر حاجت نہ سمجھی، امام احمد و امام بخاری و امام مسلم ام المومنین صدیقہ محبوبہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیہا وسلم سے راوی کہ وہ ارشاد فرماتی ہیں:

---

[۱] اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام جلال الدین سیوطی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ [۲] مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰۔ والصواعق المحرقہ صفحہ ۲۱۔

قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ادعی لی اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر[۱]

حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مرض میں انتقال فرمانے کو ہیں اس میں مجھ سے فرمایا اپنے باپ اور بھائی کو بلالے کہ میں ایک نوشتہ تحریر فرمادوں کہ مجھے خوف ہے۔ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کوئی کہنے والا کہہ اٹھے کہ میں زیادہ مستحق ہوں اور اللہ نہ مانے گا اور مسلمان نہ مانیں گے مگر ابوبکر کو۔

امام احمد کے ایک لفظ یہ ہیں کہ فرمایا:

ادعی لی عبد الرحمن بن ابی بکر اکتب لابی بکر کتابا لایختلف علیہ احد ثم قال دعیہ معاذ اللہ ان یختلف المومنون فی ابی بکر[۲]

عبدالرحمن بن ابی بکر کو بلا لو کہ میں ابوبکر کے لئے نوشتہ لکھ دوں کہ ان پر کوئی اختلاف نہ کرے پھر فرمایا رہنے دو خدا کی پناہ کہ مسلمان اختلاف کریں ابوبکر کے بارے میں۔

صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وآلہ وصحبہ وبارک وسلم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ احکم۔

سوال دوم

خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے آیا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ افضل تھے یا کم؟

الجواب: اہلسنّت وجماعت نصرھم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر، صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں، تمام امم عالم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت ووجاہت وقبول وکرامت وقرب وولایت کو نہیں پہونچتا۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ[۳]

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علی سیدھم ومولاھم وآلہ وعلیھم وبارک وسلم۔

اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم، وارشادات جلیلہ واضحہ امیر المومنین مولیٰ علی مرتضی ودیگر ائمہ اہل بیت طہارت وارتضا واجماع صحابہ کرام وتابعین عظام وتصریحات اولیائے امت وعلمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل[۴] باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب[۵]

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵ [۲] الصواعق المحرقہ ص ۲۲، ۲۳ [۳] یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے، ترجمہ رضویہ پ۲۷ رکوع ۲۰ [۴] روشن دلیلیں اور زبردست حجتیں [۵] پورا پورا حاصل کرنا۔

نہیں ہوسکتا۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس مسئلہ میں ایک کتاب عظیم بسیط وضخیم، دو مجلّد پر منقسم نام تاریخی[۱] مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین سے[۲] متسم تصنیف کی اور خاص تفسیر آیہ کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ[۳] اور اس سے افضلیت مطلقہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثبات واحقاق اور اوہام خلاف کے ابطال وازہاق میں ایک جلیل رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی[۴] الزلال الانقٰی من بحر سبقۃ الاتقٰی تالیف کیا، اس مبحث کی تفصیل ان کتب پر موکول[۵] یہاں صرف چند ارشادات ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اقتصار ہوتا ہے۔

اللہ عزوجلّ کی بے شمار رحمت ورضوان وبرکت امیر المومنین اسد حیدر، حق گوحق داں، حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنٰی پر کہ اس جناب نے مسئلہ تفضیل کو بغایت مفصّل فرمایا، اپنی کرسی خلافت وعرش زعامت پر بر سر منبر مسجد جامع مشاہد ومجامع جلوات عامہ وخلوات خاصہ میں بطُرُق عدیدہ وتامد مدیدہ سپید وصاف ظاہر وواشگاف، محکم ومفسّر بے احتمال دگر، حضرات شیخین کریمین وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت مرحومہ سید لولاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہتر وافضل ہونا ایسے روشن واَبین[۶] طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح شائبہ شک وتردّد نہ رہا، مخالف[۷] مسئلہ کو مفتری بنایا، اسی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا، حضرت[۸] سے ان اقوال کریمہ کے راوین اسی سے زیادہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

صواعق امام ابن حجر مکی میں ہے:

قال الذھبی وقد تواتر ذلك عنه فی خلافته وکرسی مملکته وبین الجم الغفیر من شیعته ثم بسط الاسانید الصحیحة فی ذلك قال: ویقال رواہ عنه نیف وثمانون نفسا وعدد منھم جماعة ثم قال فقبح الله الرافضة ما اجھلھم[۹] انتھٰی۔

ذہبی نے کہا تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اپنے دور خلافت وحکومت میں اور کثیر مصاحبین کے درمیان فرمائی بعد ازاں اس بارے میں صحیح سندوں کو تفصیل سے ذکر کیا یہ بھی کہا کہ محدثین کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی روایت کرنے والے اسّی سے زیادہ حضرات ہیں ان میں سے ایک جماعت کا ذکر بھی کیا اور فرمایا خدا روافض کو ذلیل کرے کس قدر جاہل ہیں (مترجم)

---

[۱] چاند سورج کی طلوع گاہ صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت ظاہر کرنے میں ۱۲۹۷ھ [۲] موسوم [۳] بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ۱۲ حجرات پ۲۶ ع ۱۴ (ترجمہ رضویہ) [۴] سب سے زیادہ متقی (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) فضیلت کے سمندر کے صاف اور خوشگوار پانی ۱۳۰۱ھ [۵] واضح [۶] یعنی فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف کو افترا پرداز بتایا [۸] مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ [۹] امام احمد بن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) الصواعق المحرقہ مطبوعہ مصر ۱۳۸۵ھ ص۱۰۶، اسی کو بستان المحدثین میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بھی نقل فرمایا ہے۔

یہاں تک کہ بعض مصنفان شیعہ مثل عبدالرزاق محدث صاحب مصنّف نے باوصف تشیع تفضیل شیخین اختیار کی اور کہا جب خود حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ انہیں اپنے نفس کریم پر تفضیل دیتے ہیں تو مجھے اس کے اعتقاد سے کب مفر ہے[1] مجھے یہ گناہ کیا تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کا خلاف کروں۔ صواعق میں ہے:

ما احسن ماسلکہ بعض الشیعۃ المنصفین کعبد الرزاق فانہ قال اُفضِّلُ الشیخین بتفضیل علیّ ایاھما علی نفسہ والّا لما فضّلتھما کفی بی وزرًا ان احبّہ ثم اخالفہ[2]

بعض منصف شیعہ مثلاً عبدالرزاق محدث نے کیا ہی عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں، میں شیخین، ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، کو اس لئے افضل مانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے آپ سے افضل قرار دیا، ورنہ میں انہیں افضل نہ مانتا، میرے لئے یہی گناہ کیا کم ہے کہ میں ان کی محبت کرتے ہوئے ان کی مخالفت کروں۔

اب چند احادیث مرتضوی سنیئے:

حدیث اول: صحیح بخاری شریف میں سیدنا و ابن سیدنا امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہما سے مروی:

قلت لابی ای النّاس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر۔

میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہیں، فرمایا ابوبکر، میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا عمر، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث دوم: امام بخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبداللہ بن سلمہ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ فرماتے:

خیر النّاس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر وخیر النّاس بعد ابی بکر عمر۔

بہترین مردم بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ابوبکر ہیں اور بہترین مردم بعد ابوبکر عمر، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث سوم: امام ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل بلخی کتاب السنۃ میں راوی:

اخبرنا ابوبکر بن مردویۃ ثنا سلیمٰن بن احمد ثنا حسن بن المنصور الرّمانی ثنا داؤد بن معاذ ثنا ابوسلمۃ العتکی عبداللہ بن عبدالرحمٰن عن سعید بن ابی عروبۃ عن منصور بن المعتمر عن ابراھیم علقمۃ قال بلغ علیا ان اقواما یفضّلونہ علی ابی بکر وعمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال: یا ایھا النّاس انہ بلغنی ان اقواما یفضّلونی علی ابی بکر وعمر ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفتر علیہ حد المفتری

---

[1] بھاگنے کی جگہ، ۱۲، [2] الصواعق المحرقہ ص ۶۲۔

ثم قال ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال و فی المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لو سمی الثالث لسمی عثمان [1]

یعنی حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو خبر پہونچی کہ کچھ لوگ انہیں حضرات صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں، یہ سن کر ممبر پر جلوہ فرما ہوئے، حمد وثنائے الٰہی بجالائے پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہونچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل بتاتے ہیں، اس بارے میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بے شک سزا دیتا، آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد یعنی اسّی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا: بے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابوبکر ہیں پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد سب سے بہتر کون ہے۔ علقمہ فرماتے ہیں مجلس میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے انھوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث چہارم: امام دارقطنی "سنن" میں اور ابوعمرو بن عبدالبر "استیعاب" میں حکم بن جحل سے راوی حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ فرماتے ہیں:

لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری۔

میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پنجم: سنن دارقطنی میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے مقرب بارگاہ تھے۔ جناب امیر انہیں "وھب الخیر" فرمایا کرتے تھے، مروی:

انہ کان یری ان علیا افضل الامۃ فسمع اقواما یخالفونہ فحزن حزنا شدیدا فقال لہ علی بعد ان اخذ بیدہ و ادخلہ بیتہ ما احزنک یا ابا جحیفۃ فذکر لہ الخبر فقال الا اخبرک بخیر الامۃ خیرھا ابوبکر ثم عمر قال ابوجحیفۃ فاعطیت اللہ عھدا ان لا اکتم ھذا الحدیث بعد ان شافھنی بہ علی ما بقیت۔

یعنی ان کے خیال میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ، تمام امت تھے انھوں نے کچھ لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنا سخت رنج ہوا حضرت مولیٰ ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ ولایت میں لے گئے غم کی وجہ پوچھی، گذارش کی فرمایا کہ میں تمہیں نہ بتاؤں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے، ابوبکر ہیں پھر عمر حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ جب تک جیوں گا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا۔ بعد اس کے کہ خود حضرت مولیٰ نے بالمشافہ مجھ سے

---

[1] الصواعق المحرقہ ص ۶۰ (بالفاظ مختلفہ)

ایسا فرمایا۔

حدیث ششم: امام احمد مسند ذی الیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابوحازم سے راوی:

قال جاء رجل الی علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال ما کان منزلۃ ابی بکر و عمر من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال منزلتھما الساعۃ وھما ضجیعاہ۔

یعنی ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابوبکر و عمر کا مرتبہ کیا تھا فرمایا جو مرتبہ ان کا اب ہے کہ حضور کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں۔

حدیث ہفتم: دارقطنی حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرماتے:

اجمع بنو فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ان یقولوا فی الشیخین احسن ما یکون من القول

یعنی اولاد امجاد حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہا الکریم وعلیہا وعلیہم وبارک وسلم کا اجماع و اتفاق ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو۔

ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جاتے گی جو سب سے بہتر ہو۔

حدیث ہشتم: امام ابن عساکر وغیرہ سالم بن ابی الجعد سے راوی:

قلت لمحمد بن الحنفیۃ ھل کان ابوبکر اول القوم اسلاما قال لا قلت فبم علا ابوبکر وسبق حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانہ کان افضلھم اسلاما حین اسلم حتی لحق بربہ۔

یعنی میں نے امام محمد بن حنفیہ سے عرض کی کیا ابوبکر سب سے پہلے اسلام لاتے تھے، فرمایا نہ، میں نے کہا پھر کیا بات ہے کہ ابوبکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے فرمایا یہ اس لئے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب سے اسلام لائے یہاں تک کہ اپنے رب عزوجل سے ملے۔

حدیث نہم: امام ابوالحسن دارقطنی، جندب اسدی سے راوی، کہا کہ امام محمد بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس کچھ اہل کوفہ و جزیرہ نے حاضر ہو کر، ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں سوال کیا، امام ممدوح نے میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا:

انظر الی اھل بلادک یسألونی عن ابی بکر وعمر، لھما افضل عندی من علی۔

اپنے شہر والوں کو دیکھو مجھ سے ابوبکر و عمر کے بارے میں سوال کرتے ہیں وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ مولیٰ علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

یہ امام اجل حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت امام حسین شہید کربلا کے نواسے ہیں۔ ان کا لقب مبارک "نفس زکیہ" ہے۔ ان کے والد حضرت عبداللہ محض کہ سب میں پہلے حسنی حسینی دونوں شرف کے جامع ہوتے، لہٰذا محض کہلاتے، اپنے زمانہ میں سردار بنی ہاشم تھے ان کے والد ماجد امام حسن مثنیٰ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ صغریٰ بنت امام

حسین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہم وعلیہم وبارک وسلم ہیں۔

حدیث دہم : امام حافظ عمرو بن ابی شیبہ، حضرت امام اجل سید زید شہید ابن امام علی سجاد زین العابدین ابن امام حسین سعید شہید صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ جدہم الکریم وعلیہم سے روایت کرتے ہیں :

انطلقت الخوارج فبرأت ممن دون ابی بکر وعمر ولم یستطیعوا ان یقولوا فیھما شیئا وانطلقتم فتفرتم فوق ذلک فبرائتم منھما فمن بقی فواللہ مابقی احد الابرئتم منہ۔

یعنی خارجیوں نے اٹھ کر ان سے تبری کی جو ابو بکر وعمر سے کم تھے (یعنی عثمان وعلی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مگر ابو بکر وعمر کی شان میں کچھ کہنے کی گنجائش نہ پائی۔ اور تم نے اے کوفیو! اوپر جست کی کہ ابو بکر وعمر سے تبری کی تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے تبرا نہ کہا ہو، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اللہ اکبر! امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامان خاندان زیدیہ کو بحمد اللہ کافی ووافی ہے۔

سید سادات بلگرام حضرت مرجع الفریقین، مجمع الطریقین، حبر شریعت، بحر طریقت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، سیدنا ومولانا میر عبد الواحد حسینی زیدی واسطی بلگرامی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ السامی نے کتاب مستطاب "سبع سنابل شریف" تصنیف فرمائی کہ بارگاہِ عالم پناہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موقع قبول عظیم پر واقع ہوئی۔ حضرت مستفتی دامت برکاتہم کے جد امجد اور اس فقیر کے آقائے نعمت ومولائے اوحد، حضرت اسد الواصلین، محبوب العاشقین سیدنا ومولانا حضرت سید شاہ حمزہ حسینی زیدی مارہروی قدس سرہٗ القوی کتاب مستطاب "کاشف الاستار شریف" کی ابتدا میں فرماتے ہیں :

باید دانست کہ در خاندان ما حضرت سند المحققین سید عبد الواحد بلگرامی بسیار صاحب کمال برخاستہ اند، قطب فلک ہدایت، ومرکز دائرۂ ولایت بود در علم صوری ومعنوی فائق واز مشارب اہل تحقیق ذائق، صاحب تصنیف وتالیف است، ونسب ایں فقیر بہ چہار واسطہ بذات مبارکش می پیوندد۔

جاننا چاہیے کہ ہمارے خاندان میں حضرت سند المحققین سید عبد الواحد بلگرامی بہت بڑے صاحب کمال ہوئے ہیں، آسمان ہدایت کے قطب اور دائرہ ولایت کے مرکز تھے، ظاہری ومعنوی علم میں کامل اور اہل تحقیق کے مشرب چشیدہ اور صاحب تصنیف و تالیف تھے اس فقیر کا نسب ان کی ذات مبارکہ چار واسطوں سے پہونچتا ہے۔

پھر چند اجزا کے بعد فرماتے ہیں :

اشہر تصانیف او کتاب سبع سنابل است در سلوک وعقائد، حاجی الحرمین سید غلام علی آزاد سلمہ اللہ "در مآثر الکرام" می نویسد وقتے در شہر رمضان المبارک سنہ خمس وثلثین ومأتہ والف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہاں آباد خدمت شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہٗ رازیارت کردو ذکر میر عبد الواحد قدس سرہٗ درمیان آمد، شیخ مناقب ومآثر میر تادیر بیان کرد فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بستر خواب گزاشتیم درواقعہ می بینم کہ من وسید صبغۃ اللہ بروجی معّاد مجلس اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باریاب شدیم جمعے از صحابۂ کرام واولیائے امت حاضر اند درینہا شخصے است کہ حضرت با او لب بہ تبسم شیریں کردہ حرفہا می زنند والتفاتے تمام دارند، چوں مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ ایں شخص کیست کہ حضرت با او التفات بایں مرتبہ دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او ایں ست کہ

"سبع سنابل" تصنیف اور در جناب رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول افتادہ انتہی کلامہٗ انتہی مقالہ الشریف بلفظہ المنیف قدس سرہٗ اللطیف۔

سلوک وعقائد میں آپ کی مشہور ترین تصنیف "سبع سنابل شریف" ہے حاجی الحرمین سید غلام علی آزاد بلگرامی "مآثر الکرام" میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ رمضان المبارک ۱۰۳۵ھ میں مؤلف اوراق (سید آزاد بلگرامی) دارالخلافہ شاہجہاں آباد میں حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا حضرت شیخ دیر تک میر عبدالواحد کے فضائل ومناقب بیان فرماتے رہے فرمایا: ایک رات مدینہ طیبہ میں آرام کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور سید صبغۃ اللہ دربار رسالت میں باریاب ہیں۔ صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کی ایک جماعت حاضر بارگاہ ہے۔ ان میں سے ایک شخص کے ساتھ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے گفتگو فرمارہے ہیں اور خوب توجہ فرمارہے ہیں جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے سید صبغۃ اللہ سے پوچھا یہ شخص کون ہیں جن کی طرف حضرت اس قدر توجہ فرمارہے ہیں، انہوں نے بتایا یہ سید عبدالواحد بلگرامی ہیں، ان کے اعزاز کی وجہ یہ ہے کہ ان کی تصنیف "سبع سنابل" دربار رسالت میں مقبول ہوچکی ہے۔

حضرت میر قدس سرہٗ المنیر نے اس کتاب مقبول ومبارک میں مسئلہ تفضیل بکمال تفصیل وتاکید جمیل وتہدید جلیل ارشاد فرمایا، لفظ مبارک سے چند حروف کی نقل سے شرف حاصل کروں۔ اولیائے کرام ومحدثین وفقہائے جملہ اہل حق کے اجماعی عقائد میں بیان فرماتے ہیں

واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء ابوبکر صدیق است وبعد از وے عمر فاروق است وبعد از وے عثمان ذی النورین است وبعد از وے علی مرتضیٰ است رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اوران کا اجماع ہے کہ انبیاء کے بعد تمام بشر میں افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں اوران کے بعد حضرت عمر فاروق اوران کے بعد حضرت عثمان ذی النورین اوران کے بعد حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ پھر فرمایا:

فضل ختنین از فضل شیخین کمتر است بے نقصان وقصور۔ یعنی حضرت عثمان وعلی کی فضیلت ابوبکر وعمر سے بغیر کسی عیب و نقصان کے کم ہے۔ پھر فرمایا: اجماع اصحاب وتابعین وتبع تابعین وسائر علمائے امت ہم بریں عقیدہ واقع شدہ است۔ یعنی صحابہ تابعین، تبع تابعین اور تمام علمائے امت کا اسی عقیدے پر اجماع ہے۔ پھر فرمایا: مخدوم قاضی شہاب الدین در "تیسیر الحکام" نبشت کہ ہیچ ولی بدرجہ ہیچ پیغمبرے نہ رسد زیرا کہ امیر المومنین ابوبکر بحکم حدیث بعد پیغمبراں از ہمہ اولیاء برتر است واو بدرجہ ہیچ پیغمبرے نہ رسید وبعد او امیر المومنین عمر بن خطاب است وبعد او امیر المومنین عثمان بن عفان است وبعد او امیر المومنین علی بن ابی طالب است رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، کسیکہ امیر المومنین علی را خلیفہ نداند او از خوارج است وکسیکہ او را بر امیر المومنین ابوبکر وعمر تفضیل کند او از روافض است۔

مخدوم قاضی شہاب الدین نے "تیسیر الحکام" میں لکھا ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے مقام کو نہیں پہونچ سکتا، کیونکہ حضرت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق از روئے حدیث انبیاء کے بعد تمام اولیاء سے افضل ہیں اور وہ کسی پیغمبر کے مقام کو نہ پہونچ سکے ان کے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب ان کے بعد امیر المومنین عثمان بن عفان اوران کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ جو شخص حضرت امیر المومنین علی کو خلیفہ نہ جانے وہ خارجی ہے اور جو شخص انہیں امیر المومنین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دے وہ رافضی ہے۔ پھر فرمایا:

ازیں جا باید دانست کہ در جہاں نہ ہمچو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے پیدا شد و نہ ہمچو ابوبکر مریدے ہویدا گشت اے عزیز! اگرچہ کمالیت فضائل شیخین بر ختنین مفرط و فائق اعتقاد باید کرد اما نہ بر وجہیکہ در کمالیت فضائل قصورے و نقصانے بخاطر تو رسد، بلکہ فضائل ایشاں و فضائل جملہ اصحاب از عقول لبشریہ و افکار انسانیہ بسے بالا تر است۔

اسی جگہ سے جاننا چاہیے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا جہان میں نہ کوئی پیر پیدا نہ ابوبکر ایسا کوئی مرید ظاہر ہوا۔ اے عزیز! اگرچہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر) کی ختنین (حضرت عثمان و علی) پر فضیلت کا کامل اعتقاد رکھنا چاہیے لیکن اس طور سے نہیں کہ حضرت عثمان و علی کے فضائل کے بارے میں تیرے دل میں کوئی کمی واقع ہو۔ بلکہ ان کے اور تمام صحابۂ کرام کے فضائل بشری عقل اور انسانی فکر سے بہت بلند ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پھر فرمایا:

پس چوں اجماع صحابہ کہ انبیاء صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شد و مرتضیٰ نیز دریں اجماع متفق و شریک بود مفضلہ در اعتقاد خود غلط کردہ است اے خانمان ما فدائے نام مرتضیٰ۔ واے دل و جان ما نثار اقدام مرتضیٰ باد۔ کدام بدبخت ازل کہ محبت مرتضیٰ در دلش نہ باشد و کدام راندۂ درگاہ مولیٰ کہ اہانت او روا دارد، مفضلہ گمان بردہ است کہ نتیجۂ محبت با مرتضیٰ تفضیل اوست بر شیخین و نمی دانند کہ ثمرۂ محبت موافقت است با او نہ مخالفت کہ چوں مرتضیٰ فضل شیخین و ذی النورین را بر خود روا داشت و اقتدا با ایشاں کرد و حکمائے عہد خلافت ایشاں را امتثال فرمود، شرط محبت با او آں باشد کہ در راہ و روش با او موافق باشد نہ مخالف ــــ جب انبیاء صفت، صحابہ کرام کا شیخین کی فضیلت پر اتفاق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ بھی اس اجماع میں شریک ہیں لہٰذا مفضلہ (یعنی حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والوں) کا یہ اعتقاد غلط ہے۔ ہمارا خاندان حضرت علی کے نام پر فدا ہو ہمارا دل و جان حضرت علی مرتضیٰ کے قدموں پر نثار ہو۔ کون ازلی بدبخت ہے جس کے دل میں حضرت علی مرتضیٰ کی محبت نہ ہوگی اور کون مردود درگاہ ان کی توہین روا رکھے گا۔ اہل تفضیل کا گمان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں شیخین پر فضیلت دی جائے اور یہ نہیں سمجھتے کہ محبت کا تقاضا ان کی موافقت ہے نہ مخالفت کہ جب علی مرتضیٰ نے شیخین اور ذی النورین کی فضیلت اپنے اوپر جائز رکھی، ان کی اقتدا کی، ان کے عہد خلافت کے احکام کی تعمیل کی تو آپ کی محبت کی شرط یہ ہے کہ آپ کے طرز و طریق کی موافقت کی جائے نہ مخالفت۔

حضرت میر قدس سرہٗ المنیر نے یہ بحث پانچ ورق سے زائد میں افادہ فرمائی ہے۔ من طلب الزیادۃ فلیرجع الیہ[1]

الحمد للہ یہ عقیدہ ہے کہ اہلسنت و جماعت اور ہم غلامان دودمان زید شہید کا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] جو زیادہ تفصیل دیکھنا چاہے وہ اصل کتاب کی طرف رجوع کرے۔

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام

۱۳۱۵ھ

استفتاء

از مُعسکر بنگلور مسجد جامع مدرسہ جامع العلوم مرسلہ حضرت مولٰینا مولوی سیدہ شاہ محمد عبدالغفار صاحب قادری نسباً وطریقۃً اعلٰی مدرس مدرسہ مذکورہ ۲۱ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سرورِ کائنات مفخر موجودات رسول خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ماں باپ آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام تک مؤمن تھے یا نہیں۔ بینوا توجروا

فتوٰی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم لک الحمد الدائم الباطن الظاھر ؛ صل وسلم علی المصطفی الکریم نورک الطیب الطاھر الزاھر الذی نزھتہ من کل رجس واودعتہ فی کل مستودع طاھر ونقلتہ من طیب الی طیب فلہ الطیب الاول والاٰخر وعلٰی آلہ وصحبہ الاطائب الاطاھر اٰمین۔

اولاً اللہ عزوجل فرماتا ہے ولعبد مؤمن خیر من مشرک بیشک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت فی القرن الذی کنت فیہ میں ہر قرن وطبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔

رواہ البخاری فی صحیحہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت امیرالمؤمنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی حدیث صحیح میں ہے

لم یزل علی وجہ الدھر سبعۃ مسلمون فصاعدا فلولا ذلک ھلکت الارض

ومن علیھا روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں ایسا نہ ہوتا تو زمین و اہل زمین سب ہلاک ہو جاتے اخرجہ عبد الرزاق و ابن المنذر بسند صحیح علی شرط الشیخین حضرت عالم القرآن حبر الامہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث صحیح میں ہے

ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یدفع اللہ بھم عن اھل الارض نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگان خدا سے خالی نہ ہوئی جن کے سبب اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔ جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقہ میں روئے زمین پر لااقل سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوتے۔ وہ لوگ ہر زمانے ہر قرن میں خیار قرن سے تھے اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالانسب ہو کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہو سکتا تو واجب ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبا و امہات ہر قرن و طبقہ میں انہیں بندگان صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن عظیم میں ارشاد حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔

اقول والمعنی ان الکافر لایستاھل شرعا ان یطلق علیہ انہ من خیار القرآن لاسیما وھناك مسلمون صالحون وان لم یرد الخیریۃ الابحسب النسب فافھم **یہ دلیل** امام جلیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہٗ نے افادہ فرمائی فاللہ یجزیہ الجزاء الجمیل۔

ثانیا قال اللہ عزوجل انما المشرکون نجس کافر تو ناپاک ہی ہیں۔ اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الطاھرۃ مصفی مھذبا لاتنشعب شعبتان الاکنت فی خیرھما" ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک ستھری پشتوں میں نقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ۔ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔ اور ایک لفظ میں ہے فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات" میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔ "رواھما ابونعیم فی دلائل النبوۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی" ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ رواہ ابن ابی عمر والعدنی فی مسندہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" تو ضرور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین و امہات کرائم طاہرات سب اہل ایمان و توحید ہوں کہ بنص قرآن عظیم کسی کافر و کافرہ کے لئے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔ یہ دلیل امام اجل فخر المتکلمین علامۃ الوریٰ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق سنوسی و علامہ تلمسانی شارح شفا و امام ابن حجر مکی و

علامہ محمد زرقانی شارح مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید وتصویب کی۔

ثالثاً قال اللہ تبارک وتعالیٰ توکل علی العزیز الرحیم ۰ الذی یریک حین تقوم ۰ وتقلبک فی الساجدین ۰ بھروسا کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں۔ امام رازی فرماتے ہیں۔ معنی آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے امام ابن حجر وعلامہ زرقانی وغیرہم کبرا نے اس کی تقریر وتائید وتاکید وتشیید فرمائی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے مؤید روایت ابونعیم کے یہاں آئی۔ "وقد صرحوا ان القراٰن محتج بہ علی جمیع وجوھہ ولا ینفی تاویل ویشھد لہ عمل العلماء فی الاحتجاج بالآیات علی احد التاویلات قدیما وحدیثا"

رابعاً قال المولیٰ وتعالیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دیگا کہ تو راضی ہوجائے گا۔ اللہ اکبر بارگاہ عزت میں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت ووجاہت ومحبوبیت کرامت کے حق میں تو رب العزۃ جل وعلا نے فرمایا ہی تھا سنرضیک فی امتک ولا نسئوک بہ قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کردیں گے اور تیرا دل برا نہ کریں گے رواہ مسلم فی صحیحہ مگر اس عطا ورضا کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا۔ "وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح" میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو کھینچکر ٹخنوں تک کی آگ میں کردیا۔ "رواہ البخاری ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما" دوسری روایت صحیح میں فرمایا "ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار" اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا رواہ ایضا عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "اھون اھل النار عذابا ابوطالب" دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ "رواہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما" اور پر ظاہر کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے ابوطالب کو اس سے کیا نسبت پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انہیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا تو اگر معاذاللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے ہوتے یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں وللہ الحمد اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ نے اشارہ فرمایا۔

اقول وباللہ التوفیق تقریر دلیل یہ ہے کہ صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہل نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے اب ہم پوچھتے ہیں ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاری وغمخواری وپاسداری وخدمت گزاری کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی حضور کو ان کی رعایت منظور تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔" عم الرجل صنو ابیہ" آدمی کا چچا اس کے باپ کی بجائے ہوتا ہے۔" رواہ الترمذی بسند حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن علی والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم" شق اول باطل ہے قال اللہ عزوجل" وقدمنا الیٰ ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھباء منثورا" صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں لاجرم شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد ابو طالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراپا آگ میں کھینچ لیا میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے طبقۂ زیرین میں ہوتا لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاس خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے اور بالبداہتہ واضح کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہو سکتا جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاذ اللہ نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے میں تو اگر عیاذا باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت وعنایت کے زیادہ مستحق تھے۔ **وبوجہ آخر** فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش وخدمت ہی کا معاوضہ ہے پھر کونسی پرورش جزئیت کے برابر ہو سکتی ہے کونسی خدمت حمل و وضع کا مقابلہ کر سکتی ہے کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق حق والدین کے برابر ہو سکتا ہے جسے رب عزوجل نے اپنے حق عظیم کے ساتھ شمار فرمایا۔" ان اشکرلی ولوالدیك" حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی چلتے وقت رنج بھی وہ دیا جس کا جواب نہیں ہرچند حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں عمر بھر معجزات دیکھنا احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا بخلاف ابوین کریمین کہ نہ انہیں دعوت دی گئی نہ انکار کیا تو ہر وجہ ہر لحاظ ہر حیثیت سے یقیناً انہیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے تو ابو طالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یوں ہی متصور کہ ابوین کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں و ہو المقصود والحمد للہ العلی الودود۔

خامساً اقول "قال المولیٰ عزوعلا لا یستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ اصحٰب الجنۃ ھم الفائزون" برابر نہیں دوزخ والے اور جنت والے اور جنت والے ہی مراد کو پہنچے حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولاد امجاد حضرت عبدالمطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے دیکھا جب پاس آئیں فرمایا۔" ما اخرجك من بیتك" اپنے گھر سے باہر کہاں گئی تھیں عرض کی" اتیت اھل ھذا المیت فترحمت الیھم وعزیتھم بمیتھم" یہ جو ایک موت ہو گئی تھی میں ان کے یہاں تعزیت و دعائے رحمت کرنے گئی تھی۔ فرمایا" لعلك بلغت معھم الکدیٰ" شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی عرض کی" معاذ اللہ ان آکون بلغتھا وقد سمعتك تذکر فی ذلك ما تذکر" خدا کی پناہ کہ میں وہاں تک جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی جو کچھ اس باب میں ارشاد ہوا تھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

"لو بلغتها ما رأيت الجنة حتى يراها جد ابيك" اگر تو ان کے ساتھ وہاں تک جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک عبد المطلب نہ دیکھیں" رواہ ابو داود والنسائی واللفظ لہ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما اما ابو داود فتأدب وکنی وقال فذکر تشدیدا فی ذلک واما ابو عبد الرحمٰن فادی وروی لتبلیغ العلم واداء الحدیث علی وجھہ لکل وجھۃ ھو مولیھا" یہ تو حدیث کا ارشاد ہے اب ذرا عقائد اہلسنت پیش نظر رکھے ہوئے نگاہ انصاف درکار عورتوں کا قبرستان جانا غایت درجہ اگر ہے تو معصیت ہے اور ہرگز کوئی معصیت مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے برابر نہیں کر سکتی اہلسنت کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجب شرعی ہے اگرچہ معاذ اللہ مؤاخذے کے بعد اور کافر کا جنت میں جانا محال شرعی کہ ابدالآباد تک کبھی ممکن ہی نہیں اور نصوص کو حتی الامکان ظاہر پر محمول کرنا واجب اور بے ضرورت تاویل ناجائز اور عصمت نوع بشر میں خاصہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا ان کے غیر سے اگرچہ کیسا ہی عظیم الدرجات ہو وقوع گناہ ممکن ومتصور یہ چاروں باتیں عقائد اہل سنت میں ثابت ومقرر اب اگر بحکم مقدمہ رابعہ مقابر تک بلوغ فرض کیجئے تو بحکم مقدمہ ثالثہ جزا کا ترتب واجب اور اس تقدیر پر کہ حضرت عبد المطلب کو معاذ اللہ غیر مسلم کہئے بحکم مقدمتین اولین ونیز بحکم آیت کریمہ محال وباطل تو واجب ہوا کہ حضرت عبد المطلب مسلمان واہل جنت ہوں اگرچہ مثل صدیق وفاروق وعثمٰن وعلی وزہرا وصدیقہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں اب معنی حدیث بلاتکلف وبے حاجت تاویل وبل وتصرف عقائد اہل سنت سے مطابق ہیں یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جاتیں جبکہ عبد المطلب داخل بہشت ہوں گے ہکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

سادسا اقول قال ربنا الاعز الاجل عز وعلا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لا یعلمون ٥ عزت تو اللہ اور رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو علم نہیں وقال تعالیٰ یاایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثی وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر اے لوگو ہم نے بنایا تمہیں ایک نر و مادہ سے اور کیا تمہیں قومیں اور قبیلے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بیشک اللہ کے نزدیک تمہارا زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ ان آیات کریمہ میں رب العزۃ جل وعلا نے عزت وکرم کو مسلمانوں میں منحصر فرمادیا اور کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو لئیم وذلیل ٹھہرا دیا اور کسی لئیم وذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز وکریم کے لئے باعث مدح نہیں ولہذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من انتسب الی تسعۃ آباء کفار یرید بھم عزا وکرامۃ کان عاشرھم فی النار جو شخص عزت وکرامت چاہنے کو اپنی نو پشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلاں ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو" رواہ الامام احمد عن ابی ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح اور احادیث کثیرہ مشہورہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلے اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے فضائل کریمہ کے بیان اور مقام رجز و مدح میں بارہا اپنے آبائے کرام وامہات کرائم کا ذکر فرمایا روز حنین جب حسب ارادۂ الٰہیہ تھوڑی دیر کے لئے کفار نے غلبہ پایا معدود بندے رکاب رسالت میں باقی رہے اللہ الغالب کے رسول غالبؐ پر شان جلال طاری تھی ارشاد فرماتے تھے:" انا النبی لاکذب ؛ انا ابن عبد المطلب میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں میں ہوں بیٹا عبد المطلب کا" رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور قصد فرما رہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغلۂ شریفہ کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھ نہ جائے اور حضور فرما رہے ہیں:" انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب" میں سچا نبی ہوں اللہ کا پیارا میں ہوں عبد المطلب کی آنکھ کا تارا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ وابونعیم عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" امیر المومنین عمر لگام روکے ہیں اور حضرت عباس دُمچی تھامے اور حضور فرما رہے ہیں:" قدماھا انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب" اسے بڑھنے دو میں ہوں نبی صریح حق پر میں ہوں عبد المطلب کا پسر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رواہ ابن عساکر عن مصعب بن شیبۃ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" جب کافر نہایت قریب آگئے بغلۂ طلبہ سے نزول اجلال فرمایا اس وقت بھی یہی فرماتے تھے:" انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب اللھم انصر نصرك میں ہوں نبی برحق سچا میں ہوں عبد المطلب کا بیٹا الٰہی اپنی مدد نازل فرما۔" رواہ ابن ابی شیبۃ وابن جریر عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ" پھر ایک مٹھی خاک دست پاک میں لیکر کافروں کی طرف پھیکی اور فرمایا:" شاھت الوجوہ" بگڑ گئے چہرے۔ وہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے مونہ پھر گئے ان میں جو مشرف بالا سلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ آسمان سے زمین تک تانبے کی دیوار قائم کی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے سوا بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی وصلی اللہ تعالیٰ علی الحق المبین سید المنصورین وآلہ وبارك وسلم" اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا۔ "انا ابن العواتك من سلیم" میں بنی سلیم سے ان چند خاتون کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔" رواہ سعید بن منصور فی سننہ والطبرانی فی الکبیر عن سیابۃ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ایک حدیث ہے کہ بعض غزوات میں فرمایا:" انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب انا ابن العواتك" میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں میں ہوں عبد المطلب کا بیٹا میں ہوں ان بیبیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ تھا۔" رواہ ابن عساکر عن قتادہ" علامہ مناوی صاحب تیسیر وامام مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس وجوہری صاحب صحاح وصغانی وغیرہم نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا ابن بری نے کہا وہ بارہ بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں تین سلمیات یعنی قبیلۂ بنی سلیم سے اور دو قرشیات دو عدوانیات اور ایک ایک کنانیہ اسدیہ ہذلیہ قضاعیہ ازدیہ ذکرہ فی تاج العروس ابوعبداللہ عدوسی نے کہا وہ بیبیاں چودہ تھیں تین قرشیات چار

سلمیات دو عدوانیات اور ایک ایک ہذلیہ قحطانیہ قضاعیہ ثقفیہ اسدیہ نبی اسد خزیمہ سے اوروہ الامام الجلال السیوطی فی الجامع الکبیر" اور ظاہر ہے کہ قلیل نافی کثیر نہیں۔ حدیث آئندہ میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مقام مدح وبیان فضائل کریمہ میں اکیس پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کرکے فرمایا میں سب سے نسب میں افضل باپ میں افضل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بحکم نصوص مذکورہ فرض ہے کہ حضور کے آباؤ امہات مسلمین ومسلمات ہوں وللہ الحمد

سابعاً قال اللہ سبحنہ وتعالیٰ انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صلح" اے نوح کنعان تیرے اہل سے نہیں یہ تو ناراستی کے کام والا ہے۔ آیۃ کریمہ نے مسلم وکافر کا نسب قطع فرمادیا ولہذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں پہنچتا اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ نحن بنو النضر بن کنانۃ لا نقفوا امنا ولا ننتفی من ابینا ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے" رواہ ابوداؤد الطیالسی وابن سعد والامام احمد وابن ماجہ والحارث البآوردی وسمویہ وابن قانع والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم والضیاء المقدسی فی المختارۃ عن الاشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کفار سے نسب بحکم احکم الحاکمین منقطع ہے پھر معاذ اللہ جدا نہ کرنے کا کیا محل ہوتا۔

ثامناوتاسعاً اقول قال العلی الاعلی تبارک وتعالیٰ ان الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین فی نار جہنم خلدین فیھا اولئک ھم شر البریہ ٥ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریہ ٥ بیشک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ سارے جہان سے بدتر ہیں بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہان سے بہتر ہیں اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ غفر اللہ عزوجل لزید بن عمرو ورحمہ فانہ مات علی دین ابراھیم اللہ عزوجل نے زید بن عمرو کو بخشدیا اور ان پر رحم فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر تھے" رواہ البزار والطبرانی عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما" اور ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا "رأیتہ فی الجنۃ یسحب ذیولا"۔ میں نے اسے جنت میں نازکے ساتھ دامن کشاں دیکھا" رواہ ابن سعد والفاکہی عن عامر بن ربیعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما" اور بیہقی وابن عساکر کی حدیث میں بطریق مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ اللہ تعالیٰ عنہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہذہ روایۃ البیہقی انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن نزار بن معد بن عدنان ما افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیرھما فاخرجت من بین ابوی فلم یصبنی شئ من عھد الجاھلیۃ وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتی انتھیت الی ابی و امی

فاناخیرکم نفسا وخیرکم ابا وفی لفظ فاناخیرکم نسبا وخیرکم ابا "میں ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم یونہی اکیس ۲۱ پشت تک نسب نامۂ مبارک بیان کرکے فرمایا کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا آدم سے لیکر اپنے والدین تک تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آبا سے بہتر۔ اس حدیث میں اول تو نفی عام فرمائی کہ عہد جاہلیت کی بات نے نسب اقدس میں کبھی راہ نہ پائی یہ خود دلیل کافی ہے اور امر جاہلیت کو خصوص زنا پر حمل کرنا ایک تو تخصیص بلا مخصص دوسرے لغو کہ نفی زنا صراحۃً اس کے متصل مذکور ثانیاً ارشاد ہوتا ہے کہ میرے باپ تم سب کے آبا سے بہتر ان سب میں حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی قطعاً داخل تو لازم کہ حضرت والد ماجد حضرت زید سے افضل ہوں اور یہ بحکم آیت بے اسلام ناممکن۔

عاشرا اقوال قال اللہ عزوجل اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ خدا خوب جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری۔ آیۂ کریمہ شاہد کہ رب العزۃ عز وعلا سب سے زیادہ معزز و محترم موضع وضع رسالت کے لئے انتخاب فرماتا ہے ولہذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی پھر کفر و شرک سے زیادہ رذیل و ناپاک شے کیا ہوگی وہ کیونکر اس کا قابل کہ اللہ عزوجل نور رسالت اس میں ودیعت رکھے کفار محل غضب ولعنت ہیں اور نور رسالت کے وضع کو محل رضا و رحمت درکار۔ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک بار خوف وخشیت کا غلبہ تھا گریہ وزاری فرما رہی تھیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یا ام المؤمنین کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزۃ جل وعلا نے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جوڑا بنایا ام المؤمنین نے فرمایا "فرجت عنی فرج اللہ عنک" تم نے میرا غم دور کیا اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور کرے۔ خود حدیث میں ہے حضور سید یوم النشور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "ان اللہ ابی لی ان اتزوج اوازوج الامن اھل الجنۃ" بیشک اللہ عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانے یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر اہل جنت سے" رواہ ابن عساکر عن ھند بن ابی ھالۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے پسند نہ فرمایا خود حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک معاذ اللہ محل کفر میں رکھنے یا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذا باللہ خون کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیوں کر متوقع ہو۔

یہ بحمد اللہ تعالیٰ دس دلیل جلیل ہیں پہلی چار ارشاد ائمہ کبار اور چھ اخیر فیض قدیر سے حسنۂ فقیر تلک عشرۃ کاملۃ والحمد للہ فی الاولیٰ والآخرہ

تنبیہات باھرہ حدیث ابی واباک میں باپ سے ابوطالب مراد لینا طریق واضح ہے۔ قال تعالیٰ قالوا نعبد الھک والہ ابائک ابراھیم وسمٰعیل واسحق علماء نے اسی پر کلابیہ ازر کو حمل

فرمایا اہل تواریخ و اہل کتابیں کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سیدنا خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا استغفار سے نہی معاذاللہ عدم توحید پر دال نہیں صدر اسلام میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدیوں کے جنازے پر نماز نہ پڑھتے جس کا حاصل اس کے لئے استغفار ہی ہے۔

اقول حدیث صحیح میں ہے جب حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرمائیں گے اور اہل ایمان کو اپنے کرم سے داخل جناں فرماتے جائیں گے آخیر میں صرف وہ لوگ رہیں گے جن کے پاس سوا توحید کے کوئی حسنہ نہیں شفیع مشفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے حکم ہوگا یا محمد ارفع رأسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع" اے حبیب اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے" یارب ائذن لی فیمن قال لا الہ الا اللہ" اے رب میرے مجھے ان کی بھی پروانگی دیدے جنہوں نے صرف لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ رب العزت عز جلالہ ارشاد فرمائے گا" لیس ذلك لك ولكن وعزتی وجلالی وكبريائی وعظمتی لاخرجن منها من قال لا اله الا الله" یہ تمہارے لئے نہیں مگر مجھے اپنی عزت وجلال وکبریا وعظمت کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" والحمد للہ وصلے اللہ تعالیٰ علی الشفیع الرفیع والہ وبارك وسلم رواہ الشیخان عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ" حضرت ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت وہ صرف اہل توحید و اہل لا الہ الا اللہ تھے تو نہی از قبیل لیس ذلک لک ہے بعدہ رب العزۃ عز جلالہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر اتمام نعمت کے لئے اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر شرف صحابیت پاکر آرام فرمایا ولہذا حکمت الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن عظیم پورا اتر لیا اور الیوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتی نے نزول فرماکر دین الٰہی کو تام وکامل کردیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔ حدیث احیا کی غایت ضعف ہے" کما حققہ خاتم الحفاظ الجلال السیوطی ولا عطر بعد عروس" اور حدیث ضعیف دربارۂ فضائل مقبول" کما حققناہ بما لا مزید علیہ فی رسالتنا الهاد الكاف فی حكم الضعاف" بلکہ امام حجر مکی نے فرمایا متعدد حفاظ نے اس کی تصحیح کی افضل القرے لقراء ام القری میں فرماتے ہیں" ان آباء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر الانبیاء وامهاته الی آدم وحواء ليس فيهم كافر لان الكافر لا يقال فی حقه انه مختار ولا كريم وطاهر بل نجس وقد صرحت الاحاديث بانهم مختارون وان الآباء كرام والامهات طاهرات وايضا قال تعالیٰ وتقلبك فی الساجدين علی احد التفاسير فيه ان المراد تنقل نوره من ساجد الی ساجد وحينئذ فهذا اصرح فی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهذا هو الحق بل فی حديث

صححه غیر واحد من الحفاظ ولم یلتفتوا لمن طعن فیہ ان اللہ تعالیٰ احیاھما فامنا بہ الخ مختصرا وفیہ طول"۔ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب کریم میں جتنے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام ہیں وہ تو انبیا ہی ہیں ان کے سوا حضور کے جس قدر آباؤ امہات آدم وحوا علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاتا اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و امہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الٰہی ہیں آبا سب کرام ہیں مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیۂ کریمہ وتقلبك فی الساجدین کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں جنہیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے چنا تھا سب سے قریب تر ہیں یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حافظان حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابل التفات نہ جانا تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے ھکذا قال واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقول" وبما قررت امر الاحیاء اندفع مازعم الحافظ ابن دحیۃ من مخالفتہ لآیات عدم انتفاع الکافر بعد موتہ کیف وانا لانقول ان الاحیاء لاحداث ایمان بعد کفرہ بل لاعطآء الایمان بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتفاصیل دینہ الاکرم بعد المضی علی محض التوحید وحینئذ لاحاجۃ بنا الی ادعاء التخصیص فی الآیات کما فعل العلما المجیبون" اپنا مسلک اس باب میں یہ ہے ؎

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا ۔۔۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب

جسے یہ پسند ہو" فبھا ونعمت" ورنہ آخر اس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے دل صاف رکھے ان ذلکم کان یوذی النبی سے ڈرے امام ابن حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں" ما احسن قول المتوفقین فی ھذہ المسألۃ الحذر الحذر من ذکرھما بنقص فان ذلك قد یوذیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لخبر الطبرانی لا تؤذوا الاحیاء بسب الاموات" یعنی کیا خوب فرمایا ان بعض علماء نے جنہیں اس مسئلہ میں توقف تھا کہ دیکھ بچ والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا ہونے کا اندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو برا کہکر زندوں کو ایذا نہ دو۔ یعنی حضور تو زندہ ابدی ہیں ہمارے تمام افعال واقوال پر مطلع اور اللہ عزوجل فرماتا ہے" والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم" جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ عاقل کو چاہئے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے۔

ع ہشدار کہ رہ بردم تیغ ست قدم را۔ یہ مانا مسئلہ قطعی نہیں اجماعی نہیں پھر اُدھر کونسا قاطع کونسا اجماع ہے آدمی اگر جانب ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانب گستاخی جائے جس طرح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "ان الامام لان یخطئ فی العفو خیر من ان یخطئ فی العقوبۃ" جہاں تک بن پڑے حدود کو ٹالو کہ بیشک امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔ رواہ ابن ابی شیبۃ والترمذی والحاکم وصححہ والبیہقی عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا" امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہٗ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف معاذ اللہ اولاد چنیں وچناں سے ہونا کیوں کر بے تواتر و قطع نسبت کر دیا جائے گا یقین بزبانی کا انتفا حکم وجدانی کا نافی نہیں ہوتا کیا تمہارا وجدان گوارا کرتا ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرکار نور بار کے ادنے ادنے غلاموں کے سگان بارگاہ جنات النعیم میں سرر مرفوعہ تکیے لگاتے چین کریں اور جن کی نعلین پاک کے تصدق میں جنت بنی ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب وعذاب کی مصیبتیں بھریں ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غنی حمید عزجلالہ پر حکم نہیں کر سکتے پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی ادھر کونسی دلیل قاطع پائی حاش للہ ایک حدیث بھی صحیح ہے ہرگز صریح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کر دیئے تو اقل درجہ وہی سکوت وحفظ ادب رہا آئندہ اختیار بدست مختار۔

نکتہ الہیہ اقول ظاہر عنوان باطن ہے اور اسم آئینہ مسمےٰ الاسماء تنزل من السماء سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اذا بعثتم الیّ رجلا فابعثوہ حسن الوجہ حسن الاسم" جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو" رواہ البزار فی مسندہ والطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن علی الاصح ——— اور فرماتے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اعتبروا الارض باسمائھا زمین کو اس کے نام پر قیاس کرو" رواہ ابن عدی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو حسن لشواھدہ" عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں "کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتفاءل ولا یتطیر وکان یحب الاسم الحسن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نیک فال لیتے اور بدشگونی نہ مانتے اور اچھے نام کو دوست رکھتے" رواہ الامام احمد والطبرانی والبغوی فی شرح السنۃ" ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح" مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیتے" رواہ الترمذی وفی اخری عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمع بالاسم القبیح حولہ الی ماھو احسن منہ" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کا برا نام سنتے اس سے بہتر بدل دیتے" رواہ الطبرانی بسند صحیح وھو عند ابن سعد عن عروۃ مرسلاً" بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالےٰ

عنہ فرماتے ہیں۔ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لایتطیر من شئ فاذا بعث عاملا سأل عن اسمہ فاذا اعجبہ اسمہ فرح بہ ورؤی بشر ذلک فی وجہہ وان کرہ اسمہ رؤی کراھتہ ذلک فی وجہہ واذا دخل قریۃ سأل عن اسمہا فان اعجبہ اسمہا فرح بہ ورؤی بشر ذلک فی وجہہ وان کرہ اسمہا رؤی کراھیتہ ذلک فی وجہہ" مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہ لیتے جب کسی عہدہ پر کسی کو مقرر فرماتے اس کا نام پوچھتے اگر پسند آتا خوش ہوتے اور اس کی خوشی چہرۂ انور میں نظر آتی اور اگر ناپسند آتا ناگواری کا اثر چہرۂ اقدس سے ظاہر ہوتا اور جب کسی شہر میں تشریف لے جاتے اس کا نام دریافت فرماتے اگر خوش آتا مسرور ہو جاتے اور اس کا سرور روئے پر نور میں دکھائی دیتا اور اگر ناخوش آتا ناخوشی کا اثر روئے اطہر میں نظر آتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" رواہ ابو داؤد" اب ذرا چشم حق بیں سے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مراعات الٰہیہ کے الطاف خفیہ دیکھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک عبداللہ کہ افضل اسمائے امت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ احب اسمائکم الی اللہ عبد اللہ وعبد الرحمٰن" تمہارے ناموں میں سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالیٰ کو عبد اللہ وعبد الرحمٰن ہیں" رواہ مسلم وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ عن عبد اللہ بن عمر رضی تعالیٰ عنہما" والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم مبارک آمنہ کہ امن وامان سے مشتق اور ایمان سے ہم اشتقاق ہے جد امجد حضرت عبد المطلب شیبۃ الحمد کہ اس پاک ستودہ مصدر سے اطیب واطہر مشتق محمد واحمد وحامد ومحمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا اشارہ تھا جدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ اس پاک نام کی خوبی اظہر من الشمس ہے حدیث میں حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ تسمیہ یوں آئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انما سماھا فاطمۃ لان اللہ تعالیٰ فطمھا ومحبیھا من النار" اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اسے اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کو نار دوزخ سے آزاد فرمایا" رواہ الخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما" حضور کے جد مادری یعنی نانا وہب جس کے معنے عطاؤ بخشش ان کا قبیلہ بنی زہرا جس کا حاصل چمک تابش۔ جدۂ مادری یعنی نانی صاحبہ برّہ یعنی نکوکار" کما ذکرہ ابن ھشام فی سیرتہ" بھلا یہ تو خاص اصول ہیں دودھ پلانے والیوں کو دیکھئے پہلی مرضعہ ثویبہ کہ ثواب سے ہم اشتقاق اور اس فضل الٰہی سے پوری بہرہ ور حضرت حلیمہ بنت عبد اللہ بن حارث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشج عبد القیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا" ان فیک لخصلتین یحبھا اللہ ورسولہ الحلم والاناۃ" تجھ میں دو خصلتیں ہیں خدا ورسول کو پیاری ورنگ اور بردباری۔ ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت ونیک طالعی ہے شرف اسلام وصحابیت سے مشرف ہوئیں کما بینہ الامام مغلطائی فی جزء حافل سماہ التحفۃ" الجسیمہ فی اثبات

اسلام حلیمہ" جب روز حنین حاضر بارگاہ ہوئی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے قیام فرمایا اور اپنی چادر انور بچھایا" کما فی الاستیعاب عن عطاء بن یسار" ان کے شوہر جن کا شیر حضور نے نوش فرمایا۔ حارث سعدی یہ بھی شرف اسلام وصحبت سے مشرف ہوئے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدمبوسی کو حاضر ہوئے تھے راہ میں قریش نے کہا اے حارث تم اپنے بیٹے کی تو سنو وہ کہتے ہیں مُردے جئیں گے اور اللہ نے دو گھر جنت و نار بنا رکھے ہیں انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے میرے بیٹے حضور کی قوم حضور کی شاکی ہیں فرمایا ہاں میں ایسا فرماتا ہوں اور اے میرے باپ جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتا دوں گا کہ دیکھو یہی دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا یعنی روز قیامت، حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کرکے کہا کرتے اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمالیں" رواہ یونس بن بکیر" حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں" اصدقہا حارث وھمام" سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث وہمام" رواہ البخاری فی الادب المفرد والبوداؤد والنسائی عن ابی الجشمی" رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے رضاعی بھائی جو پستان شریک تھے جن کے لئے حضور سید العادلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پستان چپ چھوڑ دیتے عبد اللہ سعدی یہ بھی مشرف باسلام وصحبت ہوئے" کما عند ابن سعد فی مرسل صحیح الاسناد" حضور کی رضاعی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں سینے پر لٹا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں سلاتیں اسی لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں شیما سعدیہ یعنی نشان والی علامت والی جو دور سے چمکے یہ بھی مشرف باسلام وصحابیت ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حلیمہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھاتی صورت دیکھی جوش محبت سے اپنی پستانیں دہن اقدس میں رکھیں تینوں کے دودھ اُتر آیا تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا عاتکہ کے معنے زن شریفہ رئیسہ کریمہ سراپا عطر آلود تینوں قبیلہ بنی سُلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے" ذکرہ ابن عبد البر فی الاستیعاب" بعض علما نے حدیث" انا ابن العواتك من سلیم" کو اسی معنے پر محمول کیا" نقلہ السہیلی"

اقول الحق کسی نبی نے کوئی آیت وکرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو اس کی مثل اور اس سے اشمل عطا نہ ہوئی یہ اس مرتبہ کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کو بے باپ کے کوآری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا حبیب اشرف بریۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تین کوآری عفیفہ لڑکیوں کے پستان میں دودھ پیدا فرمایا۔

؎ انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیہم وبارک وسلم۔ امام ابو بکر بن العربی فرماتے ہیں" لم ترضعہ مرضعۃ الا اسلمت" سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں" ذکرہ فی کتابہ سراج المریدین" بھلا یہ دودھ پلانا تھا کہ اس میں بھی جزئیت

ہے مرضعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک برکت اور ام ایمن کینت کہ یہ بھی یمن و برکت وراستی وقوت۔ یہ اجلّہ صحابیات سے ہوئیں" رضی اللہ تعالیٰ عنہن" سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرماتے "انت امی بعد امی" تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو۔ راہ ہجرت میں انہیں پیاس لگی آسمان سے نورانی رسّی میں ایک ڈول اُترا پی کر سیراب ہوئیں پھر کبھی پیاس نہ معلوم ہوئی سخت گرمی میں روزے رکھتیں اور پیاس نہ ہوتی" رواہ ابن سعد عن عثمٰن بن القاسم" پیدا ہوتے وقت جنہوں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر لیا ان کا نام پاک تو دیکھیے سفا" رواہ ابونعیم عنھما" یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ وصحابیہ جلیلہ ہیں۔ اور ایک بی بی کہ وقت ولادت اقدس حاضر تھیں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آے چشم انصاف کیا ہر تعلق ہر علاقہ میں ان پاک مبارک ناموں کا اجتماع محض اتفاقی بطور جزاف تھا کلا واللہ بلکہ عنایت ازلی نے جان جان کر یہ نام رکھے دیکھ دیکھ کر یہ لوگ چنے پھر محل غور ہے جو اس نور پاک کو بُرے نام والوں سے بچائے وہ اسے بُرے کام والوں میں رکھے گا اور برا کام بھی کونسا معاذ اللہ شرک وکفر حاشا ثم حاشا اللہ اللہ دائیاں مسلمان کھلائیاں مسلمان مگر خاص جن پاک مبارک پیٹوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاؤں پھیلائے جن طیب مطیب خونوں سے اس نورانی جسم میں ٹکڑے آئے وہ معاذ اللہ چنیں وچناں حاش للہ کیونکر گوارا ہو۔

ع خدا دیکھا نہیں قدرت سے جانا ع ما بندۂ عشقیم ودگر ہیچ ندانیم فائدہ ظاہرہ باللہ ابوین کریمین رضی اللہ عنہما یہی طریقہ انیقہ اعنی نجات نجات نجات کہ ہم نے بتوفیقہ تعالےٰ اختیار کیا تنوع مسالک پر مختار اجلۂ ائمۂ کبار واعاظم علمائے نامدار ہے

ازانجملہ (۱) امام ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں ازانجملہ تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں (۲) شیخ المحدثین احمد بن خطیب علی البغدادی (۳) حافظ الشان محدث باہر امام القاسم علی بن حسن ابن عساکر (۴) امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض (۵) حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں بعد امام نودی کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا (۶) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحب شرف المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۷) امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن سید الناس صاحب عیون الاثر (۸) علامہ صلاح الدین صفدی (۹) حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی (۱۰) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی (۱۱) امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ اشبیلی ابن العربی مالکی (۱۲) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر (۱۳) امام ابوعبداللہ محمد بن خلف اُبّی مالکی شارح صحیح مسلم (۱۴) امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی صاحب تذکرہ (۱۵) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی (۱۶) امام علامہ شرف الدین مناوی (۱۷) خاتم الحفاظ مجدد القرن العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمٰن ابن ابی سیوطی۔

(۱۸) امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی صاحب افضل القریٰ وغیرہ (۱۹) شیخ نورالدین علی بن الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بفضل اللہ تعالیٰ فی الدین من النار (۲۰) علامہ ابوعبداللہ محمد بن ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفا شریف (۲۱) علامہ محقق سنوسی (۲۲) امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر (۲۳) علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات (۲۴) خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح المواہب (۲۵) امام اجل فقیہ اکمل محمد کردری بزازی صاحب المناقب (۲۶) زین الفقہ علامہ محقق زین الدین بن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر (۲۷) سید شریف علامہ احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر (۲۸) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۲۹) علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض (۳۰) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار (۳۱) شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی (۳۲) علامہ .... صاحب کنز الفوائد (۳۳) مولانا بحرالعلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحب فواتح الرحموت (۳۴) علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار (۳۵) علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب ردالمحتار وغیرہم من العلماء الکبار والمحققین الاخیار علیہم رحمۃ الملک العزیز الغفار ان سب حضرات کے اقوال طیبہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں مگر فقیر نے یہ سطور نہ مجرد نقل اقوال کے لئے لکھیں نہ مباحث طے کرده علمائے عظام خصوصًا امام جلیل جلال سیوطی کے ایراد کو بلکہ مقصود اس مسئلہ جلیلہ پر چند دلائل جمیلہ کا سنانا اور بتصدق کفش برادری علماء جو فیوض تازہ قلب فقیر پر فائض ہوئے انتفاع برادران دینی کے لئے ان کا ضبط تحریر میں لانا کہ شاید مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ تمام جہان سے اکرم وارحم وابرّ واوفی ہیں محض اپنے کرم سے نظر قبول فرمائیں اور نہ کسی صلے میں بلکہ اپنے خالص فضل کے صدقے میں اس عاجز بیچارہ بیکس بے یار کا ایمان حفظ فرماکر دارین میں عذاب وعقاب سے بچائیں ع۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست۔ پھر یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات خاص اس مسئلہ جزیہ میں موجود ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی وامام اجل امام الحرمین وامام ابن السمعانی، امام کیا ہراسی وامام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتی کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آبا وامہات اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن وثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ اور ائمہ ماتریدیہ سے مشائخ بخارا سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے۔ "کما لا یخفی علی من لہ اجالۃ نظر فی علی الاصولین" امام سیوطی سبل النجاۃ میں فرماتے ہیں: "مال الی ان اللہ تعالیٰ احیاھما حتی آمنا بہ طائفۃ من الائمۃ وحفاظ الحدیث" کتاب الخمیس میں کتاب مستطاب الدرج المنیفہ فی الآبا الشریفہ سے نقل کرتے ہیں: "ذھب جمع کثیر من الائمۃ الاعلام الی ان ابوی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناجیان محکوم لھما بالنجاۃ فی الآخرۃ وھم اعلم الناس باقوال من خالفھم

قال: یزد لك ولا یقصرون عنهم فی الدرجة ومن احفظ الناس للاحادیث والآثار وانقد الناس بالادلة التی استدل بها اولئك فانهم جامعون لانواع العلوم ومتطلعون من الفنون خصوصًا الاربعة التی استمدّ منها هذه المسألة فلانظن بهم انهم لم یقفوا علی الاحادیث التی استدل بها اولئك معاذ الله بل وقفوا علیها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها بالاجوبة المرضیة التی لایردها منصف واقاموا لما ذهبوا الیه ادلة قاطعة کالجبال الرواسی اھ

مختصراً خلاصہ یہ کہ جمع کثیر اکابر ائمہ واجلۂ حفاظ حدیث جامعان انواع علوم وناقدان روایات ومفہوم کا مذہب یہی ہے کہ ابوین کریمین ناجی ہیں ان اعاظم ائمہ کی نسبت یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ ان احادیث سے غافل تھے جن سے اس مسئلہ میں خلاف پر استدلال کیا جاتا ہے معاذ اللہ ایسا نہیں بلکہ وہ ضرور ان پر واقف ہوئے اور تہہ تک پہنچے اور ان سے وہ پسندیدہ جواب دیئے جنہیں کوئی انصاف والا رد نہ کرے گا اور نجات والدین شریفین پر دلائل قاطعہ قائم کیں جیسے مضبوط جمے ہوئے پہاڑ کہ کسی کے ہلائے نہیں ہل سکتے بلکہ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ائمہ قائلین نجات کے اقوال وکلمات ذکر کرکے فرماتے ہیں "ھذا ما وقفنا علیہ من نصوص علمائنا ولم نر لغیرھم مایخالفہ الامایشم من نفس ابن وحیة وقد تکفل بردہ القرطبی" یہ ہمارے علماء کے وہ نصوص ہیں جن پر میں واقف ہوا اور ان کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوا ایک بوئے خلاف کے جو ابن وحیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبی نے بروجہ کافی اس کا رد کردیا تاہم بات وہی ہے جو امام جلیل سیوطی نے فرمائی "ثم انی لم ادع ان المسألة اجماعیة بل ھی مسألة ذات خلاف حکمھا کحکم سائر المسائل المختلف فیھا غیر انی اخترت اقوال القائلین بالنجاة لانہ الانسب لھذا المقام اھ وقال فی الدرج بعد ما درج واندرج فی الدرج الفریقان ائمة اکابر اجلاء"

اقول تحقیق یہ کہ طالب تحقیق مرہون دست دلیل ہے ابتداءً ظواہر بعض آثار سے جو ظاہر بعض انظار ہوا ظاہر تھا کہ ان سے جوابات شافیہ اور اس پر دلائل وافیہ قائم و مستقیم چارہ کار قبول وتسلیم بالا اقل سکوت وتعظیم اللہ الہادی الی صراط المستقیم **عائدۂ زاہرہ** امام ابونعیم دلائل النبوۃ میں بطریق محمد بن شہاب الزہری ام سماعہ اسماء بنت ابی رہم وہ اپنی والدہ سے راوی ہیں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کم سن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف ان کے سرہانے تشریف فرما تھے حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کی پھر کہا ؎

بارک فیک اللہ من غلام   یا ابن الذی من حومة الحمام
نجا بعون الملک المنعام   فودی غداة الضرب بالسھام
بمائة من الابل السوام   وان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام   تبعث فی الحل وفی الحرام

بتعث فی التحقیق والاسلام　　دین ابیک البرا براھام
فاللہ نہاک عن الاصنام　　ان لا تو الیہا مع الاقوام

اے ستھرے لڑکے اللہ تجھ میں برکت رکھے اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا۔ دبلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے۔ اگر وہ ٹھیک اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا حل حرم سب کو تیری رسالت شامل ہوگی حق واسلام کے ساتھ بھیجا جائے گا جو تیرے نکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے میں اللہ کی قسم دیکر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔ حضرت خاتون آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس پاک مبارک وصیت میں جو فراق دنیا کے وقت اپنے ابن کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کو بحمد اللہ تعالیٰ توحید ورد شرک تو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اس کے ساتھ دین اسلام ملت پاک ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا بھی پورا اقرار اور ایمان کامل کسے کہتے ہیں پھر اس سے بالاتر حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیان بعثت عامہ کے ساتھ وللہ الحمد۔

اقول "وکلمۃ ان ان کانت المشك فھو غایۃ المنتھی اذذاك ولا تکلیف فوقہ والا فقد علم مجیبھا ایضا للتحقیق لیکون کالدلیل علی ثبوت الجزاء وتحققہ کقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا رائیتك فی المنام ثلث لیال یجیٔ بك الملك فی سرقۃ من حریر فقال لی ھذہ امراتك فکشفت عن وجھك الثوب فاذا انت ھی فقلت ان یکن ھذا من عند اللہ یمضہ رواہ الشیخان عنھا رضی اللہ تعالیٰ عنھما" اس کے بعد فرمایا۔ "کل حی میت وکل جدید بال وکل کبیر یفنی وانا میتۃ وذکری باق وقد ترکت خیرا وولدت طھرا" ہر زندے کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا ہونا اور کوئی کیسا ہی بڑا ہو ایک دن فنا ہونا ہے میں مرتی ہوں اور میرا ذکر خیر ہمیشہ رہے گا میں کیسی خیر عظیم چھوڑ چکی ہوں اور کیسا ستھرا پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کہا اور انتقال فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علی ابنہا الکریم وذویہ وبارک وسلم اور یہ ان کی فراست ایمانی اور پیشین گوئی نورانی قابل غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں اور میرا ذکر خیر ہمیشہ باقی رہے گا عرب وعجم کی ہزاروں شاہزادیاں بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا مگر اس پاک طیبہ خاتون کے ذکر خیر سے مشارق ومغارب ارض میں محافل ومجالس انس وقدس میں زمین و آسمان گونج رہے ہیں اور ابدالآباد تک گونجیں گے وللہ الحمد عبارت قاھرہ سید شریف مصری حواشی دُر میں ناقل کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیق اقوال ہو اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے راہ میں

ایک ترہ فروش ملے کہ اپنی دکان کے آگے باٹ ترازو لیے بیٹھے ہیں انہوں نے اٹھکر ان عالم کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور یہ اشعار پڑھے ۔

آمنت ان ابا النبی و امہ ۔۔۔ احیاہما الحی القدیر البارئ
حتی لقد شہدا برسالتہ ۔۔۔ صدق فذاک کرامۃ المختار
وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ ۔۔۔ فہو الضعیف عن الحقیقۃ عار

یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندۂ ابدی قادر مطلق خالق عالم جل جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی ۔ اے تصدیق کر کہ یہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے ۔ یہ اشعار سنا کر ان عالم سے فرمایا اے شیخ انہیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلا دے ہاں جہاں جارہا ہے وہاں جا کر لقمۂ حرام کھانے میں آئے ان کے اس فرمانے سے وہ عالم بیخود ہو کر رہ گئے پھر انہیں تلاش کیا پتا نہ پایا اور دوکانداروں سے پوچھا کسی نے نہ پہچانا سب بازار والے بولے یہاں تو کوئی شخص بیٹھتا ہی نہیں وہ عالم اس عالم ربانی ہادی غیب کی ہدایت سنکر مکان کو واپس آئے لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے ۔ انہیے اے شخص یہ عالم برکت علم نظر عنایت سے ملحوظ تھے کہ غیب سے کسی ولی کو بھیجکر انہیں ہدایت فرما دی خوف کر کہ تو اس ورطہ میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باعث ایذا نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ بڑی آگ دیکھنا ہوا اللہ عز وجل ظاہر و باطن میں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت سچا ادب روزی فرمائے اور اسباب مقت وحجاب وبیزاری وعتاب سے بچائے آمین آمین آمین یا ارحم الراحمین ارحم فاقتنا یا ارحم الراحمین ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین ارحم ضعفنا تبرانا من حولنا الباطل وقوتنا العاطلۃ والتجاءنا الی حولک العظیم وطولک القدیم وشہدنا بان لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ وذویہ اجمعین امین ۔ الحمد للہ یہ موجز رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام[1] نام ہوا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔

---

[1] بضم الکاف بمعنی الکریم صفۃ الرسول اور بکسر یا جمع الکریم نعت لاصول ۱۲

التحبیر بباب التدبیر

۱۳۰۵ھ

آرائش کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ

مسئولہ مولوی اللہ یار خاں صاحب۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالد یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جو کچھ کام بھلا یا برا ہوتا ہے سب خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور تدبیرات کو کار دینوی و اخروی میں امر مستحسن اور بہتر جانتا ہے۔ ولید خالد کو بوجہ مستحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے۔ بلکہ اسے کافر سمجھ کر سلام و جوابِ سلام بھی ترک کردیا۔ اور کہتا ہے کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، بالکل واہیات ہے اور جو اشخاص اپنے اطفال کو پڑھاتے لکھاتے ہیں۔ (خواہ عربی خواہ انگریزی) وہ جھک مارتے ہیں، گوہ کھاتے ہیں، کیوں کہ پڑھنا لکھنا تدبیر میں داخل ہے پس ولید نے خالد کو جو کافر کہا تو وہ کافر ہے یا نہیں؟ اور نہیں ہے تو کہنے والے کے لئے کیا گناہ و تعزیر ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی قَدَّرَ الکَائِنَات۔ وَرَبَطَ بِالاَسبَابِ المُسَبَّبَات۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدِ المتوکلین۔ سِرًّا وَجَهْرًا، وَاِمَامِ العَالِمِیْنَ وَالمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا، وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ الَّذِیْنَ بَاطِنُهُمْ تَوَکُّلٌ، وَظَاهِرُهُمْ فِی الکَدِّ والعمل[1]

---

[1] تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے تمام ہونے والی چیزیں مقدر فرمائیں اور مسببات کا اسباب سے ربط رکھا اور درود و سلام

بے شک خالد سچا، اور اس کا یہ عقیدہ خاص اہل حق کا عقیدہ ہے۔

فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جلّ جلالہ کی تقدیر سے ہے۔

قَالَ تعالیٰ:- کُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ (ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے — کنزالایمان)

وقال تعالیٰ:- وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ (اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں — کنزالایمان پ۲۲ یٰسٓ ع ۱۔ آیت ۱۲)

وَقال تعالیٰ:- وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو) (کنزالایمان پ۷ ع ۱۳، انعام ۵۹)

اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاٰیَاتِ وَالْاَحَادِیْثِ (اس کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ م)

مگر تدبیر زنہار معطل نہیں۔ دنیا عالم اسباب ہے۔ رب جلّ مجدہ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اس میں مُسَبَّبَات کو اسباب سے ربط دیا۔ اور سُنَّتِ الٰہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مُسَبَّب پیدا ہو۔ جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا، کفار کی خصلت ہے، یوہیں تدبیر کو محض عَبَث و مطرود و فضول و مردود بتانا کسی کھلے گمراہ یا سچے مجنون کا کام ہے۔ جس کی رُو سے صدہا آیات و احادیث سے اعراض، اور انبیا و صحابہ و ائمہ و اولیا سب پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ حضراتِ مرسلین صَلَوٰاتُ اللہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ سے زیادہ کس کا توکل، اور ان سے بڑھ کر تقدیر الٰہی پر کس کا ایمان، پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے۔ اور اس کی راہیں بتاتے۔ اور خود کسب حلال میں سعی کر کے رزقِ طیّب کھاتے۔

(۱) داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام زرہیں بناتے، قال اللہ تعالیٰ:- (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)

وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَۃَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ لِتُحْصِنَکُمْ مِّنْ بَاْسِکُمْ فَھَلْ اَنْتُمْ شٰکِرُوْنَ ۝

(اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں آنچ سے بچائے۔ تو کیا تم شکر کرو گے۔)

(کنزالایمان پ۱۷ انبیاء ع۶ آیت ۸۰)

(۲) وقالَ تعالیٰ:- وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

(اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ۔ اور تم سب نیکی کرو۔ بے شک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں۔) (کنز پ۲۲ سبا ع ۲، آیت ۱۰، ۱۱)

(۳) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس برس شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں اُجرت پر چرائیں۔

خفیہ اور علانیہ توکل کرنے والوں کے سردار اور تمام عالموں اور ان کے امام پر جو کام کی تدبیر کرنیوالے ہیں اور ان کی آل و اصحاب پر جن کا باطن متوکل ہے اور ان کا ظاہر محنت و عمل میں لگا ہوا ہے۔ م

قال تعالیٰ ۔ قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۰ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ۰ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ الآیۃ ۔

(کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو ۔ پھر اگر پورے دس برس کر دو تو تمہاری طرف سے ہے ۔ اور تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا قریب ہے ۔ انشاءاللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں ۔ اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے ۔ پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلا ----)

(کنز پ۲۰ قصص ۔ ع ۶ و ۷ ، آیت ۲۷، ۲۸، ۲۹)

خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اُم المؤمنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال بطور مُضَاربت[1] لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے ———— حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی و حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے نامی گرامی تاجر تھے ———— حضرت امام اعظم قدس سرہٗ الاکرم بزازی کرتے ———— بلکہ ولید منکرِ تدبیر، خود کیا تدبیر سے خالی ہوگا؟ ہم نے فرض کیا کہ وہ زراعت، تجارت، نوکری، حرفت کچھ نہ کرتا ہو آخر اپنے لئے کھانا پکاتا یا پکواتا ہوگا ———— آٹا پیسنا، گوندھنا، پکانا، یہ کیا تدبیر نہیں؟ یہ جانے دیجئے اگر بغیر اس کے سوال یا اشارہ وایما کے خود بخود پکی پکائی اسے مل جاتی ہوتا ہم نوالہ بنانا، منہ تک لانا چبانا، نگلنا یہ بھی تدبیر ———— تدبیر کو معطل کرے تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر الٰہی میں زندگی لکھی ہے بے کھائے جئے گا، یا قدرت الٰہی سے پیٹ بھر جائے گا یا خود بخود کھانا معدے میں چلا جائے گا ورنہ ان باتوں سے بھی کچھ حاصل نہ ہوگا کہ مذہب اہلسنت میں نہ پانی پیاس بجھاتا ہے نہ کھانا بھوک کھوتا ہے ———— بلکہ یہ سب اسباب عادیہ ہیں جن سے اللہ تعالےٰ نے مسببات کو مربوط فرمایا ۔ اور اپنی عادتِ جاریہ کے مطابق ان کے بعد سیری و سیرابی فرماتا ہے ———— وہ نہ چاہے تو گھڑے چڑھائے، دھڑیوں[2] کھا جائے کچھ مفید نہ ہوگا ———— آخر مرض استسقاء و جوع البقر[3] میں کیا ہوتا ہے؟ ———— وہی کھانا پانی جو پہلے سیر و سیراب کرتا تھا اب کیوں محض بے کار جاتا ہے ۔ اور اگر وہ چاہے تو بے کھائے پئے بھوک پیاس پاس نہ آئے، جیسے زمانۂ دجّال میں

---

[1] یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام ۱۲ "بہار شریعت ج ۱۴، ص ۲۰" [2] دھڑی، دس سیر یا پانچ سیر کا وزن ۱۲، مصباحی [3] جوع البقر، اس بیماری میں کتنا بھی کھائے بھوک نہیں جاتی جس طرح استسقاء میں جس قدر بھی پیئے پیاس نہیں جاتی ۔ م

اہل ایمان کی پرورش فرماتے گا۔ اور ملائکہ کا بے آب و غذا زندگی کرنا کسے نہیں معلوم ـــــ مگر یہ انسان میں خرقِ عادت ہے، جس پر ہاتھ، پاؤں توڑ کر بیٹھنا جہل و حماقت ـــــ یہاں تک کہ اگر تقدیر پر بھروسے کا جھوٹا نام کرکے خورد و نوش کا عہد کرلے اور بھوک پیاس سے مرجائے بیشک حرام موت مرے ـــــ اور اللہ تعالیٰ کا گنہگار ٹھہرے۔

مرگ بھی تو تقدیر سے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا۔

④ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (پ۲ ر۸) (اپنے ہاتھوں اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالو)

گرچہ مُردن مقدّر است و لے ـــ تو مَرو در دہان اژدہا[1]

ہم نے مانا کہ ولید اپنے دعوے پر ایسا مضبوط ہو کہ یک لخت ترکِ اسباب کرکے پیانِ واثق کرے کہ اصلاً دست و پا نہ ہلائے۔ نہ اشارۃً نہ کنایۃً کسی تدبیر کے پاس جائے گا۔ خدا کے حکم سے پیٹ بھرے تو بہتر، ورنہ مرنا قبول، تاہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا، یہ کیا تدبیر نہیں کہ دعا خود مؤثرِ حقیقی کب ہے؟ صرف حصولِ مراد کا ایک سبب ہے۔ اور تدبیر کاہے کا نام ہے؟ ـــــ رب جلّ جلالہٗ فرماتا ہے۔

⑤ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔)

وہ قادر تھا کہ بے دعا مراد بخشے، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حدیث ۱ من لَّمْ یَدْعُ اللّٰهَ غَضِبَ علیهِ — جو اللہ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائیگا۔

"رواہ الائمۃ احمد فی المسند، و ابوبکر بن ابی شیبہ واللفظ لہ فی المصنف، والبخاری فی الادب المفرد ـــ والترمذی فی الجامع، وابن ماجۃ فی السنن، والحاکم فی المستدرک عَنْ ابی ہُرَیْرَۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

بلکہ خلافت و سلطنت و قضا و جہاد و حدود و قصاص وغیرہا یہ تمام امورِ شرعیہ عینِ تدبیر ہیں کہ انتظامِ عالم و ترویجِ دین و دفعِ مفسدین کے لئے اس عالمِ اسباب میں مقرر ہوئے۔

⑥ قال تعالیٰ:۔

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں ـــ کنزالایمان پ۵ ع۵ نساء ۵۹)

⑦ وقال تعالیٰ:۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

(اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔ کنزالایمان پ۹ ع۱۹ انفال ۳۹)

---

[1] اگرچہ موت امرِ مقدر ہے لیکن از خود اژدہوں اور سانپوں کے منہ میں نہ جا۔ م

(۸) وقال تعالیٰ:-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

(اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہوجائے۔ مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔ کنزالایمان بقرہ پ۲ ع ۳۳، آیت ۲۵۱)

(۹) وقال تعالیٰ:-

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ

(اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے ـــ کنز پ۱۷ ع ۱۳ حج ت ۴۰)

دیکھو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جہاد اسی لئے مقرر ہوا کہ فتنے فرو ہوں۔ اور دین حق پھیلے اگر یہ نہ ہوتا تو زمین تباہ ہو جاتی اور مسجدیں اور عبادت خانے ڈھائے جاتے۔

(۱۰) وقال تعالیٰ:-

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝

(ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا ـــ کنز پ۱۰ ع ۶، انفال آیت ۷۳)

فتنہ، کفر کی قوت، اور فساد کبیر، ضعفِ اسلام

(۱۱) وقال تعالیٰ:-

وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو کہ تم کہیں بچو ـــ کنزالایمان بقرہ پ۲ ع ۷، آیت ۱۷۹)

یعنی خون کے بدلے خون لوگے تو مفسدوں کے ہاتھ رکیں گے۔ اور بے گناہوں کی جانیں بچیں گی۔ اور اسی لئے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تاکہ موجب عبرت ہو۔

(۱۲) قال تعالیٰ:-

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو ـ کنز پ۱۸ نور ع ۱، آیت ۲)

بلکہ اور ترقی کیجئے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہا تمام اعمالِ دینیہ خود ایک تدبیر۔ اور رضائے الٰہی و ثواب نامتناہی ملنے، اور عذاب و غضب سے نجات پانے کے اسباب ہیں۔

(۱۳) قال تعالیٰ:-

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝
(اور آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا، تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی ۔)

(کنز پ۱۵ ع۲۔ بنی اسرائیل آیت ۱۹)

فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۝ (ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں)

(کنز پ۲۵ ع۲ شوری ت ۷)

پھر بھی اعمال فرض کئے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اسے وہی راہ آسان، اور اسی کے اسباب مہیا ہو جائیں گے ۔

قال تعالیٰ :۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ (تو بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کردیں گے)

(کنز پ۳۰، ع ۱ لیل ت ۷)

قال تعالیٰ :۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ (تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں گے ۔)

(کنز پ۳۰، ع ۱ لیل ت ۱۰)

اسی لئے جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

حدیث ۲

کہ دوزخی جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی! یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کاہے کو کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں، کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہوں گے، اور جو شقی ہیں ناچار شقاوت پائیں گے فرمایا۔ نہیں بلکہ عمل کئے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لئے بنا ہے اسی کا راستہ اسے سہل کر دیتے ہیں سعید کو اعمال سعادت کا، اور شقی کو افعال شقاوت کا ـــــــ پھر حضور نے یہی دو آتیں تلاوت فرمائیں۔

اَخْرَجَ الْاَئِمَّةُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَغَيْرُهُمْ ۔ عن امير المؤمنين عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَاَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ۔ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى اَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ) قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الآية ۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر تدبیر مطلقاً مہمل ہو تو دین و شرائع وانزالِ کتب وارسالِ رُسل وایتیانِ فرائض (فرائض کا کرنا ۱۲) واجتناب محرمات (حرام کاموں سے بچنا ۱۲) معاذاللہ! سب لغو (بیکار ۱۲) وفضول وعبث ٹھہریں ——— آدمی کی رسّی کاٹ کر بجار (۱) کر دیں ——— دین ودنیا سب یکبارگی برہم ہوجائیں ——— وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔
نہیں نہیں بلکہ تدبیر بیشک مستحسن ہے۔ اور اس کی بہت صورتیں مندوب ومسنون ہیں۔ جیسے دُعا ودَوا۔

دعا کی حدیثیں: تو خود متواتر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:۔

حدیث ۳ لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ تقدیر کسی چیز سے نہیں ٹلتی مگر دعا سے یعنی قضاءِ معلق

"رواہ الترمذی وابن ماجہ والحاکم بسندِ حسن عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ"

دوسری حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۴ لَا یُغْنِیْ حَذَرٌ مِّنْ قَدَرٍ، وَالدُّعَاءُ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ اِنَّ الْبَلَاءَ یَنْزِلُ فَیَتَلَقَّاہُ الدُّعَاءُ فَیَعْتَلِجَانِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

تقدیر کے آگے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی، اور دعا اس بلا سے جو اُتر آئی اور جو ابھی نہیں اتری، دونوں سے نفع دیتی ہے، اور بیشک بلا اترتی ہے دعا اس سے جاملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی لڑتی رہتی ہیں۔
یعنی بلا کتنا ہی اترنا چاہے دعا اسے اترنے نہیں دیتی۔

"رواہ الحاکم والبزار والطبرانی فی الاوسط عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا، قال الحاکم صحیح الاسناد کذا قال"

جسے دعا کے بارے میں احادیثِ مجملہ ومفصلہ وکلیہ وجزئیہ دیکھنا ہوں وہ کتاب الترغیب وحصن وعدہ وصلاح وغیرہا تصانیفِ علماء کی طرف رجوع کرے۔
اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۵ تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ دَوَاءً غَیْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْھَرَمِ۔ خدا کے بندو! دوا کرو کہ اللہ تعالٰی نے کوئی بیماری ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی ہو مگر ایک مرض یعنی بڑھاپا۔

"اخرجہ احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم عن اسامۃ بن شریک رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندِ صحیح"

اور خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا استعمالِ دوا فرمانا اور امتِ مرحومہ کو صدہا امراض کے علاج بتانا،

---

(۱) آزاد چھوٹا ہوا سانڈ ۱۲

بکثرت احادیث میں مذکور، اور طبِ نبوی وسیر وغیرہا فنونِ حدیثیہ میں مسطور (لکھا ہوا)

اور تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں ـــــ جیسے فرائض کا بجالانا۔ محرمات سے بچنا، بقدر سدِ رمق کھانا کھانا، پانی پینا، یہاں تک کہ اس کے لئے بحالتِ مخمصہ[1] شراب و مردار کی اجازت دی گئی۔

(جان بچانے کی مقدار ۱۲)

اسی طرح جان بچانے کی کل تدبیریں اور حلال معاش کی سعی و تلاش جس میں اپنے اور اپنے متعلقین کے تن، پیٹ کی پرورش ہو۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث۔ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ

آدمی پر فرض کے بعد دوسرا فرض یہ ہے کہ کسب حلال کی تلاش کرے۔

"أخرجه الطبرانی فی الکبیر، والبیہقی فی شعب الایمان، والدیلمی مسند الفردوس عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

اور فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۷۔ طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ طلب حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔

"أخرجه الدیلمی بسندٍ حسنٍ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

اس لئے احادیث میں حلال معاش کی طلب و تلاش کی بہت فضیلتیں وارد، مسندِ احمد و صحیح بخاری میں ہے حضور پرنور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۸۔ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ۔

کبھی کسی شخص نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر نہ کھایا اور بیشک نبی اللہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی دست کاری کی اجرت سے کھاتے۔

"اخرجاہ عن مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث ۹۔ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ○ سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاؤ۔

"أخرجه البخاری فی التاریخ والدارمی وابو داؤد والترمذی والنسائی عن ام المومنین الصدیقۃ بسندٍ صحیح"

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ أَيُّ الْكَسْبِ افضل سب سے بہتر کسب کون سا ہے؟ ـــــ فرمایا۔

حدیث ۱۰ تا ۱۲۔ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ اپنے ہاتھ کی مزدوری اور ہر مقبول تجارت کہ مفاسد شرعیہ سے خالی ہو۔

"أخرجه الطبرانی فی الاوسط والکبیر بسند الثقات عن عبد اللہ بن عمر ـــــ وہو فی الکبیر واحمد والبزار عن ابی بردۃ بن

---

[1] جان لیوا بھوک ۱۲ م

خیار ـــــ وایضا ہذان عن رافع بن خدیج ـــــ والبیہقی عن سعید بن عمیر مرسلا والحاکم عنہ عن امیرالمومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین"۔

اور وارد کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث ۱۴ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ بیشک اللہ تعالیٰ مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔

"اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب وسیدی محمد الترمذی فی النوادر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما"

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۵تا۱۷ مَنْ اَمسیٰ کَالًّا مِّنْ عَمَلِ یَدِہٖ اَمسیٰ مَغْفُوْرًا لَّہٗ جسے مزدوری سے تھک کر شام آئے اس کی وہ شام مغفرت ہو۔

"اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن ام المومنین الصدیقہ ـــــ ومثل ابی القاسم الاصبہانی عن ابن عباس وابن عباس وابن عساکر عنہ وعن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث ۱۸ طُوْبیٰ لِمَنْ طَابَ کَسْبُہٗ الحدیث پاک کمائی والے کے لئے جنت ہے

"اخرجہ البخاری فی التاریخ والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن والبغوی الباوردی وابن قانع وشاہین ومندہ کلہم عن رکب المصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل قال ابن عبدالبر حدیث حسن قلت ای لغیرہ"

ایک حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حدیث ۱۹تا۲۰ اَلدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خُضْرَۃٌ مَنِ اکْتَسَبَ مِنْھَا مَالًا فِیْ حِلِّہٖ وَاَنْفَقَہٗ فِیْ حَقِّہٖ اَثَابَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَوْرَدَہٗ جَنَّتَہُ الحدیث۔

دنیا دیکھنے میں ہری چکھنے میں میٹھی ہے یعنی بظاہر بہت خوشنما و خوش ذائقہ معلوم ہوتی ہے جو اسے حلال وجہ سے کمائے اور حق جگہ پر اٹھائے اللہ تعالیٰ اسے ثواب دے۔ اور اپنی جنت میں لے جائے۔

"اخرجہ البیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ قلت والمتن عند الترمذی عن خولۃ بنت قیس امراۃ سیدنا حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلفظ" اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خُضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ فَمَنْ اَصَابَہٗ بِحَقِّہٖ بُوْرِكَ لَہٗ فِیْہِ" الحدیث۔ قال الترمذی حسن صحیح۔ قلت واصلہ عن خولۃ عند البخاری مختصرا۔

اور مذکور کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث ۲۱ اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَّا یُکَفِّرُھَا الصَّلٰوۃُ وَلَا الصِّیَامُ وَلَا الْحَجُّ وَلَا الْعُمْرَۃُ یُکَفِّرُھَا الْھُمُوْمُ فِیْ طَلَبِ الْمَعِیْشَۃِ۔

کچھ گناہ ہیں ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہو نہ روزے، نہ حج، نہ عمرہ ـــ ان کا کفارہ وہ پریشانیاں ہوتی

ہیں جو آدمی کو تلاش معاش حال میں پہونچتی ہیں۔

"رواہ ابن عساکر وابونعیم فی الحلیہ عن[۲۱] ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تیز و چست کسی کام کو جا رہا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ کیا خوب ہوتا اگر اس کی یہ تیزی و چستی خدا کی راہ میں ہوتی۔

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حدیث ۲۲ إنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعىٰ عَلىٰ نَفْسِهٖ يُعِفُّهَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ــــ وَاِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعىٰ عَلىٰ وُلْدِهٖ صِغَارًا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ــــ وَاِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعىٰ عَلىٰ أَبَوَيْنِ شَيْخَيْنِ كَبِيْرَيْنِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ــــ وَاِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعىٰ رِيَاءً وَّمُفَاخَرَةً فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ الشَّيْطَانِ۔

اگر یہ شخص اپنے لئے کمائی کو نکلا ہے کہ سوال وغیرہ کی ذلت سے بچے تو اس کی یہ کوشش اللہ ہی کی راہ میں ہے۔ اور اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیال سے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے۔ اور اگر اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے ہاں! اگر ریا وتفاخر کے لئے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔

"رواہ الطبرانی عن[۲۲] کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورجالہ رجال الصحیح"

اسی لئے ترک کسب سے صاف ممانعت آئی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۲۳ لَيْسَ بِخَيْرِكُمْ مَنْ تَرَكَ دُنْيَاهُ لِاٰخِرَتِهٖ لَـ[ـه] دُنْيَاهُ حَتّٰى يُصِيْبَ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَاِنَّ الدُّنْيَا بَلَاغٌ اِلَى الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا كَلًّا عَلَى النَّاسِ۔

تمہارا بہتر وہ نہیں ہے جو اپنی دنیا، آخرت کے لئے چھوڑ دے۔ اور نہ وہ جو اپنی آخرت دنیا کے لئے ترک کرے۔ بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے۔ کہ دنیا آخرت کا وسیلہ ہے۔ اپنا بوجھ اوروں پر ڈال کر نہ بیٹھ رہو۔

"رواہ ابن عساکر عن[۲۳] انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

انھیں احادیث سے ثابت ہوا کہ تلاش حلال وفکر معاش وتعاطی اسباب ہرگز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الٰہی ہے کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔

حدیث ۲۴، ۲۵ اسی لئے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی اپنی اونٹنی

[ا] لعلّہ من ترك آخرته لدنیاه یا اسی کے ہم معنی کوئی اور عبارت ہونی چاہیئے جو چھوٹ گئی ہے ۱۲ م

یوہیں چھوڑوں، اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا۔ قَیِّدْ وَ تَوَکَّلْ باندھ دے اور تکیہ خدا پر رکھ۔ ع۔ بر توکل زانوے اشتر ببند۔

اخرجہ البیہقی فی الشعب بسند جید عن عمرو بن امیۃ الضمری، والترمذی فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واللفظ عندہ ـــــ اِعْقِلْهَا وَ تَوَکَّلْ؟

دیکھو کیسا صاف ارشاد ہے کہ تدبیر کرو مگر اس پر اعتماد نہ کرلو ـــــ دل کی نظر تقدیر رہے ـــــ مولٰنا قدس سرہٗ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

توکل کن بجنباں پا و دست　　رزق بر توزِ تو عاشق تر است[1]

خود حضرتِ عزت جل مجدہٗ نے قرآنِ عظیم میں تلاش و تدبیر اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈھنے کی ہدایت فرمائی۔

(۱۴) قال تعالیٰ، وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ۔

(اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔ اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ کنزالایمان پ ۲ ع ۹ بقرہ ۱۹۷ و ۱۹۸)

یمن کے کچھ لوگ بے زادِ راہ لئے حج کو آتے، اور کہتے ہم متوکل ہیں۔ ناچار بھیک مانگنی پڑتی حکم آیا توشہ ساتھ لیا کرو ـــــ کچھ اصحابِ کرام نے موسمِ حج میں تجارت سے اندیشہ کیا کہ کہیں اخلاصِ نیت میں فرق نہ آئے ـــــ فرمان آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈھو۔ اسی طرح تلاشِ فضلِ الٰہی کی آیتیں بکثرت ہیں۔

(۱۵) وقال تعالیٰ، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ کنز پ ۶ ع ۱۰ مائدہ آیت ۳۵)

صاف حکم دیتے ہیں کہ رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو تاکہ مراد کو پہنچو۔ اگر تدبیر و اسباب معطل و مہمل ہوتے تو اس کی کیا حاجت تھی؟

بلکہ انصاف کیجئے تو تدبیر کب تقدیر سے باہر ہے۔ وہ خود ایک تقدیر ہے ـــــ اور اس کا بجالانے والا ہرگز تقدیر سے رُوگرداں نہیں۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی۔ دوا تقدیر سے کیا نافع ہوگی۔ فرمایا۔

---

[1] توکل کر اور ہاتھ پاؤں حرکت میں لا کہ تیرا رزق تجھ پر، تجھ سے زیادہ عاشق ہے ۱۲ م

حدیث ۲۶ اَلدَّوَاءُ مِنَ القَدرِ یَنفَعُ مَنْ یَّشَاءُ بِمَا شَاءَ

(دوا خود بھی تقدیر سے ہے ـــــ اللہ تعالیٰ جسے چاہے جس دوا سے چاہے نفع پہنچا دیتا ہے۔)

"رواہ ابن السنی فی الطب والدیلمی فی مسند الفردوس عن[۲۶] ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصدرہ عنہ عند ابی نعیم والطبرانی فی المعجم الکبیر"

حدیث ۲۷ امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بقصدِ شام وادی تبوک میں قریۂ سرغ تک پہنچے سردارانِ لشکر ابوعبیدہ بن الجراح وخالد الولید وعمرو بن العاص وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم انہیں ملے۔ اور خبر دی کہ شام میں وبا ہے۔ امیرالمومنین نے مہاجرین و انصار وغیرہم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر مشورہ لیا۔ اکثر کی رائے رجوع پر قرار پائی۔ امیرالمومنین نے بازگشت کی منادی فرمائی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ـــــ اَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰہِ ـــــ کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگنا؟ ـــ فرمایا۔

لَوْ غَیْرُکَ قَالَھَا یَا اَبَا عُبَیْدَۃَ۔ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ لَوْ کَانَ لَکَ اِبِلٌ ھَبَطَتْ وَادِیًا لَّہٗ عُدْوَتَانِ اَحَدُھُمَا خِصْبَۃٌ وَالْاُخْرٰی جَدْبَۃٌ اَلَیْسَ اِنْ رَعَیْتَ الْخِصْبَۃَ رَعَیْتَھَا بِقَدَرِ اللّٰہِ وَاِنْ رَعَیْتَ الْجَدْبَۃَ رَعَیْتَھَا بِقَدَرِ اللّٰہِ۔

کاش اے ابوعبیدہ! یہ بات تمہارے سوا کسی اور نے کہی ہوتی۔ (یعنی تمہارے علم وفضل سے بعید تھی) ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ بھلا بتاؤ تو اگر تمہارے کچھ اونٹ ہوں انہیں لے کر کسی وادی میں اترو جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز، دوسرا خشک، تو کیا یہ بات نہیں ہے کہ تم شاداب میں چراؤ گے تو خدا کی تقدیر سے۔ اور خشک میں چراؤ گے تو خدا کی تقدیر سے۔

"اخرجہ الائمۃ مالک واحمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی عن[۲۷] ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما"

یعنی بااں کہ سب کچھ تقدیر سے ہے پھر آدمی خشک جنگل چھوڑ کر ہرا بھرا چرائی کے لئے اختیار کرتا ہے۔ اس سے تقدیر الٰہی سے بچنا لازم نہیں آتا۔ یونہی ہمارا اس زمین میں نہ جانا جس میں وبا پھیلی ہے۔ یہ بھی تقدیر سے فرار نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تدبیر ہرگز منافی توکل نہیں۔ بلکہ صلاح نیت کے ساتھ عین توکل ہے۔

ہاں یہ بیشک ممنوع و مذموم ہے کہ آدمی ہمہ تن تدبیر میں منہمک ہو جائے اور اس کی درستی میں جا و بیجا و نیک و بد و حلال و حرام کا خیال نہ رکھے ـــــ یہ بات بیشک اسی سے صادر ہوگی جو تقدیر کو بھول کر تدبیر پر اعتماد کر بیٹھا شیطان اسے ابھارتا ہے کہ اگر یہ بن پڑی جب تو کار برآری ہے ورنہ مایوسی و ناکامی۔ ناچار سب این و آں سے غافل ہو کر اس کی تحصیل میں لہو پانی ایک کر دیتا ہے۔ اور ذلت و خواری خوشامد و چاپلوسی، مکر و دغابازی جس طرح بن پڑے اس کی راہ لیتا ہے ـــــ حالانکہ اس حرص سے کچھ نہ ہوگا ـــــ ہونا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہے ـــــ اگر یہ عُلُوِّ ہمت و صدقِ نیت و پاسِ عزت و لحاظ شریعت

ہاتھ سے نہ دیتا رزق کہ اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ لیا۔ جب بھی پہنچتا۔ اس کی طمع نے آپ اس کے پاؤں میں تیشہ مارا۔ اور حرص وگناہ کی شامت نے خسر الدنیا والآخرۃ[1] کا مصداق بنایا۔ اور اگر بالفرض آبرو کھو کر گناہ گار ہو کر دو پیسہ پائے بھی تو ایسے مال پر ہزار تف۔

بِئْسَ الْمَطَاعِمُ حِيْنَ الذُّلِّ تَكْسِبُهَا　　اَلْقَدْرُ مُنْتَصِبٌ وَالْقَدْرُ مَخْفُوْضٌ[2]

اس لئے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۲۸ اَجْمِلُوْا فِیْ طَلَبِ الدُّنْیَا فَاِنَّ کُلًّا مُیَسَّرٌ لِّمَا کُتِبَ لَهٗ مِنْهَا۔

دنیا کی طلب میں اچھی روش سے عدول نہ کرو کہ جس کے مقدر میں جتنی لکھی ہے ضرور اس کے سامان مہیا پائے گا۔

رواہ ابن ماجۃ والحاکم والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن وابو الشیخ فی الثواب عن[28] ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد صحیح واللفظ للحاکم۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۲۹و۳۰ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ فَاِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَوْفِیَ رِزْقَهَا فَاِنْ اَبْطَاَ مِنْهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور طلب رزق نیک طور پر کرو کہ کوئی جان دنیا سے نہ جائے گی جب تک اپنا رزق پورا نہ لے لے تو اگر روزی میں دیر دیکھو تو خدا سے ڈرو اور روش محمود پر تلاش کرو ــــ حلال کو لو اور حرام کو چھوڑو۔

رواہ ابن ماجہ واللفظ لہ والحاکم وقال صحیح علی شرطہما وبسند آخر صحیح علی شرط مسلم وابن حبان فی صحیحہ کلہم عن[29] جابر بن عبد اللہ وبمعناہ عند ابی یعلی بسند حسن ان شاء اللہ تعالیٰ عن[30] ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۳۱/۳۲ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ اَجَلَهَا وَتَسْتَوْعِبَ رِزْقَهَا۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ وَلَا یَحْمِلَنَّ اَحَدَکُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ یَّطْلُبَهٗ بِمَعْصِیَةِ اللّٰهِ ــ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا یُنَالُ مَا عِنْدَهٗ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ۔

---

[1] دنیا و آخرت دونوں کے اندر گھاٹے میں رہا۔ ۱۲ م

[2] بری خوراک ہے وہ جسے ذلت کی حالت میں حاصل کرو قسمت بلند بھی ہے اور قسمت پست بھی ہے۔ م

بیشک روح القدس جبریل نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک اپنی عمر اور اپنا رزق پورا نہ کرلے۔ تو خدا سے ڈرو اور نیک طریقے سے تلاش کرو۔ اور خبردار رزق کی دیرنگی تم میں کسی کو اس پر نہ لائے کہ نافرمانی خدا سے اسے طلب کرے کہ اللہ کا فضل تو اس کی طاعت ہی سے ملتا ہے۔

"اخرجہ ابونعیم فی الحلیہ واللفظ لہ عن[۳۱] ابی امامۃ الباہلی ـــــ والبغوی فی شرح السنۃ والبیہقی فی الشعب والحاکم فی المستدرک عن[۳۲] ابن مسعود ـــــ والبزار عن[۳۳] حذیفۃ بن الیمان ونحوہ للطبرانی فی الکبیر ـــــ عن[۳۴] الحسن بن علی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ـــــ غیر ان الطبرانی لم یذکر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اور مروی ہوا۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۳۵ اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ بِعِزَّۃِ الْاَنْفُسِ فَاِنَّ الْاُمُوْرَ تَجْرِیْ بِالْمَقَادِیْرِ۔

حاجتیں عزتِ نفس کے ساتھ طلب کرو کہ سب کام تقدیر پر چلتے ہیں۔

"رواہ تمام فی فوائدہ ابن عاکر فی تاریخہ عن[۳۵] عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

ان سب حدیثوں میں بھی تلاش وتدبیر کی طرف ہدایت فرمائی ـــــ مگر حکم دیا کہ شریعت وعزت کا پاس رکھو ـــــ تدبیریں بے ہوش ومدہوش نہ ہوجاؤ ـــــ دست درکار و دل بایار، تدبیر میں ہاتھ، دل تقدیر کے ساتھ ـــــ ظاہر میں اِدھر، باطن میں اُدھر ـــــ اسباب کا نام، مسبب سے کام ـــــ یوں بسر کرنا چاہیئے ـــــ یہی رَوِشِ مُہدیٰ ہے، یہی مرضیٔ خدا ـــــ یہی سنّتِ انبیا ـــــ یہی سیرتِ اولیاء ـــــ عَلَیْہِمْ جَمِیْعًا الصَّلٰوۃُ وَالثَّنَا۔

بس اِس بارے میں یہی قولِ فیصل وصراطِ مستقیم ہے۔ اِس کے سوا تقدیر کو بھولنا، یا حق نہ ماننا یا تدبیر کو اصلاً مہمل جاننا دونوں معاذاللہ گمراہی ضلالت یا جنون وسفاہت ـــــ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـــــ

بابِ تدبیر میں آیات واحادیث اتنی نہیں جنہیں کوئی حصر کرسکے۔ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ دعویٰ کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اگر محنت کی جائے تو دس ہزار سے زائد آیات واحادیث اس پر ہوسکتی ہیں۔ مگر کیا حاجت کہ

ع آفتاب آمد دلیل آفتاب

جس مسئلہ کے تسلیم پر تمام جہان کے کاروبار کا دارومدار، اس میں زیادہ تطویل عبث وبیکار، اسی تحریر میں کہ فقیر نے پندرہ[۱۵] آیتیں اور پینتیس[۳۵] حدیثیں جملہ پچاس نصوص ذکر کئے ـــ اور صدہا بلکہ ہزارہا کے پتے دیئے۔ یہ کیا تھوڑے ہیں؟ انہیں سے ثابت کہ انکارِ تدبیر کس قدر اعلیٰ درجہ کی حماقت، اَخْبَثُ الْاَمْرَاض اور قرآن وحدیث سے صریح اعراض، اور خدا ورسول پر کھلا اعتراض ـــــ

ـــــ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ولید پر فرض ہے کہ تائب ہو، اور کتاب وسنت سے اپنا عقیدہ درست کرے ورنہ بدمذہبی کی شامت سخت خاتکاہ ہے ——— وَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ ربِّ العٰلَمِیْن۔ باقی رہا اس کا عربی پڑھانے، علم سکھانے کی نسبت وہ شنیع لفظ کہنا، اگر اس تاویل کا درمیان نہ ہو تاکہ شاید وہ ان لوگوں پر معترض ہے جو دنیا کے لئے علم پڑھاتے ہیں ——— اور ایسے لوگ بیشک لائق اعتراض ہیں، تو صریح کلمۂ کفر تھا کہ اس نے علمِ دین کی تحقیر و توہین کی، اور اس سے سخت تر ہے اُس کا خالد کو اِس بنا پر کافر کہنا کہ وہ باوجود ایمانِ تقدیر، تدبیر کو بہتر و مستحسن جانتا ہے۔ حالانکہ جو اس کا عقیدہ ہے وہی حق و صحیح ہے، اور ولید کا قول خود باطل و قبیح ——— "مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں" صحیح حدیثوں میں فرمایا کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا تو یہ کافر ہو جائے

حدیث ۳۶ تا ۳۹ "کما اخرجہ الائمۃ مالک و احمد والبخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی عن[۳۶] عبداللہ بن عمر والبخاری عن[۳۷] ابی ہریرۃ، واحمد والشیخان عن ابی ذر وابن حبان صحیح عن[۳۹] ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم بأسانید عدیدۃ والفاظ متباینۃ ومعانی متقاربۃ"

اور اگرچہ اہل سنت کا مذہب محقق و منقح یہی ہے کہ ہمیں تاہم احتیاط لازم، اور اتنی بات بحکم تکفیر ممنوع و ناملائم، اور احادیثِ مذکورہ میں تاویلاتِ عدیدہ کا احتمال قائم۔ مگر پھر بھی صدہا ائمہ مثل امام ابوبکر اعمش وجمہور فقہاء بلخ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ظاہر احادیث ہی پر عمل کرتے، اور مسلمان کے مکفر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں۔ کما فَصَّلْنَا کُلَّ ذٰلِکَ فی رِسالتنا "النھی الاکید عَنِ الصَّلٰوۃِ وَرَاءَ عِدَی التقلید" تو ولید پر لازم کہ از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھے اور اگر صاحبِ نکاح ہو تو اپنی زوجہ سے تجدیدِ نکاح کرے۔

فی الدُّرِّ المُخْتَارِ عَنْ شَرْحِ الوَھبَانِیَّۃِ لِلْعَلَّامَۃِ حَسَنِ الشُّرُنْبُلَالِیْ
مَا یَکُونَ کُفْرًا اِتِّفَاقًا یُبْطِلُ العَمَلَ وَالنِّکَاحَ وَاَوْلَادُہٗ اَوْلَادُ زِنًا۔
وَمَا فِیْہِ خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالاسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَۃِ وَتَجْدِیْدِ النِّکَاحِ۔

(دُرِّ مختار میں علامہ حسن شرنبلالی کی شرحِ وہبانیہ سے منقول ہے۔ جو بالاتفاق کفر ہو اس سے عمل اور نکاح باطل ہو جائیں گے بلا تجدیدِ ایمان و نکاح اس کی اولاد، اولادِ زنا ہوگی۔ اور جس میں اختلاف ہے قائل کو استغفار، توبہ تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا) مترجم

اور جسطرح یہ کلماتِ شنیعہ علانیہ کہے یوہیں توبہ و تجدید ایمان کا بھی اعلان چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۴۰ اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَۃً فَاَحْدِثْ عِنْدَھَا تَوْبَۃً السِّرَّ بِالسِّرِّ وَالعَلَانِیَۃَ بِالْعَلَانِیَۃِ۔

جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً از سرِ نو توبہ کر۔ پوشیدہ کی پوشیدہ، اور آشکارا کی آشکارا۔

"رواہ الامام احمد فی کتاب الزہد والطبرانی فی المعجم الکبیر عن[۴۰] معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسندٍ حسن"

واللہ تعالیٰ اعلم

ثلج الصدر لایمان القدر ۱۳۲۵ھ

سینے کی ٹھنڈک ایمانِ تقدیر کے سبب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ

ازضلع کھیری ملکِ اودھ، موضع کٹوارہ۔ مرسلہ سید محمد مظفر حسین صاحب خلف سید رضا حسین صاحب
تعلقدار کٹوارہ۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ ——— قرآن میں جس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد! ان اشخاص کو زیادہ ہدایت مت کرو، ان کے لئے اسلام کے واسطے مشیتِ ازلی نہیں ہے، یہ مسلمان نہ ہوں گے ——— اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیات قرآنی موجود ہیں ——— تو پس کیوں کر خلاف مشیت پروردگار کوئی امر ظہور پذیر ہوسکتا ہے، کیوں کہ معنی ارادۂ پروردگار عالم کے ہیں تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیوں کر کرسکتا تھا ——— اور اللہ نے جب قبل پیدائش کسی بشر کے، ارادہ اس کے کافر رکھنے کا کرلیا تھا تو اب وہ مسلمان کیوں کر ہوسکتا ہے ——— یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ کے صاف یہ معنی ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش ہوگی وہ ہوگا ——— پس انسان مجبور ہے اس سے بازپرس کیوں کر ہوسکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا ——— کیوں کہ اس وقت اس کو ہدایت از جانب باری عزاسمہ ہوگی فوراً وہ اختیار کرے گا ——— علم اور ارادہ میں بین فرق ہے۔ یہاں مَنْ یَّشَآءُ سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے ——— پھر انسان بازپرس میں کیوں لایا جاتے پس معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کسی بشر کو اہلِ جنان سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسی ہی ہدایت ہوتی ہے۔

الجواب

اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ

هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ[1]۔
اللہ عزوجل نے بندے بنائے اور انہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہا آلات و جوارح عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام کیا ——— اور ان کے ارادے کا تابع و فرماں بردار کر دیا کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضرتوں سے بچیں ——— پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جوہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا ——— عقل کو ان امور کے ادراک کی طاقت بخشی۔ خیر و شر نفع و ضرر یہ حواس ظاہری نہ پہچان سکتے تھے ——— پھر اسے بھی فقط اپنی سمجھ پر بےکس و بےیار نہ چھوڑا، ہنوز لاکھوں باتیں ہیں جن کو عقل خود ادراک نہ کر سکتی تھی، اور جن کا ادراک ممکن تھا ان میں لغزش کرنے، ٹھوکر کھانے سے پناہ کے لیے کوئی زبردست دامن ہاتھ میں نہ رکھتی ——— لہٰذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر، ذرا ذرا بات کا حُسن و قبح خوب جتا کر اپنی نعمت تمام و کمال فرما دی کہ کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی۔ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ[2]
حق کا راستہ آفتاب سے زیادہ واضح ہو گیا ——— ہدایت و گمراہی پر کوئی پردہ نہ رہا لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ[3]۔
با ایں ہمہ کسی کا خالق ہو ——— یعنی ذات ہو یا صفت، فعل ہو یا حالت، کسی معدوم چیز کو عدم سے نکال کر لباسِ وجود پہنا دینا ——— یہ اسی کا کام ہے ——— یہ نہ اس نے کسی کے اختیار میں دیا نہ کوئی اس کا اختیار پا سکتا تھا، کہ تمام مخلوقات خود اپنی حدِّ ذات میں نیست ہیں ——— ایک نیست دوسرے نیست کو کیا ہست بنا سکے۔ ہست بنانا اسی کی شان ہے جو آپ اپنی ذات سے ہستِ حقیقی و ہستِ مطلق ہے ——— ہاں یہ اس نے اپنی رحمت اور اپنی غنائے مطلق سے عادات اجرا فرمائے کہ بندہ جس امر کی طرف قصد کرے، اپنے جوارح ادھر پھیرے، مولیٰ تعالیٰ اپنے ارادہ سے اسے پیدا فرما دیتا ہے مثلاً اس نے ہاتھ دیئے ان میں پھیلنے سمٹنے، اٹھنے کی قوت رکھی ——— تلوار بنائی بتائی، اس میں دھار، اور دھار میں کاٹ کی قوت رکھی ——— اس کا اٹھانا، لگانا، وار کرنا بتایا ——— دوست دشمن کی پہچان کو عقل بخشی ——— اسے نیک و بد میں تمیز کی طاقت عطا کی ——— شریعت بھیج کر قتلِ حق و ناحق کی بھلائی، برائی صاف

---

[1] اے اللہ میں تجھ سے حق اور درستی کا طلب گار ہوں۔ اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی۔ اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، بے شک تو ہے بڑا دینے والا۔ اے میرے رب! تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔ ۱۲۔م

[2] کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔ (کنز الایمان پ ۶ ع ۲۔ نساء، آیت ۱۶۵)

[3] کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے۔ (کنز پ ۳ ع ۲، بقرہ ۲۵۶)

جتادی ـــــ زید نے وہی خدا کی بنائی ہوئی تلوار، خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ، خدا کی دی ہوئی قوت سے اٹھانے کا قصد کیا ـــــ وہ خدا کے حکم سے اٹھ گئی، اور جھکا کر ولید کے جسم پر ضرب پہونچانے کا ارادہ کیا، وہ خدا کے حکم سے جھکی اور ولید کے جسم پر لگی، تو یہ ضرب جن امور پر موقوف تھی سب عطائے حق تھے، اور خود جو ضرب واقع ہوئی بارادۂ خدا واقع ہوئی ـــــ اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ جانا پیدا ہوگا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے سے ہوگا ـــــ وہ نہ چاہتا تو ایک زید کیا تمام اِنس وجنّ و ملک جمع ہوکر تلوار پر زور کرتے تو اٹھنا درکنار، ہرگز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو زمین آسمان پہاڑ سب ایک لنگر بناکر تلوار کے پیلپے پر ڈال دیئے جاتے، نام کو بال برابر نہ جھکتی ـــــ اور اس کے حکم سے جھکنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو محال تھا کہ ولید کے جسم تک پہونچتی ـــــ اور اس کے حکم سے پہنچنے کے بعد اگر وہ چاہتا گردن کٹنا تو بڑی چیز ہے ممکن نہ تھا کہ خط بھی آتا ـــــ لڑائیوں میں ہزاروں بار تجربہ ہوچکا کہ تلواریں پڑیں اور خراش تک نہ آئی، گولیاں لگیں اور جسم تک آتے آتے ٹھنڈی ہوگئیں، شام کو معرکہ سے پلٹنے کے بعد سپاہیوں کے سر کے بالوں میں سے گولیاں نکلی ہیں۔ تو زید سے جو کچھ واقع ہوا سب خلقِ خدا، و بارادۂ خدا تھا ـــــ زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اس نے قتلِ ولید کا ارادہ کیا اور اس طرف اپنے جوارح، آلات کو پھیرا ـــــ اب اگر ولید شرعاً مستحقِ قتل ہے تو زید پر کچھ الزام نہیں رہا بلکہ بارہا ثوابِ عظیم کا مستحق ہوگا ـــــ کہ اس نے اس چیز کا قصد کیا اور اس طرف جوارح کو پھیرا جسے اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنی مرضی، اپنا پسندیدہ کام ارشاد فرمایا تھا ـــــ اور اگر قتلِ ناحق ہے تو یقیناً زید پر الزام ہے اور عذابِ الیم کا مستحق ہوگا کہ بخالفت حکم شرع اس شیٔ کا عزم کیا، اور اس طرف جوارح کو متوجہ کیا جسے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے واسطے سے اپنے غضب اپنی ناراضی کا حکم بتایا تھا ـــــ

ـــــ غرض فعل انسان کے ارادہ سے نہیں ہوسکتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے۔

ـــــ یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کردیگا اور یہ برے کا ارادہ کرے اور جوارح کو اس طرف پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرمادے گا

دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں ـــــ شہد میں شفا اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اسی نے رکھا ہے ـــــ روشن دماغ حکیموں کو بھیج کر بتا بھی دیا ہے۔ کہ دیکھو یہ شہد ہے، اس کے یہ منافع ہیں اور خبردار یہ زہر ہے اس کے پینے سے ہلاک ہوجاتا ہے ـــــ ان ناصح اور خیرخواہ حکمائے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہان میں گونجیں، اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں۔ ـــــ اس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی ـــــ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے ـــــ اور ان میں پیالی اٹھانے، منہ تک لے جانے کی قوت بھی اسی کی رکھی ہوئی تھی ـــــ منہ اور حلق میں کسی چیز کو جذب کرکے، اندر لینے کی طاقت، اور خود منہ اور حلق اور معدہ

وغیرہ سب اس کے مخلوق تھے، اب شہد پینے والوں کے جوف میں شہد پہونچا، کیا وہ آپ اس کا نفع پیدا کرلیں گے ؟ یا شہد بذاتِ خود خالق نفع ہوجاتے گا؟ حاشا! ہرگز نہیں ـــــ بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے دستِ قدرت میں ہے، اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا ـــــ وہ نہ چاہے تو منوں شہد پی جائیے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا بلکہ وہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے یوہیں زہر والوں کے پیٹ میں زہر جاکر کیا آپ ضرر کی تخلیق کرلیں گے ؟ یا زہر خود بخود خالقِ ضرر ہوجائے گا؟ ـــــ حاشا! ہرگز نہیں ـــــ بلکہ یہ بھی اسی کے قبضۂ اقتدار میں ہے، اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا ـــــ وہ نہ چاہے تو سیروں زہر کھاجائے اصلاً بال بانکا نہ ہوگا ـــــ ـــــ بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہوکر لگے ـــــ بایں ہمہ شہد پینے والے ضرور قابلِ تحسین وآفریں ہیں۔ ـــــ ہر عاقل یہی کہے گا کہ انہوں نے اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہیے تھا ـــــ اور زہر پینے والے ضرور لائقِ سزا ونفریں ہیں ہر ذی ہوش یہی کہے گا کہ یہ بدبخت خودکشی کے مجرم ہیں۔

دیکھو اول سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہوا ـــــ اور جتنے آلات اس کام میں لئے گئے سب اللہ ہی کے مخلوق تھے ـــــ اور اسی کے حکم سے انہوں نے کام دے ـــــ جو تمام عقلاء کے نزدیک ایک فریق کی تعریف ہے اور دوسرے کی مذمت ـــــ تمام کچہریاں جو عقل سے حصّہ رکھتی ہوں ان زہر نوشوں کو مجرم بنائیں گی ـــــ پھر کیوں بناتی ہیں ـــــ نہ زہر ان کا پیدا کیا ہوا نہ زہر میں قوتِ اہلاک ان کی رکھی ہوئی، نہ ہاتھ ان کا پیدا کیا ہوا نہ اس کے بڑھانے اٹھانے کی قوت ان کی رکھی ہوئی، نہ دہن وحلق ان کے پیدا کئے ہوئے نہ ان میں جذب وکشش کی قوت ان کی رکھی ہوئی، نہ حلق سے اتر جانا انکے ارادہ سے ممکن تھا ـــــ آدمی پانی پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ حلق سے اترے مگر اچھو ہوکر نکل جاتا ہے۔ ـــــ اس کا چاہا نہیں چلتا۔ جب تک وہی نہ چاہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔

اب حلق سے اترنے کے بعد ظاہری نگاہوں میں بھی پینے والے کا اپنا کوئی کام نہیں ـــــ خون میں اس کا ملنا اور خون کا اسے لے کر دَورہ کرنا اور دَورہ میں قلب تک پہنچنا اور وہاں جاکر اسے فاسد کردینا یہ کوئی فعل نہ اس کے ارادہ سے ہے نہ اس کی طاقت سے ـــــ بہترے زہر پی کر نادم ہوتے ہیں ـــــ پھر ہزار کوشش کرتے ہیں جو ہونی ہے ہوکر رہتی ہے ـــــ اگر اس کے ارادہ سے ضرر ہوتا تو اس ارادہ سے باز آتے ہی زہر باطل ہوجانا لازم تھا ـــــ مگر نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ بے اثر ہے پھر اس سے کیوں بازپرس ہوتی ہے؟ ہاں! بازپرس کی وہی وجہ ہے کہ شہد اور زہر اسے بتادیئے تھے ـــــ عالی قدر حکمائے عظام کی معرفت سب نفع نقصان جتادیئے تھے ـــــ دست ودہان وحلق اس کے قابو میں کردئے تھے ـــــ دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اسے دے دی تھی ـــــ یہی ہاتھ جس سے اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی، جامِ شہد کی طرف بڑھاتا تا اللہ تعالیٰ اسی کا اٹھنا پیدا کردیتا ـــــ یہاں تک کہ سب کام اول تا آخر اسی کی خلق ومشیت سے واقع ہوکر اس کے نفع کے مُوجب ہوتے مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاستہ زہر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے

پینے کا عزم لایا۔ وہ غنی بے نیاز دونوں جہان سے بے پرواہ ہے، وہاں تو عادت جاری ہو رہی ہے کہ یہ قصد کرے اور وہ خلق فرمادے ـــــ اس نے اسی کاسہ کا اٹھنا اور حلق سے اترنا، دل تک پہنچنا وغیرہ وغیرہ پیدا فرمادیا پھر یہ کیوں کر بے جرم قرار پاسکتا ہے ـــــ انسان میں یہ قصد و ارادہ واختیار ہونا ایسا واضح و روشن و بدیہی امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون ـــــ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے ـــــ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، کھانے پینے، اٹھنے، بیٹھنے وغیرہ وغیرہ افعال کے حرکات ارادی ہیں ـــــ ہر شخص آگاہ ہے کہ انسان کا کام کرنے کے لئے ہاتھ کو حرکت دینا۔ اور وہ جنبش جو ہاتھ کو رعشہ سے ہو، ان میں صریح فرق ہے ـــــ ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ اوپر کی جانب جست کرتا اور اس کی طاقت ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے ان دونوں حرکتوں میں تفرقہ ہے ـــــ اوپر کودنا اپنے اختیار و ارادہ سے تھا اگر نہ چاہتا نہ کودتا اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آنا اپنے ارادہ واختیار سے نہیں ـــــ ولہذا اگر رکنا چاہے تو نہیں رک سکتا ـــــ بس یہی ارادہ، یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا، یہی مدارِ امر و نہی و جزا و سزا و ثواب و عقاب و پرسش و حساب ہے۔ ـــــ اگرچہ بلاشبہ بلاریب قطعاً یقیناً یہ ارادہ و اختیار بھی اللہ عزوجل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے ـــــ جیسے انسان خود بھی اسی کا بنایا ہوا ہے آدمی جس طرح نہ آپ سے آپ بن سکتا تھا نہ اپنے لئے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں زبان وغیرہا بنا سکتا تھا۔ یونہیں اپنے لئے طاقت، ارادہ اختیار بھی نہیں بنا سکتا ـــــ سب کچھ اس نے دیا اور اسی نے بنایا ـــــ مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ جب ہمارا ارادہ واختیار بھی خدا ہی کا مخلوق ہے تو ہم پتھر ہو گئے قابلِ سزا و جزا و باز پرس نہ رہے، کیسی سخت جہالت ہے ـــــ صاحبو! تم میں خدا نے کیا پیدا کیا؟ ـــــ ارادہ واختیار! تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحب ارادہ صاحب اختیار ہوئے یا مضطر، مجبور، ناچار صاحبو! تمہاری اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا تھا؟ ـــــ یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور تم میں اللہ تعالےٰ نے یہ صفت پیدا کی ـــــ عجب عجب کہ وہی صفت جس کے پیدا ہونے سے تمہاری حرکات کو پتھر کی حرکت سے ممتاز کر دیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو ـــــ یہ کیسی الٹی مت ہے؟ ـــــ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں پیدا کیں، ان میں نور خلق کیا، اس سے ہم انکھیارے ہوے، نہ کہ معاذ اللہ اندھے، یونہیں اس نے ہم میں ارادہ واختیار پیدا کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے ـــــ نہ کہ الٹے مجبور۔ ـــــ ہاں! یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فردِ اختیار بھی اسی کی خلق، اسی کی عطا ہے ـــــ ہماری اپنی ذات سے نہیں، تو مختار کردہ" ہوئے خود مختار" نہ ہوئے ـــــ پھر اس میں کیا حرج ہے؟۔ بندے کی شان ہی نہیں کہ خود مختار ہو سکے ـــــ نہ جزا و سزا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور ـــــ ایک نوع اختیار چاہیئے ـــــ کسی طرح ہو ـــــ وہ بداہتہً حاصل ہے۔

آدمی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مثال کافی ہے ـــــ شہد کی پیالی اطاعت الٰہی ہے اور

زہر کا کاسہ اس کی نافرمانی ــــــ اور وہ عالی شان حکام، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے ــــــ کہ اللہ ہی کے ارادہ سے ہوگا ــــــ اور ضلالت اس زہر کا ضرر پہونچنا کہ یہ بھی اسی کے ارادہ سے ہوگا ــــــ مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تمرد والے مذموم و ملزم ہو کر سزا پائیں گے ــــــ پھر بھی جب تک ایمان باقی ہے یَغْفِرُ لِمَنْ یَشَاءُ[1] باقی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔

قرآنِ عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو ــــــ ہاں! یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت، ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے ــــــ اِس کا بیان بھی ہو چکا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ واضح ہوگا ــــــ نیز فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ

(وہ جو علم الٰہی میں کافر ہیں انہیں ایک سا ہے چاہے تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے)

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے ان کا نہایت غم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوتا ــــــ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِہِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِہٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا

(شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اس غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے۔)

لہٰذا حضور کی تسکینِ خاطرِ اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو ہمارے علم میں کفر پر مرنے والے ہیں۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وہ کسی طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہٰذا فرمایا کہ تمہارا سمجھانا، نہ سمجھانا ان کو یکساں ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "تمہارے حق میں" یکساں ہے۔ کہ ہدایت معاذ اللہ امر فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر اللہ پر ہے چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔

(اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔ کنز الایمان ع ۱۲، نور ت ۵۴)

وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ کنز الایمان پ ۱۹، شعراء)

اللہ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الآزال سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے چاہِ ضلالت میں ڈوبیں گے۔ مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پانیوالے ہیں ان کے

---

[1] جسے چاہے بخش دے۔ ۱۲ م

لئے سبب ہدایت ہوں اور جو نہ پائیں گے ان پر حجتِ الٰہیہ قائم ہو۔ وَ لِلّٰہِ الحجّۃُ البالغۃ ۱؎
مروی ہے جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولیٰ عزوجل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چلے تو ندا ہوئی مگر اسے موسیٰ! فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل میں کہا پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر بارہ علماء ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جائیے۔ یہ وہ راز ہے کہ باوصف کوشش آج تک ہم پر بھی نہ کھلا۔
اِبْنُ جَرِیْرٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ قَالَ لَمَّا بَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُوسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلٰی فِرْعَوْنَ، نُوْدِیَ لَنْ یَّفْعَلَ، فَلِمَ اَفْعَلُ، قَالَ فَنَادَاہُ اِثْنَا عَشَرَ مَلَکًا مِنْ عُلَمَاءِ الْمَلٰٓئِکَۃِ: اِمْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِہٖ۔ فَاِنَّا جَہِدْنَا اَنْ نَّعْلَمَ ھٰذَا فَلَمْ نَعْلَمْہُ۔
اور آخر نفعِ بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا ہلاک ہوئے، دوستانِ خدا نے ان کی غلامی ان کے عذاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں ستر ہزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے۔
اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ہم اس پر ایمان لائے جو رب ہے سارے جہان کا رب ہے، موسیٰ و ہارون کا مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی و کتاب کے، تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت فرما دے۔
وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ۔
(اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن۔ کنزالایمان پ ع ۱۱ انعام ت ۳۵)
مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی ـــــ یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف اس کے نامِ پاک لینے سے، کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھر جاتا ـــــ زمین جوتنے سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں ـــــ مگر اس نے یوں ہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختلاف رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے دَر سے پلتے ہیں ـــــ اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔
غرض ہر چیز میں اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّکَ ط نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ ۲؎ کی نیرنگیاں ہیں۔ احمق بدعقل، یا اجہل بددین وہ جو اس کے ناموس میں چون و چرا کرے کہ یوں کیوں کیا یوں کیوں نہ کیا؟ ـــــ

۱؎ اور اللہ ہی کی حجت پوری ہے ۱۲ م

۲؎ کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں، ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔ کنزالایمان پ ۲۵ ع ۹ زخرف ت ۳۲۔

سنتا ہے، اس کی شان ہے اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ اللہ جو چاہے حکم فرماتا ہے۔
اس کی شان ہے، لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور سب سے سوال ہوگا۔

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں پانسو مسجدیں لگائیں، پانسو پاخانہ کی زمین اور قدموں میں لگیا اس سے کوئی الجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آوے سے پکی ہوئی ایک روپے کی مول لی ہوئی ہزار اینٹیں تھیں ـــــ ان پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کیں۔ اور اِن میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں ـــــ اگر کوئی احمق اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری مِلک تھی میں نے جو چاہا کیا ـــــ ـــــ جب مجازی جھوٹی مِلک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی مِلک کا کیا پوچھنا ـــــ ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے ـــــ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دم زدن کیا معنی؛ کیا کوئی اس کا ہمسر یا اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ مالک علی الاطلاق ہے۔ بے اشتراک ہے ـــ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا ـــــ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبّار سے الجھے تو اس کا سر کھجایا ہے ـــــ شامت نے گھیرا ہے ـــــ اس سے ہر عاقل یہی کہے گا کہ اُو بدعقل بے ادب اپنی حد پر رہ ـــــ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال؟ ؎

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش نظامِ مملکتِ خویش خسرواں دانند

افسوس کہ دنیوی، مجازی، جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور مِلکُ الملوک بادشاہِ حقیقی جلّ جلالہ کے احکام میں رائے زنی کرے ـــــ سلاطین اپنا برابر زنی بلکہ اپنے سے بھی کم رتبہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صنعت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا ـــــ یہ اُتنا ادراک ہی نہیں رکھتا ـــــ مگر عقل سے حصّہ ہے تو اس پر معترض بھی نہ ہوگا ـــــ جانے گا کہ یہ اس کام کا استاد و حکیم ہے ـــــ میرا خیال وہاں تک نہیں پہونچ سکتا ـــــ غرض اپنی فہم کو قاصر جانے گا نہ کہ اس کی حکمت کو ـــــ پھر رب الارباب، حکیم حقیقی، عالم السّر والخفی عز جلالہ کے اسرار میں خوض کرنا اور جو سمجھ میں نہ آئے اس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں جنون ہے اگر جنون نہیں، بے دینی ہے وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اے عزیز! کسی بات کو حق جاننے کے لئے اس کی حقیقت جاننی لازم نہیں ہوتی
دنیا جانتی ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے ـــــ اور مقناطیسی قوت دیا ہوا لوہا ستارۂ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے ـــــ مگر اس کی حقیقت و کُنہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکی لوہے اور اس اَفلاکی ستارے میں کہ یہاں سے کروروں میل دور ہے باہم کیا الفت؟ اور کیونکر اسے اس کی جہت کا شعور ہے؟ ـــــ اور

ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فلاسفہ خاک چھان کر مر گئے اور ان کی کُنہ نہ پائی۔ ـــــــ پھر اس سے ان باتوں کا انکار نہیں ہوسکتا ـــــــ آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا شئ ہے جسے یہ "میں" کہتا ہے؟ اور کیا چیز جب نکل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حس وحرکت رہ جاتا ہے۔

اللہ جل جلالہٗ فرقانِ حکیم میں فرماتا ہے:

وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ تم کیا چاہو، مگر یہ کہ چاہے اللہ رب سارے جہان کا۔

اور فرماتا ہے:

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ کیا کوئی اور بھی کسی چیز کا خالق ہے سوا اللہ کے۔

اور فرماتا ہے: لَهُ الْخِيَرَةُ اختیار خاص اُسی کو ہے۔

اور فرماتا ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(سُنتے ہو! پیدا کرنا اور حکم دینا خاص اسی کے لئے ہے، بڑی برکت والا ہے اللہ، مالک سارے جہان کا۔

یہ آیات کریمہ صاف ارشاد فرمارہی ہیں کہ پیدا کرنا، عدم سے وجود میں لانا خاص اسی کا کام ہے۔ دوسرے کو اس میں اصلا شرکت نہیں، نیز اصل اختیار اسی کا ہے۔ نیز بے اس کی مشیت کے، کسی کی مشیت نہیں ہوسکتی۔

اور وہی مالک و مولیٰ جلّ وعلا اسی قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

"ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ" یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ انہیں دیا۔ اور بیشک بالیقین ہم سچے ہیں۔ اور فرماتا ہے۔ "وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ" ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا، بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ اور فرماتا ہے۔ "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ جو تمہارا جی چاہے کئے جاؤ، اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا" اے نبی تم فرمادو کہ حق تمہارے رب کے پاس سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے، بے شک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کے سراپردے انہیں گھیر لیں گے۔ ہر طرف آگ ہی آگ ہوگی۔

اور فرماتا ہے:۔

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔"

(کافر کا ساتھی شیطان بولا۔ اے رب ہمارے میں نے اسے سرکش نہ کردیا تھا۔ یہ آپ ہی دور کی گمراہی میں تھا۔ رب جلّ وعلا نے فرمایا۔ میرے حضور فضول جھگڑا نہ کرو، میں تو تمہیں پہلے ہی سزا کا ڈر سنا چکا تھا۔

میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی، اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں)

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے وہ ایک حرام کا اختیار وارادہ ضرور رکھتا ہے۔ اب دونوں قسم کی سب آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان ہیں۔۔۔۔۔ بے شک بے شبہہ بندہ کے افعال کا خالق بھی خدا ہی ہے بے شک بندہ بے ارادۂ الٰہیہ کچھ نہیں کرسکتا اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ بے شک وہ اپنی ہی بداعمالیوں کے سبب مستحق سزا ہے۔

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہوسکتیں مگر یوں ہی کہ عقیدۂ اہلسنت وجماعت پر ایمان لایا جائے۔ وہ کیا ہے؟۔۔۔۔۔ وہ جو اہلِ سنت کے سردار ومولیٰ، امیرالمومنین علیؔ مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے انہیں تعلیم فرمایا۔

ابونعیم حِلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم، امام جعفر صادق سے، وہ حضرت امام باقر، وہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، وہ امیرالمومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

اِنَّہٗ خَطَبَ النَّاسَ یَوْمًا (فَذَکَرَ خُطْبَتَہٗ ثُمَّ قَالَ) فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ مِّمَّنْ کَانَ شَھِدَ مَعَہُ الْجَمَلَ، فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! اَخْبِرْنَا عَنِ الْقَدْرِ۔۔۔ فَقَالَ بَحْرٌ عَمِیْقٌ فَلَا تَلِجْہُ۔ قَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَخْبِرْنَا عَنِ الْقَدْرِ۔ قَالَ سِرُّ اللّٰہِ فَلَا تَتَکَلَّفْہُ۔ قَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَخْبِرْنَا عَنِ الْقَدْرِ۔ قَالَ اَمَّا اِذَا اَبَیْتَ فَاِنَّہٗ اَمْرٌ بَیْنَ اَمْرَیْنِ لَاجَبْرٌ وَّلَا تَفْوِیْضٌ۔ قَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ فُلَانًا یَقُوْلُ بِالْاِسْتِطَاعَۃِ۔۔۔ وَھُوَ حَاضِرُکَ فَقَالَ عَلَیَّ بِہٖ۔ فَاَقَامُوْہُ، فَلَمَّا رَاٰہُ سَلَّ سَیْفَہٗ قَدْرَ اَرْبَعِ اَصَابِعَ، فَقَالَ الْاِسْتِطَاعَۃُ تَمْلِکُھَا مَعَ اللّٰہِ اَوْمِنْ دُوْنِ اللّٰہِ؟۔۔۔ وَاِیَّاکَ اَنْ تَقُوْلَ اَحَدَھُمَا فَتَرْتَدَّ فَاَضْرِبُ عُنُقَکَ۔۔۔ قَالَ فَمَا اَقُوْلُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ قُلْ اَمْلِکُھَا بِاللّٰہِ الَّذِیْ اِنْ شَاءَ مَلَّکَنِیْھَا۔۔۔

یعنی ایک دن امیرالمومنین خطبہ فرمارہے تھے۔۔۔ ایک شخص نے کہ واقعۂ جمل میں امیرالمومنین کے ساتھ تھے، کھڑے ہو کر عرض کی۔۔۔ یا امیرالمومنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے فرمایا۔۔۔ گہرا دریا ہے، اس میں قدم نہ رکھ۔۔۔ عرض کی یا امیرالمومنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا۔۔۔ اللہ کا راز ہے، زبردستی اس کا بوجھ نہ اٹھا۔۔۔ عرض کی یا امیرالمومنین! ہمیں خبر دیجئے۔۔۔ فرمایا اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دو امروں کے درمیان نہ آدمی مجبور محض ہے، نہ اختیار اسے سپرد ہے۔۔۔ عرض کی یا امیرالمومنین فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے۔۔۔ اور وہ حضور میں حاضر ہے مولیٰ علیؔ نے فرمایا میرے سامنے لاؤ، لوگوں نے اسے کھڑا کیا جب امیرالمومنین نے اسے دیکھا، تیغ مبارک چار انگل کے قدر نیام سے نکال لی اور فرمایا کام کی قدرت کا تو خدا کے

ساتھ مالک ہے؟ یا خدا سے جدا مالک ہے؟۔ اور سُنتا ہے خبردار ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائے گا اور میں تیری گردن ماردوں گا۔ اس نے کہا یا امیرالمومنین پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا یوں کہہ کہ اس خدا کے دیئے سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار دے، بے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔"

پس یہی عقیدۂ اہل سنت ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ خود مختار ——— بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے ——— جس کی کُنہ رازِ خدا اور ایک نہایت عمیق دریا ہے ——— اللہ عزَّوجلّ کی بے شمار رضائیں امیرالمومنین مولیٰ علی پر نازل ہوں کہ ان دونوں الجھنوں کو دو فقروں میں صاف فرما دیا ——— ایک صاحب نے اسی بارے میں سوال کیا کہ کیا معاصی بھی بے ارادۂ الٰہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کرے گا ——— أفیعصیٰ قھرًا ——— یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو اس کا ارادہ زبردست پڑا معاذاللہ خدا بھی دنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہوا کہ وہ ڈاکوؤں، چوروں کا بہتیرا بند و بست کریں پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی گذرتے ہیں ——— حاشا وہ ملکِ الملوک بادشاہِ حقیقی، قادرِ مطلق ہرگز ایسا نہیں کہ اس کے ملک میں بے اس کے حکم کے، ایک ذرہ جنبش کر سکے ——— وہ صاحب کہتے ہیں فکانما القمنی حجرًا مولیٰ علی نے یہ جواب دے کر گویا میرے منہ میں پتھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے بن ہی نہ پڑا ——— عَمرو بن عبید مُعتزلی ——— کہ بندے کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا۔ خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا الزام نہ دیا جیسا ایک مجوسی نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا ——— میں نے کہا تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟ ——— کہا خدا نہیں چاہتا ——— میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتے ——— کہا تو میں شریکِ غالب کے ساتھ ہوں ——— اسی ناپاک شناعت کے رد کی طرف مولیٰ علی نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کرے گا؟ ——— باقی رہا اس مجوسی کا عذر وہ بعینہٖ ایسا ہے کہ کوئی بھوکا ہے بھوک سے دم نکلا جاتا ہے ——— کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا۔ کہ خدا کا ارادہ نہیں، اس کا ارادہ ہوتا تو میں ضرور کھا لیتا ——— اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہونا تو نے کاہے سے جانا؟ ——— اسی سے کہ تو نہیں کھاتا ——— تو کھانے کا قصد تو کر ——— دیکھ تو ارادۂ الٰہیہ سے کھانا ہو جائے گا ——— ایسی اوندھی مت اسی کو آتی ہے جس پر موت سوار ہے ——— غرض مولیٰ علی نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے بے ارادۂ الٰہیہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ سزا و جزا کیوں ہے؟ ——— اس کا یوں فیصلہ ارشاد ہوا ——— ابن ابی حاتم و اصبہانی و لالکائی و خلعی حضرت امام جعفر صادق وہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ قِيْلَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلاً يَتَكَلَّمُ فِی الْمَشِيئَةِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ خَلَقَكَ اللّٰهُ لِمَا شَاءَ اَوْ شِئْتَ ؟ قَالَ لِمَا شَاءَ قَالَ فَيُمْرِضُكَ اِذَا شَاءَ اَوْ اِذَا شِئْتَ قَالَ بَلْ اِذَا شَاءَ ـ قَالَ فَيُمِيْتُكَ اِذَا شَاءَ اَوْ اِذَا شِئْتَ ؟ قَالَ اِذَا شَاءَ قَالَ فَيُدْخِلُكَ حَيْثُ شَاءَ اَوْ حَيْثُ شِئْتَ ؟ قَالَ حَيْثُ شَاءَ قَالَ وَاللّٰهِ لَوْ قُلْتَ غَيْرَ هٰذَا لَضَرَبْتُ الَّذِیْ فِيْهِ عَيْنَاكَ بِالسَّيْفِ ـ ثُمَّ تَلَا عَلِیٌّ: "وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ"۔

"مولیٰ علی سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص مشیت میں گفتگو کرتا ہے۔ مولیٰ علی نے اس سے فرمایا، اے خدا کے بندے خدا نے تجھے اس لئے پیدا کیا جس لئے اس نے چاہا یا اس لئے جس لئے تو نے چاہا کہا جس لئے اس نے چاہا۔ فرمایا تجھے جب وہ چاہے بیمار کرتا ہے یا جب تو چاہے؟ کہا بلکہ جب وہ چاہے فرمایا تجھے اس وقت وفات دے گا جب وہ چاہے؟ یا جب تو چاہے؟۔ کہا جب وہ چاہے فرمایا تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے یا جہاں تو چاہے؟ کہا جہاں وہ چاہے۔ فرمایا خدا کی قسم تو اس کے سوا کچھ اور کہتا تو یہ جس میں تیری آنکھیں ہیں یعنی تیرا سر تلوار سے مار دیتا۔ پھر مولیٰ علی نے یہ آیۃ کریمہ تلاوت فرمائی۔ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے وہ تقویٰ کا مستحق اور گناہ عفو فرمانے والا ہے"

خلاصہ یہ کہ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا، بناتے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا۔ بھیجتے وقت بھی نہ لے گا تمام عالم اس کی ملک ہے، اور مالک سے در بارۂ ملک سوال نہیں ہو سکتا۔

ابن عساکر نے حارث ہمدانی سے روایت کی ایک شخص اکرا امیر المومنین مولیٰ علی سے عرض کی، یا امیر المومنین مجھے مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے فرمایا تاریک راستہ ہے اس میں نہ چل ——— عرض کی یا امیر المومنین مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا۔ گہرا سمندر ہے اس میں قدم نہ رکھ ——— عرض کی یا امیر المومنین مجھے خبر دیجئے ——— فرمایا۔ اللہ کا راز ہے تجھ پر پوشیدہ ہے اسے نہ کھول، عرض کی یا امیر المومنین مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا ——— اِنَّ اللّٰهَ خَالِقُكَ كَمَا شَاءَ اَوْ كَمَا شِئْتَ اللہ نے تجھے جیسا اس نے چاہا بنایا؟ یا جیسا تو نے چاہا؟ عرض کی جیسا اس نے چاہا ——— فرمایا فَيَسْتَعْمِلُكَ كَمَا شَاءَ اَوْ كَمَا شِئْتَ ؟ تو تجھ سے کام ویسا لے گا جیسا کہ وہ چاہے یا جیسا تو چاہے؟ عرض کی جیسا وہ چاہے، فرمایا فَيَبْعَثُكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَمَا شَاءَ اَوْ كَمَا شِئْتَ ؟ تجھے قیامت کے دن جس طرح وہ چاہے اٹھائے گا یا جس طرح تو چاہے؟ کہا جس طرح وہ چاہے ——— فرمایا اَيُّهَا السَّائِلُ تَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِمَنْ اے سائل تو کہتا ہے کہ نہ طاقت ہے نہ قوت ہے مگر کس کی ذات سے؟ کہا اللہ علی عظیم کی ذات سے؟ ——— فرمایا تو اس کی تفسیر جانتا ہے؟ عرض کی امیر المومنین کو جو علم اللہ نے دیا ہے اس سے مجھے تعلیم فرمائیں ——— فرمایا ——— اِنَّ تَفْسِيْرَهَا لَا يَقْدِرُ عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ وَلَا يَكُوْنُ قُوَّةٌ فِیْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فِی الْاَمْرَيْنِ جَمِيْعًا اِلَّا بِاللّٰهِ اس کی تفسیر یہ ہے کہ نہ طاعت کی طاقت نہ معصیت کی قوت، دونوں اللہ ہی کے دیئے سے

ہیں۔ پھر فرمایا۔

"أَيُّهَا السَّائِلُ أَلَكَ مَعَ اللّٰهِ مَشِيَّةٌ أَوْدُوْنَ اللّٰهِ مَشِيَّةٌ، فَإِنْ قُلْتَ إِنَّ لَكَ دُوْنَ اللّٰهِ مَشِيَّةٌ، فَقَدِ اكْتَفَيْتَ بِهَا عَنْ مَشِيَّةِ اللّٰهِ وَإِنْ زَعَمْتَ أَنَّ لَكَ فَوْقَ اللّٰهِ مَشِيَّةً فَقَدِ ادَّعَيْتَ مَعَ اللّٰهِ شِرْكًا فِي مَشِيَّتِهٖ"

اے سائل تجھے خدا کے ساتھ اپنے کام کا اختیار ہے۔ یا بے خدا کے؟ اگر تو کہے کہ بے خدا کے تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے ارادۂ الٰہیہ کی کچھ حاجت نہ رکھی، جو چاہے خود اپنے ارادے سے کرے گا، خدا چاہے یا نہ چاہے اور یہ سمجھے کہ خدا سے اوپر تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے اللہ کے ارادے میں اپنے شریک ہونے کا دعویٰ کیا۔"

پھر فرمایا:۔

"أَيُّهَا السَّائِلُ اللّٰهُ يَشُجُّ وَيُدَاوِيْ فَمِنْهُ الدَّاءُ وَمِنْهُ الدَّوَاءُ أَعَقَلْتَ عَنِ اللّٰهِ أَمْرَهٗ"

اے سائل بے شک! اللہ زخم پہونچاتا ہے اور اللہ ہی دوا دیتا ہے تو اسی سے مرض ہے، اور اسی سے دوا، کیوں تو نے اب تو اللہ کا حکم سمجھ لیا؟

اس نے عرض کی ہاں! حاضرین سے فرمایا ——— اَلْاٰنَ أَسْلَمَ أَخُوْكُمْ فَقُوْمُوْا فَصَافِحُوْهُ ———

اب تمہارا یہ بھائی مسلمان ہوا، کھڑے ہو اس سے مصافحہ کرو۔

پھر فرمایا:۔

"لَوْ أَنَّ عِنْدِيْ رَجُلًا مِنَ الْقَدَرِيَّةِ لَأَخَذْتُ بِرَقَبَتِهٖ ثُمَّ أَزَالُ أَجَؤُهَا حَتّٰى أَقْطَعَهَا فَإِنَّهُمْ يَهُوْدُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَنَصَارَاهَا وَمَجُوْسُهَا"

"اگر میرے پاس کوئی شخص ہو جو انسان کو اپنے افعال خالق جانتا اور تقدیر الٰہی سے وقوعِ طاقت و معصیت کا انکار کرتا ہو تو میں اس کی گردن پکڑ کر دبوچتا رہوں گا، یہاں تک کہ الگ کاٹ دوں، اس لئے کہ وہ اس امت کے یہودی و نصرانی و مجوسی ہیں۔"

یہودی اس لئے فرمایا کہ ان پر خدا کا غضب ہے اور یہود مغضوب علیہم ہیں، اور نصرانی و مجوسی اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ تین خدا مانتے ہیں، مجوسی یزدان و اہرمن دو خالق مانتے ہیں ——— یہ بے شمار خالقوں پر ایمان لا رہے ہیں کہ ہر جن و انس کو اپنے اپنے افعال کا خالق گا رہے ہیں ——— وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ———

یہ اس مسئلہ میں اجمالی کلام ہے، مگر ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ووافی وصافی و شافی جس سے ہدایت والے ہدایت پائیں گے، اور ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ ہے ——— وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ۔

ردبدمذہبان

رسالہ الشہابی علی خداع الوہابی

مسئلہ ۶۔ ازشہر جبیب پور ملک کاٹھیاوار، مرسلہ جماعت میمنان، ۸ شوال ۱۳۲۵ھ

حضرات علماء کرام اہل سنت، وارث علوم حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ، اس باب میں کیا فرماتے ہیں۔
ایک شخص مولوی رحیم بخش نامی لاہور کے رہنے والے نے مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے اردو کی کتابوں کا ایک سلسلہ بنایا ہے جس کا نام "اسلام کی پہلی کتاب" "اسلام کی دوسری کتاب" "اسلام کی تیسری کتاب" وغیرہ رکھا ہے۔ ان کتابوں کا مصنف "اسلام کی دوسری کتاب" کے صـ۳ سطر ۸ میں لکھتا ہے "ان کتابوں میں بعض مقام میں جو لفظ اہل حدیث اور فقہا کا استعمال کیا گیا ہے اس سے نہ اہل حدیث پر طعن مقصود ہے اور نہ فقہا کو مخالف حدیث کا لقب مدنظر ہے۔ بلکہ اہل حدیث سے وہ لوگ مراد ہیں جو صرف صحیح حدیث سن کر یا پڑھکر عمل کرتے ہیں کسی خاص مذہب کے پابند نہیں۔ اور فقہا سے وہ لوگ مراد ہیں جو خاص کتب فقہ اور خاص مذہب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے پابند ہیں۔ اور اپنے مذہب کی روایت کو زیادہ مانتے ہیں۔ اس اختلاف کو اس سلسلہ میں اس لئے بیان کیا ہے کہ اس زمانہ میں اکثر اہل حدیث اور فقہا کے اختلاف کا زیادہ چرچا ہے۔ اور دونوں فریق کے لوگ بکثرت موجود ہیں۔ اور اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کی تعلیم اور اتحاد مقصود ہے۔ اور یہ اختلاف اسی اختلاف کے مشابہ ہے جو قدیم سے صحابہ اور ائمہ دین میں چلا آیا ہے۔ اور کتب فقہ وغیرہا میں اکثر حنفی اور شافعی وغیرہ کے نام سے مذکور ہے۔ اصول دین میں سب متفق، صرف بعض فروع میں مختلف ہیں۔ فروعی اختلاف میں بھی سند رکھتے ہیں۔ غایت یہ ہے کہ کسی کی دلیل قوی ہے اور کسی کی ضعیف۔ اور جو ضعیف پر ہے وہ بھی اپنے نزدیک اس کو قوی سمجھتا ہے غرض ہمیں اس میں نہ تعصب ہے نہ کسی کی مخالفت منظور ہے۔ محض اشاعت دین اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم مقصود ہے۔

پھر اسی کتاب کے صـ۱۳ سطر ۶ میں لکھتا ہے۔

حیض کی مدت میں علماء کے یہ اقوال ہیں۔ ایک دن رات، دو دن دو رات، تین دن دن رات، سات دن رات
دس دن، پندرہ دن۔ اصل یہ ہے کہ یہ امر ہر عورت کی عادت اور طبیعت پر منحصر ہے۔"
پھر اسی کتاب کے صـ۱۵ سطر ۱۰ میں مرقوم ہے۔
"پانی کی طبیعت پاک ہے تھوڑا ہو یا بہت، بند ہو یا جاری، بو، مزہ بدلنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔"
پھر اسی کتاب کے صـ۲۴ سطر ۸ میں کہتا ہے۔
ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے وقت سے اصل سایہ کے سوا ایک مثل تک ہے۔ بعض فقہا کے نزدیک
دوسرے مثل تک بھی رہتا ہے لیکن مکروہ۔"
پھر اسی کتاب کے صـ۵۷ سطر ۵ میں تحریر ہے۔
"جن نمازوں میں قصر کا حکم ہے، یہ ہیں، ظہر، عصر، عشاء، ان میں سنتیں بھی معاف ہیں۔"
پھر اسی کتاب کے صـ۶۳ سطر ۸ میں لکھا ہے۔
"جو شخص خطبہ میں آکر شریک ہو، دو رکعت سنت پڑھ کر بیٹھے۔ جو شخص دوسری رکعت کے قیام سے پیچھے
ملے اس کا جمعہ نہیں ہوتا۔ وہ ظہر پڑھے۔"
پھر اسی کتاب کے صـ۱۱ سطر ۱۳ میں کہتا ہے۔
"اگر ایک دن میں جمعہ اور عید اتفاق سے اکٹھے ہوں تو جمعہ میں رخصت آئی ہے، اگر پڑھے تو بہتر ہے۔"
پھر مولوی رحیم بخش کی بنائی ہوئی "اسلام کی تیسری کتاب" کے صـ۸۶ میں مسطور ہے۔
"**طلاق تین قسم پر ہے۔** احسن، جائز، بدعت"
پھر طلاق بدعت کی نسبت اسی صفحہ کے سطر ۶ میں کہتا ہے۔
"طلاق بدعت یہ ہے کہ ایک طہر میں تین طلاق پوری کر دے۔ یا ایک ہی دفعہ میں تین طلاق دیدے۔"
پھر صـ۸۷ میں کہتا ہے۔
"طلاق بدعت تو بعض کے نزدیک واقع ہی نہیں ہوتی۔ اور بعض کے نزدیک ہوتی ہے۔ لیکن مکروہ تین
طلاق ایک دفعہ میں یہ اختلاف ہے۔ اگر تین طلاق ایک دفعہ دیدے تو کسی کے نزدیک طلاق ہے۔ اور
کسی کے نزدیک نہیں۔ جیسے طلاق بدعت میں بیان ہوا۔"
یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے جو رحیم بخش مذکور کی صرف دو کتابوں میں سے مع نشان صفحہ وسطر آپ کے
حضور میں پیش کیا گیا۔ اب ارشاد ہو کہ مولوی رحیم بخش مذکور سنی حنفی پاک دین ہے یا کٹا پکا وہابی غیر مقلد
بدمذہب۔ اور اس کی کتابوں میں سے جو مسائل نکال کر لکھے گئے ہیں اور شناخت کے لئے ان پر لکیریں
کھینچ دی گئی ہیں۔ یہ مسائل حنفیوں کے ہیں یا لامذہب وہابیوں کے؟ پھر اگر مولوی رحیم بخش وہابی غیر مقلد
ہے اور اس کی کتابوں میں مسائل مخالف مذہب ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بصراحت موجود ہیں۔ تو

سنیوں حنفیوں کے نادان بچوں کو ایسی مذہب کی برباد کرنے والی اور مقلدوں کو لامذہب بنانے والی کتابوں کا پڑھانا جائز ہے یا حرام وناجائز؟

پھر جو شخص قصداً سنی بچوں کو ایسی کتابیں پڑھائے اور دوسرے ناواقفوں میں ان کی اشاعت کرے اور ان کے پڑھنے کی ترغیب دلائے وہ شخص خود بھی پکا وہابی اور لامذہب ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس مصنف کو سنی حنفی بتائے اور مسائل مندرجہ کی نسبت کہے کہ ایسے مسائل تو حنفیوں کی معتبر کتابوں ہدایہ وغیرہ میں بھی لکھے ہیں۔ اور ایسا اختلاف تو خود حنفیوں میں چلا آتا ہے۔ اور کہے کہ ان کتابوں کا بچوں کو ایسی صورت میں پڑھانا کہ ان کے باپ دادا اور شہر کے رہنے والے حنفی ہوں کچھ حرج نہیں بلا کراہت جائز ہے، وہ خود بھی کٹا وہابی پکا لامذہب دین کا چور سنیوں کا ٹھگ ہے یا نہیں؟ ان سب باتوں کا مفصل جواب عطا فرماکر ہم مسلمانانِ اہل سنت کو دین کے فتنے سے بچائیے۔ اور خداوند کریم سے اجر عظیم حاصل فرمائیے۔

سائلان ہم سنی حنفی مسلمانان جبیب پور ملک کاٹھیاوار۔

الجواب:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی انجانا من کید الکائدین و الصلوٰۃ والسلام علی من رد فساد المفسدین وعلی الہ وصحبہ وائمتنا المجتہدین ومقلدیھم بالعوت إلی یوم الدین۔ شخص مذکور صریح غیر مقلد وہابی ہے اور حنفیوں کا صریح مخالف و بدخواہ، اور اس کی یہ ناپاک کتاب یقیناً گمراہی وفساد پھیلانے والی اور عظیم دھوکا دینے والی اور عظیم دھوکا دیکر حنفی بچوں کے دلوں میں بچپن سے لامذہبی وگمراہی کا بیج بونے والی ہے۔ بچے جوان کسی کو اس کتاب کا پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ جو حنفی بچوں اور عامیوں میں اس ضلالت مآب کتاب کی اشاعت کرتا اور اس کے پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے حنفیہ کا دشمن، حنفیہ کا بدخواہ، خود غیر مقلد، لامذہب، گمراہی پسند گمراہ ہے۔ جو سفیہ اس کے مصنف کو سنی حنفی کہے، اور کہے کہ ایسے اختلاف خود حنفیہ میں چلا آتا ہے اور ایسے مسائل خود ہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ میں موجود ہیں۔ اور ان کا پڑھانا بلا کراہت جائز ہے، وہ خود بھی منھم اور انہیں بدمذہبوں کی دُم ہے۔

اولاً۔ مصنف ہذا کا اتنا لکھنا ہی اس کی بدمذہبی وغیر مقلدی کے اظہار کو بس تھا کہ وہ لامذہبوں کو جن کا نام اس نے انہیں لامذہبوں سے سیکھ کر اہل حدیث اور محدثین رکھا ہے اور حنفیہ کرام کو ایک پلہ میں رکھتا ہے اور ان کا اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام وائمہ اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف فروعی بتاتا اور دونوں فریق میں اتحاد مانتا ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کا ہم سے اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ بکثرت اصول دین میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے۔ ہماری تمام کتب اصول مالا مال ہیں کہ ہمارے اور جملہ ائمہ کرام اہل سنت کے نزدیک اصول شرع چار ہیں، کتاب، سنت، اجماع امت، قیاس، لامذہبوں نے اجماع وقیاس کو بالکل اڑا دیا ان کا پیشوا صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے" قیاس باطل واجماع بے اثر آمد" ان کی تمام کتابیں اس سے پر ہیں کہ

وہ سوا قرآن وحدیث کسی کا اتباع نہیں کرتے اور اجماع وقیاس کے سخت منکر ہیں۔ اور ہمارے ائمہ نے اجماع و قیاس کے ماننے کو ضروریات دین میں سے گنا ہے اور اس کے منکر کو ضروریات دین کا منکر کہا ہے ــــ اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔ پھر ہمارا ان کا اختلاف فروعی کیسے ہو سکتا ہے۔ المواقف وشرح مواقف اول مرصد خامس مقصد سادس میں ہے۔

کون الاجماع حجۃ قطعیۃ معلوم بالضرورۃ من الدین۔

(یعنی اجماع کا حجت قطعی ہونا ضروریات دین سے ہے۔)

(کشف بزدوی شریف میں ہے۔)

قد ثبت بالتواتران الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عملوا بالقیاس وشاع وضاع فیما بینھم من غیر رد وانکار۔

(بے شک تواتر سے ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قیاس پر عمل فرماتے تھے۔ اور یہ ان میں معروف ومشہور تھا جس پر کسی کو اعتراض وانکار نہ تھا۔)

اسی میں امام غزالی سے ہے)

قد ثبت بالقواطع من جمیع الصحابۃ الاجتھاد والقول بالرائی والسکوت عن القائلین بہ وثبت ذلک بالتواتر فی وقائع مشھورۃ ولم ینکرھا احد من الائمۃ فاورث ذلک علما ضروریا فکیف یترک المعلوم ضرورۃ"

(قطعی دلیلوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جمیع صحابہ کرام اجتہاد وقیاس کو مانتے تھے اور اس کے ماننے والوں پر انکار نہ کرتے تھے اور یہ مشہور واقعوں میں تواتر کے ساتھ ثابت ہوا۔ اور امت میں کسی نے اس کا انکار نہ کیا تو اس سے علم ضروری پیدا ہوا۔ تو جو بات ضروریات دین سے ہے کیسے چھوڑی جائے گی۔)

(در مختار کتاب السیر باب المرتد میں ہے۔)

اَلکفر تکذیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شئی مما جاء بہ من الدین ضرورۃ"

(ضروریات دین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کسی شے کا انکار کفر ہے۔)

بالخصوص امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیاس سے ان گمراہوں کو جس قدر مخالفت ہے، عالم آشکار ہے ان کی کتابیں "ظفر المبین" وغیرہ امام و قیاسات امام پر طعن سے مملو ہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد ثالث میں ہے۔)

رجل قال قیاس ابو حنیفۃ حق نیست یکفر کذا فی التاتارخانیہ"

(جو شخص کہے کہ امام ابو حنیفہ کا قیاس حق نہیں ہے وہ کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔)

ثانیًا: یہ چالاک مصنف خود اقرار کرتا ہے کہ اسے کسی فریق سے مخالفت نہیں۔ یہ بات لامذہب بے دین ہی کی ہو سکتی ہے۔ جسے دین و مذہب سے کچھ غرض نہیں، ورنہ دو متخالف فریقوں میں کسی سے مخالفت نہ ہونی کیونکر معقول۔

ثالثًا: لامذہبوں کا اہل سنت کے ساتھ اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام بتانا صراحۃً انہیں اہلسنت بتانا ہے۔ حالانکہ ہمارے علماء صراحۃً فرماتے ہیں کہ وہ گمراہ بدعتی جہنمی ہیں۔

(طحطاوی علی الدرالمختار جلد ۴ مطبوعہ مصر ص ۱۵۳ میں ہے)

"ھٰذا الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیۃ والحنبلیۃ رحمھم اللہ ومن کان خارجا عن ھٰذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار"

(یہ نجات والا گروہ یعنی اہلسنت و جماعت آج چار مذہب حنفی، مالکی، شافعی حنبلی میں جمع ہو گیا ہے۔ اب جو ان چاروں سے باہر ہے وہ بدمذہب جہنمی ہے۔)

اور جو بدعتیوں جہنمیوں کو اہل سنت جانے اور ان کا خلاف مثل اختلاف صحابہ مانے وہ خود بدعتی ناری جہنمی ہے۔

رابعًا: اس بیان سے غیر مقلدوں لامذہبوں کی وقعت و توقیر مسلمان بچوں کے دلوں میں جمے گی کہ ان کا اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام ہے۔ اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مَن وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام" (مشکوٰۃ شریف)

(جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔)

تو اس کتاب کا نام "اسلام کی کتاب" رکھنا نہ تھا۔ بلکہ "اسلام ڈھانے کی کتاب"

خامسًا: اس مصنف عیار نے ناداں مسلمانوں اور ان کے بے سمجھ بچوں کو کیسا سخت فریب شدید دھوکا دیا ہے کہ یہاں تو لکھ دیا کہ "وہ کسی مذہب سے تعصب نہیں رکھتا۔ ملک میں فقہا و اہل حدیث دونوں بکثرت موجود ہیں اور اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کی تعلیم مقصود ہے اس لئے دونوں فریق کا اختلاف اس میں بیان کر دیا ہے" جس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہر جگہ مذہب فریقین بیان کر دے گا کہ ہر فریق والا اپنا مذہب جان لے۔ مگر اس نے صراحۃً اس کا خلاف کیا۔ کہیں کہیں اختلاف بتایا اور وہاں بھی جا بجا دوسروں کے مذہب کو اصل حکم مسئلہ ٹھہرایا اور حنفیہ کے مذہب کو کمزور کر کے لکھا کہ بعض یوں کہتے ہیں۔ اور بہت جگہ صرف لامذہبوں کے مسئلے لکھے جو مذہب حنفی کے صریح خلاف ہیں اور اصلا اختلاف کا پتہ بھی نہ دیا جس سے مسلمان کے بچے

اسی مذہب مخالف پر جم جائیں۔ اور اپنے مذہب کی خبر بھی نہ پائیں۔ اگر وہ ابتداء میں اختلافات بتانے کا وعدہ نہ کرتا تو دھوکا اتنا سخت نہ ہوتا۔ جب مسلمان جانتے کہ اس کتاب میں حنفیہ وغیر حنفیہ سب کے مسائل گھال میل ہیں بے تمیز ہیں تو مسلمان اس کتاب سے بچتے۔ اب کہ ان کو یہ دھوکا دیا کہ جہاں اختلاف ہے دونوں مذہب بتا دیئے جائیں گے تو ان کو اطمینان ہو گیا کہ اپنا مذہب لیں گے دوسروں کا چھوڑ دیں گے۔ اب کیا یہ گیا کہ کہیں کہیں اختلاف بتا کر بکثرت موقع پر مذہب لکھا دوسروں کا اور اختلاف اصلاً نہ بتایا۔ تو ناواقفوں کو صاف بتا دیا کہ یہ مسئلے متفق علیہ ہیں۔ ان پر بے تکلف عمل کرو، یہ کتنی بڑی دغا بازی اور مسلمان بچوں کی بد خواہی ہے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص سبیل لگائے اور اشتہار دیدے کہ ان میں جو آبخورے ناپاک یا تمہارے مذہب کے خلاف ہیں ان پر چٹ لگادی ہے اور بعض پر تو چٹ لگائے باقی بہت ناپاک آبخورے بے چٹ کے ملا دیئے تو وہ صراحۃً دغا بازی و بے ایمانی کر رہا ہے۔ اگر وہ اتنا ہی کہتا کہ اس میں کچھ آبخورے نجس بھی ہیں تو کوئی مسلمان انہیں ہاتھ نہ لگاتا۔ چٹ کے دھوکے نے مسلمانوں کو فریب دیا۔ غیر مقلدوں کے طور پر سور کی چربی حلال ہے اور شراب و خون پاک ہے۔ یہ کتاب ایسی ہوئی کہ کسی غیر مقلد نے کوئی دعوت کی اور اعلان کر دیا کہ جس سالن میں گھی ہے وہ حنفیہ کے لئے پکایا ہے۔ اور جس میں سور کی چربی ہے وہ ان غیر مقلدوں اہلحدیث کے لئے پکا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ حنفیہ کا کھانا چینی برتنوں میں ہے اور غیر مقلدوں کو پیتل کے بٹوے میں۔ اور پھر کرے یہ کہ بہت سالن سور کی چربی والا چینی کے برتنوں میں رکھدے، تو ہر ذی عقل صاحب انصاف یہی کہیگا کہ یہ شخص سخت مفسد ہے اور بڑے فساد کا بیج بوتا ہے۔

اس وقت اس کی دوسری کتاب ہمارے پیش نظر ہے۔ اس سے اسی قسم کے چند اقوال التقاط کئے جاتے ہیں ۔۔

(۱) "کچھ سر کا مسح فرض ہے" حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ حنفیہ کرام کے نزدیک ربع سر کا مسح فرض ہے۔ اگر ربع سے کم کا کرے گا۔ ہرگز نہ وضو ہوگا نہ نماز ہوگی۔ (ہدایہ ص ۳)

المفروض فی مسح الراس مقدار الناصیۃ وھو ربع الراس"

(سر کے مسح میں مقدار ناصیہ فرض ہے اور وہ چوتھائی سر ہے۔)

(۲،۳) "بول و براز سے وضو لوٹ جاتا ہے۔ "خون نکلنے اور قے کرنے سے وضو بہتر ہے" حنفیہ کے نزدیک خون بہہ کر نکلنے یا منہ بھر کرتے ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ وضو کرنا فقط بہتر ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ (ہدایہ ص ۳۳)

"نواقض الوضوء الدم والقیٔ ملأ الفم"

(وضو توڑنے والے بہتا ہوا خون اور منہ بھر کرتے ہیں)

(۴) حاشیہ ۹" بعض کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے گو ٹوٹنے پر کوئی دلیل کافی نہیں تاہم اختلاف سے نکلنا بہتر ہے نکسیر کا بھی یہی مسئلہ ہے۔" یہاں صراحۃ نکسیر کے بارے میں حنفی مذہب

کے مسئلہ کو بے دلیل کہا اور اس سے بہتر بتایا۔ حالانکہ حنفیہ کے نزدیک اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
(ہدایہ صہ ۳۵)

"و نزل من الرأس الى ما لان من الانف نقض الوضوء بالاتفاق"

(نکسیر کا خون سر سے اتر کر ناک کے نرم بانسے تک آیا تو ہمارے تمام اماموں کے نزدیک وضو ٹوٹ گیا۔

(۵) صہ ۱۱ غسل کے فرائض میں صرف اتنا لکھا ہے کہ "سارے بدن پر پانی ڈالنا فرض ہے"۔ حالانکہ مذہب حنفی میں غسل کے تین فرض ہیں۔ کلی اور ناک میں پانی پہنچانا۔ اور سارے بدن پر پانی ڈالنا۔ (ہدایہ صہ ۳۶)

"فرض الغسل المضمضة والاستنشاق وغسل سائر البدن"

(کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا، اور پورے بدن کو دھونا غسل میں فرض ہے۔)

(۶) صہ ۱۳ وہ کہ حائل نے دربارۂ حیض نقل کیا "اصل یہ ہے کہ یہ امر عورت کی عادت اور طبیعت پر منحصر ہے"۔ یہ صراحۃً مذہب حنفی کا رد ہے۔ حنفیہ کے حیض نہ تین رات دن سے کم ہو سکتا ہے نہ دس رات دن سے زائد۔
(ہدایہ صہ ۶۲)

"اقل الحیض ثلثة ایام ولیالیها وما نقص من ذلك فهو استحاضة واکثره عشرة ایام والزائد استحاضة"

(کم از کم حیض کی مقدار تین دن تین رات اور اس سے کم ہو تو استحاضہ ہے۔ اور اکثر مدت دس دن دس رات، اس سے زائد ہو تو استحاضہ ہے۔)

(۷) صہ ۱۵ وہ کہ سائل نے نقل کیا کہ "پانی کی طبیعت پاک ہے" حنفیہ کے نزدیک تھوڑا پانی ایک قطرہ نجاست سے بھی ناپاک ہو جائے گا۔ بلکہ یہاں جو اس غیر مقلد نے فقط مزے اور بو کے بدلنے پر مدار رکھا، اجماع تمام امت کے خلاف ہے کہ نجاست کے سبب رنگ بدلنے سے بھی بالاجماع پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ مزہ اور بو نہ بدلے۔ (درمختار باب المیاہ)

"ینجس الماء القلیل بموت بط وبتغیر احد اوصافه من لون او طعم اوریح وینجس الکثیر ولو جاریا اجماعا واما القلیل فینجس وان لم یتغیر"

(تھوڑے پانی میں بط مر جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔ اور رنگ، بو اور مزہ میں سے کچھ بدل جائے تو بھی ناپاک ہو جائے گا۔ ان تینوں میں سے کسی ایک کے بدلنے سے کثیر بلکہ جاری پانی بھی ناپاک ہو جائے گا یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ اور قلیل تو بلا تغیر نجاست پڑتے ہی ناپاک ہوگا۔

(۸) صہ ۲۵ "عشا کی نماز کا وقت آدھی رات تک اور وتر کا اخیر رات تک ہے"۔ یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ ائمہ اربعہ کے خلاف ہے چاروں اماموں کے نزدیک عشاء کا وقت طلوع فجر تک رہتا ہے۔ (ردمختار)

"وقت العشاء والوتر الی الصبح" (میزان الشریعۃ الکبریٰ)

(عشاء اور وتر کا وقت صبح تک ہے)

"وقت العشاء یدخل اذا غاب الشفق عند مالک والشافعی واحمد ویبقی الی الفجر"

(عشاء کا وقت شفق غائب ہوتے ہی شروع ہوتا ہے اور فجر تک باقی رہتا ہے۔ یہ امام مالک، امام شافعی اور احمد بن حنبل کا مذہب ہے۔)

(۹) ط ۲۶ "پردہ زیر ناف سے گھٹنوں کے اوپر تک فرض ہے" حنیفہ کے مذہب میں گھٹنے بھی ستر میں داخل ہیں تو نماز میں گھٹنے کھلے رکھنے کی اجازت حنفی مذہب کے خلاف بھی ہے اور نماز میں بے ادبی کی تعلیم بھی۔ (در المختار)

"الرابع ستر عورته وهو للرجل ما تحت سرته الی ما تحت رکبته"

(چوتھی شرط ستر عورت ہے۔ مرد میں یہ حصہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے۔)

(۱۰) ص ۲۷ "آزاد عورت کو منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا سب بدن چھپانا فرض ہے۔ باندی کو اکثر منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا پیٹ اور پیٹھ اور باقی بدن کا چھپانا دونوں پر فرض کیا۔ فقط فرق یہ رکھا کہ آزاد عورت کے لئے سارا منہ مستثنیٰ کیا۔ اور باندی کے لئے اکثر منہ، اس کا حاصل یہ ہوا کہ باندی کا ستر آزاد کے ستر سے زائد ہے کہ اسے نماز میں سارے منہ کھولنے کی اجازت ہے اور باندی کو کچھ منہ کا حصہ چھپانا بھی فرض ہے۔ یہ تمام جہان میں کسی مسلمان کا قول نہیں۔ ایسے ہی دل ساختہ مسائل کی اشاعت کا نام اشاعت دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتا ہے۔ (درمختار میں ہے)

"ماهو عورة منه عورة من الامة مع ظهرها وبطنها وجنبها وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين"

(مرد کا جو حصہ جسم عورۃ ہے باندی کا بھی اتنا حصہ عورۃ ہے پیٹھ، پیٹ اور پہلو کے ساتھ ساتھ اور آزاد عورت کا چہرہ ہتھیلی اور قدم کے علاوہ سب عورۃ ہے۔)

(۱۱) ص ۲۷ مقتدی کو امام کے اقتدار کی نیت بھی کرنی چاہیئے امام مالک کے نزدیک بالکل نہیں ہوتی" یہاں سے صاف ظاہر ہوا کہ مذہب حنفی میں مقتدی کو نیت اقتدار کی ضرورت نہیں، صرف اولیٰ ہے اگر نہ کرے گا جب بھی نماز ہو جائے گی۔ (الهدایہ ص ۹۱)

"اِنْ کان مقتدیا بغیره ینوا الصلوٰة ومتابعته لانه یلزمه فساد الصلوٰة من جهته فلا بد من التزامه عالمگیری ص ۶۶ الاقتداء لایجوز بدون النیة کذا فی فتاوی قاضیخان"

(اگر دوسرے کی اقتدا کر رہا ہو نماز کے ساتھ اس کے اقتدار کی نیت بھی ضروری ہے کیونکہ امام کی نماز فاسد ہو تو مقتدی پر بھی اثر پڑے گا۔ تو مقتدی کو اسے اپنے ذمہ لازم کرنا ضروری ہے)

عالمگیری اور قاضیخان میں ہے کہ اقتدار بغیر نیت کے جائز نہیں۔)

(۱۲) ص۲۹ "تصویر دار کپڑے میں نماز نہیں ہوتی" یہ غلط ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ مکروہ ہوتی ہے۔ (ہدایہ ص۱۲۶)

"ولبس ثوبا فیہ تصاویر یکرہ والصلوٰۃ جائزۃ لاستجماع شرائطہا"

(تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھی تو مکروہ ہوتی۔ چونکہ سب شرطیں پائی جا رہی ہیں اس لئے نماز ہو جائیگی)

(۱۳) ص۲۹ "ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکا ہو تو نماز نہیں ہوتی" یہ شریعت مطہرہ پر افتراء ہے، اس صورت میں نماز نہ ہونا کسی کا مذہب نہیں بلکہ تہبند لٹکانا بہ نیت تکبر نہ ہو تو نا جائز بھی نہیں۔ جائز و روا ہے، صرف خلاف اولی ہے۔ (عالمگیری ص۲۳۳)

"اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیھۃ کذا فی الغرائب"

(ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا اگر براہ تکبر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ ایسا ہی غرائب میں ہے۔)

(۱۴) ص۳۰ "مسجد کے سوا نماز بلا عذر نہیں ہوتی" یہ بھی غلط ہے نماز بلا شبہ ہو جاتی ہے مگر مسجد کی جماعت گھر کی جماعت سے افضل ہے اور بلا عذر ترک مسجد فی نفسہ ممنوع ہے مگر مانع نماز نہیں۔ (ردالمختار ص۵۵۸)

"الاصح انہا کاقامتہا فی المسجد الا فی الافضلیۃ"

(صحیح یہی ہے کہ جیسے مسجد میں جماعت قائم کرنا اسی طرح گھر میں۔ مگر مسجد والی افضل ہے۔)

(۱۵) ص۳۲ فقہا کے نزدیک الحمد پڑھنا صرف امام کے لئے ہی واجب ہے" یہ اس نے فقہا پر محض افترا کیا۔ صرف اور یہی دو کلمے حصر کے جمع کر دیئے۔ حالانکہ ہمارے ائمہ کے نزدیک امام و منفرد سب پر سورۂ فاتحہ واجب ہے۔ صرف مقتدی ممنوع ہے۔ (درالمختار میں ہے۔)

"لہا واجبات ھی قرأۃ الفاتحۃ الکتاب وضم سورۃ فی الاولیین من الفرض وفی جمیع رکعات النفل والوتر"

(نماز میں کچھ واجب ہیں جیسے سورہ فاتحہ کا پڑھنا اور فرائض کی پہلی دو رکعتوں اور نوافل کی تمام رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت ملانا اور وتر میں بھی۔)

اسی میں ہے۔

"والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ"

(مقتدی نہ سورت ملائے نہ فاتحہ پڑھے۔ قرأت بالکل نہ کرے۔)

(۱۶) ص۳۲ "مغرب و عشاء و فجر میں قرأت آواز سے پڑھنی اور ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنی سنت ہے" یہ بھی غلط ہے حنفی مذہب میں یہ صرف سنت نہیں بلکہ امام پر واجب ہے۔

درمختار میں واجباتِ نماز میں ہے۔

"ویجہر الامام والاسرار للکل فیما یجہر فیہ ویسر"

(اور امام کے لئے جہر نماز میں جہر اور سری میں سب کے لئے سر واجب ہے۔)

(۱۷) ص۲۳ "پہلی دو رکعتوں میں سورۃ ملانی سنت ہے" حنفی مذہب میں یہ بھی واجب ہے۔

(درمختار کی عبارت جو گذری)

(۱۸) ص۲۳ "رکوع میں پیٹھ کو سر کے برابر کرنا فرض ہے" یہ محض افترا ہے۔ مذہب حنفی میں فقط سنت ہے نہ فرض نہ واجب۔ (درمختار)

"لیس ان یبسط ظہرہ غیر رافع ولا منکس راسہ"

(سنت یہ ہے کہ پیٹھ کو بچھا دے نہ سر کو بلند کرے نہ پست۔)

(۱۹، ۲۰) ص۲۴ "سجدہ سے سر اٹھا کر دو زانو بیٹھنا اور ٹھہرنا فرض ہے، رکوع سے اٹھ کر تسبیح کے برابر کھڑا رہنا فرض ہے" یہ بھی محض افترا ہے۔ دو زانو بیٹھنا صرف سنت ہے بلکہ حنفی میں اصل بیٹھنا بھی فرض نہیں بلکہ واجب ہے۔ بلکہ اصل مذہب مشہور حنفی میں اس جلسہ کو صرف سنت کہا۔ یہی حال رکوع سے کھڑے ہونے کا ہے۔ (ردالمختار ص۴۸۳)

"یجب التعدیل فی القومۃ من الرکوع والجلسۃ بین السجدتین و تضمن کلامہ وجوب نفس القومۃ والجلسۃ ایضاً"

(رکوع سے کھڑے ہوتے وقت (قومہ) اور دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ) میں تعدیل واجب ہے اور ان کے کلام سے خود قومہ اور جلسہ کا وجوب بھی مفہوم ہے۔)

نیز ص۴۸۴

"أما القومۃ والجلسۃ وتعدیلہما فالمشہور فی المذہب السنیۃ وروی وجوبہا"

(قومہ اور جلسہ اور ان دونوں کی تعدیل مذہب میں مشہور یہی ہے کہ یہ سنت ہیں اور ان کے وجوب کی بھی روایت ہے۔)

(۲۱) ص۲۵ "نماز کے سب فعلوں کو بالترتیب ادا کرنا سنت ہے" مذہب حنفی میں بہت ترتیبیں فرض اور بہت واجب ہیں فقط سنت کہنا جہل و افترا ہے۔

"بقی من الفروض ترتیب القیام علی الرکوع والرکوع علی السجود والقعود الاخیر علی ما قبلہ۔" (درمختار)

(فرض ترتیبوں میں سے قیام کی ترتیب رکوع پر اور رکوع کی ترتیب سجدہ پر اور قعود اخیرہ کی اپنے ماقبل پر)

اسی کے واجبات نماز میں ہے۔

"ورعاية الترتيب بين القرأة والركوع فيما يتكرر اما فيما لا يتكرر ففرض كما مر"
(رکوع اور قرأت کے درمیان ترتیب جو مکرر ہو واجب ہے اور جو مکرر نہ ہو اس میں فرض ہے)

(۲۲) ص۳۶ "آخر کا التحیات اکثر کے نزدیک فرض اور بعض کے نزدیک سنت ہے" مذہب حنفی میں یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔ نہ فرض ہے نہ سنت بلکہ واجب۔ درمختار باب واجبات الصلوٰۃ میں ہے۔ والتشہدان
(اور دونوں تشہد واجب ہیں)

(۲۳، ۲۴، ۲۵) "دائیں بائیں طرف سلام پھیرنا فرض ہے" اس نے تین فرض کیں۔ سلام پھیرنا، اس کا دائیں طرف ہونا، اور بائیں طرف ہونا۔ اور یہ تینوں باطل ہیں۔ ان میں کچھ بھی فرض نہیں۔ لفظ سلام صرف واجب ہے۔ اور دائیں بائیں منہ پھیرنا سنت۔ درمختار واجبات نماز میں ہے۔ ولفظ السلام (سلام کرنا واجب ہے) مراقی الفلاح ص۱۲۹

"يسن الالتفات يمينا ثم يسارا بالتسليمتين"
(دونوں سلاموں کے ساتھ دائیں اور بائیں مڑنا سنت ہے۔)

(۲۶، ۲۷) "اگر قرآن شریف پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ امام بنے جو زیادہ عالم ہو، اگر علم میں سب برابر ہوں تو وہ لائق ہے جو علم زیادہ رکھتا ہو، پھر جو زیادہ قاری ہو، جو زیادہ شبہات سے بچنے والا ہو، پھر جو عمر میں بڑا یعنی اسلام میں مقدم ہو۔

درمختار میں ہے۔

"الاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوٰة ثم الاحسن تلاوة وتجويدا ثم الاكثر اتقاء للشبهات ثم الاسن اى الاقدم اسلاما"
(امامت کا زیادہ مستحق مسائل نماز کا سب سے زائد جاننے والا ہے۔ پھر جو تلاوت اور تجوید میں اچھا ہو۔ پھر جو شبہات سے زائد بچنے والا ہو۔ پھر زائد عمر والا یعنی قدیم الاسلام)

(۲۸) ص۴۲ "جو اکیلا نماز پڑھے اگر پھر اس وقت کی جماعت مل جائے تو جماعت میں شریک ہو جائے" یہ مطلق حکم بھی فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ مذہب حنفی میں جس نے فجر یا عصر یا مغرب پڑھ لی دوبارہ کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ (درمختار)

"من صلى الفجر والعصر والمغرب مرة يخرج وان اقيمت"
(جس نے فجر، عصر اور مغرب پڑھ لی وہ ان کی جماعت کے وقت مسجد سے نکل جائے اگرچہ اقامت ہو چکی ہو)

(۲۹) ص۴۲ "جو شخص صف کے پیچھے اکیلا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی"۔ یہ بھی محض افترا ہے۔ بلا ضرورت ایسا کرنے میں صرف کراہت ہے۔ نماز یقیناً ہو جائے گی۔

درمختار میں ہے۔

"قد منا کراھۃ القیام خلف صف منفردا بل یجذب احدا من الصف لکن قالوا فی زماننا ترکہ اولی ولذا قال فی البحر یکرہ وحدہ الا اذالم یجد فرجۃ۔"

(ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ صف کے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ صف میں سے کسی کو کھینچ لے لیکن ہمارے زمانہ میں ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ اسی لئے بحر میں فرمایا کہ اکیلے کھڑا ہونا تب مکروہ ہے کہ صف میں گنجائش ہو۔)

(۳۰) ص۵۳ "نماز استخارہ سنت ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر سو رہے۔" یہ سنت پر افترا ہے سو رہنے کا ذکر کہیں حدیث میں نہیں۔

(۳۱) ص۵۴ وہ جو سائل نے کیا "جن نمازوں میں قصر کا حکم ہے ان میں سنت بھی معاف ہے۔" یہ محض جہالت ہے۔ حالت قرار میں کسی نماز کی سنت معاف نہیں۔ اور حالت فرار میں سب کی معاف ہیں مطلقاً معافی کا حکم دینا غلط۔ اور اس معافی کو قصر کے ساتھ خاص کرنا دوسری غلطی۔ (درمختار)

"یأتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی حال خوف وفرار لا یاتی بھا ھو المختار۔"

(مسافر حالت امن وقرار میں سنتیں پڑھے گا۔ اور حالت خوف وفرار میں نہیں پڑھے گا۔ یہی پسندیدہ مسلک ہے۔)

(۳۲،۳۳) ص۵۵ "جب کسی دشمن یا درندہ وغیرہ کا خوف ہو تو چار رکعت نماز فرض سے دو رکعت پڑھنا جائز ہے۔" یہ محض غلط ہے مسافر پر چار رکعت فرض کی دو پڑھنی ویسے ہی واجب ہے اگرچہ کچھ خوف نہ ہو۔ اور غیر مسافر کو چار رکعت فرض کی دو پڑھنی اصلاً جائز نہیں۔ اگرچہ کتنا ہی خوف ہو۔ (درمختار)

"من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ قاصدا مسیرۃ ثلثۃ ایام ولیا لیھا صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا۔"

(جو موضع اقامت کی آبادی سے تین رات کی مسافت کا قصد کر کے نکلے وہ چار رکعت والی نمازوں کو دو پڑھے اور ایسا کرنا واجب ہے۔)

اسی میں ہے۔

"صلوٰۃ الخوف جائزۃ بشرط حضور عدو وسبع فیجعل الامام طائفۃ بازاء العدو ویصلی باخری رکعۃ فی الثنائی ورکعتین فی غیرہ۔"

(خوف کی نماز جائز ہے جب دشمن یا درندہ سامنے ہو۔ تو امام اپنی جماعت کے دو حصہ کر کے ایک

کو دشمن کے مقابلہ میں چھوڑے گا اور ایک کو دو رکعت ولی میں ایک اور چار والی میں دو رکعت پڑھائیگا)

(۳۴) ص۵۹" کوئی نماز دیدہ ودانستہ قضا ہوجائے تو اس کا ادا کرنا واجب ہے" اس کے یہ معنیٰ ہوتے کہ نادانستگی میں قضا ہو جائے تو اس کا قضا کرنا واجب نہیں۔ یہ محض افتراء و اغواء ہے۔

(۳۵) ص۶۳ جو سائل نے نقل کیا" جو خطبہ میں آکر شامل ہو دو رکعت نفل پڑھ کر بیٹھے" مذہب حنفی میں خطبہ ہوتے وقت ان رکعتوں کا پڑھنا حرام ہے۔

درمختار میں ہے۔

"اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامها"

(جب امام خطبہ کے لئے نکلے تو اختتام خطبہ تک نہ کوئی نماز جائز ہے نہ بات چیت۔)

(۳۶) ص۶۳ وہ جو سائل نے نقل کیا" جو شخص دوسری رکعت کے قیام سے پیچھے ملے اس کا جمعہ نہیں ہوتا وہ ظہر پڑھے" غلط اور افتراء ہے۔ مذہب حنفی میں تو اگر التحیات یا سجدۂ سہو بھی امام کے ساتھ پالیا تو جمعہ ہی پڑھے گا۔ اور امام محمد کے نزدیک بھی دوسری رکعت کا رکوع پانے والا جمعہ پڑھتا ہے حالانکہ وہ بھی دوسری رکعت کے قیام کے بعد ملا۔ (ہدایہ ص۱۵۳)

من ادرک الامام یوم الجمعۃ صلی معہ ما ادرکہ وبنی علیہ الجمعۃ وان کان ادرکہ فی التشھد او فی سجدۃ السھو بنی علیھا الجمعۃ عندھما وقال محمد ان ادرک معہ اکثر الرکعۃ الثانیۃ بنی علیھا الجمعۃ"

(جس نے امام کو جمعہ پڑھتے پایا تو جو امام کے ساتھ ملے وہ پڑھے اور بقیہ جمعہ کی نماز پوری کرے چاہے تشہد اور سجدۂ سہو میں ہی امام کو پایا۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ پانے کے لئے دوسری رکعت کا اکثر حصہ پانا ضروری ہے۔ تبھی جمعہ کی بنا کر سکے گا۔)

(۳۷) ص۶۴" تین آدمی بھی جمع ہوجائیں تو جمعہ پڑھ لے" یہ بھی ہمارے امام کے خلاف ہے۔ کم سے کم چار آدمی درکار ہیں۔

درمختار میں ہے۔

"والسادس الجماعۃ واقلھا ثلثۃ رجال سوی الامام"

(چھٹی شرط جماعت ہے جس کی کم سے کم تعداد امام کے علاوہ تین آدمی ہیں۔)

(۳۸) ص۶۴" عید کی نماز ہر مسلمان پر واجب ہے۔ مرد ہو یا عورت" یہ بھی غلط ہے۔ مذہب حنفی میں عورتوں پر نہ جمعہ ہے نہ عید۔ (ہدایہ ص۱۵۵)

"تجب صلاۃ العید علی کل من تجب علیہ صلاۃ الجمعۃ"

(نماز عیدان تمام لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے۔) (ص ۱۵۲)

"لاتجب الجمعۃ علی مسافر ولا امرأۃ"

(جمعہ عورت اور مسافر پر واجب نہیں ہے۔)

(۳۹) ص ۶۵ "دونوں عیدین جب بارش وغیرہ کا عذر ہو مسجد میں جائز ہے" اس کے معنی یہ ہوئے کہ جب بارش وغیرہ کا عذر نہ ہو تو مسجد میں ناجائز ہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ (درمختار)

"الخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العید سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع"

(جامع مسجد کشادہ ہو تب عید کی نماز کے لئے ویرانہ میں جانا سنت ہے۔)

(۴۰) ص ۶۶ "بکری بھینگی ناجائز ہے" یہ بھینگی کا حکم بھی غلط لکھ رہا ہے۔ مذہب حنفی میں بھینگی بکری کی قربانی جائز ہے۔ (ردالمختار ص ۳۱۸)

"وتجوز الحولاء ما فی عینہا حول"

(بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔)

(۴۱) ص ۶۳ وہ جو سوال میں منقول ہوا "ایک دن میں جمعہ و عید اکٹھے ہوں تو جمعہ میں رخصت آئی ہے لیکن پڑھنا بہتر ہے" یہ بھی غلط ہے۔ حنفی مذہب میں عید واجب اور جمعہ فرض ہے۔ کوئی متروک نہیں ہوسکتا۔ (ہدایہ ص ۱۵۵)

"وفی الجامع الصغیر عیدان اجتمعا فی یوم واحد فالاول سنۃ والثانی فریضۃ ولا یترك واحد منہما"

(جامع صغیر میں ہے کہ دو عیدین کے ایک دن جمع ہوں تو اوّل سنت اور دوسری فرض ہے اور ان میں کوئی ترک نہ کی جائے گی۔)

(۴۲) ص ۶۶ "عید کے پیچھے تین دن تک قربانی درست ہے" حنفی مذہب میں صرف بارہوں تک قربانی جائز ہے۔

"تجب التضحیۃ من فجر یوم النحر الی اخر ایامہ وھی ثلثۃ افضلہا اولہا"

(دسویں تاریخ کی صبح سے آخری دن تک قربانی جائز ہے اور یہ کل تین دن ہیں۔ پہلا دن سب سے افضل ہے۔) (درمختار)

(۴۳) ص ۶۷ "خاوند اگر اپنی عورت کو غسل دے جائز ہے" مذہب حنفی میں محض ناجائز ہے۔ (درمختار)

"ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لامن النظر الیہا علی الاصح"

(صحیح تر مذہب یہ ہے کہ شوہر کو اپنی عورت کے غسل دینے اور چھونے سے منع کیا جائے گا البتہ دیکھنے سے نہیں روکا جائے گا۔)

(۴۴) ص۸۰ "شہید پر نماز پڑھنی ضروری نہیں" مذہب حنفی میں ضروری ہے۔ (درمختار باب الشہید)

"یصلی علیہ بلا غسل"

(شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کو غسل نہیں دیا جائے گا۔)

(۴۵) ص۸۰ "جو جنازہ میں نہ مل سکے قبر پر پڑھلے" مذہب حنفی میں جو جنازہ میں نہ مل سکے اب وہ کہیں نہیں پڑھ سکتا کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ مگر اس حالت میں کہ پہلی نماز اس نے پڑھی ہو جسے ولایت نہ تھی۔ (درمختار)

"ان صلی غیر الولی ولم یتابعہ الولی اعاد الولی ولو علی قبرہ ان شاء ولیس لمن صلی علیھا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع"

(اگر ولی کے علاوہ نے نماز جنازہ پڑھی اور ولی شریک نہ تھا تو ولی قبر پر بھی نماز دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔ مگر جو پہلے پڑھ چکا اس کو دوبارہ پڑھنے کی اجازت نہیں کہ نماز جنازہ کی تکرار غیر مشروع ہے۔)

(۴۶) ص۸۵ "جو مر جائے اور اس پر فرض روزے رہ جائیں اس کے ولی کو چاہیئے کہ اس کی طرف سے روزہ رکھے" مذہب حنفی میں کوئی دوسرے کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا۔ (ہدایہ ص۲۰۵)

"لا یصوم عنہ الولی ولا یصلی لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد"

(میت کی طرف سے اس کا ولی نہ تو نماز پڑھے نہ روزہ رکھے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کسی طرف سے روزہ نہ رکھے نہ نماز پڑھے۔)

(۴۷) ص۹۳ "ہر مسلمان امیر و غریب پر صدقہ فطر واجب ہے" مذہب حنفی میں صرف غنی پر واجب ہے فقیر پر ہرگز نہیں۔

"صدقۃ الفطر واجبۃ علی الحر المسلم اذا کان مالکا لمقدار النصاب فاضلا عن مسکنہ وثیابہ واثاثہ وفرسہ وسلاحہ وعبیدہ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا صدقۃ الا عن ظھر غنا"

(ہدایہ ص۱۹۰)

(صدقہ فطر آزاد مسلمان پر اس وقت واجب ہے کہ اس کے مکان، کپڑے، سامان، خانہ داری، گھوڑے ہتھیار اور خادموں کے علاوہ مقدار نصاب بھر سرمایہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدقہ مالداری کے بعد واجب ہوتا ہے۔)

(۴۸) ص۹۳ "صدقہ فطر عورت کا خاوند کو لازم ہے" یہ بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے۔ (ہدایہ ص۱۹۱)

"لا یؤدی عن زوجتہ"

(مرد پر عورت کا صدقہ فطر دینا ضروری نہیں)

(۴۹) صـ۹۲ صدقہ فطر نماز سے پیچھے ناجائز ہے " یہ بھی محض غلط ہے۔

"ان اخروھا عن یوم الفطر لم تسقط وکان علیھم اخراجھا" (ہدایہ صـ۱۹۳)

(عید کے دن صدقہ فطر ادا نہ کیا تو ذمہ سے ساقط نہ ہوا۔ ادا کرنا ضروری ہے۔)

(۵۰) صـ۹۴ " اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے سال بھر میں جب کیا جائے جائز ہے۔ رمضان شریف کے پچھلے عشرہ افضل ہے " مذہب حنفی میں پچھلے عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔ (عالمگیری صـ۲۱۱)

"الاعتکاف سنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان"

(رمضان شریف کے عشرہ اخیر کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔)

یہ چھوٹے چھوٹے گنتی کے اوراق ہیں اس کے پچاس دھوکے ہیں۔ اور بہت چھوڑ دیئے۔ اور صرف اس کی ایک کتاب ہی پیش نظر ہے۔ باقی تیرہ میں خدا جانے اپنے دین و دیانت کو کیا کچھ تین تیرہ کیا ہوگا اس کے حمایتی دیکھیں کہ ہدایہ وغیرہ حنفیہ کی معتبر کتابوں میں، مسائل خلافیہ لکھنے کا یہی طریقہ ہے؟ کہ غیر مذہبوں بلکہ لامذہبوں کے مسائل لکھ جائیں اور انہیں کو احکام خدا و رسول ٹھہرائیں اور مذہب حنفی کا نام بھی زبان پر نہ لائیں۔ یہ صریح دغابازوں، فریبیوں، بددیانتوں، مفسدوں و دشمنان حنفیہ کا کام ہے۔ تو یہ مصنف اور اس کے حمایتی جتنے ہیں سب مذہب حنفی کے دشمن اور حنفیہ کے بدخواہ ہیں مسلمانوں پر ان سے احتراز فرض ہے۔ قد بدت البغضاء من افواھھم (منہ سے دشمنی ظاہر ہوچکی) وما تخفی صدورھم اکبر (اور دلوں میں اور زیادہ زہر بھرا ہوا ہے) قد بینا الآیات لقوم یعقلون (سمجھ داروں کے لئے ہم نے نشانیاں بیان کر دیں) نسئل اللہ العفو والعافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم، واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

مسئلہ: از صدر بازار کراچی متصل مسجد قصابان مجلس جمعیۃ الاحناف مرسلہ سید محمد حسن قادری ناظم ۲۸ رجب ۱۳۴۳ھ۔

مبسملا و محمدا و مصلیا و مسلما کیا حکم ہے علمائے اہل سنت نصرہم اللہ تعالٰی وایدہم اس سوال میں کہ آج کل ایک انجمن بنام "خدام کعبہ" مشہور ہوئی ہے جس کے اشتہارات اخبارات میں اکثر عام و خاص کی نظر سے گذر چکے ہیں۔ اور اس انجمن کے نمائندے اور سفراء جابجا پھیلے ہوئے ہیں اور بعض مقامات میں وفد کے طور پر بھی پہنچا کرتے ہیں جن کا مقصود جابجا کوچہ کوچہ محلہ بہ محلہ ہر شہر سے چندہ اکٹھا کرنا ہے۔ اور ان نمائندوں کے بیان ہیں کہ یہ چندہ خدمت کعبہ میں صرف کیا جائے گا۔ اور ایک حصہ سلطان معظم خلد اللہ ملکہ کو بھیجا جائے گا۔ اور حجاج کے واسطے آگبوٹ مہیا کئے جائیں گے۔ ایا ہمارے علمائے مشاہیر اہل سنت وجماعت

الحدیث کما ینبغی لہ یعنی یہ حدیث معراج امام ابن شہاب زہری نے حضرت انس بن مالک انھوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور قتادہ نے حضرت انس بن مالک انھوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ان روایات میں اصلاً ان الفاظ کا پتہ نہیں اور بیشک شریک نے روایت میں وہ باتیں ذکر کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث جیسی چاہیے انھیں یاد نہ تھی **ضرب ۹۷۔** وجوہ مخالفت بیان کرکے فرمایا۔ ثم ان ھٰذہ القصۃ بطولہا انما ھی حکایۃ حکاھا شریک عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ من تلقاء نفسہ لم یعزھا الی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا رواھا عنہ ولا اضافہا الی قولہ وقد خالفہ فیما تفرد بہ منہا عبد اللہ بن مسعود وعائشۃ وابوھریرۃ رضی تعالیٰ عنہم وھم احفظ واکبر واکثر یعنی پھر یہ قصہ حدیث مرفوع نہیں شریک نے صرف حضرت انس کا اپنا قول روایت کیا ہے جسے نہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا نہ حضور کا قول روایت کیا اور ان سے الفاظ میں ان کی مخالفت فرمائی حضرت عبداللہ بن مسعود وحضرت ام المومنین صدیقہ وحضرت ابوہریرہ رضی تعالیٰ عنہم نے اور وہ حفظ میں زائد عمر میں زائد عدد میں زائد **ضرب ۹۸۔** پھر امام ابوسلیمٰن خطابی سے نقل فرمایا وفی الحدیث لفظۃ اخری تفرد بہا شریک ایضا لم یذکرھا غیرہ وھی قولہ فقال وھو مکانہ والمکان لا یضاف الی اللہ تعالیٰ سبحٰنہ انما ھو مکان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومقامہ الاول الذی اقیم فیہ یعنی یہ لفظ مکان بھی صرف شریک نے ذکر کیا اوروں کی روایت میں اس کا پتہ نہیں اور مکان اللہ سبحنہ وتعالیٰ کی طرف منسوب نہیں اس سے مراد تو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان اور حضور کا وہ مقام ہے جہاں اس نزول سے پہلے قائم کئے گئے تھے۔ کیوں کیجے تو نہ ہوئے ہوگے مگر تو بہ دہائی گمراہ کو جا کہاں۔ **ضرب ۹۹۔۱ قول** مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسند سیدنا ابی سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ایک بار اس سند سے مروی حدثنا ابوسلمۃ انا لیث عن یزید بن الہاد عن عمرو عن ابی سعید الخدری دوبارہ یوں حدثنا یونس ثنا لیث الحدیث سنداً ومتناً ان میں صرف اس قدر ہے کہ رب عزوجل نے فرمایا بعزتی وجلالی مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ارتفاع مکانی کا اصلاً ذکر نہیں سہ بارہ اس سند سے روایت فرمائی حدثنا یحیی بن اسحٰق انا ابن لہیعۃ عن دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید الخدری۔ یہاں سرے سے قسم کا ذکر ہی نہیں صرف اتنا ہے کہ قال الرب عزوجل لا ازال اغفر لہم ما استغفرونی رب عزوجل نے فرمایا میں انہیں ہمیشہ بخشتا رہونگا جب تک وہ مجھ سے استغفار کریں گے۔ امام اجل حافظ الحدیث عبدالعظیم منذری نے بھی یہ حدیث کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ مسند امام احمد ومستدرک حاکم نے ذکر فرمائی انھوں نے بھی صرف اسی قدر نقل کیا کہ بعزتی وجلالی اور امام جلیل جلال سیوطی نے جامع صغیر وجامع کبیر میں بھی بحوالہ مسند احمد وابی یعلے وحاکم ذکر کی ان میں بھی

پہلی ہی بار ان کے کاغذات دیکھ کر یہ اعتراض ان پر کئے گئے کہ وجہ اول میں مسلمانوں کی دنیوی بربادی کا پہلو ہے اور وجہ دوم میں ان کی صریح دینی تباہی رو برو ہے۔ بار بار کے رد و بدل میں ان لوگوں نے اول سے عدول کیا۔ مگر دوم پر جمے رہے اور اب تک جمے ہوئے ہیں۔ یہاں کے اعتراضوں پر اپنے دستور العمل تبدیلیں کرکے چھاپے مگر اصل مقصود کہ ہر زبانی کلمہ گو اگرچہ کافر مرتد ہو اہل سنت کے برابر حق رکھتا ہے، ہاتھ سے جانے دیا۔ جب کسی طرح یہاں ان کی یہ بات قبول نہ کی گئی تو مجبور ہو کر صدر انجمن نے لکھا کہ جو دستور العمل ہم بناتے ہیں ان کو پسند نہیں آتا۔ اور آپ دستور العمل بنا دیں اس کی امید نہیں پڑتی۔ ان کا یہ خط آتے ہی فوراً اسی جلسہ میں پورا دستور العمل فقیر نے لکھوا کر ۲۲ شعبان ۳۱ھ ان کے پاس بھیجا۔ ایک سنی عالم مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب، مراد آبادی اسے لیکر گئے۔ صدر بہت شکریہ لکھا اور ظاہر کیا کہ اراکین سے کہہ کر یہی دستور العمل نافذ کر دیا جائے گا۔ مگر سال بھر ہونے ہنوز روز اول ہے۔ جب سے انہوں نے اس کے متعلق گفت و شنید بھی قطع کر دی کہ دین و مذہب کے رو سے مسلمان اور مرتدین میں فرق وہ لوگ کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ بدمذہب اور سنی کا فرق تو چیزے دیگر ہے۔ باقی خدمت کا نمونہ وہ ہے جو ان حضرات نے مسجد کانپور کے ساتھ کیا جس کا بیان رسالہ ابانۃ المتواری سے ظاہر۔ یہاں کا بنایا دستور بھی اخبار دبدبہ سکندری رام پور میں غالباً رمضان المبارک ۳۱ھ کے کسی پرچہ میں "انجمن خدام کعبہ کے لئے ترقی عظیم کی بسارت" کے عنوان سے شائع ہوگیا۔ اسے دیکھ کر ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس میں کون سی بات تھی جو ایک مسلمان کو بحیثیت اسلام نامنظور ہوتی۔ مگر ان صاحبوں کو نہ منظور کرنا تھا نہ کیا کہ اس میں جابجا اس دین کی پابندی کا اشعار تھا جس پر علمائے حرمین طیبین ہیں۔ اس سے رکنیت خاص اہل سنت و جماعت کے لئے رہتی تھی۔ ان حضرات کے دینی بھائی رافضی، وہابی، نیچری قادیانی وغیرہم خارج ہو جاتے تھے۔ یہ کیونکر قبول کرتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے آمین۔

صلح کل والوں کی زبانیں ہر مجلس کا رنگ دیکھ کر بولتی ہیں۔ "وقلوبھم شتی" صدر مجلس نے میرے یہاں برملا کہا کہ میں تو رافضیوں کو کافر جانتا ہوں۔ اور عملی کارروائی یہ ہے کہ رافضی اور ان سے بدتر وہابی اور ان سے بدتر نیچری اور ان سے بدتر قادیانی اور ان سے بدتر چکڑالوی سب رکن اسلام ہیں۔ سب سے ان کے مذاہب ملعونہ کی اشاعت کے پیام ہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۔ از مانگرولی کاٹھیاواڑ ضلع راجکوٹ، مسئولہ احمد میاں ابن مولوی عبدالکریم۔ چہار شنبہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے ملک کاٹھیاواڑ میں رواج ہے کہ قطب شمالی کے رخ طرف متوجہ کھڑے ہو کر حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی میراں محی الدین شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ارواح کو ثواب پہنچانے کو فاتحہ پڑھتے ہیں۔ زید بولتا ہے کہ سمت قطب شمالی کی تعین ناجائز اور بدعت ہے کیونکہ اور اربعہ میں اس کا ثبوت نہیں اور بلاتعین سمت قطب شمالی و متوجہ بقبلہ فاتحہ جائز ہے اور عمرو کہتا ہے کہ جائز ہے۔ دلیل عمرو کی یہ ہے کہ کتاب مسمی بہ "جذب القلوب الی دیار المحبوب" تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں مرقوم ہے "وقاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ در کتاب شفا می آرد کہ درمیان ابوجعفر خلیفہ وامام مالک در مسجد رسول اللہ علیہ وسلم مناظرہ افتاد، وشاید کہ ابوجعفر در اثنائے سخن آواز بلند کرد، امام مالک گفت یا امیرالمومنین در مسجد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چرا آواز بلند میکنی وحق تعالیٰ در کتاب خود قومے را آداب می نماید و میگوید لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ وقومے دیگر را مدح میکند ومی فرماید "الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی" بدانکہ حرمت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت مثل حرمت اوست در حیات خلیفہ را بگفتہ او اثر رقتے پدید آمدہ ودر خضوع واستکانت افزود وگفت یا اباعبداللہ در وقت دعا توجہ بقبلہ کنم یا روئے برسول آرام گفت چرا روئے از پیغمبر گردانی ودے وسیلہ پدر تست آدم صفی اللہ نزد خدائے عزوجل استقبال بہ پیغمبر کن وطلب شفاعت ازوے کن تا شفیع تو گردد، پھر خود عبارت شفاء شرح ملاعلی قاری کی۔

"قال بعضھم رأیت انس بن مالک اتی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوقف (ای بین یدیہ) فرفع یدیہ حتی ظننت انہ افتتح الصلوٰۃ فسلم علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم انصرف (وقال فی روایۃ ابن وھب اذا سلم علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودعا یقف ووجھہ الی القبر لا الی القبلۃ) و ذھب بعض ارباب المناسک ان الزائر یسلم اولاً وھو متوجہ الی القبر ثم یدع اللہ وھو مستقبل القبلہ فوق راسہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ"

(بعض نے کہا کہ میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس آئے اور اس کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ تو انہوں نے ہاتھ اٹھایا مجھے گمان ہوا کہ نماز شروع کریں گے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا اور واپس لوٹ گئے۔ بعض راویوں نے ابن وہب کی روایت میں یہ کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرے اور دعا مانگے تو قبر انور کی طرف رخ ہو قبلہ کی طرف نہ ہو۔ اور مناسک حج لکھنے والوں میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ زیارت کرنے والا پہلے آپ کی قبر انور کی طرف رُخ کرکے سلام کرے پھر آپ کے فرق اقدس کے پاس قبلہ

کی طرف رخ کرکے دعا مانگے۔)

کلام عمرو کہ جب سلام کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونا فعل صحابہ وائمہ کا ہے تو اسی طرح متوجہ ہونا حضرت محبوب سبحانی کے روضہ کی طرف اور ان کی رخ پکڑنا جائز ہے۔ پھر اگر اس میں خطائے رخ ہو کہ روضہ حضرت محبوب سبحانی کا اس رخ کو نہیں کیونکہ بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ درمیان سمت مغرب وسمت شمال کے جو کونہ ہے اسی طرف روضہ غوث اعظم کا ہے۔ اگر خطائے سمت ہو تب بھی عام لوگ یہی جانتے ہیں کہ اسی سمت کو روضہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ تو سمت موصوف کی جانب بھی فاتحہ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ قبلہ تحری، اب کلام زید کا صادق ہے یا عمرو کا؟ جواب سے جلد مطلع فرمادیں مدلل مع نام کتاب وعبارت۔

جوابِ ملفوظ: عمرو سچا اور زید غلط کہتا ہے۔ توجہ باولیاء توجہ بخدا ہے۔ وایںما تولوا فثم وجہ اللہ (جدھر رخ کرو ادھر ہی اللہ کی رضا ہے) خود حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قضائے حاجت کے لئے نماز تعلیم فرمائی۔ اور اس میں ارشاد فرمایا۔ "ثم یخطوا الی العراق احدی عشر خطوۃ وینادی باسمی" نماز کے بعد بغداد مقدس کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام پاک لیکر ندا کرے (اللہ عزوجل اس کی حاجت روا فرماتے گا۔) اس کی پوری تفصیل ہمارے رسالہ "انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار" میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع اطہر مسئلہ ذیل میں کہ آج کل یہ رسم ہے کہ شب پانزدہم شعبان معظم کو کسی ظرف میں پانی بھر کر منہ دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کا منہ نہ معلوم ہو وہ اس سال کے اندر مرجائے گا اس کے متعلق اکثر شواہد وواقعات پیش کرتے ہیں۔ پس ایسی عقیدت رکھنا اور اس پر یقین کرنا کیسا ہے اور اس کی اصل کا اصول اربعہ میں پتہ ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ محض بے اصل وبے بنیاد ہے اور اس پر یقین واعتقاد جہل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار

۱۳۱۸ھ

ملقب بہ لقب تاریخی

ضرب قہاری

۱۳۱۸ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحٰنک یامن تعالٰی عما یقول المجسمۃ الظالمون علوا کبیرا ٭ صل وسلم وبارک علی من اتانا بشیرا نذیرا ٭ داعیا الیک باذنک سراجا منیرا ٭ وعلی اٰلہ وصحابتہ واہلسنتہ وجماعتہ کثیرا کثیرا

اللہ عزّوجلّ کی تنزیہ میں اُہلسنّت وجماعت کے عقیدے

(۱) اللہ تعالٰی ہرعیب ونقصان سے پاک ہے (۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج نہیں رکھتا (۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے (۴) اس میں تغیر نہیں آسکتا ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدلکر اور حالت پر ہوجائے (۵) وہ جسم نہیں جسم والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں (۶) اسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اُتنا کہہ سکیں لمبا یا چوڑا یا دلدار موٹا یا پتلا یا بہت تھوڑا یا ناپ یا گنتی یا تول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں (۷) وہ شکل سے منزہ ہے پھیلا یا سمٹا گول یا لمبا تکونا یا چوکھونٹا سیدھا یا ترچھا یا اور کسی صورت کا نہیں (۸) حد وطرف ونہایت سے پاک ہے اور اس معنے پر نا محدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنے کہ وہ مقدار وغیرہ تمام اعراض سے منزہ ہے غرض نا محدود کہنا نفی حد کے لئے ہے نہ اثبات مقدار بے نہایت کے لئے (۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں (۱۰) اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کرسکتے (۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اسے دہنے بائیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یوہیں جہت کے معنے پر آگے پیچھے یا اوپر بھی ہرگز نہیں (۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو (۱۳) کسی مخلوق سے جدا نہیں کہ اس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو (۱۴) اس کے لئے مکان اور جگہ نہیں (۱۵) اٹھنے بیٹھنے اترنے چڑھنے چلنے ٹھہرنے وغیرہا تمام عوارض جسم وجسمانیات سے منزہ ہے۔ محل تفصیل میں عقائد تنزیہ بیشمار ہیں یہ پندرہ کہ بقدر حاجت یہاں مذکور ہوئے اور ان کے سوا ان جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی

اصل الاصول عقیدۂ اولی ہے کہ تمام مطالبِ تنزیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں جن میں باری عزوجل کی تسبیح و تقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثلی و بے نظیری ارشاد ہوئی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر و وافر ہیں۔ وقال تعالٰے الملك القدوس السلٰم بادشاہ نہایت پاکی والا ہر عیب سے سلامت وقال تعالٰے فان اللہ غنی عن العالمین ٥ بیشک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے وقال تعالٰے فان اللہ ھو الغنی الحمید ــــ بیشک اللہ ہی بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا وقال تعالٰے لیس کمثلہ شیٔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں وقال تعالٰے ھل تعلم لہ سمیّاہ کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی وقال تعالٰے ولم یکن لہ کفوا احد ٥ اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔ ان مطالب کی آیتیں صدہا ہیں یہ آیات محکمات ہیں یہ امّ الکتاب ہیں ان کے معنے میں کوئی خفا و اجمال نہیں اصلاً دقت و اشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشن و ہویدا ہے بے تغیر و تبدیل بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے۔

آیات متشابہات کے باب میں اہلسنّت کا اعتقاد

قال اللہ تعالٰے ھو الذی انزل علیك الکتب منہ اٰیت محکمٰت ھن ام الکتب واُخر متشٰبھٰت فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ ومایعلم تاویلہ الا اللہ م والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ٥

موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکّی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی۔ سو جن کے دل ہیں پھرے ہوئے وہ لگتے ہیں انکے ڈھب والیوں سے۔ تلاش کرتے ہیں ان کی کل بٹھانی۔ اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے۔ اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔ اور اس کے فائدے میں لکھا۔ اللہ صاحب فرماتا ہے کہ کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنے صاف نہیں کھلتے تو جو گمراہ ہو ان کے معنے عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنے اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جڑ کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے انتہے اقول بات یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید اتارا ہے ہدایت فرمانے اور بندوں کو جانچنے آزمانے کو یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرمائے اور بہتیروں کو راہ دکھائے اس ہدایت و ضلالت کا بڑا منشا قرآن عظیم

کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے محکمات جن کے معنے صاف بے دقت ہیں۔ جیسے اللہ تعالٰے کی پاکی و بے نیازی و بے مثلی کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا اور دوسری متشابہات جن کے معنے میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا جیسے حروف مقطعات الٓمٓ وغیرہا جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے جیسے الرحمٰن علی العرش استوٰی یا ثم استوٰی علی العرش پھر جن دلوں میں کجی و گمراہی تھی وہ ان کو اپنے ڈھب کا پاکر ان کے ذریعہ سے بے علموں کو بہکانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے عرش پر چڑھا ہوا ہے عرش پر ٹھہر گیا ہے اور آیات محکمات جو کتاب کی جڑ تھیں ان کے ارشادوں سے بھلا دیے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استوا آیا ہے اور اس کے معنے چڑھنا بیٹھنا ٹھہرنا ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تمہاری اپنی سمجھ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے ہو ما انزل اللہ بہا من سلطٰن اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چڑھنا بیٹھنا ٹھہرنا آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انہیں ان ظاہری معنے پر نہ سمجھو جو ان لفظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالٰے جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی ظاہری معنے پر جم گئے انہیں کو قرآن مجید نے فرمایا الذین فی قلوبہم زیغ ان کے دل پھرے ہوئے ہیں اور جو لوگ علم میں پکے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات محکمات سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالٰے مکان و جہت و جسم و اعراض سے پاک ہے بیٹھنے چڑھنے ٹھہر سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان ان شاء اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں اللہ عزوجل کے لئے اپنے مخلوق عرش کی طرف حاجت نکلے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے ان میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا بیٹھنا چڑھنا اترنا سرکنا ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنے جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہرگز مراد نہیں۔ پھر آخر معنے کیا لیں، اس میں یہ ہدایت والے دو روش ہوگئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنے قطعاً مقصود نہیں اور تاویلی مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیات متشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعیین مراد میں خوض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں اسی قرآن کے بتائے حصے پر قناعت کریں کہ اٰمنا بہ کل من عند ربنا جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے محکم متشابہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے یہ مذہب جمہور ائمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم و اولیٰ ہے اسے مسلک تفویض و تسلیم کہتے ہیں ان ائمہ نے فرمایا کہ استوا معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالٰے کی ایک صفت ہے اور کیف مجہول ہے کہ اس کے معنے ہماری سمجھ سے ورا ہیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بدعت ہے کہ سوال نہ ہوگا مگر تعیین مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے

محکم متشابہ دو قسمیں فرما کر محکمات کو ھن ام الکتاب فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل
کی طرف پلٹتی ہے تو آیۂ کریمہ نے تاویل متشابہات کی راہ خود بتادی اور ان کی ٹھیک معیار ہمیں سمجھا دی کہ ان میں
وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی محکمات کے مطابق آجائیں اور فتنہ وضلال و باطل
و محال راہ نہ پائیں یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنے پر یقین نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر
جب معنے صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت محکمات سے بری و منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی
سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی
بات پر مشکل سے قناعت کریں گی کہ ان کے معنے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انہیں روکا جائے گا تو خواہ مخواہ
ان میں فکر کی اور حرص بڑھے گی ان[1] ابن آدم لحریص علی ما منع۔ اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں
گے گمراہی میں گریں گے تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب و ملائم معنے کی طرف کہ محکمات سے مطابق
محاورات سے موافق ہوں پھیر دی جائیں کہ فتنہ وضلال سے نجات پائیں یہ مسلک بہت علمائے متاخرین
کا ہے کہ نظر بحال عوام انہوں نے اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے ہیں یہ علما بوجوہ کثیرہ تاویل آیت فرماتے ہیں
ان میں چار وجہیں نفیس و واضح ہیں اوّل استوا بمعنی قہر و غلبہ ہے یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے عرش
سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ اپنی تمام مخلوقات
پر قاہر و غالب ہے دوم استوار بمعنی علو ہے اور علو اللہ عزوجل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو مالکیت
وسلطان یہ دونوں معنے امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ذکر فرمائے جس کی عبارات عنقریب آتی ہیں انشاء
اللہ تعالٰی۔ سوم استوا بمعنے قصد و ارادہ ہے ثم استوی علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی
آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی یہ تاویل امام اہلسنت امام ابو الحسن اشعری نے افادہ فرمائی امام
اسماعیل ضریر نے فرمایا انہ الصّواب یہی ٹھیک ہے نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان[2]۔
چہارم استوا بمعنی فراغ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق وآفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اس سے باہر کوئی چیز نہ پائی دنیا
وآخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرۂ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے قرآن کی بہتر تفسیر وہ
ہے جو قرآن سے ہو استوا بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے قال اللہ تعالٰی فلما بلغ اشدہ واستوی جب
اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اس کا شباب پورا ہوا اسی طرح قولہ تعالٰی کزرع اخرج شطأہ فازرہ
فاستغلظ فاستوی علی سوقہ میں استوا حالت کمال سے عبارت ہے یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن الحجر
عسقلانی نے امام ابو الحسن علی بن خلف ابن بطال سے نقل کی اور یہ کلام امام ابو طاہر قزوینی کا ہے کہ سراج العقول

[1] رواہ الطبرانی زمن طریقہ الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ [2] وازاد ایضا للفراء وجماعۃ
اہل المعانی ثم قال یبعدہ تعدیتہ بعلے ولو کان کما ذکر وہ لتعدی بالے کما فی قولہ تعالٰی ثم استوی الی السماء
عن بعض کما نص علیہ فی الصحاح وغیرہا وقدرای الامام البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات عن الفراء تقول کان مقبلاً علی فلان ثم استوی علی ان حروف المعانی ینوب بعضہا
یشار تمنی دالیّ سواءً علی معنی اقبل الیّ وعلی ۱۲ منہ

میں افادہ فرمایا اور امام عبدالوہاب شعرانی کی کتاب الیواقیت میں منقول اقول اور اس کے سوا یہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استواءات جگہ مذکور ہوا ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان وزمین کے اور بلا فصل اس کے بعد ہے سورۂ اعراف وسورۂ یونس علیہ الصلاۃ والسلام میں فرمایا ان ربکم اللّٰہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش سورۂ رعد میں فرمایا اللّٰہ الذی رفع السمٰوات بغیر عمد ترونہا ثم استوی علی العرش سورۂ طٰہٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں فرمایا تنزیلا ممن خلق الارض والسمٰوٰت العلی ہ الرحمٰن علی العرش استوی ہ سورۂ فرقان میں فرمایا الذی خلق السمٰوٰت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش سورۂ حدید میں فرمایا ھو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش۔ یہ مطالب کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے صدہا ائمۂ دین کے کلمات عالیہ میں ان کی تصریحات جلیہ ہیں۔ انھیں نقل کیجیے تو دفتر عظیم ہو اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں کے نام مخالف گمنام نے اغوائے عوام کے لئے لکھدیئے ہیں اس کے رد میں انھیں کی عبارتیں نقل کرے کہ مسلمان دیکھیں کہ وہابی صاحب کس قدر بیحیا بیباک مکار چالاک بددین ناپاک ہوتے ہیں کہ جن کتابوں میں ان کی گمراہیوں کے صریح رد لکھے ہیں انھیں کے نام اپنی سند میں لکھدیتے ہیں ع چہ دلا ور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ مباحث آئندہ میں بعونہ تعالیٰ ان کتابوں کی منقول ہونگی ـــــــ انھیں سے ان شاء اللّٰہ العظیم یہ سب بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیات متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل کردوں جن سے مطلب سابق بھی ظاہر ہوا اور یہ بھی کھل جائے کہ آیۂ کریمہ الرحمٰن علی العرش استوی آیات متشابہات سے ہے اور یہ بھی کہ جس طرح مخالف کا مذہب نامہذب یقیناً صریح ضلالت اور مخالف جملہ اہلسنت ہے (۱) اجمالاً اس آیت کے معنے جاننے پر مخالف سلف صالح وجمہور ائمۂ اہلسنت وجماعت ہے (۱) موضح القرآن کی عبارت اوپر گزری (۲) معالم ومدارک وکتاب الاسماء والصفات وجامع البیان کے بیان یہاں سنیئے کہ یہ پانچوں کتابیں بھی انہیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالف نے گن دیا معالم التنزیل میں ہے اما اھل السنۃ یقولون الاستوی علی العرش صفۃ اللّٰہ تعالےٰ بلا کیف یجب علی الرجل الایمان بہ ویکل العلم فیہ الی اللّٰہ عزوجل یعنی اے اہلسنت وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استوا اللہ عزوجل کی ایک صفت بے چونی وچگونگی ہے مسلمان پر فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔ مخالف کو سوجھے کہ اسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استوا میں اہلسنت کا مذہب کیا لکھا ہے۔ شرم رکھتا ہے تو اپنی خرافات سے باز آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے (۳) اسی میں ہے ذھب الاکثرون الی ان الواو فی قولہ والراسخون واو الاستیناف وتم الکلام عند قولہ وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ وھو قول ابن ابی کعب وعائشۃ وعروۃ بن الزبیر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم وروایۃ طاؤس عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما وبہ قال الحسن واکثر التابعین اختارہ

الکسائی والفراء والاخفش (الی ان قال) ولما یصدق ذلک قراءۃ عبد اللہ ان تاویلہ الا عند اللہ والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا وفی حرف ابی ویقول الراسخون فی العلم اٰمنا بہ وقال عمر بن عبد العزیز فی ھذہ الآیۃ انتھی علم الراسخین فی العلم بتاویل القراٰن الی ان قالوا اٰمنا بہ کل من عند ربنا وھذا القول اقیس فی العربیۃ واشبہ بظاھر الآیۃ یعنی جمہور ائمہ دین صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مذہب یہ ہے کہ والراسخون فی العلم سے جدا بات شروع ہوئی پہلا کلام وہیں پورا ہوگیا کہ متشابہات کے معنے اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا یہی قول حضرت سیّد قاریان صحابہ ابی بن کعب اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا ہے اور یہی امام طاؤس نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کیا اور یہی مذہب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے اور اسی کو امام کسائی و فراء و اخفش نے اختیار کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس قرأت سے بھی ہوتی ہے کہ آیات متشابہات کی تفسیر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے پاس نہیں اور پکّے علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قرأت بھی اسی معنے کی تصدیق کرتی ہے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا ان کی تفسیر میں محکم علم والوں کا منتہائے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور یہ قول عربیت کی رو سے زیادہ دلنشیں اور ظاہر آیت سے بہت موافق ہے (۴) مدارک التنزیل میں ہے منہ اٰیت محکمت احکمت عبارتھا بان حفظت من الاحتمال والاشتباہ ھن ام الکتب تحمل المتشابھات علیھا وترد الیھا واخر متشابھات مشتبھات محتملات ومثال ذلک الرحمٰن علی العرش استوٰی والاستواء یکون بمعنی الجلوس وبمعنی القدرۃ والاستیلاء ولا یجوز الاول علی اللہ تعالیٰ بدلیل المحکم وھو قولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیء فاما الذین فی قلوبھم زیغ میل عن الحق وھم اھل البدع فیتبعون ما تشابہ منہ فیتعلقون بالمتشابہ الذی یحتمل ما یذھب الیہ المبتدع مما لا یطابق المحکم ویحتمل ما یطابقہ من قول اھل الحق ابتغاء الفتنۃ طلب ان یفتنوا الناس عن دینھم ویضلوھم وابتغاء تاویلہ وطلب ان یأولوہ التاویل الذی یشتھونہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ لا یھتدی الی تاویلہ الحق الذی یجب ان یحمل علیہ الا اللہ اھ مختصرا یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں محکمات ہیں جن کے معنے صاف ہیں احتمال و اشتباہ کو ان میں گزر نہیں یہ آیات تو کتاب کی اصل ہیں کہ متشابہات انھیں پر حمل کیجائیں گی اور ان کے معنے انھیں کی طرف پھیرے جائیں گے اور بعض دوسری متشابہات ہیں جن کے معنے میں اشکال و احتمال ہے جیسے آیۂ کریمہ الرحمٰن علی العرش استوٰی استوا بیٹھنے کے معنے پر بھی آتا ہے اور قدرت و غلبہ کے معنے پر بھی اور پہلے معنی

اللہ عزوجل پر محال ہیں کہ آیات محکمات اللہ تعالےٰ کو بیٹھنے سے پاک ومنزہ بتارہی ہیں ان محکمات سے ایک یہ آیت ہے لیس کمثلہ شئ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں۔ پھر وہ جن کے دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بد مذہب لوگ ہوئے وہ تو آیات متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں ایسی آیتوں کی آڑ لیتے ہیں جن میں ان کی بد مذہبی کے معنی کا احتمال ہوسکے جو آیات محکمات کے مطابق نہیں اور اُس مطلب کا بھی احتمال ہو جو محکمات کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے وہ بد مذہب ان آیات متشابہات کی آڑ اس لئے لیتے ہیں کہ فتنہ اٹھائیں لوگوں کو سچے دین سے بہکائیں ان کے وہ معنے بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں اور ان کے معنے تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اللہ ہی کو خبر ہے کہ ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا اتارنا واجب ہے انتہی گمراہ شخص آنکھیں کھولکر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت وتفسیر اس کی گمراہی کا کیسا روا واضح ومنیر ہے والحمد للہ رب العالمین (۵) امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں اما الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا رضی اللہ تعالےٰ عنہم کانوا لا یفسرونہ ولا یتکلمون فیہ کنحو مذھبھم فی امثال ذٰلک ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالےٰ عنہم استوا کے کچھ معنے نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے جس طرح تمام صفات متشابہات میں ان کا یہی مذہب ہے (۶) اسی میں ہے حکینا عن المتقدمین من اصحابنا ترك الکلام فی امثال ذٰلك ھٰذا مع اعتقاد ھو نفی الحد والتشبیہ والتمثیل عن اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ ہم اپنے اصحاب متقدمین کا مذہب لکھ چکے کہ ایسے نصوص میں اصلا لب نہ کھولتے اور اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے۔ کہ اللہ تعالےٰ محدود ہونے یا مخلوق سے کسی بات میں متشابہ ومانند ہونے سے پاک ہے (۷) اسی میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی نحن عند مالك بن انس فجاء رجل فقال یا ابا عبد اللہ الرحمٰن علی العرش استوی فکیف استوی قال فاطرق مالك راسہ حتی علاہ الرحضاء ثم قال الاستواء غیر مجھول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعۃ وما اراك الا مبتدعا فامر بہ ان یخرج۔ ہم امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی اے ابو عبداللہ رحمٰن نے عرش پر استوا فرمایا یہ استوا کس طرح ہے اس کے سنتے ہی امام نے سر مبارک جھکا لیا یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہوگیا پھر فرمایا استوا مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں اور اس پر ایمان فرض اور اس سے استفسار بدعت اور میرے خیال میں تو ضرور بد مذہب ہے پھر حکم دیا کہ اسے نکال دو (۸) اسی میں عبداللہ بن صالح بن مسلم سے روایت کی سئل ربیعۃ الرائی عن قول اللہ تبارك وتعالےٰ الرحمٰن علی العرش استوی کیف استوی قال الکیف مجھول والاستواء غیر معقول ویجب علی وعلیك الایمان بذٰلك کلہ۔ یعنی امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن استاذ امام مالک سے جنہیں بوجہ قوت عقل وکثرت قیاس ربیعہ الرأی لکھا جاتا یہی سوال ہوا فرمایا کیفیت مجہول ہے اور اللہ تعالےٰ کا

استوا معقول نہیں اور مجھ پر اور تجھ پر ان سب باتوں پر ایمان لانا واجب ہے (۹) اسی میں بطریق امام احمد بن ابی الحواری امام سفین بن عیینہ سے روایت کی کہ فرماتے کل ما وصف اللہ تعالیٰ من نفسہ فی کتابہ فتفسیرہ تلاوتہ والسکوت علیہ یعنی اس قسم کی جتنی صفات اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اپنے لئے بیان فرمائی ہیں ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہیئے بطریق اسحاق بن موسی انصاری زائد کیا لیس لاحد ان یفسرہ بالعربیہ ولا بالفارسیۃ کسی کو جائز نہیں کہ عربی میں خواہ فارسی کسی زبان میں اس کے معنے کہے۔ (۱۰) اسی میں حاکم سے روایت کی انہوں نے امام ابوبکر احمد بن اسحاق بن ایوب کا عقائد نامہ دکھایا جس میں مذہب اہلسنت مندرج تھا اس میں لکھا ہے الرحمٰن علی العرش استوی بلا کیف رحمٰن کا استوا بیچوں وبیچگون ہے (۱۱) اسی میں ہے والآثار عن السلف فی مثل ھٰذا کثیرۃ وعلی ھٰذہ الطریقۃ یدل مذھب الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیھا ذھب احمد بن حنبل والحسین بن الفضل البلخی ومتاخرین ابو سلیمٰن الخطابی۔ یعنی اس باب میں سلف صالح سے روایات بکثرت ہیں اور اس طریقۂ سکوت پر امام شافعی کا مذہب دلالت کرتا ہے اور یہی مسلک امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بلخی اور متاخرین سے امام ابوسلیمٰن خطابی کا ہے۔

الحمد للہ امام اعظم سے روایت عنقریب آتی ہے ائمۂ ثلثہ سے یہ موجود ہیں ثابت ہوا کہ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استوا کے معنے کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام۔ یہی طریقہ جملہ سلف صالحین کا ہے (۱۲) اسی میں امام خطابی سے ہے ونحن احری بان لا نتقدم فیما تأخر عنہ من ھو اکثر علما واقدم زمانا وسنا ولکن الزمان الذی نحن فیہ قد حصل اھلہ حزبین منکر لما یروی من نوع ھٰذہ الاحادیث راسا ومکذب بہ اصلا وفی ذلک تکذیب العلماء الذین رووا ھٰذہ الاحادیث وھم ائمۃ الدین ونقلۃ السنن والواسطۃ بیننا وبین رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم والطائفۃ الاخری مسلمۃ لا دانیۃ فیھا ذاھبۃ فی تحقیق الظاھر منھا مذھبا یکاد یفضی بھم الی القول بالتشبیہ ونحن نرغب عن الامرین معا ولا نرضی بواحد منھما مذھبا فیحق علینا ان نطلب لما یرد من ھٰذہ الاحادیث اذا صحت من طریق النقل والسند تاویلا یخرج علی معانی اصول الدین ومذاھب العلماء ولا تبطل الروایۃ فیھا اصلا اذا کانت طرقھا مرضیۃ ونقلتھا عدولا۔ یعنی جب اُن ائمۂ کرام نے جو ہم سے علم میں زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے متشابہات میں سکوت فرمایا ہمیں ساکت رہنا اور ان کے معنے کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے ایک تو اس قسم کی حدیثوں کو سرے سے رد کرتا اور جھوٹ بتاتا ہے اس میں علمائے رواۃ احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے حالانکہ وہ دین کے امام ہیں اور سنتوں کے ناقل اور نبی صلے اللہ

تعالے علیہ وسلم تک ہمارے وسائط و وسائل اور دوسرا گروہ ان روایتوں کو مان کر ان کے ظاہری معنٰی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا کلام اللہ عزوجل کو خلق سے مشابہ کر دینے تک پہنچا چاہتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر راضی نہیں تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں جو صحیح حدیثیں آئیں ان کی وہ تاویل کر دیں جس سے ان کے معنے اصول عقائد و آیات محکمات کے مطابق ہو جائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء ثقات کی سند سے آئیں باطل نہ ہونے پائیں (۱۳) امام ابوالقاسم لالکائی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سردار مذہب حنفی تلمیذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہما سے راوی کہ فرماتے۔

اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقرآن وبالاحاديث التى جاء بها الثقات عن رسول الله صلے الله تعالے عليه وسلم فى صفة الرب من غير تشبيه ولا تفسير فمن فسر شيأ من ذلك فقد خرج مما كان عليه النبى صلے الله تعالے عليه وسلم وفارق الجماعة فانهم لم يصفوا ولم يفسروا ولكن امنوا بما فى الكتاب والسنة ثم سكتوا۔ شرق سے غرب تک تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے کہ آیات قرآن عظیم واحادیث صحیحہ میں جو صفات الٰہیہ آئیں ان پر ایمان لائیں بلا تشبیہ و بلا تفسیر تو جو ان میں سے کسی کے معنے بیان کرے وہ نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعت علماء سے جدا ہوا اس لئے کہ ائمہ نے نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فرمایا نہ ان کے معنے کہے بلکہ قرآن و حدیث پر ایمان لا کر چپ رہے، طرفہ یہ کہ امام محمد کے اس ارشاد و ذکر اجماع ائمہ امجاد کو خود ذہبی نے بھی کتاب العلو میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لالکائی اور ابو محمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ مخذول بھی اسے نقل کر گیا وللہ الحمد ولہ الحجۃ السامیہ (۱۴) نیز مدارک میں زیر سورۂ طٰہٰ ہے المذهب قول على رضى الله تعالى عنه الاستواء غير مجهول والتكيف غير معقول والايمان به واجب والسوال عنه بدعة لانه تعالى كان ولا مكان قبل خلق المكان ثم لم يتغير عما كان مذہب وہ ہے جو مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ استوا مجہول نہیں اور اس کی چگونگی عقل میں نہیں آسکتی اس پر ایمان واجب ہے اور اس کے معنے سے بحث بدعت ہے اس لئے کہ مکان پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالٰی موجود تھا اور مکان نہ تھا۔ پھر وہ اپنی اس شان سے بدلا نہیں یعنی جیسا جب مکان سے پاک تھا اب بھی پاک ہے۔ گمراہ اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوچے اور اپنا ایمان ٹھیک کرے (۱۵) اسی میں زیر سورۂ اعراف یہی قول امام جعفر صادق و امام حسن بصری و امام اعظم ابوحنیفہ و امام مالک رضی اللہ تعالے عنہم سے نقل فرمایا (۱۶) یہی مضمون جامع البیان سورۂ یونس میں ہے کہ الاستواء معلوم والكيفية مجهولة والسوال عنه بدعة (۱۷) یہی مضمون سورۂ رعد میں سلف صالح سے نقل کیا کہ قال السلف الاستواء معلوم والكيفية مجهولة۔ سورۂ طٰہٰ میں لکھا

سئل الشافعی عن الاستواء فاجاب اٰمنت بلا تشبیہ واتہمت نفسی فی الادراک فامسکت عن الخوض فیہ کل الامساک۔ یعنی امام شافعی سے استوا کے معنے پوچھے گئے فرمایا میں استوا پر ایمان لایا اور وہ معنے نہیں ہو سکتے جن میں اللہ تعالےٰ کی مشابہت مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اس کے معنے سمجھنے میں متہم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان نہیں کہ اس کے صحیح معنے سمجھ سکوں لہٰذا میں نے اس میں فکر کرنے سے یک قلم قطعی دست کشی کی (۱۹) سورۂ اعراف میں لکھا اجمع السلف علی ان استواءہ علی العرش صفۃ لہ بلا کیف نؤمن بہ ونکل العلم الی اللہ تعالےٰ سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استوا اللہ تعالیٰ کی صفت صفت بیچون وبے چگون ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کا علم خدا کو سونپتے ہیں (۲۰) طرفہ یہ کہ سورۂ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنے ہم کچھ نہیں جانتے اور سورۂ فرقان میں لکھا قدمرفی سورۃ الاعراف تفصیل معناہ اس کے معنی کی تفصیل سورۂ اعراف میں گزری۔ یونہیں سورۂ سجدہ میں لکھا قدمر فی سورۃ الاعراف یونہیں سورۂ حدید میں قدمرتفصیلہ فی سورۃ الاعراف وغیرھا دیکھو کیسا صاف بتایا کہ اس کے معنے کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے اب تو کھلا کہ وہابیہ مجسمہ کا اپنی سند میں کتاب الاسماء ومعالم ومدارک وجامع البیان کے نام لے دینا کیسی سخت بیحیائی تھا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

وہابیہ مجسّمہ کی بددینی

صفات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہو لیا کہ ان میں ہمارا حصّہ بس اس قدر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے ظاہر لفظ سے جو معنے ہماری سمجھ میں آتے ہیں ان سے اللہ تعالےٰ یقیناً پاک ہے اور مراد الٰہی پر ہمیں اطلاع نہیں لہٰذا ہم ان کے معنے کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطور تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شان قدوسی کے لائق اور آیات محکمات کے مطابق ہو اہلسنت کو اللہ تعالےٰ نے صراط مستقیم عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ راہ وسط ہوتی ہے اس کے دونوں پہلوؤں پر افراط وتفریط دو ہولناک مہلک گھاٹیاں ہیں اسی لئے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقۂ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے رافضی، ناصبی، خارجی، مُرجی، یا قدری، جبری یا باطنی ظاہری یا وہابی بدعتی یا اسماعیل پرست گور پرست وعلی ھذا القیاس اسی طرح یہاں بھی دو فرقۂ باطلہ نکلے معطلہ مشبّہہ۔ معطّلہ جنہیں جہمیہ بھی کہتے ہیں، صفات متشابہات سے یکسر منکر ہی ہو گئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشوا جعد بن درہم مردود کہتا کہ نہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا نہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلام فرمایا یہ گمراہ لوگ اپنے افراط کے باعث اٰمنا بہ کل من عند ربنا سے بے بہرہ ہوئے۔ ان کی طرف نقیض پر انتہائے تفریط میں مشبہہ آئے جنہیں حشویہ مجسّمہ بھی کہتے ہیں ان خبیثوں نے صاف صاف مان لیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ

کے لئے مکان ہے جسم ہے جہت ہے اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اترنا اٹھنا بیٹھنا چلنا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے یہ مردود وہی ہوئے جنہیں قرآن عظیم نے فی قلوبھم زیغ فرمایا اور گمراہ فتنہ پرداز بتایا تھا وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بد مذہبوں سے کچھ کچھ عقائد ضلالت لیکر اپنا بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی نہ چوکے اور ان کے پیشوا اسماعیل نے صراط مستقیم میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالےٰ سے دوستانہ ملاقات اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گڈ مارننگ ثابت کی تھی (دیکھو کتاب مستطاب الکوکبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ صفحہ ۱۷) لہٰذا اس کے بعضے سپوت صاف صاف مجسمہ مبہوت کا مذہب ممقوت مان گئے اور اس کی جڑ بھی وہی انکا پیشوائے قبیح اپنے رسالہ ایذاء الحق الصریح میں جما گیا تھا کہ اللہ تعالےٰ کو مکان وجہت سے پاک جاننا بدعت وضلالت ہے جس کے رد میں کوکبۂ شہابیہ نے تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ اہلسنت وجماعت کے عقیدے میں اللہ تعالےٰ کے لئے مکان نہیں نہ اس کے لئے فوق یا تحت کوئی جہت ہوسکتی ہے اور بحر الرائق وعالمگیری کی یہ عبارت یکفر باثبات المکان للہ تعالےٰ یعنی اللہ تعالےٰ کے لئے مکان ماننے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے اور فتاوئ امام اجل قاضی خان کی یہ عبارت رجل قال خدائے برآسمان می داند کہ من چیزے ندارم یکون کفرا لان اللہ تعالےٰ منزہ عن المکان یعنی کسی نے کہا خدا آسمان پر جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں کافر ہوگیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے اور فتاوےٰ خلاصہ کی یہ عبارت لوقال نردبان بنہ و بآسمان برآئے و باخدا جنگ کن۔ یکفر لانہ اثبت المکان للہ تعالےٰ یعنی یوں کہنے والا کافر ہوگیا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالےٰ کے لئے مکان مانا۔ (دیکھو کوکبۂ شہابیہ صفحہ ۱۳) انھیں مجسمۂ گستاخ کے ملاذہ افراخ سے ایک صاحب سہسوانی بکاسہ لیسی گمراہ ہزاری غلام نواب بھوپال قنوجی آنجہانی از سر نو اس فتنۂ خوابیدہ کے بادی وبانی اور اس سبوح قدوس جل جلالہ کی شان میں مدعی عیوب جسمی ومکانی ہوئے چہارم محرم الحرام ۱۳۱۶ھ ہجریہ قدسیہ کو اسباب اور انھیں صاحب کے متعلق دو امر دیگر میں حضرت تاج المحققین عالم اہلسنت دام ظلہم العالی سے استفتا ہوا حضرت نے نفس حکم بنہایت اجمال ارشاد فرمایا پونے دو مہینے کے بعد بست ودششم صفر کو ان کے متعلق ایک پریشان تحریر گمراہی وجہالت وسفاہت وضلالت کی بولتی تصویر آئی ایسے ہذیانات کیا قابل التفات مگر حفظ عقائد عوام ونصرت سنت واسلام کے لحاظ سے یہ چند سطور محض لوجہ اللہ مسطور اہل حق بنگاہ انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کہنے میں نہ آئیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

نقل فتوے از مجلد یاز دہم العطایا النبویہ فی الفتاوے الرضویہ

کتاب الفتاوے الکلامیہ

مسئلہ از سہسوان قاضی محلہ مرسلہ حاجی فرحت علی صاحب ۱۳ محرم ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب

اللہ عزوجل مکان وجہت وجلوس وغیرہا تمام عوارض جسم وجسمانیات وعیوب ونقائص سے پاک ہے یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گمراہی کے معنے دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے واللہ الہادی۔

نقل تحریر ضلالت تخمیر از نجدی بقیر

مسئلہ۔ اللہ تعالے کا عرش پر ہی ہونا۔

الجواب

الرحمٰن علی العرش استوٰی اللہ تعالے عرش پر بیٹھا یا چڑھا یا ٹھہرا۔ ان تین معنے کے سوا اس آیت میں جو کوئی اور معنے کہے گا وہ بدعتی ہے۔ اللہ تعالے نے اپنے کلام شریف میں سات جگہ اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے دیکھو فتح الرحمٰن تفسیر فارسی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وتفسیر موضح القرآن مؤلفہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی وترجمہ لفظی شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی وکتاب الاسماء والصفات بیہقی و کتاب العلو امام ذہبی وتفسیر ابن کثیر ومعالم التنزیل و جامع البیان و مدارک وغیرہا اور محیط ہونا باری تعالے کا ہر چیز پر فقط از روئے علم ہے قال تعالے احاط بکل شیئ علما احادیث صریحہ صحیحہ سے عرش کا مکان الٰہی ہونا ثابت ہے چنانچہ بخاری کی معراج کی حدیث میں فرمایا وھو فی مکانہ اور مشکوٰۃ کے باب الاستغفار والتوبہ میں مسند احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ وعزتی وجلالی وارتفاع مکانی الخ ہاں جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے ان میں سکوت لازم ہے بعض اشخاص بریلی نے جو علم منقول ومعقولہ اہل حق سے محض بے بہرہ ہیں اس عقیدہ صحیحہ کے معتقد کو بزور گمراہی گمراہ بتایا ومالھو بہ من علم ایسے شخص سے اہل اسلام کو بچنا چاہیئے۔

ضرب قہاری

مسلمانو دیکھو اس گمراہ نے ان چند سطور میں کیسی کیسی جہالتیں ضلالتیں تناقض سفاہتیں اللہ و رسول پر افترا، علما و کتب پر تہمتیں بھر دی ہیں اولاً ادعا کیا کہ استوا علی العرش میں بیٹھنے چڑھنے ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنے کہے بدعتی ہے اور اسی کی سند میں بکمال جرأت و بیحیائی ان نو کتابوں کے نام گن دیئے ثانیاً زعم کیا کہ احاطۂ الٰہی صرف از روئے علم ہے حالانکہ اس مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ گمراہی پالنی چاہی ہے کہ اللہ تعالےٰ عرش پر ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں ثالثاً مونھ بھر کر اس سبوح قدوس کو گالی دی کہ اس کے لئے مکان ثابت ہے عرش اس کا مکان ہے اور اس کے ثبوت میں بزور زبان دو حدیثیں نقل کر دیں رابعاً یہ تین دعوے تو منطوق عبارت تھے مفہوم استثنا سے بتایا کہ استوا علی العرش کے معنے اللہ تعالےٰ کا عرش پر بیٹھنا چڑھنا ٹھہرنا مطابق سنت ہیں خامساً اپنے معبود کو بٹھلانے چڑھانے ٹھہرانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے ان میں سکوت لازم ہے تمام متشابہات استوا کی طرح انہیں معانی پر محمول کر لیں جو ان کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں سادساً باوصف ان کے اصل دعویٰ یہ ہے کہ خدا عرش کے سوا کہیں نہیں۔ ہم ان چھ باتوں کی بعونہ تعالیٰ اسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور ساتویں تپانچے میں دو مسئلہ باقیہ کے متعلق اجمالی گوشمالی کریں۔

وباللہ التوفیق۔

پہلا تپانچہ

گمراہ نے ادعا کیا کہ اللہ تعالےٰ کے بیٹھنے چڑھنے ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنے استوا کے کہے بدعتی ہے اور اس پر ان نو کتابوں کا حوالہ دیا۔ **ضرب اوّل** فقیر نے اگر یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ اس کی گنائی ہوئی کتابوں سے سند لاؤں گا تو آپ سیر دیکھتے کہ یہ تپانچہ اس گمراہ کو کیونکر خاک و خون میں لتاتا مگر اجمالاً اقوال مذکورۂ بالا ہی ملاحظہ ہو جائیں کہ اس گمراہ نے کس کس امام دین و سنت کو بدعتی بتا دیا امام ابوالحسن علی ابن بطالی[۱] امام ابن حجر عسقلانی[۲] امام ابو طاہر قزوینی[۳] امام عارف شعرانی[۴] امام جلال الدین سیوطی[۵] امام اسماعیل ضریر[۶] حتی کہ خود امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین تو کم از کم اس ضرب کو سات ضرب سمجھے بلکہ تیرہ[۱۳] کہ امام نسفی و امام بیہقی و امام بغوی و امام علی بن محمد ابوالحسن طبری و امام ابوبکر بن فورک و امام ابو منصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب آتے ہیں یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے اور بیس[۲۰] ضرب اوپر گزریں جملہ بتیتیس[۳۲] ہوئیں آگے چلئے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

ضرب ۳۴، مدارک شریف سورۂ سجدہ میں استوا علی العرش کا حاصل اس کا احداث اور پیدا کرنا لیا یہ انہیں معنے سوم کے قریب ہے جو اوپر گزرے **ضرب ۳۵**، اس سورت اور سورۂ فرقان کے سوا کہ وہاں استوا کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے باقی پانچوں جگہ اس کے معنے استیلا وغلبہ وقابو بتائے حدید میں ہے ثم استوی استولی علی العرش رعد میں ہے استولی بالاقتدار ونفوذ السلطان، عراف میں ہے اضاف الاستیلاء الی العرش وان کان سبحٰنہ وتعالٰی مستولیا علی جمیع المخلوقات لان العرش اعظمہا واعلاھا یعنی اللہ تعالٰے کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر ہے خاص عرش پر قابو ہونے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ عرش سب مخلوقات سے جسامت میں بڑا اور سب سے اوپر ہے۔ **ضرب ۳۶**، سورہ طٰہ میں بعد ذکر معنے استیلا، ایک وجہ یہ نقل فرمائی لما کان الاستواء علی العرش وھو سریر الملك مما یردف الملك جعلوہ کنایۃ عن الملك فقالوا استوی فلان علی العرش ای ملك وان لم یقعد علی العرش البتۃ وھٰذا کقولك ید فلان مبسوطۃ ای جواد وان لم یکن لہ ید راسا۔ یعنی جبکہ تخت نشینی آثار شاہی سے ہے تو .... عرف میں تخت نشینی بولتے اور اس سے سلطنت مراد لیتے ہیں کہتے ہیں فلاں شخص تخت نشین ہوا یعنی بادشاہ ہوا اگرچہ اصلاً تخت پر نہ بیٹھا ہو جس طرح تیرے اس کہنے سے کہ فلاں کا ہاتھ کشادہ ہے اس کا سخی ہونا مراد ہوتا ہے اگرچہ وہ سرے سے ہاتھ ہی نہ رکھتا ہو۔ حاصل یہ کہ استوا علی العرش بمعنی بادشاہی ہے حقیقۃً بیٹھنا ہرگز لازم نہیں جب خلق کے باب میں یہ محاورہ ہے جن کا اٹھنا بیٹھنا سب ممکن تو خالق عزوجل کے بارے میں اس سے معاذ اللہ حقیقۃً بیٹھنا سمجھ لینا کیسا ظلم صریح ہے۔

ضرب ۳۷، معالم سورۂ اعراف کا بیان تو وہ تھا کہ اہلسنت کا طریقہ سکوت ہے اتنا جانتے ہیں کہ استواء اللہ تعالٰے کی ایک صفت ہے اور اس کے معنے کا علم اللہ کے سپرد ہے یہ طریقہ سلف صالحین تھا سورۂ رعد میں استوا کو علو سے تاویل کیا یہ معنی دوم ہیں کہ اوپر گزرے **ضرب ۳۸**، امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں دربارۂ استوا ائمۂ متقدمین کا وہ مسلک ارشاد فرمایا جس کا بیان اوپر گزرا پھر فرمایا وذھب ابوالحسن علی بن اسمٰعیل الاشعری الی ان اللہ تعالٰی جل ثناؤہ فعل فی العرش فعلا سماہ استواہ کما فعل فی غیرہ فعلا سماہ رزقا اونعمۃ اوغیرھما من افعالہ ثم لم یکیف الاستواء الا انہ جعلہ من صفات الفعل لقولہ تعالٰی ثم استوی علی العرش وثم للتراخی والتراخی انما یکون فی الافعال والافعال اللہ تعالٰی توجد بلا مباشرۃ منہ ایاھا ولا حرکۃ۔ یعنی امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ کوئی فعل فرمایا ہے جس کا نام استوا رکھا ہے جیسے من و تو زید و عمرو کے ساتھ فرمائے اور ان کا نام رزق یا نعمت وغیرہ رکھا۔ اس فعل استوا کی کیفیت ہم نہیں جانتے اتنا ضرور ہے کہ اس کے افعال میں مخلوق کے ساتھ ملنا چھونا

اس سے لگا ہوا یا حرکت کرنا نہیں جیسے بیٹھنے وغیرہ میں ہے اور استوا کے فعل ہونے پر دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر عرش پر استوا کیا تو معلوم ہوا کہ استوا حادث ہے پہلے نہ تھا اور حدوث افعال ہی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی صفات ذات حدوث سے پاک ہیں تو ثابت ہوا کہ استوا اللہ تعالےٰ کی کوئی صفت ذاتی نہیں بلکہ اس کے کاموں میں سے ایک کام ہے جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں **ضرب ۳۹** ، ابو الحسن علی بن محمد طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے نقل فرمایا القدیم سبحٰنہ عال علی عرشہ لا قاعد ولا قائم ولا مماس ولا مبائن عن العرش یرید بہ مباینۃ الذات التی ھی بمعنی الاعتزال او التباعد لان المماسۃ والمباینۃ التی ھی ضدھا والقیام والقعود من اوصاف الاجسام واللّٰہ عزوجل احد صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد فلا یجوز علیہ ما یجوز علی الاجسام تبارک وتعالیٰ۔ مولیٰ تعالےٰ عرش پر علو رکھتا ہے مگر نہ اس پر بیٹھا ہے نہ کھڑا نہ اس سے لگا ہوا نہ اس معنی پر جدا کہ اس سے ایک کنارے پر ہو یا دور ہو کہ لگا یا الگ ہونا اور اٹھنا بیٹھنا تو جسم کی صفتیں ہیں اور اللہ تعالےٰ احد صمد ہے نہ جنا نہ جنا گیا نہ اس کے جوڑ کا کوئی تو جو باتیں اجسام پر روا ہیں اللہ عزوجل پر روا نہیں ہو سکتیں **ضرب ۴۰** ، امام استاذ ابوبکر بن فورک سے نقل فرمایا کہ انھوں نے بعض ائمہ اہلسنت سے حکایت کی کہ استوی بمعنی علا ولا یرید بذلک علوا بالمسافۃ والتحیز والکون فی مکان ولکن یرید معنی قول اللّٰہ عزوجل ءامنتم من فی السماء ای من فوقھا علی معنی نفی الحد عنہ وانہ لیس مما یحویہ طبق او یحیط بہ قطر۔ یعنی استوا بمعنی علو ہے اور اس سے مسافت کی بلندی یا مکان میں ہونا مراد نہیں بلکہ یہ کہ وہ حد و نہایت سے پاک ہے عرش و فرش کا کوئی طبقہ اسے محیط نہیں ہو سکتا نہ کوئی مکان اسے گھیرے اسی معنی پر قرآن عظیم میں اسے آسمان کے اوپر فرمایا۔ یعنی اللہ بلند و بالا ہے کہ آسمان ہیں سما سکے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں قلت وھو علی ھٰذہ الطریقۃ من صفات الذات وکلمۃ ثم تعلقت بالمستوی علیہ لا بالاستوی وھو کقولہ عزوجل ثم اللّٰہ شھید علی ما یفعلون یعنی ثم یکون عملھم فیشھدہ وقد اشار ابو الحسن علی بن اسمٰعیل الی ھٰذہ الطریقۃ حکایۃ فقال و قال بعض اصحابنا انہ صفۃ ذات ولا یقال لم یزل مستویا علی عرشہ کما ان العلو بان الاشیاء قد حدثت من صفات الذات ولا یقال لم یزل عالما بان قد حدثت ولما حدثت بعد حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استوا صفات ذات سے ہوگا کہ اللہ سبحٰنہ بذاتہ اپنی تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے نہ بلندی مکان بلکہ بلندی مالکیت و سلطان اور اب پھر کا لفظ نظر بحدوث عرش ہوگا کہ وہ بلندی ذاتی ہر حادث سے اس کے حدوث کے بعد متعلق ہوتی ہے جیسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ پھر اللہ شاہد ہے ان کے افعال پر یعنی جب ان کے افعال پیدا ہوئے تو شہود الٰہی ان سے متعلق ہوا جس طرح علم الٰہی قدیم ہے مگر یہ علم

کہ چیز حادث ہوگئی اس کے حدوث کے بعد ہی متعلق ہوگا یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ازل میں جانتا تھا کہ اشیاء پیدا ہو چکیں حالانکہ ہنوز ناپیدا تھیں **ضرب ۴۱** پھر امام اہلسنت قدس سرہٗ سے نقل فرمایا وجوابی ھوالاول وھو ان اللہ مستوٍ علی عرشہ وانہ فوق الاشیاء بائن منھا بمعنی انھا لا تحلہ ولا یحلھا ولا یمسھا ولا یشبھھا ولیست البینونۃ بالعزلۃ تعالی اللہ ربنا عن الحلول والمماسۃ علوا کبیرا میرا قول وہی پہلا ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ فعل استوا کیا اور ایک عرش ہی کیا وہ تمام اشیاء سے بالا اور سب سے جدا ہے بایں معنے کہ نہ اشیاء اس میں حلول کریں نہ وہ اُن میں نہ وہ ان سے مس کرے نہ ان سے کوئی مشابہت رکھے اور یہ جدائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اشیاء سے ایک کنارے پر ہو ہمارا رب حلول ومس وفاصلہ وعزلت سے بہت بلند ہے جل وعلا۔ دیکھو ائمہ اہلسنت سے نقل فرمایا وقد قال بعض اصحابنا الاستواء صفۃ اللہ تعالیٰ بنفی الاعوجاج عنہ یعنی بعض ائمہ اہلسنت نے فرمایا کہ صفت استوا کے معنے ہیں کہ اللہ عزوجل کجی سے پاک ہے۔ اقول اس تقدیر پر استوا صفات سلبیہ سے ہوگا جیسے غنی یعنی کسی کا محتاج نہیں یوہیں مستوی یعنی اس میں کجی واعوجاج نہیں اور اب علیٰ ظرف مستقر ہوگا اسی علو ملک وسلطان کا مفید اور ثم تراخی فی الذکر کے لئے کقولہ تعالیٰ ثم کان من الذین اٰمنوا وقولہ تعالیٰ خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون واللہ تعالیٰ اعلم۔ **ضرب ۴۳** پھر امام استاذ ابو منصور ابن ابی ایوب سے نقل فرمایا کہ انھوں نے مجھے لکھ بھیجا ان کثیرا من متاخری اصحابنا ذھبوا الی ان الاستواء ھو القھر والغلبۃ ومعناہ ان الرحمٰن غلب العرش وقھرہ وفائدۃ الاخبار عن قھرہ مملوکاتہ وانھا لم تقھرہ وانما خص العرش بالذکر لانہ اعظم المملوکات فنبہ بالاعلیٰ علی الادنی قال والاستواء بمعنی القھر والغلبۃ شائع فی اللغۃ ———— کما یقال استوی فلان علی الناحیۃ اذا غلب اھلھا وقال الشاعر فی بشر بن مروان ؎ قد استوی بشر علی العراق ٭ من غیر سیف ودم مھراق ٭ یرید انہ غلب اھلہ من غیر محاربۃ یعنی بہت متاخرین علمائے اہل سنت اس طرف گئے کہ استوا بمعنی قہر وغلبہ ہے آیت کے معنی یہ ہیں کہ رحمٰن عز جلالہ عرش پر غالب اور اس کا قاہر ہے اور اس ارشاد کا فائدہ یہ خبر دینا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی تمام مملوکات پر قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں۔ اور عرش کا خاص ذکر اس لئے فرمایا کہ وہ جسامت میں سب مملوکات سے بڑا ہے تو اس کے ذکر سے باقی سب پر تنبیہ فرمادی اور استوا بمعنی قہر وغلبہ زبان عرب میں شائع ہے پھر نثر ونظم سے اس کی نظیریں پیش کیں۔ گمراہ وہابیو تم نے دیکھا کہ تمہاری ہی پیش کردہ کتابوں نے تمہیں کیا کیا سزائے کردار کو پہنچایا مگر تمہیں حیا کہاں۔

دوسرا تپانچہ

جاہل خرد نے بک دیا کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ فقط از روئے علم ہے اس میں اللہ عزوجل کی قدرت کا بھی منکر

ہوا اللہ عزوجل کی صفت بصر سے بھی بے بہرہ ہوا اپنی مستندہ کتابوں کا بھی خلاف کیا خود اپنی بیہودہ تحریر سے بھی تناقض و اختلاف کیا۔ وہ سنیئے **ضرب ۴۴**۔ قال اللہ تعالٰے الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیٔ محیط ہ سنتا ہے وہ شک میں ہیں اپنے رب سے ملنے سے ۔سنتا ہے خدا ہر چیز کو محیط ہے۔ **ضرب ۴۵**۔ قال اللہ تعالٰی وکان اللہ بکل شیٔ محیطاہ اللہ ہر شَے کو محیط ہے۔ **ضرب ۴۶** قال اللہ تعالٰے واللہ من ورائھم محیط ہ اللہ ان کے آس پاس سے انھیں محیط ہے ان تینوں آیتوں میں اللہ عزوجل کو محیط بتایا ہے احاطہ علم کی آیت جُدا ہے۔ واللہ قد احاط بکل شیٔ علماہ **ضرب ۴۷** ترجمہ رفیعیہ میں ہے خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات پروردگار اپنے کی سے خبردار ہو تحقیق وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے۔ **ضرب ۴۸**۔ اسی میں ہے۔ اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا۔ **ضرب ۴۹**۔ اسی میں ہے اور اللہ ان کے پیچھے سے گھیر رہا ہے **ضرب ۵۰**۔ موضح القرآن میں ہے سنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو **ضرب ۵۱**۔ اسی میں زیر آیت ثالثہ ہے اور اللہ نے انکو گردسے گھیرا ہے ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عزوجل ہی کی طرف نسبت کیا۔ **ضرب ۵۲**۔ اسی میں زیر آیت ثانیہ ہے اللہ کے ڈھب میں ہے سب چیز۔ یہ احاطہ از روئے قدرت لیا۔ **ضرب ۵۳**۔ جامع البیان میں زیر آیت اولی ہے الکل تحت علمہ وقدرتہ یعنی سب اس کے علم وقدرت کے نیچے ہیں۔ **ضرب ۵۴**۔ زیر آیت ثانیہ ہے بعلمہ وقدرتہ اللہ علم وقدرت دونوں کی رو سے محیط ہے۔ **ضرب ۵۵**۔ مدارک شریف میں زیر آیت ثالثہ ہے۔ عالم باحوالھم وقادر علیھم وھم لایعجزونہ یعنی اللہ ان کے احوال کا عالم اور ان پر قادر ہے وہ اُسے عاجز نہیں کرسکتے **ضرب ۵۶**۔ کتاب الاسماء میں ہے المحیط راجع الی کمال العلم والقدرۃ اسم الٰہی محیط کے معنے کمال علم وقدرت کی طرف راجع ہیں۔ ان تیرے مستندوں نے احاطہ فقط از روئے علم ہونا کیسا باطل کیا۔ **ضرب ۵۷**۔ اللہ عزوجل کی بصر بھی محیط ہے قَالَ تَعَالٰی انہ بکل شیٔ بصیرہ اللہ تعالٰے ہر چیز کو دیکھ رہا ہے **ضرب ۵۸** اس کا سمع بھی محیط اشیا ہے کما حققہ عالم اھل السنۃ مدظلہ فی منھوات سبحٰن السبوح **ضرب ۵۹**۔ قدرت بھی محیط ہے قال تعالٰے ان اللہ علی کل شیٔ قدیرہ **ضرب ۶۰**۔ خالقیت بھی محیط ہے قال تعالٰی خالق کل شیٔ فاعبدوہ **ضرب ۶۱** مالکیت بھی محیط ہے قال تعالٰی بیدہ ملکوت کل شیٔ۔ اس بیخرد وہابی نے فقط از روئے علم کہکر ان تمام صفات الٰہیہ کے احاطہ سے انکار کردیا آنکھیں رکھتا ہو تو سوجھے کہ اپنی گہری جہالت کی گھٹا ٹوپ اندھیری میں کتنی آیتوں کا رد کرگیا۔ بالجملہ اگر مذہب متقدمین لیجئے تو ہم ایمان لائے کہ ہمارے مولٰی تعالٰے کا علم محیط ہے جیسا کہ سورۂ طلاق میں فرمایا اور احاطہ علم کے معنے ہمیں معلوم ہیں کہ لا یعزب عنہ

مثال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض اور ہمارا مولیٰ عزوجل محیط ہے جیسا کہ سورۂ نساء و سورۂ فصلت و سورۂ بروج میں ارشاد فرمایا اور اس کا احاطہ ہماری عقل سے ورا ہے امنا بہ کل من عند ربنا اور اگر مسلک متاخرین چلئے تو اللہ تعالیٰ جس طرح از روئے علم محیط ہے یوہیں از روئے قدرت واز روے سمع واز راہ بصر واز جہت ملک واز وجہ خلق وغیر ذلک تو فقط علم میں احاطہ منحصر کر دینا ان سب صفات وآیات سے منکر ہو جاتا ہے **ضرب ۶۲**۔ یوں تو چند سطر بعد ملنے گا کہ جتنی صفتیں کلام شارع میں وارد ہیں ان سے سکوت نہ ہوگا یہاں احاطۂ ذات سے سکوت کیسا انکار کر گیا مگر وہابی پورا حافظ نباشد یہ کیسا صریح تناقض ہے۔

تیسرا تپانچہ

اصل تپانچہ قیامت کا جس سے مجسمی گمراہی کا سُرمہ ہو جائے

بدمذہب گمراہ نے صاف بک دیا کہ اس کا معبود مکان رکھتا ہے عرش پر بستا ہے تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **ضرب ۶۳**۔ وہابیہ مجسمہ کے پیر مغاں اسماعیل آنجہانی علیہ ما علیہ کے دادا پیر اور استاذ اور باپ یعنی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ارشاد اوپر گزرا کہ اہلسنت کے اعتقاد میں اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے اس کے بدعتی ہونے میں انھیں کا فتوےٰ کافی۔ **ضرب ۶۴ تا ۶۷**۔ بحر الرائق وعالمگیری وقاضی خان وفتاوے خلاصہ کی عبارتیں بھی اوپر گزریں کہ جو اللہ عزوجل کے لئے مکان مانے کافر ہے۔ یہ تو اوپر کے پانچ تھے اب اصل طرز کے لیجئے یعنی اس کی مستند کتابوں سے اسے رگیدنا پھر کچھ دلائل قاطعہ عقلیہ نقلیہ کے جگر دوز جوشن گزار تیروں سے مجسمیت کا کلیجہ چھیدنا وباللہ التوفیق ووصول التحقیق۔ **ضرب ۶۸**۔ مدارک شریف سورۂ اعراف میں ہے انہ تعالیٰ کان قبل العرش ولا مکان وھو الآن کما کان لان التغیر من صفات الاکوان۔ بیشک اللہ تعالےٰ عرش سے پہلے موجود تھا جب مکان کا نام ونشان نہ تھا اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا جب تھا اس لئے کہ بدل جانا تو مخلوق کی شان ہے۔ **ضرب ۶۹**۔ یوہیں سورۂ طٰہٰ میں تصریح فرمائی کہ عرش مکان الٰہی نہیں اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے عبارت سابقاً منقول ہوئی۔ **ضرب ۷۰**۔ سورۂ یونس میں فرمایا ای استولی فتعالیٰ تقدس الدیان جل وعز عن المکان والمعبود عن الحدود استوا بمعنی استیلا وغلبہ ہے۔ بمعنی مکانیت اس لئے کہ اللہ عزوجل مکان سے پاک اور معبود جل وعلا حد ونہایت سے منزہ ہے۔ ہزار نفرین اس بیحیا آنکھ کو جو ایسے ناپاک بول بول کر ایسی کتابوں کا نام لیتے ہوئے ذرا نہ جھپکے۔ **ضرب ۷۱**۔ امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام اجل ابو عبداللہ حلیمی سے زیر اسم پاک متعالی نقل فرماتے ہیں صفحہ ۲۵۔ معناہ المرتفع عن ان

یجوز علیہ ما یجوز علی المحدثین من الازواج والاولاد والجوارح والاعضاء واتخاذ السریر للجلوس علیہ والاحتجاب بالستور عن ان تنفذ الابصار الیہ والانتقال من مکان الی مکان ونحو ذلک فان اثبات بعض ھٰذہ الاشیاء یوجب النہایۃ وبعضہا یوجب الحاجۃ وبعضہا یوجب التغیر والاستحالۃ وشیٔ من ذلک غیر لائق بالقدیم ولا جائز علیہ۔ یعنی نام الٰہی تعالیٰ کے یہ معنے ہیں کہ اللہ عزوجل اس سے پاک ومنزہ ہے کہ جو باتیں مخلوقات پر روا ہیں جیسے جورو بیٹا آلات اعضا تخت پر بیٹھنا پردوں میں چھپنا ایک مکان سے دوسرے کی طرف انتقال کرنا (جس طرح چڑھنے اترنے چلنے ٹھہرنے میں ہوتا ہے) اس پر روا ہو سکیں اس لئے کہ ان میں بعض باتوں سے نہایت لازم آئے گی بعض سے احتیاج بعض سے بدلنا متغیر ہونا اور ان میں سے کوئی امر اللہ عزوجل کے لائق نہیں نہ اس کے لئے امکان رکھے۔ کیوں بچائے تو نہو گے کتاب الاسماء کا حوالہ دیکر تف ہزار تف وہابیہ مجسمہ کی بیحیائی پر۔ **ضرب ۲۷**۔ باب ماجاء فی العرش میں امام ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ تعالےٰ سے نقل فرماتے ہیں صفحہ ۲۸۴۔ لیس معنے قول المسلمین ان اللہ تعالےٰ علی العرش ھو انہ مماس لہ او متمکن فیہ او متحیز فی جھۃ من جھاتہ لکنہ بائن من جمیع خلقہ وانما ھو خبر جاء بہ التوقیف فقلنا بہ ونفینا عنہ التکییف اذ لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر۔ مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالےٰ عرش پر ہے یہ معنے نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے نرالا ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وارد ہوئی تو ہم نے مانی اور چگونگی اس سے دور و مسلوب جانی؛ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کے مشابہ کوئی چیز نہیں اور وہی ہے سننے دیکھنے والا۔ **ضرب ۳۷**۔ اس سے گزرا کہ اللہ عزوجل کے علو سے اس کا مکان بالا میں ہونا مراد نہیں مکان اسے نہیں گھیرتا **ضرب ۴۷**۔ نیز یہ کلیہ بھی گزرا کہ جو اجسام پر روا ہے۔ اللہ عزوجل پر روا نہیں۔ **ضرب ۵۷**۔ اسی میں یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے طبقات آسمان پھر ان کے اوپر عرش پھر طبقات زمین کا بیان کر کے فرمایا والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم احدکم بحبل الی السابعۃ لھبط علی اللہ تبارک وتعالیٰ ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن قسم اس کی جس کے دستِ قدرت میں محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم کسی کو رسّی کے ذریعہ سے ساتویں زمین تک لٹکاؤ تو وہاں بھی وہ اللہ عزوجل ہی تک پہنچے گا پھر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالےٰ ہی ہے اول وآخر وظاہر وباطن۔ اس حدیث کے بعد امام فرماتے ہیں صفحہ ۲۸۷۔ الذی روی فی اٰخر ھٰذا الحدیث اشارۃ الی نفی المکان عن اللہ تعالیٰ وان العبد اینما کان فھو فی القرب والبعد من اللہ تعالیٰ سواء وانہ الظاھر فیصح ادراکہ بالادلۃ الباطن فلا

یصح ادراکہ بالکون فی مکان اس حدیث کا پچھلا فقرہ اللہ عزوجل سے نفی مکان پر دلالت کرتا ہے اور یہ کہ بندہ کہیں ہو اللہ عزوجل سے قرب و بعد میں یکساں ہے اور یہ کہ اللہ ہی ظاہر ہے تو دلائل سے اُسے پہچان سکتے ہیں اور وہی باطن ہے کسی مکان میں نہیں کہ یوں اسے جان سکیں اقول یعنی اگر عرش اس کا مکان ہوتا تو جو ساتویں زمین تک پہنچا وہ اس سے کمال دُوری و بُعد پر ہو جاتا نہ کہ وہاں بھی اللہ ہی تک پہنچتا اور مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف مکان میں موجود ہونا محال اور یہ اس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکاناتِ بالا و زیریں دفعتہً اس سے بھرے ہوئے مانو کہ تجزیہ وغیرہ صدہا استحالے لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو اسفل و ادنیٰ کہنا بھی صحیح ہوگا لاجرم قطعًا یقینًا ایمان لانا پڑے گا کہ عرش و فرش کچھ اس کا مکان نہیں نہ وہ عرش میں ہے نہ ما تحت الثریٰ میں نہ کسی جگہ میں ہاں اس کا علم و قدرت و سمع و بصر و ملک ہر جگہ ہے جس طرح امام ترمذی نے جامع میں ذکر فرمایا **ضرب ۷۶**۔ پھر فرمایا واستدل بعض اصحابنا فی نفی المکان عنہ تعالٰی بقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انت الظاھر فلیس فوقك شیئ وانت الباطن فلیس دونك شیئ واذا لم یکن فوقہ شیئ ولا دونہ شیئ لم یکن فی مکان یعنی اور بعض ائمہ اہلسنت نے اللہ عزوجل سے نفی مکان پر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ اپنے رب عزوجل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو کوئی تجھ سے اوپر نہیں اور تو ہی باطن ہے تو کوئی تیرے نیچے نہیں جب اللہ عزوجل سے نہ کوئی اوپر ہوا نہ کوئی نیچے تو اللہ تعالیٰ کسی مکان میں نہ ہوا یہ حدیث صحیح مسلم شریف و سنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ورواہ البیہقی فی الاسم الاول والآخر۔ **اقول** حاصل دلیل یہ کہ اللہ عزوجل کا تمام امکنہ زیر و بالا کو بھرے ہونا تو بداہتہً محال ہے ورنہ وہی استحالے لازم آئیں اب اگر مکان بالا نہیں ہوگا تو اشیاء اس کے نیچے ہونگی اور مکان زیریں میں ہوا تو اشیاء اس سے اوپر ہونگی اور وسط میں ہو تو اوپر نیچے دونوں ہونگی حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ نہ اس سے اوپر کچھ ہے اور نہ نیچے کچھ تو واجب ہوا کہ مولیٰ تعالیٰ مکان سے پاک ہو **ضرب ۷۷** عرش فرش جس جگہ کو معاذ اللہ مکان الٰہی کہو اللہ تعالیٰ ازل سے اس میں متمکن تھا یا اب متمکن ہوا پہلی تقدیر پر وہ مکان بھی ازلی ٹھہرا اور کسی مخلوق ازلی ماننا باجماع مسلمین کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ عزوجل میں تغیر آیا اور یہ خلاف شان الوہیت ہے **ضرب ۷۸** اقول مکان خواہ بعد موہوم ہو یا مجرد یا سطح حاوی مکین کو اس کا محیط ہونا لازم محیط یا مماس بعض شے مکان بعض یا بعض مکان ہے نہ مکان شے مثلاً ٹوپی کو نہیں کہہ سکتے کہ پہننے والے کا مکان ہے تم جوتا پہنے ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ تمہارا مکان جوتے میں ہے تو عرش اگر معاذ اللہ مکان الٰہی ہو لازم کہ اللہ عزوجل کو محیط ہو یہ محال ہے قال اللہ تعالیٰ وکان اللہ بکل شیئ محیطا اللہ تعالیٰ عرش و فرش سب کو محیط ہے وہ احاطہ جو عقل سے وراء ہے اور اس کی شان قدسی کے لائق ہے اس کا غیر اسے محیط نہیں ہو سکتا۔ **ضرب ۷۹**۔ نیز لازم کہ اللہ عزوجل عرش سے چھوٹا ہو۔ **ضرب ۸۰**۔ نیز محدود و محصور ہو **ضرب ۸۱**۔ ان سب شناعتوں کے بعد جس آیت سے عرش کی مکانیت

نکالی تھی وہی باطل ہو گئی۔ آیت میں عرش پر فرمایا ہے اور عرش مکان خدا ہو تو خدا عرش کے اندر ہوگا نہ کہ عرش پر **ضرب ۸۲۔ اقول** جب تیرے نزدیک تیرا معبود مکانی ہوا تو دو حال سے خالی نہیں جز لایتجزےٰ کے برابر ہوگا یا اس سے بڑا اول باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرا معبود ہر چھوٹی چیز سے چھوٹا ہوا ایک دانۂ ریگ کے ہزارویں لاکھویں حصے سے بھی کمتر ہوا نیز اس صورت میں صدہا آیات و احادیث عین و ید و وجہ و ساق وغیرہا کا انکار ہوگا کہ جب متشابہات ظاہر پر محمول ٹھہریں تو یہاں بھی معانی مفہومۂ ظاہرہ مراد لینے واجب ہونگے اور لایتجزی کے لئے آنکھ ہاتھ چہرہ پاؤں ممکن نہیں اگر کہیے وہ ایک ہی جز ان سب اعضار کے کام دیتا ہے لہٰذا ان ناموں سے مسمے ہوا تو یہ بھی باطل ہے کہ اول تو اس کے لئے یہ اشیاء مانی گئی ہیں نہ یہ کہ وہ خود یہ اشیاء ہے ثانیاً باعینا اور بل یداہ کا کیا جواب ہوگا کہ جز لایتجزیٰ میں دو فرض نہیں کر سکتے اور مبسوطتان تو صراحۃً اُس کا ابطال ہے جوہر فرد میں بسط کہاں اور ثانی بھی باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرے معبود کے ٹکڑے ہو سکیں گے اس میں حصے فرض کر سکیں گے اور معبود حق عز جلالہ اس سے پاک ہے **ضرب ۸۳۔ اقول** جو کسی چیز پر بیٹھا ہو اس کی تین ہی صورتیں ممکن یا تو وہ بیٹھک اس کے برابر ہے یا اس سے بڑی ہے کہ وہ بیٹھا ہے اور جگہ خالی باقی ہے یا چھوٹی ہے کہ وہ پورا اس بیٹھک پر نہ آیا کچھ حصہ باہر ہے اللہ عزوجل میں یہ تینوں صورتیں محال ہیں وہ عرش کے برابر ہو تو جتنے حصے عرش میں ہو سکتے ہیں اس میں بھی ہو سکیں گے اور چھوٹا ہو تو اسے خدا کہنے سے عرش کو خدا کہنا اولےٰ ہے کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے اور بڑا ہو تو بالفعل حصے متعین ہو گئے کہ خدا کا ایک حصہ عرش سے ملا ہے اور ایک حصہ باہر ہے **ضرب ۸۴۔ اقول** خدا اس عرش سے بڑا بھی بنا سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو عاجز ہوا حالانکہ ان اللّٰہ علی کل شیئ قدیر اور اگر ہاں تو اب اگر خدا عرش سے چھوٹا نہیں برابر بھی ہو تو جب عرش سے بڑا ہے خدا سے بھی بڑا ہے اور اگر خدا عرش سے بڑا ہے تو غیر متناہی بڑا نہیں ہو سکتا کہ لاتناہی ابعاد دلائل قاطعہ سے باطل ہے۔ لاجرم بقدر متناہی بڑا ہوگا مثلاً عرش سے دونا فرض کیجئے اب عرش سے سوائی ڈیوڑھی پون دونی تگنی مقداروں کو پوچھتے جائیے کہ خدا ان کے بنانے پر قادر ہے یا نہیں جہاں انکار کرو گے خدا کو عاجز کہو گے اور اقرار کرتے جاؤ گے تو وہی مصیبت آڑے آئے گی کہ خدا اپنے سے بڑا بنا سکتا ہے **ضرب ۸۵۔ اقول** یہ تو ضرور ہے کہ خدا جب عرش پر بیٹھے تو عرش سے بڑا ہو ورنہ خدا اور مخلوق برابر ہو جائیں گے یا مخلوق اس سے بڑی ٹھہرے گی اور جب وہ بیٹھنے والا اپنی بیٹھک سے بڑا ہے تو قطعاً اس پر پورا نہیں آسکتا جتنا بڑا ہے اُتنا حصہ باہر رہے گا تو اس میں دو حصے ہوئے ایک عرش سے لگا اور ایک الگ اب سوال ہوگا کہ یہ دونوں حصے خدا ہیں یا جتنا عرش سے لگا ہے وہی خدا ہے باہر والا خدائی سے جُدا ہے یا اِس کا عکس ہے یا ان میں کوئی خدا نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ خدا ہے۔ پہلی تقدیر پر دو خدا لازم آئیں گے دوسری پر خدا و عرش برابر ہو گئے کہ خدا تو اِتنے ہی کا نام رہا جو عرش سے ملا ہوا ہے تیسری تقدیر پر خدا عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ

الگ ہے اور جو لگا ہے وہ خدا نہیں چوتھی پر عرش خدا کا مکان نہ ہوا کہ وہ اگر مکان ہے تو اُتنے ٹکڑے کا جو اس سے ملا ہے اور وہ خدا نہیں **ضرب ۸۶- ۱قول** جو مکانی ہے اور جزء لایتجزیٰ کے برابر نہیں اسے مقدار سے مفر نہیں اور مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے اور مقدار متناہی کے افراد نامتناہی ہیں اور شخص معین کو ان میں سے کوئی قدر معین ہی عارض ہوگی تو لاجرم تیرا معبود ایک مقدار مخصوص محدود پر ہوا اس تخصیص کو علت سے چارہ نہیں مثلاً کروڑ گز کا ہے تو دو کروڑ کا کیوں نہ ہوا دو کروڑ کا ہے تو کروڑ کا کیوں نہ ہوا اس تخصیص کی علت تیرا معبود آپ ہی ہے یا اس کا غیر اگر غیر ہے جب تو سچا خدا وہی ہے جس نے تیرے معبود کو اتنے یا اُتنے گز کا بنایا اور اگر خود وہی ہو تاہم بہر حال اس کا حادث ہونا لازم کہ امور متساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف اور ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے تو وہ مقدار مخصوص حادث ہوئی اور مقداری کا وجود بے مقداری کے محال تو تیرا معبود حادث ہوا اور تقدم الشئ علی نفسہ کا لزوم علاوہ۔ **ضرب ۸۷- ۱قول** ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے تو تیرے معبود سے بڑا اور اس کے بڑے سے بڑا ممکن **ضرب ۸۸- ۱قول** جہاتِ فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک دوسرے کے بے دوسرے کے محال ہر بچہ جانتا ہے کہ کسی چیز کو اوپر نہیں کہہ سکتے جب تک دوسری چیز نیچی نہ ہو اور ازل میں اللہ عزوجل کے سوا کچھ نہ تھا صحیح بخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کان اللّٰہ تعالٰی ولم یکن شیئ غیرہ۔ اللہ تعالٰی تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا تو ازل میں اللہ عزوجل کا فوق یا تحت ہونا محال اور جب ازل میں محال تھا تو ہمیشہ محال رہے گا ورنہ اللہ عزوجل کے ساتھ حوادث کا قیام لازم آئے گا اور یہ محال ہے کتاب الاسماء والصفات میں امام حاکم حلیمی سے ہے اذا قیل اللّٰہ العزیز فانما یراد بہ الاعتراف لہ بالقدم الذی لا یتھیؤ معہ تغیرہ عما لم یزل علیہ من القدرۃ والقوۃ وذلک عائد الی تنزیھہ تعالٰی عما یجوز علی المصنوعین لاعراضھم بالحدوث فی انفسھم للحوادث ان تصیبھم وتغیرھم **ضرب ۸۹- ۱قول** ہر ذی جہت قابل اشارۂ حسیہ ہے کہ اوپر ہوا تو انگلی اوپر کو اٹھا کر بتا سکتے ہیں کہ وہ ہے اور نیچے ہوا تو نیچے کو۔ اور ہر قابل اشارۂ حسیہ متحیز ہے اور متحیز جسم یا جسمانی ہے اور ہر جسم و جسمانی محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک ہے تو واجب ہوا کہ جہت سے پاک ہو نہ اوپر نیچے نہ آگے نہ پیچھے نہ دہنے نہ بائیں تو قطعاً لازم کہ کسی مکان میں نہ ہو **ضرب ۹۰- ۱قول** عرش زمین سے غایت بُعد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قرب میں قال اللہ تعالٰی نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ وقال اللہ تعالٰی اذا سألک عبادی عنی فانی قریب تو اگر عرش پر اللہ عزوجل کا مکان ہوتا اللہ تعالٰی ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا اور وہ بنص قرآن باطل ہے **ضرب ۹۱- ۱قول** مولٰی تعالٰی اگر عرش پر چڑھا بیٹھا ہے تو اس سے اتر بھی سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں اور اگر ہاں تو جب

اترے گا عرش سے نیچے ہوگا تو اس کا اسفل ہونا بھی ممکن ہوا اور اسفل خدا نہیں۔ **ضرب ۹۲۔ ۱ قول** اگر تیرے معبود کے لئے مکان ہے اور مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں کہ جہات نفس امکنہ ہیں یا حدود امکنہ تو اب دو حال سے خالی نہیں یا تو آفتاب کی طرح صرف ایک ہی طرف ہوگا یا آسمان کی مانند ہر جہت سے محیط۔ اولیٰ باطل ہے بوجوہ **اولاً** آیۃ کریمہ وکان اللہ بکل شیئ محیطاہ کے خلاف ہے **ثانیاً** آیۃ کریمہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ کے مخالف ہے **ثالثاً** زمین کروی یعنی گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوئی ہے اور بحمد اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نئی پرانی دنیا میں سب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے وسلم کے کلمے گونج رہی ہیں شریعت مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے تبٰرک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیراہ اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں ان احدکم اذا کان فی الصلاۃ فان اللہ وجھہ فلا یتخمن احد قبل وجھہ فی الصلاۃ جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مونھ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی شخص نماز میں سامنے کو کھکار نہ ڈالے۔ اگر اللہ تعالے ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکر ہوسکتا ہے **رابعاً** ان گمراہوں مکان وجہت ماننے والوں کے پیشواؤں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالے کے جہت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہان کے مسلمان دعا و مناجات کے وقت ہاتھ اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پر ظاہر کہ یہ دلیل ذلیل علیل کلیل کہ ائمہ کرام جس کے پرخچے اڑا چکے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عزوجل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے مسلمان سر کی طرف ہاتھ اٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہنے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف ہاتھ بڑھائیں کہ ان مجسمہ کا معبود ان کے پاؤوں کی طرف ہے۔ بالجملہ پہلی شق باطل ہے۔ رہی دوسری اس پر یہ احاطہ عرش کے اندر اندر ہرگز نہ ہوگا ورنہ استوا باطل ہو جائے گا ان کا معبود عرش کے اوپر نہ ہوگا نیچے قرار پائے گا لاجرم عرش کے باہر سے احاطہ کریگا اب عرش ان کے معبود کے پیٹ میں ہوگا تو عرش اس کا مکان کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ وہ عرش کا مکان ٹھہرا اب عرش پر بیٹھنا بھی باطل ہو گیا کہ جو چیز اپنے اندر ہو اس پر بیٹھنا نہیں کہہ سکتے کیا تمھیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہوئے ہو۔ گمراہو دیکھو حجۃ اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔ **ضرب ۹۳۔ ۱ قول**۔ شرع مطہرہ نے تمام جہان کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف مونھ کرنے کا حکم فرمایا یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جہت و مکان سے پاک و بری ہے اگر خود حضرت عزجلالہ کے لئے طرف وجہت ہوتی تو محض مہل و باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف مونھ کرکے اس کی خدمت میں کھڑا ہونا اس کی عظمت کے حضور پیٹھ جھکانا اس کے سامنے خاک پر مونھ ملنا چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے بادشاہ کا مجرئی اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی

طرف موںھ کرکے آداب مجرا بجالائے اور دیواروں ہی کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے تو بے ادب مسخرہ کہلائیگا یا مجنون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زمین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جہت قبلہ مقرر کرنے کی جہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سمت سے محیط ہے تو اس کی طرف موںھ تو ہر حال میں ہوگا ہی ایک ادب قاعدے کے طور پر ایک سمت خاص بتادی گئی مگر معبود ایسے گھیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت دو ہی طور پر متصور ہے ایک یہ کہ عرش تا فرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے خلا میں ہوا بھری ہے دوسرے یہ کہ وہ عرش سے باہر افلاک کی طرح محیط عالم اور بیچ میں خلا جس میں عرش و کرسی آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں اور دونوں صورتیں محال ہیں۔ پچھلی اس لئے کہ جب وہ صمد نہ رہے گا صمد وہ جس کے لئے جوف نہ ہو اور اس کا جوف تو اتنا بڑا ہوا معہذا جب خالق عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تمھیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلیٰ ہو جسے فلک اطلس و فلک الافلاک کہتے ہیں جب تشبیہ ٹھہری تو اس کے استحالے پر کیا دلیل ہوسکتی ہے اور پہلی صورت اس سے شنیع تر و بدیہی البطلان ہے کہ جب مجسمہ گمراہوں کا وہمی معبود عرش تا فرش ہر مکان کو بھرے ہوئے ہے تو معاذ اللہ ہر پاخانے غسل خانے میں بھی ہوگا مردوں کے پیٹ اور عورتوں کے رحم میں بھی ہوگا راہ چلنے والے اسی پر پاؤں اور جوتا رکھکر چلیں گے معہذا اس تقدیر پر تمھیں کیا معلوم کہ وہ یہی ہوا ہو جو ہر جگہ بھری ہے۔ جب احاطہ جسمانیہ ہر طرح باطل ہوا۔ تو بالضرورۃ ایک ہی کنارے کو ہوگا اور شک نہیں کہ کرۂ زمین کے ہر سمت رہنے والے جب نمازوں میں کعبے کو موںھ کریں گے تو سب کا موںھ اس ایک ہی کنارے کی طرف نہ ہوگا جس میں تم نے خدا کو فرض کیا ہے بلکہ ایک کا موںھ ہے تو دوسرے کی پیٹھ ہوگی تیسرے کا بازو ایک کا سر ہوگا تو دوسرے کے پاؤں۔ یہ شریعت مطہرہ کو سخت عیب لگانا ہوگا لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی بے نیاز مکان وجہت و جملہ اعراض سے پاک ہے و للہ الحمد **ضرب ۴۹**

اقول۔ صحیحین میں ابوہریرہ اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ینزل ربنا کل لیلۃ الی سماء الدنیا حین یبقٰی ثلث اللیل الاٰخر فیقول من یدعونی فاستجیب لہ الحدیث ہمارا رب عزوجل ہر رات تہائی رات رہے اس آسمان زیرین تک نزول کرتا اور ارشاد فرماتا ہے ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ اور ارصاد صحیحہ متواترہ نے ثابت کیا ہے کہ آسمان و زمین دونوں گول بشکل کرہ ہیں آفتاب ہر آن طلوع و غروب میں ہے جب ایک موضع میں طالع ہوتا ہے تو دوسرے میں غروب کرتا ہے آٹھ پہر یہی حالت ہے تو دن اور رات کا حصہ بھی یونہی آٹھ پہر باختلاف مواضع موجود رہے گا اس وقت یہاں تہائی رات رہی ہے تو ایک لحظہ کے بعد دوسری جگہ تہائی رہے گی جو پہلی جگہ سے ایک مقدار خفیف پر مغرب کو ہٹی ہوگی ایک لحظہ بعد تیسری جگہ تہائی رہیگی و علی ہذا القیاس تو واجب ہے کہ مجسمہ کا معبود جن کے طور پر یہ نزول وغیرہ سب معنی حقیقی پر حمل کرنا لازم ہمیشہ ہر وقت آٹھوں پہر بارھوں مہینے اسی نیچے کے آسمان پر رہتا ہو غایت یہ کہ جوں جوں رات سرکتی جائے خود بھی ان لوگوں کے محاذات میں سرکتا ہو

خواہ آسمان پر ایک ہی جگہ بیٹھا آواز دیتا ہو بہر حال جب ہر وقت اسی آسمان پر براج رہا ہے تو عرش پر بیٹھنے کا کونسا وقت آئیگا اور آسمان پر اترنے کے کیا معنے ہونگے۔ بحمد اللہ تعالے۔ یہ **بیس دلائل جلائل** مثبت حق ومبطل باطل ہیں تین افادۂ ائمہ کرام اور سترہ افاضۂ مولائے علام کہ بلا مراجعت کتاب ارتجالاً لکھدیں جو دہ ایک جلسۂ واحدہ خفیفہ میں اور باقی تین نماز کے بعد جلسۂ ثانیہ میں۔ اگر کتب کلامیہ کی طرف رجوع کی جائے تو ظاہر بہت دلائل اُن میں ان سے جدا ہونگے بہت ان میں جدید وتازہ ہونگے اور عجب نہیں کہ بعض مشترک بھی ملیں مگر نہ زیادہ کی فرصت نہ حاجت نہ اس رسالے میں کتب دیگر سے استناد کا قرار داد لہٰذا اسی قدر پر اقتصار وقناعت اور توفیق الٰہی ساتھ ہو تو انہیں میں کفایت وہدایت والحمد للہ رب العلمین۔ اب **رد جہالات مخالف** لیجے یعنی وہ جو اس بے علم نے اپنی گمراہی کے زور میں دو حدیثیں پیش خویش اپنی مفید جانکر پیش کیں **ضرب ۹۵** حدیث صحیح بخاری تو ان علامۃ الدہر صاحب نے بالکل آنکھیں بند کرکے لکھدی اپنے معبود کا مکانی وجسم ہونا جو ذہن میں جم گیا ہے تو خواہی نخواہی بھی ہراہی ہرا سوجھتا ہے حدیث کے لفظ یہ ہیں۔ فقال وھو مکانہ یا رب خفف عنا فان امتی لا تستطیع ھذا یعنی جب نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں اور حضور سدرہ سے واپس آئے آسمان ہفتم پر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے تخفیف چاہنے کے لئے گزارش کی حضور بمشورۂ جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام پھر عازم سدرہ ہوئے اور اپنے اسی مکان سابق پر پہنچکر جہاں تک پہلے پہنچے تھے اپنے رب سے عرض کی الٰہی ہم سے تخفیف فرمادیجائے کہ میری امت سے اتنی نہ ہوسکیں گی۔ یہاں سیّد عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے مکان ترقی کا ذکر ہے باؤلے فاضل نے جھٹ ضمیر حضرت عزت کی طرف پھیر دی یعنی حضور نے عرض کی اس حال میں کہ خدا اپنے اسی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہیں چلا نہ گیا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بصیر صاحب کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ وھو مکانہ جملہ حالیہ قال اور اس کے مقولے کے درمیان واقع ہے تو اقرب کو چھوڑ کر بلا دلیل کیونکر گڑھ لیا جائے کہ یہ حال حضور سے نہیں اللہ عزوجل سے ہے جو اس جملے میں مذکور بھی نہیں مگر ہے یہ کہ من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ **ضرب ۹۶**۔ اپنی مستند کتاب الاسماء والصفات کو دیکھ کر اس حدیث کے باب میں کیا کیا فرماتے ہیں یہ حدیث شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے جنہیں امام یحیٰی بن معین وامام نسائی نے لیس بالقوی کہا یعنی قوی نہیں اور تم غیر مقلدوں کے پیشوا ابن حزم نے اسی حدیث کی وجہ سے وہی ضعیف بتایا اور حافظ الشان نے تقریب میں صدوق یخطی فرمایا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی جس میں جابجا ثقات حفاظ کی مخالفت کی اس پر کتاب موصوف میں فرماتے ہیں وروی حدیث المعراج ابن شہاب الزہری عن انس بن مالک عن ابی ذر وقتادہ عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعۃ رضی اللہ تعالٰی منہ لیس فی حدیث واحد منہما شئی من

ذلک وقد ذکر شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر فی روایۃ ھذہ ما یستدل بہ علی انہ لم یحفظ

کا اس انجمن سے اتفاق ہے یا نہیں ؟ آج کل اہل اسلام میں اکثر ادبار و افلاس چھایا ہوا ہے۔ پھر خاص کر ایسے امور میں غربا ہی بیچارے زیادہ حصہ لیا کرتے ہیں۔ اکثر غربائے اہل اسلام دریافت کیا کرتے ہیں کہ یہ خیرات ہماری مقبول ہے یا نامقبول۔ اور یہ کہ ہمارے رہنمایان دین و علمائے اہل سنت کا اس سے اتفاق ہے یا نہیں ؟ چونکہ آج تک یہاں جو اصحاب سفرا "خدام کعبہ" نظر آئے ہیں صورتاً سیرتاً نیچری معلوم ہوتے ہیں۔ اور غالبًا وہ ٹولہ معلوم ہوتا ہے جو مسلم یونیورسٹی کے زمانہ میں نکلا تھا جس کی ہمارے علما نے مخالفت کی تھی۔ پھر ایسا ہی ایک ٹولہ ندوی کا نکلا تھا ایک مدت تک اس کے چندوں کا بھی زور و شور تھا۔ آخر اس کے متعلق بھی علمائے حرمین الشریفین کے فتاوی تکفیر دیکھے۔ لہذا احتمال ہوتا ہے کہ کہیں یہ جماعت بھی ویسی ہی نہ ہو۔ جونکہ اس میں بھی مختلف مذاہب و مسالک کے لوگ اور بعض صورتاً و سیرتاً مخالف سنت و اہل سنت نظر آتے ہیں۔ لہذا ہم مسلمانان کراچی کو اس میں سخت تشویش ہے۔

بدین غرض یہ استفسار خدمت میں حضرت مہتم صاحب دار الافتاء بریلی کے بھیجا جاتا ہے۔ امید کہ حضرت مہتم دار الافتاء دام مجدہ اس امر میں ہم سنیان کراچی ــــ کی تشفی و تسلی فرمائیں گے کہ ہمیں اس انجمن میں چندہ دینا چاہئے یا نہیں ؟ اور ایسی صورتوں پر ہم اہل سنت کو بھروسا کرلینا چاہئے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری ہی کوشش و مساعی و امداد و ارشاد سے کوئی مفسدہ بدمذہبی کا مثل نیچریوں کے یونیورسٹی یا ندوی کا برپا ہو۔ اور ہمیں خسر الدنیا والآخرہ کا عذاب اٹھانا پڑے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

چونکہ آج کل تمام اہل سنت کا رجوع دار الافتاء بریلی ہی کی طرف ہے لہذا یہاں سے خاطر خواہ جواب آنے پر ہم سب مسلمانوں کی تشفی ہو جائے گی۔ خاص کر ہم سنیوں کے پیشوا مسلمان ہندوستان کے امام و مقتدا۔ اعلیٰ حضرت مجدد مأتہ حاضرہ مولینا احمد رضا خاں صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کی مہر و تصحیح و تصدیق ہم سب کی مشکل کشائی و بیحد تسلی و خاطر خواہ تشفی کا موجب ہوگی۔ جیسا کچھ جواب آیا انشاء اللہ تعالیٰ چھپوا کر اس استفتاء کو تمام مسلمانوں میں شائع کر دیں گے۔ حضرت ہمارے مہربانی فرما کر جلد ہی جواب سے سرفرازی فرمائیں گے کہ اس انجمن کا جلسہ قریب قریب ہمارے محلہ صدر بازار میں ہونے والا ہے اور دیگر محلوں میں ہو چکا۔ والسلام مع الاکرام۔ بینوا توجروا۔

الجواب : ان اللہ صادق یحب الصدق اللہ سچا ہے اور سچ کو دوست رکھتا ہے۔ اس نے خادمان علم سے عہد لیا ہے کہ حق واضح کر دیں اور کسی کی رعایت یا خوف ملامت نہ کریں۔ یہ انجمن وہی انجمن ہے۔ ندوہ بلکہ کانفرنس نیچریاں ہے کہ نام بدل کر اٹھی ہے۔ اس میں ابتداءً دو سخت نقص بھی تھے ایک باطل ادعائے جہاد کے پہلو سے بلاوجہ مسلمانوں کے آزاد کے اسباب مہیا کرنا۔ دوسرے تمام بے دینوں، مرتدوں، مدعیان کلمہ گو کو رکن بنانا۔ ان کو اپنے اسلام باطل کی اشاعت کی جگہ دینا کہ حقیقۃً اجازت اشاعت کفر و ارتداد تھی۔ اس کے صدر و ارکین لکھنؤ سے تین بار فقیر کے پاس اس میں شرکت کے لئے آئے۔

اتنا ہی ہے ارتفاع مکانی کا لفظ کسی میں نہیں ہاں بیہقی نے کتاب الاسماء میں یہ حدیث اس طریق اخیر ابن لہیعہ سے روایت کی حیث قال اخبرنا علی بن احمد بن عبدان انا احمد بن عبید ثنا جعفر بن محمد ثنا قتیبۃ ثنا ابن لہیعۃ عن دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ یہاں وہ لفظ ہے اس سند میں اول تو ابن لہیعہ موجود ان میں محدثین کا جو کلام ہے معلوم و معہود جب باب احکام میں ان کی حدیث پر ائمہ کو وہ نزاعین ہیں تو باب صفات تو اشد الابواب ہے **ضرب ۱۰۰۔** اقول وہ مدلس ہیں کما فی فتح المغیث اور مدلس کا عنعنہ محدثین قبول نہیں کرتے **ضرب ۱۰۱۔** اقول وہ درّاج سے راوی ہیں اور درّاج ابوالہیثم سے میزان الاعتدال میں درّاج کی توثیق صرف یحیٰے سے نقل کی۔ اور امام احمد سے ان کی تضعیف فرمائی اور حدیثوں کو مُنکر کیا امام فضلک رازی نے کہا وہ ثقہ نہیں امام نسائی نے فرمایا منکر الحدیث ہیں امام ابوحاتم نے کہا ضعیف ہیں ابن عدی نے ان کی حدیثیں روایت کرکے کہدیا اور حفاظ ان کی موافقت نہیں کرتے امام دارقطنی نے کہا ضعیف ہیں اور ایک بار فرمایا متروک ہیں یہ سب اقوال میزان الاعتدال میں ہیں۔ بالآخران کے باب میں قول منقح یہ ٹھہرا جو حافظ الشان نے تقریب میں لکھا کہ صدوق فی حدیثہ عن ابی الہیثم ضعیف آدمی فی نفسہ سے ہیں مگر ابوالہیثم سے ان کی روایت ضعیف ہے اور یہاں یہ روایت ابوالہیثم ہی سے ہے تو حدیث کا ضعف ثابت ہوگیا بڑے محدث جی اسی برتے پر احادیث صحیحہ کہا تھا **ضرب ۱۰۲۔** یہ سات ضربیں ان خاص خاص حدیثوں کے متعلق آپ کے دم پر تھیں اب عام لیجئے کہ یہ حدیث اور اس جیسی اور جو لاؤ سب میں موخذ کی کھاؤ مکان و منزل و مقام بمعنی[1] مکانت و منزلت و مرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کہ کسی ادنٰے ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل بےخرد کا کیا علاج **ضرب ۱۰۳۔** اقول مسکن کہ مکان مصدر میمی ہو تو اس کا حاصل کون و وجود و ارتفاع و اعتلائے وجود الٰہی ہوگا **ضرب ۱۰۴۔** اضافت تشریفی بھی کبھی کسی ذی علم سے سُنی ہے کعبہ معظمہ کو فرمایا بیتی میرا گھر۔ جبریل امین کو فرمایا روحنا ہماری روح۔ ناقہ صالح کو فرمایا ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹنی۔ اب کہدینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اوپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی مکّے میں بنا رکھی ہے اور تیرا معبود کوئی جاندار بھی ہے اونچی سی اونٹنی پر سوار بھی ہے ع بیحیا باش وانچہ خواہی گوئے۔ وہی تیری جان کے دشمن امام بیہقی جن کی کتاب الاسماء کا نام تو نے ہمیشہ کے لیے اپنی جان کو آفت لگا دینے کے واسطے لے دیا اسی کتاب الاسماء میں بعد عبارت مذکورہ سابق فرماتے ہیں قال ابوسلیمٰن وھٰھنا لفظۃ اخرٰی فی قصۃ الشفاعۃ رواھا قتادۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیأتونی یعنی اھل المحشر یسألونی الشفاعۃ فاستأذن علی ربی

---

[1] ولہذا مرقاۃ میں اسی حدیث کے نیچے لکھا دوارتفاع مکانی، ای مکانی ۱۲ منہ

فی دارہ فیؤذن لی علیہ ای فی دارہ التی دوّرھا لاولیائہ وھی الجنۃ کقولہ عزوجل لھم دار السلام عند ربھم وکقولہ تعالیٰ واللہ یدعوا الی دار السلام وکما یقال بیت اللہ وا لحرم للہ یریدون البیت الذی جعلہ اللہ مثابۃ للناس والحرم الذی جعلہ امنا لھم ومثلہ روح اللہ علی سبیل التفضیل لہ علی سائر الارواح وانما ذلک فی ترتیب الکلام کقولہ جل وعلا (ای حکایۃ عن فرعون) ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون ہ فاضاف الرسول الیھم وانما ھو رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارسلہ الیھم اھ باختصار **ضرب ۱۰۵** - کہ حدیث اول سے بھی جواب آخر ہے یہ دونوں حدیثیں صحیح بھی فرض کرلیں اور مکان اسی تیرے گمان ہی کے معنے پر رکھیں اور اس کی نسبت جانب حضرت عزت بھی تیرے ہی حسب دلخواہ قرار دیں تو غایت یہ کہ دو حدیث آحاد میں لفظ مکان وارد ہوا اس قدر کیا قابل استناد ولائق اعتماد کہ ایسے مسائل ذات وصفات الٰہی میں آحادیث آحاد اصلاً قابل قبول نہیں وہی تیرے دشمن مستند امام بیہقی اسی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں صفحہ ۲۵۸ ترک اھل النظر من اصحابنا الاحتجاج باخبار الاٰحاد فی صفات اللہ تعالیٰ اذا لم یکن لما انفرد منھا اصل فی الکتاب او الاجماع واستغلوا بتاویلہ ہمارے ائمہ متکلمین اہل سنت وجماعت نے مسائل صفات الٰہیہ میں اخبار آحاد سے سند لائق قبول نہ کی جبکہ وہ بات کہ تنہا ان میں آئی اس کی اصل قرآن عظیم یا اجماع امت سے ثابت نہ ہو اور ایسی حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہوئے۔ اسی میں امام خطابی سے نقل فرمایا صفحہ ۲۴۶ - الاصل فی ھذا ان ما اشبہ من اثبات الصفات انہ لایجوز ذلک الا ان یکون بکتاب ناطق او خبر مقطوع بصحۃ فان لم یکونا فیما یثبت من اخبار الاحادیث المستندۃ الی اصل فی الکتاب او فی السنۃ المقطوع بصحتھا او بموافقۃ معانیھا وما کان بخلاف ذلک فالتوقف من اطلاق الاسم بہ ھو الواجب ویتاول حینئذ علی مایلیق بمعانی الاصول المتفق علیھا من اقاویل اھل الدین والعلم مع نفی التشبیہ فیہ ھذا ھو الاصل الذی بنی علیہ الکلام ونعتمدہ فی ھذا الباب ہ **ضرب ۱۰۶** - اقول۔ تیری سب جہالتوں سے قطع نظر کی جائے تو ذرا اپنے دعوے کو سوجھ کہ احادیث صریحہ صحیحہ سے عرش کا مکان الٰہی ہونا ثابت ہے۔ صریح ہونا بالائے طاق ان احادیث سے اگر بفرض باطل ثابت ہوگا تو یہ کہ تیرے معبود کیلئے تیرے زعم میں مکان ہے اس سے یہ کیونکر نکلا کہ وہ مکان عرش ہی ہے۔ خود اپنا دعوی سمجھنے کی لیاقت نہیں اور چلے صفات الٰہیہ میں کلام کرنے **ضرب ۱۰۷** - اقول بلکہ حدیث اول میں تو سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر ہے کہ ثم علا بہ فوق ذلک بما لایعلمہ الا اللہ حتی جاء سدرۃ المنتھٰی ودنا الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کان منہ قاب قوسین او ادنی فاوحی الیہ فیما اوحی خمسین صلاۃ الحدیث تو اگر تیرے

زعم باطل کے طور پر اطلاق مکان ثابت ہوگا تو سدرہ پر نہ عرش پر انھیں کو احادیث صریحہ کہا تھا ولا حول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چوتھا تپانچہ

یہ ادعا کہ استوا علی العرش کے معنے بیٹھنا چڑھنا ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔ **ضرب ۱۰۸** ۔ اقول تم وہابیہ کے دھرم میں تشریع کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا اور اس کے بعد عمومات و اطلاقات شرعیہ کا دروازہ بھی بند ہوگیا تو نے اسی تحریر میں لکھا ہے جو بات امور دین میں بعد قرون ثلٰثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعۃ ضلالۃ اب ذرا تھوڑی دیر کو مرد بنکر استوا علی العرش کے ان تینوں معنے کا صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین کے ائمہ سنت سے باسانید صحیحہ معتمدہ ثبوت دیجئے ورنہ خود اپنے بدعتی گمراہ بد دین فی النار ہونے کا اقرار کیجئے تیرہ صدی کے دو ایک ہندیوں کا لکھدینا سنت نہ ثابت کرسکے گا۔ **ضرب ۱۰۹** ۔ اقول۔ تو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے انکار میں لکھا کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں کہے کی شرم اور غیر مقلدی کی لاج ہے تو ان تینوں معنے کا ثبوت بھی کسی حدیث صحیح سے دو ورنہ اپنے لکھے کو سر پر ہاتھ رکھکر رودو **ضرب ۱۱۰** ۔ اقول یہ تو الزامی ضربیں تھیں اور تحقیقًا بھی قرآن عظیم کے معنے اپنی رائے سے کہنا سخت شنیع و ممنوع ہے تو ایسے معنے کا سلف صالح سے ثبوت دینا ضرور اور قول بے ثبوت مردود و مہجور **ضرب ۱۱۱** ۔ ہر عاقل سمجھتا ہے کہ مولٰی سبحنہ و تعالٰی نے استوا کو اپنی مدح و ثنا میں ذکر فرمایا ہے معاذاللہ بیٹھنے چڑھنے ٹھہرنے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی ایسی کہ بار بار بتکرار سات سورتوں میں اس کا بیان لاتا تو ان معانی پر استوا کو لینا مدح و تعریف میں قدح و تحریف کردینا ہے لاجرم بالیقین یہ ناقص و بے معنے معانی ہرگز مراد رب العزۃ نہیں **ضرب ۱۱۲** ۔ اوپر معلوم ہوچکا کہ آیات متشابہات میں اہلسنت کے صرف دو طریق ہیں اوّل تفویض کہ کچھ معنے نہ کہے جائیں اس طریق پر تو اصلا ترجمے کی اجازت ہی نہیں کہ جب معنے ہم جانتے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر میں منتہائے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے۔ کتاب الاسماء سے گزرا کہ ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالٰی عنہم استوا کے کچھ معنے نہ کہتے نہ اس میں اصلا زبان کھولتے۔ امام سفین کا ارشاد گزرا

۱؎ **فائدہ جلیلہ**۔ امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی کتاب الجام العوام میں فرماتے ہیں یجب علی من سمع آیات الصفات واحادیثھا من العوام والنحو والمحدث والمفسر والفقیہ ان ینزہ اللہ سبحنہ عن الجسمیۃ وتوابعھا من الصورۃ والمکان والجھۃ فیقطع بان معناھا الحقیقی اللغوی غیر مراد لانہ

کران کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہیئے کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنے کہے سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کے معنے نہ کہنا ہی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے طریق دوم کہ متأخرین نے بضرورت اختیار کیا اس کا یہ منشا تھا کہ وہ معنے نہ رہیں جن سے اللہ عزوجل کا خلق سے مشابہ ہونا متوہم ہو بلکہ اس کے جلال وقدرت کے لائق معنے پیدا ہو جائیں بیٹھنا چڑھنا ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح عیب ہیں تو تم نے تاویل خاک بلکہ اور وہم کی جڑ جما دی بالجملہ یہ تینوں معانی دونوں طریقۂ اہلسنت سے دور و مہجور ہیں انکو مطابق سنت کہنا نام زنگی کا فور رکھنا ہے آپ آپ ملاحظہ ہی کریں گے کہ ائمۂ اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے دو ایک ہندیوں کے قدم نے اگر لغزش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہرگز صحیح نہیں تو ان کا لکھنا ائمۂ سلف وخلف کے اجماع کو رد نہیں کرسکتا نہ وہ مسلک اہلسنت قرار پاسکتا ہے مگر وہابیوں بلکہ سب گمراہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے جہاں کسی کا کوئی لفظ شاذ مہجور پکڑ لیا خوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات قاہرہ سلف وخلف بلکہ ارشادات صریحہ قرآن وحدیث کو بالائے طاق رکھدیا مگر اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباع جمہور ہے جس سے سہوًا خطا ہوئی اگرچہ معذور ہے مگر اس کا وہ قول متروک ومہجور ہے وہ جانتے ہیں کہ لکل جواد کبوۃ ولکل

فی حق اللہ تعالیٰ محال وان لھذا معنے یلیق بجلالہ تعالیٰ وان لا ینصرف فی الالفاظ الواردۃ لا بالتفسیر ای تبدیل اللفظ بلفظ آخر عربی اوغیرہ لان جواز التبدیل فرع معرفۃ المعنے المراد ولا بالاشتقاق من الوارد کان یقول مستوٍ اخذا من استوی ولا بالقیاس کان یطلق لفظۃ الساعد والکف قیاسا علی ورود الید وان یکف باطنہ عن التفکر فی ھذہ الامور فان حدثتہ نفسہ بذلک تشاغل بالصلاۃ والذکر وقرأۃ القرآن فان لم یقدر علی الدوام علی ذلک تشاغل بشئی من العلوم فان لم یمکنہ فبحرفۃ اوصناعۃ فان لم یقدر فبلعب ولھو فان ذلک خیر من الخوض فی ھذا البحر بل لو اشتغل بالمعاصی البدنیۃ کان اسلم من الخوض فی ھذا البحر البعید غورہ بل لو اشتغل بالمعاصی البدنیۃ کان اسلم فان ذلک غایۃ لفسق وھذا عاقبتہ الشرک اھ مختصرا یعنی جو شخص عامی یا نحوی یا محدث یا مفسر یا فقیہ اس قسم کی آیات واحادیث سنے اس پر فرض ہے کہ جسمیت اور اس کے توابع مثل صورت ومکان وجہت سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرے یقین جانے کہ ان کے حقیقی لغوی معنے مراد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں اور جانے کہ ان کے کچھ معنے ہیں جو اللہ سبحنہ کے جلال کے لائق ہیں اور جو لفظ وارد ہوئے ان میں اصلا تصرف نہ کرے نہ کسی دوسرے لفظ عربی سے بدلے نہ کسی اور زبان میں ترجمہ کرے کہ تبدیل وترجمہ تو جب جائز ہو کہ پہلے معنے مراد ہولیں نہ لفظ وارد سے کوئی مشتق نکال کر اطلاق کرے جیسے استوی آیا ہے مستوی نہ کہے نہ لفظ وارد پر قیاس کرے ید آیا ہے اس کے قیاس سے ساعد وکف نہ بولے اور فرض ہے کہ اپنے دلکو بھی اس میں فکر سے روکے اگر دلمیں اسکا خطرہ آئے فورًا نماز وذکر وتلاوت میں مشغول ہو جائے اگر ان عبادات پر دوام نہ ہوسکے تو کسی علم میں مشغول ہو کر دھیان بٹا دے یہ بھی نہ ہوسکے تو کسی حرف یا صنعت میں یہ بھی نہ جانے تو کھیل کود میں کہ متشابہات میں فکر کرنے سے کھیل کود ہی بھلا ہے بلکہ اگر گناہوں میں مشغول ہو تو اس سے بہتر ہے کہ اُس کی نہایت فسق ہے اور اس کا انجام کفر والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

صادم نبوۃ ولکن عالم وهفوۃ ہر تیز گھوڑا کبھی ٹھوکر لیتا ہے اور ہر تیغ بُراں کبھی گر جاتی ہے اور ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش وقوع پاتی ہے وباللہ العصمۃ **ضرب ۱۱۳**۔ اب اپنے مستندات سے ان معانی کا رد سُنتے جایئے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق سنت بلکہ سنت کو انھیں میں منحصر بتایا مدارک شریف سے گزرا۔ الاستواء بمعنی الجلوس لایجوز علی اللہ تعالٰی استوا بیٹھنے کے معنے پر اللہ عزوجل کے حق میں محال ہے **ضرب ۱۱۴**۔ کتاب الاسماء سے گزرا متعال عن ان یجوز علیہ اتخاذ السریر للجلوس اللہ عزوجل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے کے لئے تخت بنائے **ضرب ۱۱۵**۔ اسی میں امام ابوالحسن طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے گزرا استوا کے یہ معنے نہیں کہ مولٰے تعالٰے عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عزوجل اُن سے پاک **ضرب ۱۱۶**۔ اسی میں فرّا نحوی سے یہ حکایت کرکے کہ استوا بمعنی اقبال ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما نے چڑھنے سے تفسیر کی فرمایا استوی بمعنی اقبل صحیح لان الاقبال هو القصد والقصد هو الارادۃ وذلك جائز فی صفات اللہ تعالٰی اماما حکی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فانما اخذہ عن تفسیر الکلبی والکلبی ضعیف والروایۃ عنہ فی موضع آخر عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما استوی یعنی صعد امرہ اھ ملخصا یعنی استوا بمعنی اقبال صحیح کہ اقبال قصد ہے اور قصد ارادہ ہے یہ تو اللہ سبحٰنہ کی صفات میں جائز ہے مگر وہ جو ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے حکایت کی کہ استوا چڑھنے کے معنے پر ہے یہ فرّا نے کلبی کی تفسیر سے اخذ کیا اور کلبی ضعیف ہے اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے اس کلبی نے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ استوا کے معنے حکم الٰہی کا چڑھنا ہے **ضرب ۱۱۷**۔ اسی میں فرمایا۔ عن محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فی قولہ تعالٰی ثم استوی علی العرش یقول استقر علی العرش ھذہ الروایۃ منکرۃ وقد قال فی موضع اٰخر بھٰذا الاسناد استوی علی العرش یقول استقرامرہ علی السریر ورد الاستقرار الی الامر وابو صالح ھٰذا والکلبی ومحمد بن مروان کلھم متروك عند اھل العلم بالحدیث لایحتج بشیئ من روایاتھم لکثرۃ المناکیر فیہا وظھور الکذب منھم فی روایاتھم اخبرنا ابوسعید المالینی (فذکر باسنادہ) عن حبیب بن ابی ثابت قال کنا نسمیۃ الدروغ زن یعنی اباصالح مولٰی ام ھانیٔ واخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ (فاسند) عن سفین قال قال الکلبی قال لی ابوصالح کل ماحدثتك کذب واخبرنا المالینی (بسندہ) عن الکلبی قال قال لی ابوصالح انظر کل شیئ رویت عنی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فلا

ؔلہ امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں فرمایا رد بانہ تعالٰی منزہ عن الصعود ایضا یہ معنی یوں مردود ہو کہ اللہ تعالٰے چڑھنے سے بھی پاک ہے ۱۲ منہ

تروه اخبرنا ابوسہل احمد بن محمد الزکی ثنا ابو الحسین محمد بن احمد العطار اخبرنی ابو عبد اللہ الرواسانی قال سمعت محمد بن اسمٰعیل البخاری یقول محمد بن مروان الکوفی صاحب الکلبی سکتوا عنہ لا یکتب حدیثہ البتۃ اھ مختصرا یعنی محمد بن مروان نے کلبی اس نے ابو صالح ابن نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ عرش پر استوا کے معنے ٹھہرنا ہے یہ روایت مُنکر ہے اور خود کلبی نے اسی سند سے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ عرش پر استوا کے معنے حکم الٰہی کا ٹھہرنا ہے یہاں ٹھہرنے کو حکم کی طرف پھیرا اور یہ ابو صالح اور کلبی اور محمد بن مروان سب کے سب علمائے محدثین کے نزدیک متروک ہیں ان کی کوئی روایت حجت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں مُنکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا جھوٹ بولنا آشکارا ہے حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابو صالح کا نام ہی دروغ زن رکھدیا تھا امام سفیان نے فرمایا خود کلبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو صالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں سب جھوٹ ہیں نیز کلبی نے کہا مجھ سے ابو صالح نے کہا دیکھ جو کچھ تو نے میرے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اس میں سے کچھ روایت نہ کرنا امام بخاری فرماتے ہیں کلبی کے شاگرد محمد بن مروان کوفی سے ائمۂ حدیث نے سکوت کیا ہے یعنی اس کی روایات متروک کر دیں اس کی حدیث کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے

ضرب ۱۱۸ - پھر فرمایا وکیف یجوز ان یکون مثل ھذہ الاقاویل صحیحۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ثم لا یرویہا ولا یعرفہا احد من اصحابہ الثقات الاثبات مع شدۃ الحاجۃ الی معرفتہا وما تفرد بہ الکلبی وامثالہ یوجب الحد والحد یوجب الحدوث لحاجۃ الحد الی حاد خصہ بہ والباری تعالٰی قدیم لم یزل بھلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسی باتیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح ہوں پھر ان کے ثقہ شاگرد محکم فہم و حفظ والے نہ انھیں روایت کریں نہ ان سے آگاہ ہوں حالانکہ ان کے جاننے کی کیسی ضرورت ہے اور یہ جو کچھ کلبی اور اس کی حالت کے اور لوگ تنہا روایت کر رہے ہیں اس سے تو اللہ عزوجل کا محدود ہونا لازم آتا ہے اور محدود ہونا حادث ہونے کو واجب کرتا ہے کہ حد کے لئے کوئی ایسا درکار ہے جو خاص اس حد معین سے اُس محدود کو مخصوص کرے اور اللہ عزوجل تو قدیم ہے ہمیشہ سے ہے۔

ضرب ۱۱۹ - اسی میں ہے صفحہ ۳۱۶ - ان اللہ تعالٰی لا مکان لہ ولا مراکب وان الحرکۃ والسکون والانتقال والاستقرار من صفات الاجسام واللہ تعالٰی احد صمد لیس کمثلہ شیئ اھ باختصار بیشک اللہ تعالےٰ کے لئے نہ مکان ہے نہ کوئی چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بیشک حرکت اور سکون اور ہٹنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفتیں ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت نہیں رکھتی

ضرب ۱۲۰ مدارک شریف میں فرمایا تفسیر العرش بالسریر والاستواء بالاستقرار کما یقولہ المشبہۃ باطلۃ عرش کے معنے تخت اور استوا کے معنے ٹھہرنا کہنا جس طرح فرقۂ مجسمہ کہتا ہے باطل ہے۔ دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا وللہ الحمد

پانچواں تپانچہ

اقول یہ تو اوپر واضح ہولیا کہ یہ مدعی خود ہی دعوے پر نہ جما اور جن صفات سے کلام شارع ساکت نہیں ان سے سکوت درکناران کا صاف انکار کر گیا مگر یہاں یہ کہنا ہے کہ اس مدعی بیباک کے نزدیک تسلیم وعدم سکوت کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو اہلسنت کے نزدیک ہے یعنی کچھ معنے نہ کہنا صرف اجمالاً اتنی بات پر ایمان لے آنا کہ جو کچھ مراد الٰہی ہے حق ہے یا تاویل کر کے صاف وپاک معنی کی طرف ڈھال دینا جن میں مشابہت مخلوق وجسمیت و مکان وجہت کی بو اصلا نہ پیدا ہو۔ اس مسلک پر ایمان لاتا تو استوا کے معنے بیٹھنا چڑھنا ٹھہرنا نہ بتاتا ان کے علاوہ اور معانی کو کہ ائمۂ اہلسنت نے ذکر فرمائے بدعت وضلالت نہ بتاتا لاجرم اس کا مسلک وہی مسلک مجسمہ ہے کہ جو کچھ وارد ہوا وہ اپنے حقیقی لغوی معنے مفہوم ومتبادر پر محمول ٹھہرا کر مانا جائیگا۔ شروع سے اب تک جو کچھ لکھا گیا وہ اسی ضلالت ملعونہ کے رد میں تھا اتنا اور اُس کے کان میں ڈال دوں شاید خدا سمجھ دے اور ہدایت کرے کہ اے بے خرد یہ ناپاک مسلک جو استوا میں خصوصًا اور باقی متشابہات میں مطلقا تیرا ہے دکھلی گمراہی کا نجس رستہ ہے، اس طریقہ پر تیرا معبود جسے تو اپنے ذہن میں ایک صورت تراش کر معبود سمجھ لیا ہے اگر بتخانہ چین کی مورت ہو کر نہ رہ جائے تو میرا ذمہ۔ **ضرب ۱۲۱ تا ۱۸۲**۔ جانتا ہے وہ تیرا وہمی معبود کیسا ہے له وجه[۱] کوجه الانسان فيه عينان[۲] تنظران ولكن[۳] من سخط عليه لا ينظر اليه ثم العجب[۴] ان وجهه الى كل جهة واعظم[۵] عجبا انه مع ذلك يصرفه عمن يغضب عليه فليت شعري كيف يصرف عن جهة ما هو الى كل وجهة بل المصلى مادام يصلى يقبل عليه بوجهه فاذا انصرف صرف[۶] له فلتكن حنجرة و نفس ايضا بل قد[۷] وجد من قبل اليمن له[۸] اذنان[۹] ياذن لمن يرضى عليه جعد[۱۰] ذو[۱۱] وفرة الى[۱۲] شحمة اذنيه اما[۱۳] اللحية فلم توجد بل شاب امرد[۱۴] له يدان كالانسان فيهما[۱۵] يمين وشمال وساعد[۱۶] وكتف[۱۷] واصابع[۱۸] مبسوطتان[۱۹] الى بعيد وربما[۲۰] قبض وقد[۲۱] يحثوله جنب[۲۲] وضحكة[۲۳] يخبر عن فم ينفخ اسنان تكشر[۲۴] له حقو تعلقت به الرحم ورجلان[۲۵] وساق[۲۶] قد جلس[۲۷] على السرير مدليا قدميه واضعهما[۲۸] على كرسي وربما[۲۹] استلقى واضعا[۳۰] احدى رجليه على الاخرى فلابد من ظهر وقفا ويستانس[۳۱] للصك ايضا فمن نور صدره خلقت الملئكة قدماه[۳۲] في كل مسجد عليهما[۳۳] يسجد الساجدون وبقية[۳۴] الاعضاء لم تفصل الاخير اعم واشمل انه على صورة الانسان اذ خلق آدم على صورة الرحمٰن يصعد وينزل ويمشي[۳۷] ويهرول[۳۸] وقد يأتي[۳۹] الارض وكانت آخر وطأته بموضع وج ثم[۴۰] يجيئ يوم القيمة فيطوف الارض مكتسى[۴۱] ثيابا ازارا ورداء[۴۲] يستر المؤمن[۴۳] بكنفه رداؤه[۴۴] على وجهه في جنة عدن له[۴۵] ظل ظليل يصيب به من يشاء ويصرف عنه من يشاء يأتي يوم القيام[۴۶] في ظلل من الغمام يتعجب و

یستحیی[48] ویمل[49] ویتردد[50] ویستھزی[51] وقد یتقذر نفسہ شیئا[52] تحلہ[53] وعرشہ اربعۃ املاك[54] اثنان[55] تحت رجلہ الیمنی واثنان تحت الیسری تقبل[56] شد ید الوزن دیأط منہ العرش اطیط الرحل الجدید من ثقل الراکب الشدید یدہ[57] ربما لبس حلۃ خضراء ونعلین[58] من ذھب وجلس[59] علی کرسی ذھب تحتہ[60] فراش من ذھب ودونہ[61] ستر من لؤلؤ رجلاہ[62] فی خضرۃ فی روضۃ خضراء الی غیر ذلك مانطقت ببعضہ الآیات ووردت بالباقی الاحادیث۔ اتی علی اکثرھا فی کتاب الاسماء والصفات کیوں اے جاہل بیخرد ائے احدیث احاد ضعیف ارتفاع مکانی سے سند لاکر اپنے معبود کو پوجتا ہے پھر اس میں اور انسان کے جسم میں چھوٹے بڑے کے سوا فرق کیا ہے مگر الحمد للہ اہلسنت ایسے سچے رب حقیقی معبود کو پوجتے ہیں جو احد صمد بے شبہہ و نمون و بیچون و چگون ہے لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہ جسم و جسمانیات و مکان و جہت و اعضا و آلات و تمام عیوب و نقصانات سے پاک و منزہ ہے یہ سب اور اس کے مثل جو کچھ وارد ہوا ان میں جو کچھ روایۃً ضعیف ہے اور زیادہ وہی ہوگا اور صریح تشبیہ کی صاف تصریحیں کہ تاویلی محاوروں سے بعید پڑیں اسی میں ملیں گی اسے تو یہ خدا کے موافق بندے ایک جو کے برابر بھی نہیں سمجھتے اور جو کچھ روایۃً صحیح مگر خبر آحاد ہو اُسے بھی جبکہ متواترات سے موافق المعنے نہو پایۂ قبول پر جگہ نہیں دیتے۔ فان الآحاد لاتفید الاعتماد فی باب الاعتقاد ولو فرضت فی اصح الکتاب باصح الاسناد۔ رہ گئے متواترات اور وہ نہیں مگر معدودے چند وہ بھی معروف و مشہور محاورات عرب کے موافق تاویل پسند مثل ید و وجہ و عین و ساق و استوا و اتیان و نزول وغیرہا ان میں تاویل کیجئے تو راہ روشن اور تفویض کیجئے تو سب سے احسن نہ یہ کہ موںھ بھر کر خدا کو گالی دیجئے اور اس کے لئے صاف صاف مکان مان لیجئے یا اٹھتا بیٹھتا چڑھتا اترتا چلتا ٹھہرتا تسلیم کیجئے۔ اللہ عزوجل اتباع حق کی توفیق دے اور مخالفت اہلسنت سے ہر قول و فعل میں محفوظ رکھے آمین۔

چھٹا تپانچہ

اقول طرفہ تماشا ہے اس گمراہ نے سب مصائب اپنے سر پر اوڑھ لئے اپنے معبود کو مکانی کہہ دیا جسم مان لیا عرش پر متمکن ٹھہرا کر جہت میں جان لیا پھر یہ کیا خبط سوجھا کہ اور کہیں نہیں کہکر طرح طرح اپنے ہی لکھے سے تناقض کیا۔ **ضرب ۱۸۳**۔ سچا ہے تو قرآن و حدیث سے ثبوت دے کہ اللہ تعالی عرش پر تو ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں، یہ اور کہیں نہیں کونسی آیت و حدیث میں ہے ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون ہ یا یہود کی طرح بے جانے بوجھے دل سے گڑھ کر خدا پر حکم لگا دیتے ہو۔ **ضرب ۱۸۴**۔ جب تو اس سبوح قدوس جل جلالہ کو مکان سے پاک نہیں مانتا تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اور آیات و احادیث جن کے ظاہر الفاظ سے اور جگہ ہونا مفہوم ہو اپنے ظاہر سے پھیری جائیں تیرے طور پر ان سب کو معنی لغوی حقیقی ظاہر تبادر پر حمل کرنا واجب ہوگا اب دیکھ کہ تونے

کتنی آیات و حدیث کا انکار کردیا اور کتنی بار اپنے اس لکھے سے کہ شرع میں وارد ہے اس سے سکوت نہ ہوگا صاف تناقض کیا سب میں پہلے تو یہی حدیث صحیح بخاری وھو مکانہ ہے جس میں تو نے بزور زبان ضمیر حضرت عزت جل شانہ کی طرف ٹھہرادی اور پھر مکانہ سے محض زبردستی عرش مراد لے لیا حالانکہ وہاں سدرۃ المنتہٰی کا ذکر ہے تو عرش ہی پر ہونا غلط ہوا کبھی سدرہ پر کبھی ٹھہرا **ضرب ۱۸۵**۔ صحیح بخاری حدیث شفاعت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فاستاذن علی ربی فی دارہ فیؤذن لی علیہ میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی حویلی میں تو مجھے اس کے پاس حاضر ہونے کا اذن ملیگا۔ ظاہر ہے کہ تخت کو حویلی نہیں کہتے۔ نہ عرش کسی مکان میں ہے بلکہ وہ بالائے جملہ اجسام ہے لاجرم یہ حویلی جنت ہی ہوگی۔ **ضرب ۱۸۶**۔ صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قال رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جنتان من فضۃ آنیتھما وما فیھما وجنتان من ذھب آنیتان وما فیھما وما بین القوم وبین ان ینظروا الیٰ ربھم عزوجل الا رداء الکبریاء علی وجھہ فی جنۃ عدن۔ یہاں جنت عدن میں ہونے کی تصریح ہے **ضرب ۱۸۷**۔ بزار و ابن ابی الدنیا اور طبرانی بسند جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث دیدار اہل جنت ہر روز جمعہ میں مرفوعًا راوی فاذا کان یوم الجمعۃ نزل تبارک وتعالیٰ من علیین علی کرسیہ ثم حف الکرسی بمنابر من نور وجاء النبیون حتی یجلسوا علیھا الحدیث یہاں علیین سے اُتر کر کرسی پر حلقۂ انبیاء و صدیقین و شہداء و سائر اہل جنت کے اندر تجلی ہے **ضرب ۱۸۸**۔ قال اللہ تعالیٰ ءامنتم من فی السماء **ضرب ۱۸۹**۔ قال اللہ تعالےٰ ام امنتم من فی السماء۔ **ضرب ۱۹۰**۔ احمد و ابن ماجہ و حاکم بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قبض روح میں مرفوعًا راوی فلا یزال یقال لھا ذلک حتی تنتھی الی السماء التی فیھا اللہ تبارک وتعالےٰ **ضرب ۱۹۱** مسلم و ابوداؤد و نسائی معویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث جاریہ میں راوی قال لھا این اللہ قالت فی السماء قال من انا قالت انت رسول اللہ قال اعتقھا فانھا مؤمنۃ **ضرب ۱۹۲**۔ ابوداؤد و ترمذی بافادہ تصحیح عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء **ضرب ۱۹۳**۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ما من رجل یدعو امرأتہ الی فراشھا فتابیٰ علیہ الا کان الذی فی السماء ساخطا علیھا حتی یرضی عنھا ــــــ **ضرب ۱۹۴**۔ ابویعلیٰ و بزار و ابونعیم بسند حسن ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی قال رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لما القی ابرھیم فی النار قال اللھم انت فی السماء واحد وانا فی الارض واحد اعبدک **ضرب ۱۹۵**۔ ابویعلیٰ و حکیم و حاکم و سعید بن منصور و ابن حبان و ابونعیم اور بیہقی کتاب

الاسماء میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً راوی اللہ عزوجل نے فرمایا یا موسیٰ لو ان السمٰوت السبع وعامرھن غیری والارضین السبع فی کفۃ ولا الٰہ الا اللہ فی کفۃ مالت بھن لا الٰہ الا اللہ ان آیات و احادیث سے آسمان میں ہونا ثابت **ضرب ۱۹۶**۔ ہر رات آسمان دنیا پر ہونے کی حدیث گزری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں **ضرب ۱۹۷**۔ قال اللہ تعالیٰ، ھو اللہ فی السمٰوت و فی الارض **ضرب ۱۹۸**۔ قال تعالیٰ، ونحن اقرب الیہ من حبل الورید **ضرب ۱۹۹**۔ قال اللہ تعالیٰ۔ واسجد واقترب **ضرب ۲۰۰**۔ قال تعالیٰ۔ اذا سألك عبادی عنی فانی قریب **ضرب ۲۰۱**۔ قال تعالیٰ۔ انہ سمیع قریب **ضرب ۲۰۲**۔ قال تعالیٰ وناد ینہ من جانب الطور الایمن وقربنہ نجیاہ **ضرب ۲۰۳**۔ قال تعالیٰ۔ فلما جاءھا نودی ان بورك من فی النار یعنی قدس من فی النار وھو اللہ تعالیٰ منی بہ نفسہ علی معنی انہ نادی موسیٰ منھا واسمعہ کلامہ من جھتھا **ضرب ۲۰۴**۔ قال تعالیٰ وھو معکم اینما کنتم **ضرب ۲۰۵** صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا یایھا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا وھو معکم اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے ان الذین تدعون اقرب الی احدکم من عنق راحلتہ **ضرب ۲۰۶**۔ مسلم ابوداؤد ونسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء **ضرب ۲۰۷**۔ دیلمی ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قال اللہ تعالیٰ انا خلفك وامامك وعن یمینك وعن شمالك یا موسیٰ انا جلیس عبدی حین یذکرنی وانا معہ اذا دعانی **ضرب ۲۰۸**۔ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی **ضرب ۲۰۹**۔ مستدرک میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث قدسی ہے عبدی انا عند ظنك بی وانا معك اذا ذکرتنی **ضرب ۲۱۰**۔ سعید بن منصور ابو عمارہ سے مرفوعاً راوی الساجد یسجد علی قدمی اللہ تعالیٰ ان آیات و احادیث سے زمین پر اور طور پر اور ہر مسجد میں اور بندے کے آگے پیچھے دہنے بائیں اور ہر ذاکر کے پاس اور ہر شخص کے ساتھ اور ہر جگہ اونٹ کی شہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہونا ثابت ہے **ضرب ۲۱۱** قال اللہ تعالیٰ ان طھرا بیتی یہاں کعبے کو اپنا گھر بتایا **ضرب ۲۱۲**۔ معالم میں ہے مروی ہوا کہ توریت مقدس میں لکھا ہے جاء اللہ تعالیٰ من سیناء واشرف من ساعیر واستعلی من جبال فاران۔ اللہ تعالیٰ سینا کے پہاڑ سے آیا اور ساعیر کے پہاڑ سے

جھانکا اور مکہ معظمہ کے پہاڑوں سے بلند ہوا ذکرہ تحت آیۃ بورک **ضرب ۲۱۳** ۔طبرانی کبیر میں سلمہ بن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ انی اجد نفس الرحمٰن من ھھنا واشار الی الیمن۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا بیشک میں رحمٰن کی خوشبو یہاں سے پاتا ہوں **ضرب ۲۱۴** ۔مسند احمد و جامع ترمذی میں حدیث سابق ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ عزوجل ثم قرا ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔ یہاں سے ثابت کہ سب زمینوں کے نیچے ہے **ضرب فیصلہ ضرب ۲۱۵** ۔اقول یہی آیات و احادیث ہر مجسّم خبیث کی دہن دوزی اور ہر مسلم سُنی کی ایمان افروزی کو بس ہیں اس مجسّم سے کہا جائے کہ اگر ظاہر پر حمل کرتا ہے تو ان آیات و احادیث پر کیوں ایمان نہیں لاتا افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض دیکھ تیرے اس کہنے میں کہ عرش پر ہے اور کہیں نہیں کتنی آیتوں حدیثوں کا صاف انکار ہے اور اگر ان میں تاویل کی راہ چلتا ہے تو آیات استوا و حدیث مکان میں کیوں حد سے نکلتا ہے اب یہ تیرا بکنا صریح جھوٹ اور تحکم ٹھہرا کہ تیرا معبود مکان رکھتا اور عرش پر بیٹھا ہے اور مؤمن سُنی کو ان سے بحمد اللہ یوں روشن راستہ ہدایت کا ملتا ہے کہ جب آیات و احادیث عرش و کعبہ و آسمان و زمین و ہر موضع و مقام کے لیے وارد ہیں تو اب تین حال سے خالی نہیں یا تو ان میں بعض کو ظاہر پر محمول کریں اور بعض میں تفویض و تاویل یا سب ظاہر پر ہوں یا سب میں تفویض و تاویل شق اول تحکم بیجا و ترجیح بلا مرجح اور اللہ عزوجل پر بے دلیل حکم لگا دینا ہے۔ اور شق دوم قطع نظر ان قاطعہ قاہرہ دلائل زاہرۂ تنزیہ الٰہی کے یوں بھی عقلاً و نقلاً ہر طرح باطل کہ مکین واحد وقت واحد میں امکنۂ متعددہ میں نہیں ہو سکتا تو ہر جگہ ہونا اسی صورت پر بنے گا کہ ہوا کی طرح ہر جگہ بھرا ہوا اور اس سے زائد شنیع و ناپاک اور بداہۃً باطل کیا بات ہوگی ہر نجاست کی جگہ ہر پاؤں کے تلے ہر شخص کے موتہ ہر مادہ کے رحم میں ہونا لازم آتا ہے اور پھر جتنی جگہ مکانوں پہاڑوں وغیرہا اجسام سے بھری ہوئی ہے بعینہ اُس میں بھی ہو تو تداخل ہے اور نہ ہو تو اس میں کروروں ٹکڑے پُرزے جوف سوراخ لازم آئیں گے اور جو نیا پیڑ اُگے نئی دیوار اٹھے تیرے معبود کو سمٹنا پڑیگا ایک نیا جوف اس میں اور بڑھے اور اب استوا کے لئے عرش اور دار کے لیے جنت بیت کے لیے کعبے کی کیا خصوصیت رہے گی لاجرم شق سوم ہی حق ہے اور آیات استوا سے لیکر یہاں تک کوئی آیت و حدیث ان محال و بیہودہ معنے پر محمول نہیں جو ناقص افہام میں ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہیں بلکہ تفہیم عوام کے لیے اُن کے پاکیزہ معانی ہیں اللہ عزوجل کے جلال کے لائق جنھیں ائمۂ کرام اور خصوصًا امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں مشرحًا بیان فرمایا اور انکی حقیقی مراد کا علم اللہ عزوجل کو سپرد ہے اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۝ والحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین آمین۔

ساتواں تپانچہ

الحمدللہ مسئلہ عرش ورد مکان سے فراغ پایا کہ یہی رسالے کا موضوع اصلی تھا اب تحریر وہابیت تخمیر کے دو حرف اخیر دو مسئلہ دیگر کے متعلق باقی ہیں ان کی نسبت بھی سرسری دو چار ہاتھ لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔ صحیح۔

قولہ - مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

الجواب

کسی صحیح حدیث قولی وفعلی وتقریری سے فرضوں کے بعد دعا کے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں **اقول ضرب ۲۱۶**۔ کسی صحیح حدیث قولی وفعلی وتقریری سے اللہ تعالٰے کا عرش کے سوا اور کہیں نہ ہونا ثابت نہیں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگا دینے کو صرف تیرے زبانی ادعا کی حاجت ع نجدی بے شرم شرم ہم بدار۔ **ضرب ۲۱۷**۔ کسی صحیح حدیث قولی وفعلی وتقریری سے عرش کا مکان الٰہی ہونا ثابت نہیں۔ اپنے رب کے حضور التجا کے لیۓ ہاتھ پھیلانے کو حدیث صحیح کی ضرورت مگر اللہ عزوجل کو گالی دینے اس کو مخلوقات سے مشابہ بنا دینے کو فقط تیری بدلگام زبان حجت ع ہیں مکن خود را مکان در قعر نار۔ **ضرب ۲۱۸**۔ کسی صحیح حدیث قولی وفعلی وتقریری سے فرضوں کے بعد دعا کے لیۓ ہاتھ اٹھانے کی ممانعت ثابت نہیں پھر تم لوگ کس موکھ سے منع کرتے ہو کیا منع کی شریعت تمھارے اپنے گھر کی ہے یا جواز کے لۓ حاجت دلیل ہے ممانعت دلیل سے مستغنی ہے **ضرب ۲۱۹**۔ اگر صحیح سے مقابل حسن مراد تو ہرگز حجت اس میں منحصر نہیں صحیح لذاتہ وصحیح لغیرہ وحسن لذاتہ وحسن لغیرہ سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں اور اگر حسن کو بھی شامل تو انکار صرف بنظر خصوص محل ہے بمعنی عدم ثبوت مطلق ثانی قطعًا باطل بکثرت صحیح ومعتمد احادیث قولی وفعلی وتقریری سے نماز کے بعد دعا مانگنا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ثابت یونہیں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب سے ہونا بکثرت احادیث صحیحہ ومعتبرہ قولی وفعلی وتقریری سے ثابت یہ سب حدیثیں صحاح ومشکوٰۃ اذکار وحصن حصین وغیرہا میں مروی ومذکور اور بعد ثبوت اطلاق بے اثبات تخصیص ممانعت خاص قاعدۂ علم سے دور ومہجور **ضرب ۲۲۰**۔ مقام مقام فضائل ہے اور اس میں ضعاف بالاجماع مقبول دیکھو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کا رسالہ **الهاد الكاف فی حكم الضعاف** تو مطالبۂ صحت سراسر جہل واعتساف **قولہ** مصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث جو بطریق اسود عامری بعض اہل بریلی کے فتوے میں منقول ہے وہ باتفاق محدثین ضعیف و پایۂ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اسود عامری مجہول العین والحال ہے **اقول ضرب ۲۲۱**۔ ادعائے اتفاق محض کذب واختلاق مجہول العین بہت ائمۂ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض اکابر کا مذہب قبول ہے امام نووی مقدمۂ منہاج میں فرماتے ہیں المجهول اقسام مجهول العدالة ظاهرا وباطنا ومجهولها باطنا مع وجودها ظاهرا۔

وھو المستور ومجھول العین فاما الاول فالجمھور علی انہ لا یحتج بہ واما الاخران فاحتج بھما کثیرون من المحققین۔ زیادہ تفصیل درکار ہو تو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کی کتاب مستطاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین افادہ دوم صدر کتاب وفائدہ چہارم آخر کتاب کے مطالعہ سے مشرف ہو۔ **ضرب ۲۲۲**۔ اسود کی نسبت میزان الاعتدال میں صرف اس قدر ہے ماروی عنہ سوے ولدہ ولھم لہ حدیث واحد اس سے فقط جہالت عین ظاہر ہوتی ہے وہ جہالت حالی کو مستلزم نہیں کہ مجہول العین بہت محققین کے نزدیک مقبول اور مجہول ـــــ مجروح تو جہالت حال کا حکم آپ کی اپنی جہالت ہے یا ائمۂ معتمدین سے روایت علی الثانی ثبوت دیجئے علی الاول آپ کیا اور آپ کی جہالت کیا آپ کا علم تو جہل ہے جہل کیا ہوگا آپ اللہ عزوجل ہی کو نہیں جانتے ہیں کہ اس کے لئے مکان مانتے ہیں۔ **ضرب ۲۲۳**۔ ذہبی نے بھی یہ قول اپنی طرف سے لکھا اور ان کی نفی نفی ائمہ کے مثل نہیں ہو سکتی اب یہیں دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں اسود کیلئے ایک حدیث ہے میں کہتا ہوں اُن کی ایک حدیث تو یہی ہے کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی دوسری حدیث ان سے سنن ابی داؤد میں ہے جس میں وفات لقیط ابن عامر لاذکر فرما کر حدیث کے دو لفظ مختصر بطریق عبد الرحمن بن عیاش سمعی عن دلھم بن الاسود عن ابیہ عن عمہ ذکر کئے اور تمام وکمال ایک ورق طویل میں متضمن بیانات علم غیب وحشر ونشر وحوض کوثر وغیرہا بطریق مذکور عبد اللہ ابن الامام کے زوائد مسند میں ہے۔ **ضرب ۲۲۴**۔ محدث صاحب آپ نے حافظ الشان کا قول منقح بھی دیکھا وہ تصریح فرماتے ہیں کہ اسود عامری مقبول ہیں جاہل مجہول اگر جہل سے معذور تو زبان کھولنی کیا ضرور **ضرب ۲۲۵**۔ حافظ الشان سے سوا وجہ اجل واعظم لیجئے امام اجل ابو داود نے سنن میں حدیث مذکور اسود عامری روایت کی اور اس پر اصلا جرح نہ فرمائی تو حسب تصریحات ائمۂ حدیث صحیح یا حسن یا لااقل صالح تو ہوئی خود امام ممدوح اپنے رسالہ مکیہ میں فرماتے ہیں مالم اذکر فیہ شیئا فھو صالح وبعضھا اصح من بعض اب اپنی جہالت کبرے دیکھ کہ ائمہ کرام تو اسود کو مقبول اور اُن کی حدیث کو صالح فرمائیں اور تجھ جیسا بے تمیز بے ادراک پایۂ اعتبار سے ساقط بتائے **ضرب ۲۲۶**۔ بالفرض اگر آپ کی جہالت مان بھی لیں اور بفرض غلط یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مجہول الحال بالاتفاق نامقبول پھر بھی بالاتفاق پایۂ اعتبار سے ساقط بتانا مردود ومخذول محدث مسکین ابھی احتجاج و اعتبار ہی کا فرق نہیں جانتے اور چلے حدیثوں پر جرح کرنے۔ محدث صاحب مجہول اگر ساقط ہے تو پایۂ احتجاج سے نہ پایۂ اعتبار سے دیکھو رسالہ الھاد الکاف اور یہاں پایۂ اعتبار تک ہونا کافی ووافی ہے بلا خلاف **ضرب ۲۲۷**۔ یہ سب کلام اس تسلیم پر ہے کہ اسود مذکور وہی اسود مذکور فی المیزان ہوں مگر حاشا اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت بلکہ دلیل اس کے خلاف کی طرف ناظر کہ ان اسود کے باپ صحابی نہیں مجہول ہیں۔ کما نص علیہ الحافظ اور ان کے باپ صحابی کما ذکر فی نفس الحدیث طلیت مع رسول اللہ صلے

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النجم **قولہ** اور ابن السنی کے عمل الیوم واللیلہ کی حدیث جو بروایت انس فتوے مذکور میں منقول ہے۔ موضوع ہے کیونکہ اُس میں عیسیٰ راوی کذاب ہے یہ دونوں حدیثیں میزان الاعتدال کے اخیر میں موجود ہیں فاصبر۱ **اقول ضرب ۲۲۸**۔ عیسےٰ تو کذاب نہیں مگر تم ضرور کذاب ہو اس کی سند میں عیسےٰ کوئی راوی ہی نہیں ؎

ولے از مفتری نتواں برآمد ٭ کہ از خود سخن می آفرید

ضرب ۲۲۹۔ حکم بالوضع بے دلیل و مردود ہے **ضرب ۲۳۰**۔ میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں کیا بلا وجہ بھی جھوٹ کی عادت ہے اور فاصبر کیا موقع پر ہے **قولہ** مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا **الجواب**۔ جو شخص کسی مسلمان کو بلا ثبوت شرعی فاسق یا مبتدع یا کافر کہے وہ خود اسی کا مصداق ہے **اقول ضرب ۲۳۱**۔ بھلا کسی مسلمان کو بلا ثبوت برا کہنا یہ جرم ہوا اور جو ناپاک بیباک اپنی گمراہی کی ترنگ میں مسلمانوں کے رب کے لئے نہ صرف بلا ثبوت بلکہ قطعًا برخلاف شرعی مکان بتائے اُسے اس کی مخلوق محتاج کے مانند بنائے وہ مردود کس لفظ کا مصداق ہے اُسے کس سزا کا استحقاق ہے **ضرب ۲۳۲** اپنے پیر مغاں اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی خوب خبر لی وہ اور اس کی تمام ذریت اہل توہب و نجدیت اسی مرض مہلک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بلا ثبوت شرعی محض بزور زبان و زور و بہتان مشرک بدعتی بنانے کو تیار ہیں قاتلہم اللہ انی یوفکون ہ مردک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا نے اپنی تعظیم کیلئے خاص کی ہیں وہ دوسروں کے لئے بجالانا اور پھر شرک کی مثالوں میں گنا دیا کسی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا کسی کی قبر کو مورچھل جھلنا الحمد للہ کہ تم جیسے سپوتوں نے اس مردک کے خود مشرک ہونے کا اقرار کر دیا۔ **ضرب ۲۳۳**۔ یوہیں تم نئی پود والے جن پرانوں سیانوں کے گرگے ہو یعنی یہی دہلوی اور اس کے اذناب غوی تم سب کا مسلک ناپاک ہے کہ تقلید ائمہ کو محض بلا ثبوت شرعی شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہو الحمد للہ کہ تم خود اپنے مونھ آپ مشرک کر کر دکر نیافت **ضرب ۲۳۴**۔ تمہارے طائفہ غیر مقلدین کا فساق بیتدعین ہونا بے ثبوت شرعی نہیں بلکہ علمائے عرب و عجم بکثرت دلائل قاہرہ سے ثابت فرما چکے سینہ زوری سے نہ ہارو تو اس کا کیا علاج **ضرب ۲۳۵** جناب شیخ مجدد الف ثانی رسالہ مبدء و معاد میں فرماتے ہیں مدتے آرزوے آں داشت کہ وجہے پیدا شود در مذہب حنفی تا در خلف امام قرأت فاتحہ نمودہ آید اما بواسطۂ رعایت مذہب نے اختیار ترک قرأت می کرد وایں ترک را از قبیل ریاضت می شمرد آخر الامر اللہ تعالےٰ بہ برکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحادست حقیت مذہب حنفی در ترک قرأت ماموم ظاہر ساخت وقرأت حکمی از قرأت حقیقی در نظر بصیرت زیبا تر نمود یہاں حضرت ممدوح غیر مقلدوں کو صاف صاف ملحد فرما رہے ہیں آپ کے نزدیک یہ فرمانا مطابق ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سارے طائفے کو الحاد و بے دینی کا خلعت مبارک پھر آپ فاسق و مبتدع کہنے پر کیوں بگڑیں ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ مرتبہ گھٹا

دیا ملحد زندیق سے نرا فاسق مبتدع رکھا اور اگر یہ فرمانا بے ثبوت شرعی ہے تو آپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ ملحد قرار پائیں گے جلد بتاؤ کہ دونوں شقوں سے کونسی شق تمھیں پسند ہے ہنوز بس نہیں جب جناب شیخ ایسے ٹھہریں گے تو شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب کہاں بچیں گے کہ یہ ان کے مریدان کے معتقد ہیں انھیں اکابر اولیائے عظام سے جانتے ہیں اور جو کسی ملحد کو مسلم کہے خود ملحد ہے نہ کہ امام اسلام و ولی والا مقام کہنے والا اور ابھی انتہا کہاں جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہابیہ مخذولین کا شیخ مقتول اسماعیل مخذول علیہ ما علیہ کدھر بھاگے گا یہ تینوں کا مداح تینوں کا غلام تینوں کو ولی کہے تینوں کو امام۔ تو یہ خود ملحد در ملحد ملحدوں کا ملحد ہوا اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے ویسے ہی ہو جیسا وہ ان تین کا تو دیگ الحاد کی پچھلی کھرچن الحادی بوتل کی نیچے کی ——— تلچھٹ تم ہوئے اب کہو کونسی شق پسند رہی ہر شق الحاد کی آفت تمھارے ہی ماتھے گئی **قولہ** ائمہ دین و مسلمانان قرون ثلثہ سب غیر مقلد تھے **۱ قول ضرب ۲۳۶**۔ محض جھوٹ ہے تابعین و تبع تابعین میں تو لکھو کھا مقلدین تھے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ہزاروں حضرات خصوصاً اعراب واکثر طلقا مقلد تھے۔ قرون ثلثہ کے کروروں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جاننا آپ ہی جیسے فاضل اجہل کا کام ہے ایمان سے کہنا قرون ثلثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمادے اس پر عمل کرنا ہوا یا نہیں بیشک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا اور تقلید کس چیز کا نام ہے اگر کبھی خواب میں کتب حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ عوام و علما کا یہ استفتا و افتا نہ صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔ **ضرب ۲۳۷** اہل زمانہ غیر مقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ ان کے پیچھے نماز کیسی ہے علمار سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے اس سوال و جواب کو ائمہ مجتہدین پر حمل کرنا جہالت نہیں بلکہ دیدۂ و دانستہ حرمزدگی ہے غیر مقلد اس طائفہ تالفہ ضالہ حائفہ کا نام ہے جو بتقلید شیطان لعین تقلید ائمہ دین سے انکار رکھتا ہے مقلدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے اپنے ہر خرنا مشخص کو بے اتباع ارشادات ائمہ اپنی عقل ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے ناموں کے معانی لغوی لیکر غیر مسمے پر حمل کرنا کیسی حماریت کبری ہے یہ وہی مثل ہوئی کہ قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں پانی کا قرار ہے تو تمھارا پیٹ بھی قارورہ ہوا کہ اس میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے جرجیر کو جرجیر کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ وہ تجرجر یعنی حرکت کرتا ہے تو تمھاری داڑھی بھی جرجیر ہوئی کہ اسے بھی جنبش ہوتی ہے۔ **ضرب ۲۳۸**۔ اگر بفرض باطل غیر مقلدین ائمہ مجتہدین کو بھی شامل مانئے تو لفظ کے مصداق جب دو قسم ہوں ایک محمود دوسری مذموم اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تنہا مذموم باقی ہیں تو اب حکم مذمت میں قید و تخصیص کی ضرورت نہیں ہر عاقل کے نزدیک حکم انھیں موجودین کے لئے ہوگا اسے عام سمجھنے والا یا مکابر سرکش ہے یا مسکین بارکش مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کافر ہیں اس پر جو شخص اعتراض کرے کہ زمانہ موسوی کے یہود و عصر عیسوی کے نصارے کہ دین حق پر قائم تھے مؤمنین تھے تم نے سب کو کافر کہدیا تو یہ معترض انھیں دو حال سے خالی نہیں یا حرامزادہ شریر ہے

رسالت

یا خرمسکین **قولہ** تقلید ایک امر مستحدث ہے اور چوتھی صدی میں ایجاد ہوئی ا **قول ضرب ۲۳۹** سخت جھوٹے ہو بلکہ تقلید واجب شرعی ہے قرآن وحدیث نے لازم کی زمانۂ میں رائج ہوئی قال اللہ تعالے فاسئلوا اھل الذکران کنتم لاتعلمون ہ وقال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا سالُوا اذ لم تعلموا فانما شفاء العی السؤال ہاں تمھارے طائفہ گمراہ کی غیر مقلدی بہت نوپیدا حدث ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی نے بارھویں صدی میں نکالی دیکھو سردار علمائے مکہ معظمہ شیخ العلما حضرت سید احمد زین قدس سرہٗ کا رسالہ الدرالسنیہ فی الرد علی الوہابیہ **ضرب ۲۴۰**۔ ہم اہلسنت کو ان گمراہوں سے نزاع اولا تقلید کو شرک بتانے ثانیًا اسکے حرام ٹھہرانے ثالثًا بے لیاقت اجتہاد اس کا ترک جائز بتانے میں ہے یہ چالاک عیار تینوں کو چھوڑ کر تقلید شخصی میں الجھنے لگتے ہیں یہ ان مکاروں کا قدیم طریقہ جان بچانے کا ہے یہ نئی پرواز کے پٹھے بھی یہی چال چلے پھر بھی چوتھی صدی جھوٹ بنالی ان کے شیخ مقتول اسماعیل مخذول کے دادا ور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف میں انصاف کر گئے کہ بعد المائتین ظھر بینھم التمذھب للمجتھدین باعیانھم وقل من کان لایعتمد علی مذھب مجتھد بعینہ وکان ھذا ھو الواجب فی ذلک الزمان یعنی دو صدی کے بعد خاص ایک مجتہد کے مذہب کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہوا کم کوئی شخص تھا جو ایک امام معین پر اعتماد نہ کرتا ہو اور یہی واجب تھا اس زمانے میں **قولہ** اور جو بات امور دین میں بعد قرون ثلثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعۃ ضلالۃ ا **قول ضرب ۲۴۱**۔ جیسی تمھاری غیر مقلدی کہ تین چھوڑ بارھویں قرن میں قرن الشیطان کے پیٹ سے نکلی **ضرب ۲۴۲**۔ شیر کے بن میں ڈکرانے والا بیل اپنی موت اپنے موہنہ مانگتا ہے اللہ تعالے کے لئے مکان ثابت کرنا بتا تو دے کہ قرون ثلثہ میں کس نے مانا تو تیرا قول بدتر از بول تیرے ہی موہنہ سے بدعت وضلالت وفی النار اور تو بدعتی گمراہ مستحق نار ہے۔ **ضرب ۲۴۳**۔ اللہ عزوجل کے احاطۂ ذاتیہ کا انکار قرون ثلثہ میں کس نے کیا یہ بھی تیری بدعت وضلالت ہے **ضرب ۲۴۴**۔ صفات باری میں صرف علم کو محیط ماننا جس سے اس کی قدرت اس کے سمع اس کی بصر اس کی مالکیت اس کی خالقیت کے احاطے کا انکار ثابت ہوتا ہے قرون ثلثہ میں کون اس کا قائل تھا یہ بھی تیری گمراہی وبد مذہبی ہے **ضرب ۲۴۵**۔ استوا کے وہ تین معنے کہنا اور ان کے سوا چوتھے کو بدعت بتانا قرون ثلثہ میں کس کا قول تھا یہ بھی تیری ضلالت وبد مذہبی ہے **ضرب ۲۴۶**۔ فضائل اعمال کے ثبوت کو حدیث صحیح میں منحصر کر دینا قرون ثلثہ میں کس کا مذہب تھا یہ بھی تیری بدعت جسارت وبدزبانی ہے **ضرب ۲۴۷** بدعت کے یہ معنے لینا کہ جو بات امور دین میں بعد قرون ثلثہ کے حادث ہوئی اور اسے بالاتفاق بدعت ضلالت کہنا امت مرحومہ پر افترا ہے اس کی تحقیق علما اہلسنت اپنی تصانیف کثیرہ میں فرما چکے وہ بحث لکھیے تو دفتر طویل ہوا اور پھر مخاطب ناقص العقل کیا قابل خطاب مگر مدعی اپنے اس دعوے اطلاق پر امت کا اتفاق سند معتمد سے دکھلائے

ورنہ اپنی جہالت وضلالت کا آپ سر کھائے **قولہ** مفتی بریلی جو تقلید کو امر دینی سمجھتا ہے یقینی مبتدع ہوا اور اس کے فتوے کے مطابق اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوا کما ہو ظاہر اس کہ اس نادان دوست نے اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالٰی کے پیچھے بھی نماز پڑھنے کو ناجائز کر دیا ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی ✲ گو مشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد

نعوذ باللہ من ہفواتہ **اقول ضرب ۲۴۹** ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✲ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ لفظ مبتدع کے مستحق معاذ اللہ علمائے اہلسنت ہیں یا یہ بد دین گمراہ کہ اللہ کو مکانی مانتا جسمانی جانتا اس کی قدرت وسمع وبصر وخالقیت ومالکیت وغیرہا کو محیط نہیں سمجھتا ائمۂ دین سے باقرار خود رقابت رکھتا ہے عیاذا باللہ وہ مبتدع ہیں یا اس وہابیہ کے نئے پھٹے کا پرانا گرو گھنٹال شیخ مقتول اسماعیل مخذول جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ الکوکبۃ الشھابیہ علی کفریات ابی الوھابیہ تصنیف ہوا اور علمائے عرب وعجم نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طیبین نے اس کے کفر پر فتوٰی دیا یہاں اسے دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھنے والا معاذ اللہ مبتدع ہوا تو اب شاہ ولی اللہ کی خبریں کہئے جو نہ مطلق تقلید بلکہ دو صدی کے بعد خاص تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں جس کی عبارت ابھی گزری **ضرب ۲۵۰**۔ اور جناب مجددیت مآب کی نسبت کیا حکم ہوگا جو تقلید نہ مطلق تقلید بلکہ خاص تقلید شخصی کو ایسا سخت ضروری واہم تر امر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحاد وبے دینی جانتے ہیں عبارت اوپر گزری اور سنئے کہ وہ صحیح ومستفیض حدیثوں کو فقہی روایت کے مقابل نہیں سنتے اور روایت بھی کیسی کہ خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے ہی ائمہ کا فتوے تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کا مذہب مذکور کہ التحیات میں اشارہ کیا جائے اور اس پر بھی ائمہ فتوے نے فتوٰی دیا مگر صرف اس بنا پر کہ یہ روایت ہمارے امام سے مشہور نہیں احادیث پر عمل کرنا جائز نہیں بتاتے اس سے بڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے مکتوبات جلد اوّل مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں مخدوما احادیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام درباب جواز اشارت بسیار بسیار وارد شدہ اند وبعضے از روایات فقہیہ حنفیہ نیز دریں باب آمدہ وانچہ امام محمد گفتہ کان رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یشیر ونصنع کما یصنع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم قال ہذا قولی وقول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما از روایات نوادرست ما مقلدان را نمی شاید کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت دراشارت نمائیم اگر گویند کہ علمائے حنفیہ بر جواز اشارت نیز فتوٰی دادہ اند گوئیم ترجیح عدم جواز راست اھ ملتقطا، اب مبتدعی کہ خبریں کہئے اور تقریر سابق بھی یاد رکھئے کہ ان کی شان میں کوئی کلمہ کہا اور ساتھ

لگے شاہ ولی اللہ شاہ عبد العزیز صاحب گئے اور بلا پس ہو تینوں کو جانے دو وہ سب میں چہیتے اسماعیل جو گئے اور اُن کے صدقے گیہوں گھُن اور تمہارے سب طائفے والے جہنم بدعت وضلالت کے قعر میں پہنچے افسوس اس نامرد ہاتھی نے اپنی ہی فوج کا زیان کیا اس کچّی پینڈی نے اپنے سفرہ و دستارخوان کا نقصان کیا اسماعیل اور سارے طائفہ مردود و ذلیل کو بدعتی گمراہ جہنمی مان لیا ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز کردیا ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی ٭ گو جائے ذکر ما ہم آں تنگ دل ندارد

نعوذ باللہ من ھفواتہ وھزات اسمٰعیل وھناتہ رب انی اعوذبك من ھمزات الشیٰطین واعوذبك رب ان یحضرون ہ واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین سیّدنا محمّد وّاٰلہ واصحابہ اجمعین۔ اٰمین۔

الحمد للہ کہ یہ مختصر اجمالی جواب پانزدہم شہر النور والسرور ماہ مُبارک ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجریہ قدسیہ علے صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کو باوصف کثرت کار و ہجوم اشغال تعلیم و تدریس و مجالس مُبارکہ میلاد سراپا تقدیس وقت فرصت کے قلیل جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قوادع القہّار المجسّمۃ الفجار ۱۳۱۸ھ نام ہوا اس التزام کے ساتھ کہ مسئلہ مکان میں صرف اسی شخص کی سنداً گن ائی ہوئی کتابوں کی عبارتیں پیش کرونگا عدد ڈھائی سو ضرب تک پہنچا اور اس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر ابن کثیر موجود نہ تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا یونہیں کتاب العلو مضطرب متہافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالف کی اس قدر جائے تنگ میں محصور نہ کیا جاتا تو ضربوں کی کثرت لطف دکھاتی پھر بھی ان معدود سطور پر ڈھائی سو کیا کم ہیں وباللہ التوفیق

واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ الھادی
الیٰ سواء الطریق وصلے
اللہ تعالے
علی النبی الکریم محمّد
وّاٰلہ وبارك وسلّم اٰمین

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

دلّلہٖ سیّد عبد العزیز مودودی سُنّی حنفی سہسوانی غفر اللہ تعالیٰ لہ اٰمین

فلسفہ اور اسلام

مَقَامِعُ الحَدِیْد عَلیٰ خَدِّ المَنْطِقِ الجَدِیْد

لوہے کے گرز منطق جدید کے رخسار پر

۱۳۰۴ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استفتاء

رائے بیضا ضیائے حضرات علمائے دین۔ اَدَامَ اللّٰہُ بَرَکَاتِہِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن۔ پر واضح ہو کہ ان روزوں زید فلسفی نے۔ کہ اپنے آپ کو سنی کہتا، بلکہ اَعلَم علمائے اہلسنت جانتا، اور اپنے سوا اور علماء کو بہ نگاہِ تحقیر واہانت دیکھتا ہے۔ ایک کتاب منطق میں تالیف کی اور اسے جا بجا ذکر ہیولیٰ۔ قِدَمِ اشیاء۔ وعقولِ عشرہ مزعومۂ فلاسفہ وغیر ذالک۔ مسائل فلسفیہ سے مملو ومشحون کیا۔ یہ خادمِ سنت، بہ نظر حمایتِ ملت اس سے چند اقوال التقاط کر کے مَشْہَدِ انظار عالیہ علمائے دین میں حاضر کرتا ہے۔

قول اوّل۔ التحقیقُ اَنّہا لَیْسَتِ الطبائعُ کلّہا مجردۃً محضۃ لکن للطبائعِ المرسلۃِ فی باب التجرّد والمادیۃ مراتب (الیٰ اَن قال) السابعۃ مرتبۃ الماھیاتِ المجردۃِ بالکلیۃ، لا تعلق لہا بالمادۃ تعلق التقویم او الحلول او التدبیر والتصرف، ولا تعلق لہا الا تعلق الخلق والایجادِ مثلا۔ وہی حقائقُ المفارقاتِ القدسیۃِ کالمعقب القدسی وسائرِ العقولِ العشرۃ والحقیقۃِ الواجبۃ۔ اھ ملتقطا من ص۲۵ الی ص۲۵۱

دوسرے رسالہ "القولُ الوَسِیط" میں اس مسئلہ کی تحقیق یوں لکھی ہے۔

العلۃُ الجاعلۃ ھل یجب کونہا واجبۃ الوجود او یمکن کونہا ممکنۃ؟ المشہورُ الثانی فیما بین الحکماء۔ لکنّ المحققین منہم نصّوا اَنَّ العلۃ المؤثرۃَ بالذات ھو الباریُ، والعقول کالوسائط

والشروط، لتعلق التاثیر الواجبی بغیرها، کیف والماهیۃ الامکانیۃ انما وجودها بالاستعارۃ من الواجب، فھو المعطی بالذات، الوجودات، فان اعطاء المستعیر لیس اعطاءً حقیقۃ، وانما ھو اعطاءٌ من تلقاء المالک، کما انّ استناد اضاءۃ العالم الی القمر لیس حقیقۃ، بل بحسب الظاھر وانما ھو مستندٌ الی الشمس، والقمر واسطۃ محضۃ لانتقال ضوئھا الی العالم۔ فالمنیر بالذات ھی لا ھو۔ فعلیّۃ الممکن للممکن ظاھریّۃ مجازیۃ۔ فھٰذا الوجود الضعیف یصلح علّۃً بمعنی الواسطۃ والشرط والمتمّم والاٰلۃ لا مفیدۃ لا وجودعہ حقیقۃ۔ وقد استوفی ھٰذا التحقیق فی مقامہ۔ اھ المخصاص ۲

قول دوم۔ المسئلۃ القائلۃ بانّ کلّ حادثٍ مسبوقٌ بمادّۃٍ مخصوصۃ بالحادث الزمانی والمادۃ حادثٌ ذاتی۔ اھ مختصرا ص۲۵۵

قول سوم۔ الصورۃ الجسمیۃ والنوعیۃ ایضا من الحوادث الذاتیۃ۔ ص۲

قول چہارم۔ السرمدیات والثابتات الدھریّۃ کالعقول والنفوس القدیمۃ اھ ملتقطا ص۱۵

قول پنجم۔ کلی طبعی کے موجود فی الخارج ہونے پر لکھا۔

اِعلَموا انَّ الباقر استدلّ علٰی ھٰذا بانّ طبیعۃ الحیوان المُرسَل لیس متعلق الذات بمادۃ ومدۃ، فلا یکون مرھون الوجود بالامکان الاستعدادی، فالامکانُ الذی ھناک مِلاکُ فیضانِ الوجود، فاذا کان ھٰذا الحیوان المتعلق بالمادۃ فائض الوجود کان المُرسَلُ احقّ بالفیضان لاستحقاقِ الامکان الذاتی، وحاصلہٗ انّ الحیوان المطلقَ مستحقٌّ للوجود بامکانہ الذاتی، والحیوانَ الخاص الجزئی یتوقّف فی وجودہٖ علی استعدادٍ ومادۃٍ وغواشیھا، فالمطلق الکلی احقُّ بفیضانِ الوجود۔

فلا یَرِدُ ما اَورَدَہٗ بعضُ الکُتّاب بانّ الامکانَ علۃُ افتقار، علۃُ الجعل۔ فاَحقیّۃُ الفیض لا یستلزم الفعلیۃ۔ لم لا یجوز ان الطبیعۃ لقصورِھا وعدمِ قابلیتھا للوجود الخارجی، ما استفاض الوجود۔ انتہی۔ ثم ھٰذا القول مردود بوجوہ: الاول ان اَحقیۃَ الفیض مستلزمۃ للفعلیۃ لانہ لا بخل من جانب المبدءلہ الفیاض، فلو لم یوجد الاَحقّ واستفاض منہ غیر الاحق

لہ اقول۔ اللہ جل جلالہ کو مبدءِ فیاض کہنے میں نظر ہے۔ اوّلاً لفظ مَبدَءِ شرع سے ثابت نہیں، بلکہ مُبدِی جو باب اکرام سے۔ ثانیاً مبدء ایک جانب کمیّت مفصل یا متصل کو کہتے ہیں جہاں سے مثلاً حرکت یا شمار آگے چلے، تو لفظ موہم ہے ثالثاً یوہیں فیاض غیر ثابت رابعاً حق تعالٰی پر اطلاقِ صیغۂ مبالغہ سماع موقوف۔ خامساً اس لفظ کے دوسرے معنی بھی ہیں کہ جناب باری پر محال۔ فیض ہلاک شدن۔ فیّاض بسیار ہالک۔ ۱۲ سلطان احمد خان

عہ کذا فی المخطوطۃ المنقولۃ۔ ولعل فی الاصل لا مفیدۃ وجود حقیقۃ ۱۲ محمد احمد

لَزِمَ ترجیح المرجوح ـ اھ باختصار ص۳۴۹

قول ششم۔ فلاسفہ نے مفہوم کی تقسیم جزئی وکلی کی طرف کی۔ اس پر اعتراض ہوا کہ: الجزئی المجرد لایدرک الا بعنوانٍ کلی، والمادیّ لایمکنُ ارتسامُہ فی العقل المجرد، والمفہومُ ماحصل فی العقل ــــ زید نے اسے عبارتِ طویلہ میں بیان کرکے لکھا:

الجواب انا لا نسلم أن الجزئیُ المادیّ یدرَک بعنوانٍ کلی، بل ذلک[1] ھو التحقیق عندنا لان العقول العشرۃ عندھم مبرّأۃ من جمیع شوائب النقص والقبح، ومقدّسۃ منزّھۃ عن سائر القبائح والنقائص۔ والجھلُ أشدّ القبائح۔ فلا یعزُب عن ملاحظۃ من ذرّات الموجود فی العالم کلیاتہ وجزئیاتہ ومادیاتہ ومجرداتہ، فلا یمکن أن لا یعلم العقلُ الاول مثلا تشخصات الموجودات والا لزم الجھل فیہ۔ اھ بقدر المقصود ص۲۰۶

قول ہفتم۔ المذھبُ الحق عند المحققین ان الاعدام اللاحقۃَ الزمانیۃَ لیست أعداما حقیقۃً بل العدمُ اللاحق غیبوبۃٌ زمانیۃ، بناءً علی ما ثبتَ من وجود الدھر المعبّر عنہ بمتن نفس الامر وحاق الواقع الّذی یسعُ کلّ موجود ـ وعلی ھذا فالأعدام السابقۃُ علی الوجود[2] اذا کان الحادث متحققا فی جزءٍ من اجزاء الزمان، ایضا غیبوباتٌ زمانیۃ۔ والعدم الحقیقی انما ھو بالارتفاعِ والبطلانِ عن صَفحۃِ الواقع، فلا یکون العدمُ بانتفائہ من کل جزءٍ[3] من اجزاء الزمان، کما فی السرمدیاتِ المتعالیۃ عن الزمان والتغیر وبالجملۃ علی ھذا التحقیق لا یکون الزمانیات معدومۃً عن الواقع بل عن وقت وجودہ[4] ـ اھ بالالتقاط ص۱۵

قول ہشتم۔ خود اسی کتاب کی تعریف میں لکھا ہے۔

"یہ کتاب فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ ہے۔ اور صیقل ذہن کیلئے عجب اکسیر اعظم ونافع کبیر ہے" اور خطبۂ کتاب میں اس کے مضامین کو "اکتناہ حقائق وتدقیق فصیح وتحقیق صریح" سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس کا نام "المنطقُ الجدید لناطق الّنالہ الحدید" رکھا۔ لوح میں نام یونہی مطبوع ہوا مگر متن میں بجائے لِناطقِ من ناطق ہے۔

---

[1] **اقول**۔ لا یخفی قلق العبارۃ ھٰھنا۔ ومقصودہ بعدہ ان الجزئی المادی لا تدرکہ العقول بوجہ جزئی، بل ذلک الخ ۱۲ سلطان احمد۔

[2] **اقول**۔ ہذا مستغنیً عنہ بعد ذکر السَّابقۃ علی الوجود، کما لا یخفی ۱۲ س

[3] **اقول**۔ ہذا جہل عظیم، فان الزمانی لا یوجد الا فی الزمان، فاِنْ خلا عنہ الزمان بجمیع اجزائہ خلا عن الواقع البتۃ۔ وقِسْہُ بالمکان اِنْ خَلَتْ عنہ الامکنۃُ باسرہا کان معدومًا فی نفس الامر، والا لم یکنِ المکانیّ مکانیا۔ ہف۔ ۲ س عفی عنہ۔

[4] لا یبدو ما ہٰہنا فی الاصل۔ لعلہ ان یقولَ۔ ونحوہ، والمعنی تام بدونِ ذلک ایضا ۱۲ محمد احمد غفرلہ

آیا یہ اقوال شرعاً صحیح یا باطل؟۔ اور یہ مدح حلیۂ صواب سے متحلی یا عاطل؟۔ اور اس نام میں کوئی محذور شرعی ہے یا نہیں؟ — بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

عبدہ سلطان احمد خان غفرلہ۔ یکم رجب ۱۳۰۴ ہجریہ

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَضِیَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْنًا؛ وَاَغْنَانَا عَنْ شَقَاشِقِ الْفَلَاسِفَۃِ غِنًا وَّمُبِیْنًا؛ وَاَرْسَلَ نَبِیَّنَا بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ؛ فَاَتَمَّ الْحُجَّۃَ، وَاَوْضَحَ الْمَحَجَّۃَ، وَصَدَعَ بِالْحَقِّ دِقِّہٖ وَجِلِّہٖ؛ فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ عَلَیْہِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ؛ حُمَاۃِ السُّنَنِ، وَمُحَاۃِ الْفِتَنِ، وَکُلِّ مَحْبُوْبٍ وَّمَرْضِیٍّ لَدَیْہِ، صَلَاۃً تَبْقٰی وَتَدُوْم؛ بِدَوَامِ الْمُلْکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ؛ — وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِی الْخَلْقِ وَالتَّدْبِیْرِ؛ وَالْاَمْرِ وَالتَّقْدِیْرِ، وَالْوُجُوْدِ الْقَدِیْمِ وَالْعِلْمِ الْمُحِیْطِ؛ وَاَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، الْاٰتِیْ بِالْمِلَّۃِ الْغَرَّاءِ، وَالْحِکْمَۃِ الْبَیْضَاءِ، الْمُنَزَّھَۃِ عَنْ کُلِّ خَبْطٍ وَّتَخْلِیْطٍ؛ وَاِفْرَاطٍ وَّتَفْرِیْطٍ؛ — صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَکُلِّ مُنْتَمٍ اِلَیْہِ۔ اٰمِیْن، اٰمِیْن، اِلٰـہَ الْحَقِّ اٰمِیْن۔

حق جلّ وعلا دین حق پر قائم، اور آفاتِ تفلسف سے محفوظ و سالم رکھے — فی الواقع عامہ اقوال مذکورہ سخت شنیع و فظیع ہیں۔ اور شرع مطہّر میں ان کے قائل کا حکم نہایت شدید و فجیع — لا سیّما۔

قولِ اوّل

کہ اس میں بالتصریح باری عزّ مجدہٗ کو تدبیر و تصرّفِ مادّیات سے بے علاقہ مانا — مثلاً بدن انسانی میں جو صُنعِ متین، ظاہر باہر، زاہر قاہر تدبیریں صبح شام، دن رات ہر وقت عیاں و نہاں ہوتی رہتی ہیں جن کی حکمتوں میں عقولِ متوسط انگشت بہ دنداں ہیں، یہ سب جلیل و جمیل کام نفس ناطقہ کی خوبیاں ہیں، اللہ تعالےٰ کو اصلاً ان سے تعلق نہیں، نہ اس کا بندوں کے بدنوں میں کوئی تصرف۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ — وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔ ہَیْہَات ہَیْہَات!! اس سے بڑھ کر کون سا کفر ملعون ہوگا — سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ سورۂ یونس و سورۂ رعد و سورۂ الٓمٓ تنزیل السجدہ کے پہلے رکوع اس نزغہ فلسفیّہ کے رد کو بس ہیں — اور سورۂ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکوع چہارم میں فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ

اَلْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ ج فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۔

"تو فرما کون تمھیں روزی دیتا ہے آسمان سے (مینہ اتار کر) اور زمین سے (کھیتی اگا کر) یا کون مالک ہے۔ شنوائی اور نگاہوں کا ۔۔۔ (کہ مُسَبَّبات کو اسباب سے ربطِ عادی دیتا ہے۔ اور قرع سے ہوا کو صوت کا حامل کرتا، پھر اسے اِذن حرکت دیتا، پھر اسے عَصَبۂ مفروشہ تک پہونچاتا، پھر اس کے بجنے کو محض اپنی قدرت کاملہ ذریعۂ ادراک فرماتا ہے ۔۔ اور اگر وہ نہ چاہے تو صُور کی آواز بھی کان تک نہ جائے۔ یوہیں جو چیز آنکھ کے سامنے ہو، اور موانع و شرائط عادیہ مرتفع و مجتمع ۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اَنَّ ذٰلِکَ بِالْاِنْطِبَاعِ، اَوْخُرُوْجِ الشُّعَاعِ کَمَا قَدْ شَاعَ۔ اَوْکَیْفَمَا شَاءَ ۔۔ اس وقت اِبصار کا حکم دیتا ہے ۔۔ اور اگر وہ نہ چاہے روشن دن میں، بلند پہاڑ نظر نہ آئے) اور وہ کون ہے جو نکالتا ہے زندے کو مردے سے۔ (کافر سے مومن نطفہ سے انسان انڈے سے پرند) اور نکالتا ہے مردے کو زندے سے۔ (مومن سے کافر، انسان سے نطفہ، پرندے انڈا) اور کون تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی ۔۔۔ (آسمان میں اس کے کام، زمین میں اس کے کام ۔۔ ہر بدن میں اس کے کام، کہ غذا پہونچاتا ہے۔ پھر اسے روکتا ہے۔ پھر ہضم بخشتا ہے۔ پھر سہولتِ دفع کو پیاس دیتا ہے۔ پھر پانی پہونچاتا ہے پھر اس کے غلیظ کو رقیق، لَزِج کو مُنْزَلِق کرتا ہے۔ پھر ثقل کیلُوس کو اَمْعَا کی طرف پھینکتا ہے۔ پھر ماساریقا کی راہ سے، خالص کو جگر میں لیجاتا ہے۔ وہاں کیموس دیتا ہے۔ تلچھٹ کا سودا، جھاگوں کا صفرا، کچے کا بلغم، پکے کا خون بناتا ہے فُضلہ کو مثانہ کی طرف پھینکتا ہے۔ پھر انھیں بَابُ الْکَبِدْ کے راستہ سے عُروق میں بہاتا ہے۔ پھر وہاں سہ بارہ پکاتا ہے ۔ بے کار کو پسینہ بنا کر نکالتا ہے۔ عطر کو بڑی رگوں سے جَدَاوِل جداول سے سَوَاقِی سَوَاقی سے باریک عروق، پیچ در پیچ، تنگ بر تنگ راہیں چلاتا ہوا، رگوں کے دہانوں سے اعضاء پر انڈیلتا ہے پھر یہ مجال نہیں کہ ایک عُضو کی غذا دوسرے پر گرے۔ جو جس کے مناسب ہے اسے پہونچاتا ہے۔ پھر اعضائیں چوتھا طبخ دیتا ہے کہ اس صورت کو چھوڑ کر صورتِ عُضویہ لیں۔ ان حکمتوں سے، بقائے شخص کو، مَا یَتَحَلَّلْ کا عوض بھیجتا ہے۔ جو حاجت سے بچتا ہے اس سے بالیدگی دیتا ہے ۔۔۔ اور وہ ان طریقوں کا محتاج نہیں، چاہے تو بے غذا ہزار برس جلائے، اور نماء کامل پر پہونچائے ۔۔۔ پھر جو فُضلہ رہا اسے منی بنا کر صُلب و ترائب میں رکھتا ہے۔ عقد و انعقاد کی قوت دیتا ہے۔ زن و مرد میں تالیف کرتا ہے۔ عورت کو باوجود مشقتِ حمل و صعوبتِ وضع، شوق بخشتا ہے۔ حفظِ نوع کا سامان فرماتا ہے۔ رحم کو اِذنِ جذب دیتا ہے۔ پھر اس کے امساک کا حکم کرتا ہے۔ پھر اُسے پکا کر خون بناتا ہے۔ پھر طبخ دے کر گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے۔ پھر اس میں کلیاں کنچھیاں نکالتا ہے۔ قسم قسم کی ہڈیاں، ہڈیوں پر گوشت، گوشت پر پوست، سیکڑوں رگیں، ہزاروں عجائب پھر جیسی چاہے تصویر بناتا ہے۔ پھر اپنی قدرت سے رُوح ڈالتا ہے ۔ بے دست و پا کو ان ظُلمتوں میں رزق پہونچاتا ہے۔ پھر قوت آنے کو، ایک مدت تک روکے رہتا ہے۔ پھر وقت مُعین پر حرکت و خروج کا حکم دیتا ہے

اس کے لیۓ راہ آسان فرماتا ہے۔ مٹی کی مورت کو پیاری صورت، عقل کا پتلا، چمکتا تارا، چاند کا ٹکڑا کر دکھاتا ہے، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ اور وہ ان باتوں کا محتاج نہیں، چاہے تو کروروں انسان پتھر سے نکالے آسمان سے برسالے،

ہاں بتاؤ وہ کون ہے جس کے یہ سب کام ہیں؟ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ۔ اب کہا چاہتے ہیں کہ اللہ، تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں؟

آمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ——— آہ! آہ!! اے مُتَفَلْسِف مسکین! کیوں اب بھی یقین آیا یا نہیں کہ تدبیر و تصرف اسی حکیم علیم کے کام ہیں؟ ——— جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ۔ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں یہ دو حرف مختصر بقدر ضرورت ذکر کیۓ، ورنہ روز اول سے اب تک جو کچھ ہوا، اور آج سے قیامت، اور قیامت سے اَبَدُالْآباد تک جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب ان دو لفظوں کی شرح ہے کہ: يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ——— سبحٰنہٗ ما اعظم شانہٗ۔

مسلمان غور کرے کہ یہ عظیم حکیم کام جن کے بحر سے ایک قطرے، اور صحرا سے ایک ذرّے کی طرف ہم نے اجمالی اشارہ کیا، شبانہ روز انسان کے بدن میں ہوا کرتے ہیں اور لاکھوں کروروں نفوس ناطقہ کی زمین کو انکی خبر نہیں ہوتی ——— ہزاروں میں دو ایک، سالہا سال کے ریاض و تعلیم میں، ان میں سے اقلّ قلیل پر، بقدر قدرت اطلاع پاتے ہیں ——— اس پر جو کل بگڑی بناۓ نہیں بنتی ——— جو ڈور اُلجھے سلجھاۓ نہیں سُلجھے ——— پھر کیسا سخت جاہل ہے جو تدبیرِ ابدان، نفس کے سر دھرے ——— اچھا مُدَبِّر، اور اچھے مُعْتَقِدْ!! ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْب۔ سبحٰن اللہ! اگر یہی بات واقعی ہے، اور ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کو ان امور سے اصلاً علاقہ نہیں جیسا کہ اس مُتَفَلْسِف نے ادعا کیا تو واۓ جہالت! نفس ہی کو نہ پوجے! جو ایسی قاہر قدرت رکھتا، اور بطور خود اپنے بدن کی یہ جلیل تدبیر کیا کرتا ہے ——— وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝

زید کے اس قول میں ایک کفر جلی تو یہ ہے ——— ثُمَّ اَقُوْلُ: ناظر عارف۔ ناظر منصف آگاہ ہو واقف کہ سوقِ عبارت سے خالقیتِ عقول متبادر[2] و منکشف ——— اور قائلانِ عقول کا یہ مسلک ہونا اس کا اقوٰی مؤید

---

[1] مگر سفہاۓ فلسفہ، نظرانۓ ہبنقہ سے کیا جاۓ شکایت کہ وہ ان افعال متقنہ... تصویر جنین کو نفسِ حیوانی بلکہ قوت غیر شاعرہ کی طرف مستند کرنے میں بھی باک نہیں رکھتے ؏ مَا عَلٰى مِثْلِهِمْ يُعَدُّ الْخَطَاء

سبحٰن اللہ! خالق مختار جلّت قدرتہٗ کی طرف، بلا واسطہ تمام کائنات کے اسناد میں ان کیلئے وہ زہر گھلا ہے کہ یہ حق ناصح کسی طرح قبول نہیں۔ اور ایسی بدیہی خرافتیں منظور و قبول ——— وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْر ۱۲ منہ (من المصنف قدس سرہٗ)

[2] اقول۔ فقیر ایک مثالِ واضح ذکر کرتا ہے کہ منصف کو کافی ہو۔ اور مُتَعَسِّف کو دفتر بس نہیں۔ مثلاً اگر کہا جاۓ کہ قرآن مجید سے علاقہ رکھنے میں لوگ مختلف رنگ پر ہیں۔ کوئی بہ قوتِ اجتہاد اس سے استنباطِ احکام کرتا ہے، کوئی بہ حزمِ احتیاط

ومرقّف — اگرچہ پائے مکابر لنگ، نہ مجالِ مُناقشہ تنگ — اور اگر نہ سہی، تاہم تعاوُل کفّتین یں اشتباہ نہیں، اور نہ بھی مانو تو ایہام شدید سے بچنے کی راہ نہیں۔ — اور ایسی جگہ مجرد ایہام بحکم شرع ممنوع وحرام ہے — کَمَا سَیَاتِیْ۔

بہرحال اگر یہی مقصود، تو اس کا کفر بُواح ہونا خود ایسا بیّن کہ محتاج بیان نہیں — رب تعالیٰ فرماتا ہے

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ — کیا کوئی اور بھی خالق ہے خدا کے سوا۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔ عَزَّوَجَلَّ۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ۔

"اے لوگو! ایک کہاوت بیان کی گئی اسے کان لگا کر سنو، بے شک وہ جنھیں تم اللہ کے سوا معبود ٹھہراتے ہو ہرگز ایک مکھی نہ بنائے اگرچہ اس پر ایکا کرلیں۔"

اور فرماتا ہے۔ جَلَّتْ عَظَمَتُهٗ۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ — تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

"سن لو! خاص اسی کے کام ہیں خلق و تکوین، برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا"

اور فرماتا ہے۔ تَعَالٰی شَانُهٗ۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ٥

ص۲ اس کی تفسیر لکھتا ہے، کوئی حافظ ہے، کوئی قاری، کوئی سامع، کوئی تالی، ایک معلّم، دوسرا متعلّم — یہ سب لوگ اس سے سچا علاقہ رکھتے ہیں — اور بعض وہ ہیں جن کے لیے ان علاقوں میں سے کچھ نہیں، اور انھیں قرآن سے تعلق نہیں مگر مثلاً علاقہ عداوت وتکذیب جیسے مصنفِ منطق الجدید ومجوس وہنود ونصاریٰ ویہود۔

ایمان سے کہنا اس کلام سے صاف صاف یہی سمجھا جائے گا یا نہیں کہ قائل نے مصنف منطق الجدید کو بھی دشمن ومکذبِ قرآن بتایا — اگرچہ لفظ مثلاً میں اتنی گنجائش ہے کہ یہ علاقہ، مذکورینِ مابعد کے لیے سمجھیں اور مصنّفِ مسطور کیلئے اور کچھ تصوّر کریں۔ مثلاً فال کھولنا یا تجارت کرنا — تقصیر معاف! اس نہج خاص پر وضع مثال اظہارِ حق کے لیے ہے کہ آدمی اپنے مقابلہ میں خواہی نخواہی ظاہر متبادر پر جاتا ہے، اور وہاں دوسرے کی طرف سے ابدائے عذر کو، احتمالات بعیدہ تلاش نہیں کرتا — اب اس مثال کو اپنی عبارت سے ملا کر دیکھ لیجئے کہ بعینہٖ اسی رنگ کی ہے یا نہیں؟ — پھر جب یہاں یہ متبادر، تو وہاں سے ادعائے خالقیتِ عقول کیوں کر ظاہر نہ ہوگا؟ وَاللّٰهُ تَعَالٰی الْهَادِیْ ۱۲ عبدہٗ سلطان احمد خان غفرلہٗ۔

ا؎ یہ سب تنزلات بہ لحاظِ مجادلین ہیں، ورنہ اصل کار وہی تبادرِ خالقیت ہے۔ کَمَا بَیَّنَّا ۱۲ س عفی عنہ

۲؎ کما ہو الظاہر المتبادر وان انکرالمکابر ۱۲ س عفی عنہٗ

۳؎ یہاں خلق سے مراد مادّہ سے بنانا جیسے آدمی نطفہ سے۔ اور تکوین سے مراد امرکن سے موجود فرما دینا جیسے ارواح کی پیدائش ۱۲ سلطان احمد خان بریلوی عفا منہ

"اللہ وہ ہے جس نے تمھیں بنایا، پھر روزی دی، پھر مارے گا، پھر جلائے گا، تمھارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے؟ پاکی اور برتری ہے اُسے ان کے شرک سے"

اور سورۂ لقمان میں افلاک و عناصر و جمادات و حیوانات و آثارِ علویہ و نباتات سب کی طرف اجمالی اشارہ کرکے ارشاد فرماتا ہے۔ تَقَدَّسَ اِسْمُہٗ۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

یہ سب تو خدا کا بنایا ہوا ہے وہ مجھے دکھاؤ کہ اُس کے سوا اوروں نے کیا بنایا، بلکہ نا انصاف لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

صَدَقَ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ ——— یہاں تک کہ اس امر کا باری عَزَّ اِسْمُہٗ سے خاص ہونا مدارکِ مشرکین عرب میں بھی مرتسم تھا۔ قَالَ، جَلَّ ذِکْرُہٗ۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ

اور بے شک اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے بنائے ضرور کہیں گے اللہ نے۔

یہ سخافت جلیہ و خرافت علیہ جس نے انہیں اَمِیْرُ الْحَمِیْر بنایا عقلائے فلسفہ کا حصہ تھی۔

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

سلمنا کہ زید کا یہ مطلب نہیں۔ نہ وہ عقولِ عشرہ کو خالقِ بالذات و موجدِ مستقل مانے بلکہ انھیں صرف شرط و واسطہ جانتا، اور باری تعالیٰ کی تاثیر و فاعلیت کا متمم مانتا ہے تو گویا "مثلاً" اسی تنویع کی طرف مشیر کہ علاقۂ خلق ہو یا وساطت فی الخلق ——— اور اس قدر سے اسے انکار کی گنجائش نہیں، کہ دوسرے رسالہ میں خود اس کا اقرار کیا اور اسے مذہب محقق و مشرب اقرار دیا ——— تو یہ خود کفر واضح و ارتدادِ فاضح ہونے میں کیا کم ہے کہ اس میں صراحۃً اُس قادر ذوالجلال، غنی متعال تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کو خلق و ایجاد میں غیر کافی، اور دوسری چیز کے توسط و آلیت کا محتاج، اور صاف صاف اس قدیر مجید عزوجل کو فاعلیت میں ناقص، اور عقولِ عشرہ کو اس کا کامل و تام کرنے والا مانا۔

وَاَیُّ کُفْرٍ اَفْحَشُ مِنْ ھٰذَا؟ ——— یہ ایک کفر نہیں بلکہ معدنِ کفر ہے۔ باری کا عجز ایک کفر ——— دوسرے کی طرف نیاز دو کفر ——— آپ ناقص ہونا تین کفر ——— غیر سے تکمیل پانا چار کفر ——— خالق مستقل نہ ہونا پانچ کفر۔

فَكُفْرٌ فَوْقَ كُفْرٍ فَوْقَ كُفْرٍ ٭ كَاَنَّ الْكُفْرَ[1] مِنْ كُثْرٍ وَوَفْرٍ

كَمَاءٍ اٰسِنٍ[2] فِيْ نَتْنِ دَفْرٍ ٭ تَتَابَعَ قَطْرُهٗ مِنْ ثَغْبِ كَفْرٍ[3]

---

[1] فیہ توجیہان۔ الاول اَنّ من بعدہ متعلق بالشطر الآتی ——— وخبر کانّ قولہ کماء الخ۔ فمن علیٰ ہذا للتعلیل۔ والثانی انہا ہی الخبر بعد تعلقہا بماخوذا ونحوہ ——— واللام فی الکفر للعہد۔ ای کانّ کفرہ ہذا ماخوذ من الکثر والوفر باسقاط بعض الحروف منہا ۱۲ س

[2] ماء آسن متغیر الطعم والرائحۃ۔ نتن گندہ شدن وگندگی۔ دفر بدال مہملہ مفتوحۃ، بوئے بغل ۱۲ س

[3] کفر بالفتح کوہ بزرگ۔ قطر بالفتح جمع قطرۃ ——— تتابع پے درپے آمدن ۱۲ س

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

ثُمَّ اَقُول:۔ استقصا کیجئے تو ہنوز تعدد خالق کے لوائح، کلام زید سے علانیہ لائح ــــ قول وسیط کی تقریر ــــ اس میں چاند سورج کی تنظیر ــــ قید "بالذات" کی بار بار تکریر ــــ صاف صاف بتا رہی ہے کہ عقول سے صرف خالقیتِ ذاتیہ منتفی مانتا ہے ــــ نہ خالقیتِ مستفادہ ــــ اور اس قدر واقع و نفس الامر میں صدقِ خالق کا منافی نہیں ــــ یوں تو علم و سمع و بصر و حیات بلکہ نفس وجود تمام عالم سے منفی اور حضرت حق جل وعلا سے خاص ــــ پھر باں ہمہ اِنَّہٗ لَذُوْعِلْمٍ وَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا و بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ و اِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ٥ قضایائے حقہ صادقہ ہیں۔ اور حقائق الاشیاء ثابتۃ۔

پہلا عقیدہ خود اپنی ہی نظر میں دیکھے کہ نورِ قمر تابِ آفتاب سے مستفاد ہونا جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا[1] کے مخالف نہ ٹھہرا۔

اور لفظ "مجازی"، جس طرح حقیقت کے مقابل بولتے ہیں، یوہیں بمقابلہ ذاتی اطلاق، اور ذاتی کو بلفظ حقیقت خاص کرتے ہیں ــــ ہماری ملک ملکِ مجازی ہے" یعنی بعطائے الٰہی، نہ اپنی ذات سے ــــ نہ یہ کہ حقیقت و نفس الامر میں باطل ہے۔

قال تعالیٰ:۔ فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ٥ قال تعالیٰ:۔ مَامَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ

ولہٰذا وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ مجاز ہوا، کہ علم و سماع و قدرت علی الجواب جو مصحح استفسار حقیقی ہیں وہاں مسلوب و معدوم ــــ اور سَلْهُمْ اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ قطعاً حقیقت کہ ثبوت یقینی۔ اگرچہ عطائی ہے،

---

[1] آیۂ کریمہ نص واضح ہے کہ قمر مستنیر ہو کر انارۂ عالم کرتا ہے هو الراجح من جهة العقل ایضا والیہ جنح المحققون منهم الامام الرازی۔ نہ یہ کہ بے استنارہ صرف ضوءِ شمس کا تادیہ کرے كما ظنه بعض الفلاسفة۔

رہا یہ کہ وہ خود نورانی نہیں بلکہ پرتوِ مہر سے روشن ہوتا ہے **اقول** اس کی نہ ہم نفی کریں لعدم ورود السمع بتكذيبه۔ نہ اس پر جزم ضرور ہے لعدم قيام البرهان على تصويبه۔ والدوران ليس فى شئ من البرهان۔ وان زعموا انه بديهى ثابت بالحدس۔ كيف ولا قاطع بابطال قول ابن الهيثم فى الاهلة۔

وما ذكروه من حديث الخسوف فيجوز ان يكون ذلك لان القادر تعالىٰ ينزع منه النور متى شاء من دون ان تكون الحيلولة هى الموجبة له ــ والمعية لاتفيد العلية ــ بل هذا الذى ذكرناه هو المستفاد من ظواهر الاحاديث ــ وقد رأينا كذبهم فى كسوف وقع على عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لعشر خلون من شوال ــ مع ان قاعدتهم تقضى بان لا يقع الا آخر الشهر اذا المقارنة لا تكون الا اذ ذاك۔ فلما ظهر لنا انتقاض الدوران فى الكسوف عسى ان يظهر ايضا فى الخسوف۔ على ان فى الباب احتمالات اخر لا يتكافيها الدليل ــ وبالجملة مالا يخبر عنه تراه مضطربا هكذا الى يوم القيامة فاستفده فانه مهم۔ نعم افاد الامام عبد الوهاب الشعرانى فى ميزان الشريعة الكبرىٰ اجماع اهل الكشف على ان نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ فمن هذا الوجه نحن نقول به ــ والله تعالىٰ اعلم ١٢ منه (اى من المصنف قدس سره)

ہر عاقل جانتا ہے کہ مدارِ حقیقت ثبوت فی الواقع پر ہے ۔ اور وہ ذاتی و مستفاد دونوں سے عام۔
ع ھٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَہٗ ؛ ع اَلْعَرَبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْکَرْتَ وَالْعَجَمُ، میں جو فرق استعمال
ہے عاقل پر مستور نہیں ۔ ہیہات! اگر حقیقت منوط بہ ذاتیت ہو تو لازم آئے کہ معاذ اللہ خلقِ اشیا حقیقۃً جناب
باری سے مسلوب بلکہ محال ہو، اور اس کا اثبات فقط مجازی خیال ۔ کہ جب حقیقۃً افاضۂ وجود نہ ہوا تو واقع میں
کچھ نہ تھا ۔ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ کیونکر صادق آئے ۔ وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا شَنَائِعَ اُخْرٰی۔
لَاجَرَمَ ایسی مجازیت صدقِ حقیقی کی نافی، نہ ثبوتِ واقعی کے منافی ۔ تو زید کا یہ بیان علی الاطلاق
مُنادی کہ عقولِ عشرہ سے صرف خالقیّتِ ذاتیہ منفی، ورنہ حقیقۃً وہ خالقِ عالم ہیں ۔ جیسے چاند منیرِ زمین ۔ اگرچہ
یہ خالقیّت حق جلّ وعلا سے مستعار، جس طرح شمس سے قمر کے انوار۔
قرآن و اہلِ قرآن سے پوچھ دیکھئے کہ یہ عقیدہ ان کے نزدیک کس درجہ بطلان پر ہے۔ حاش اللہ! نہ
اللہ کے سوا کوئی خالق بالذات، نہ ہرگز ہرگز اس نے منصب ایجادِ عالم کسی کو عطا فرمایا کہ قدرتِ مستفادہ سے[1] خالقیت
کیا کرے ۔ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ٥
بالجُملہ باری تبارک و تعالٰے کو کسی شی کی تدبیر و تصرف سے بے تعلق، یا اس کے غیر کو خالقِ جواہر، خواہ
ایجادِ باری تعالٰی کا مُتمّم کہنا قطعًا جزمًا کفریاتِ خالصہ ۔ اور یہ سب مسائل اُجلی ضروریاتِ دین سے ہیں۔
بلکہ ان میں بھی ممتاز۔ اور اپنے کمال وضوح میں تجشّم ایضاح سے غنی و بے نیاز۔
(تنبیہ) ہاں عجب نہیں کہ زید کو سرگرمی وساوس ان عذرِ بارد پر لائے کہ میں ان امور کا دل سے معتقد
نہیں، یہ تو میں نے فلاسفہ کے طور پر لکھ دیا ہے ۔
اقول ۔ لَا تَعْدَمُ الْخَرْقَاءُ حِیْلَۃً ۔ بیّن و واضح کہ یہاں کوئی صورتِ اِکراہ نہ تھی ۔ اور بلا اکراہ
کلمۂ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ اور عامۂ علما فرماتے ہیں کہ اس سے نہ صرف مخلوق
کے آگے بلکہ عند اللہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کہ اس نے دین کو معاذ اللہ کھیل بنایا اور اس کی عظمت خیال میں نہ لایا۔
امام علامہ فقیہ النفس فخر الدین اوزجندی رحمۃ اللہ تعالی علیہ "خانیہ"، میں فرماتے ہیں۔
رَجُلٌ کَفَرَ بِلِسَانِہٖ طَائِعًا وَقَلْبُہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ یَکُوْنُ کَافِرًا، وَلَا یَکُوْنُ عِنْدَ
اللّٰہِ مُؤْمِنًا۔

---

[1] وامّا اَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فلا یخفٰی علی ذی لُبّ انّ فیہ تبدیل الجسم التعلیمی، دون ایجاد الطبعیّ
بل ذلک ایضًا۔ اعنی زوال ابعاد و حدوث اُخرٰی ۔ انما ہو علی طریقۃ الحکما القائلین بالکم المتصل۔ واما المتکلمون فلم
یحدث عندہم فی الطّین شیٔ لم یکن، ولم یزل عنہ شیٔ قد کان۔ وانما انتقلت الجواہر الفردۃ من طولٍ الی عرضٍ او بالعکس
مثلاً کما مرّ جوابہ فی الشمعۃ ۔ وہذا ہو معنی تصویر الملک الموکّل بالرّحم الجنین فیہا ۔ فلیس الّا ابدا رُحیثاتٍ لِاَجزاءِ الجسم
لا ایجاد لحمٍ اَو شحمٍ او عظمٍ ۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ ۱۲ منہ (قدس سرہ)

حاوی میں ہے :۔ مَنْ كَفَرَ بِاللِّسَانِ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ فَهُوَ كَافِرٌ وَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ عِنْدَ اللّٰہ

مجمع الانہر و جواہر الاخلاطی میں ہے ۔۔ وہذا لفظ المجمع :۔

مَنْ كَفَرَ بِلِسَانِهٖ طَائِعًا وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ فَهُوَ كَافِرٌ وَلَا يَنْفَعُهٗ مَا فِيْ قَلْبِهٖ ، لِأَنَّ الْكَافِرَ يُعْرَفُ بِمَا يَنْطِقُ بِهٖ مِنَ الْكُفْرِ ، فَإِذَا نَطَقَ بِالْكُفْرِ كَانَ كَافِرًا عِنْدَنَا وَعِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔

بحر الرائق میں ہے :۔

وَالْحَاصِلُ أَنَّ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِ هَازِلًا أَوْ لَاعِبًا كَفَرَ عِنْدَ الْكُلِّ ، وَلَا اعْتِبَارَ بِاعْتِقَادِهٖ ۔۔ وَمَنْ تَكَلَّمَ بِهَا خَطَأً أَوْ مُكْرَهًا لَا يَكْفُرُ عِنْدَ الْكُلِّ ۔۔ وَمَنْ تَكَلَّمَ بِهَا عَالِمًا عَامِدًا كَفَرَ عِنْدَ الْكُلِّ ۔

طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ میں ہے :۔

اَلتَّكَلُّمُ بِمَا يُوْجِبُهٗ (ای الکفر) طَائِعًا مِنْ غَيْرِ سَبْقِ اللِّسَانِ عَالِمًا بِأَنَّهٗ كُفْرٌ (کفر) بِالْاِتِّفَاقِ ، وَكَذَا الْفِعْلُ وَلَوْ هَزْلًا وَمِزَاحًا بِلَا اعْتِقَادِ مَدْلُوْلِهٖ ، بَلْ مَعَ اعْتِقَادِ خِلَافِهٖ (بقلبہ) فَإِنَّهٗ يَكْفُرُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی أَيْضًا فَلَا يُفِيْدُهٗ (فی عدم الکفر) ۔ اِعْتِقَادُ الْحَقِّ (بقلبہ) لِأَنَّ ذٰلِكَ جُعِلَ كُفْرًا فِي الشَّرْعِ ، فَلَا تَعْمَلُ النِّيَّةُ فِيْ تَغْيِيْرِهٖ ۔ اھ ملخصًا ۔

رہا یہ کہ فلاسفہ کے طور پر کہا ، **اقول** ۔ سچ ہے ۔ ہم کب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے طور پر کہا ۔۔ آخر جو کلمہ کفر کہا جائے گا ۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی ۔۔ وہ غالبًا کسی نہ کسی فرقہ کافرہ کے طور پر ہوگا ۔ پھر کیا اس قدر ، اس حکم سے نجات دے سکتا ہے ؟ ۔ حاشا وکلاّ ۔

زید متفلسف سے استفسار کیجیے ، بھلا اسے کفر تو جانتا تھا کہیں اس عبارت میں اس کے رد یا اس سے تبرّی کی طرف بھی اشارہ کیا ؟ ۔ کسی کلمہ ، کسی حرف سے کراہت و ناپسندی کی بو بھی آتی ہے ؟ ۔ ہیہات ہیہات ! نہ ہرگز ہرگز کوئی لفظ ایسا لکھا جس سے معلوم ہوتا کہ دوسرے کا قول نقل و حکایت کرتا ہے ۔ بلکہ اس سب کے برعکس اسے لفظ التحقیق کے نیچے داخل کیا ، اور "قول وسیط" میں ھٰذا التحقیق کہا جس نے رہا سہا سب بھرم کھول دیا ۔ فَإِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

ائمہ دین ، یہاں تک کہ خود منقّح مذہب حضرت امام ربّانی ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصریح فرماتے ہیں کہ :۔

"جو شخص اپنی زبان سے اَلْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰہِ کہے اور کوئی لفظ ایسا کہ حکایتِ قولِ نصاریٰ پر دلیل ہو ذکر نہ کرے ، اگرچہ قصدِ حکایت کا دعویٰ کرتا رہے ، ہرگز سچا نہ ٹھہرائیں گے اور عورت نکاح سے نکل جانے کا

حکم دیں گے "

علامہ بدرالدین رشید حنفی رسالہ الفاظ مُکفِرہ میں فتاویٰ صغریٰ وغیرہا سے ناقل ،۔

لَوْ قَالَتْ لِلْقَاضِیْ سَمِعْتُ زَوْجِیْ یَقُوْلُ الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ۔ فَقَالَ اِنَّمَا قُلْتُ حِکَایَۃً عَمَّنْ یَقُوْلُہٗ ، فَاِنَّہٗ اَقَرَّ اَنَّہٗ لَمْ یَتَکَلَّمْ اِلَّا بِھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ بَانَتْ اِمْرَاَتُہٗ ۔

اُسی میں ہے ۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اِنْ شَھِدَ الشُّھُوْدُ اَنَّھُمْ سَمِعُوْہُ یَقُوْلُ الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ وَلَمْ یَقُلْ غَیْرَ ذٰلِکَ ، یُفَرِّقُ الْقَاضِیْ بَیْنَھُمَا وَلَا یُصَدِّقُہٗ ۔

سُبْحٰنَ اللّٰہ! جب اس مسئلہ میں ۔ جہاں قرینِ قیاس کہ اُس نے لفظ حکایت کہا ہو اور زن وشہود نے نہ سُنا ۔ حکم بَیْنُوْنَتْ دیتے ہیں تو آدمی کفر صریح سے کتاب کو گندہ کرکے ، اور اسے وَھٰذَا التَّحْقِیْقُ کے زیور پہنا کے کیوں کر سبیلِ نجات پا سکتا ہے ؟ ۔ وَنَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ ۔

سیّدنا امام اجلّ ، عالم المدینہ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص کی نسبت سوال ہوا کہ اس نے قرآن عظیم کو مخلوق کہا ۔ فرمایا : کافر ہے ، قتل کرو ۔ اس نے عرض کی : میں نے تو اوروں کا قول ذکر کیا ہے ۔ فرمایا : ہم نے تو تجھ سے سُنا ہے ۔

اِعلام بقواطعِ الاسلام میں ہے :۔

سَأَلَ رَجُلٌ مَالِکًا عَمَّنْ یَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَخْلُوْقٌ ، فَقَالَ مَالِکٌ : کَافِرٌ ، اُقْتُلُوْہُ فَقَالَ : اِنَّمَا حَکَیْتُہٗ عَنْ غَیْرِیْ ۔ فَقَالَ مَالِکٌ : اِنَّمَا سَمِعْنَاہُ مِنْکَ ۔

بلکہ علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی باتیں بہ تصریح حکایت بیان کرنا بھی حرام وناروا ، اور حکایت کنندہ مستحقِ سزا ۔ جب تک غرضِ محمود ومُہم عند الشرع ۔ مثل تحذیرِ خلق ، واظہارِ حق ، وابطالِ باطل ۔ یا دار الحکم میں دعویٰ وشہادت بہ غرضِ قتل وعقوبتِ قائل وغیرہا ضروراتِ دینیہ ۔ پر مبنی ومشتمل ، اور علانیہ اظہار بیزاری وکراہت وتبرّی سے مقرون ومتّصل نہ ہو ۔

امام علامہ قاضی عیاض مالکی قدس سرّہٗ شفا شریف اور علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی رحمۃ اللہ اس کی شرح نسیم الرّیاض میں فرماتے ہیں :۔

اَمَّا ذِکْرُھَا عَلٰی غَیْرِ ھٰذَا الْوَجْہِ مِنَ الرَّدِّ وَالْاِبْطَالِ وَنَحْوِہٖ مِمَّا مَرَّ عَلٰی وَجْہِ الْحِکَایَاتِ وَالْخَوْضِ فِیْ قِیْلَ وَقَالَ وَمَالَا یَعْنِیْ ، فَکُلُّ ھٰذَا (الْمَحْکِیِّ) مَمْنُوْعٌ (غَیْرُ جَائِزٍ شَرْعًا) وَبَعْضُہٗ اَشَدُّ فِی الْمَنْعِ وَالْعُقُوْبَۃِ مِنْ بَعْضٍ ۔ فَمَا کَانَ مِنْ قَائِلِہِ الْحَاکِیْ لَہٗ (عَنْ غَیْرِہٖ) عَلٰی غَیْرِ قَصْدٍ وَّمَعْرِفَۃٍ بِمِقْدَارِ (مَا حَکَاہُ) ، وَلَمْ یَکُنْ عَادَتُہٗ (وَاِنَّمَا وَقَعَ مِنْہُ نَادِرًا) وَلَمْ یَکُنِ الْکَلَامُ (الَّذِیْ حَکَاہُ) مِنَ الْبَشَاعَۃِ حَیْثُ ھُوَ ، وَلَمْ یَظْھَرْ عَلٰی حَاکِیْہِ اِسْتِحْسَانُہٗ وَاسْتِصْوَابُہٗ زُجِرَ (وَوُبِّخَ) وَنُھِیَ

عَنِ الْعَوْدِ اِلَیْہِ۔ وَاِنْ تُوُہِّمَ بِبَعْضِ الْکَذِبِ فَہُوَ مُسْتَوْجِبٌ لَّہٗ۔ وَاِنْ کَانَ لَفْظُہٗ مِنَ الْبَشَاعَۃِ حَیْثُ ہُوَ، کَانَ الْاَدَبُ اَشَدَّ۔ اھ ملخصاً۔

اقول اور کیوں کر حرام نہ کہیں گے حالانکہ علما تصریح فرماتے ہیں کہ حدیثِ موضوع کی روایت بے ذکر ردّ و انکار نا جائز ہے — وَھٰذَا اِنَّمَا اُخِذَ بِہٖ علی الحافظَیْنِ المعاصِرَیْنِ ابی نعیم وابن مندۃ۔ اور یہاں مجرد بیانِ سند سے براءتِ عُہدہ نہیں — صرّح بہ الشمس الذہبی وغیرہ من ائمۃ الشان — تو جب وہاں سے یہ حکم ہے باآں کہ صدہا احادیثِ موضوعہ کے مضمون حق و نافع ہوتے ہیں، تو اُن اختلافات ملعونہ کی مجرد حکایت کیوں کر حلال ہوگی جو صریح مخالفِ اسلام، ومُہلکِ ہائل ومُضرِّ عظیم و سمِّ قاتل ہیں۔ نَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃ۔

بلکہ بہت ائمۂ ناصحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تو بروجہِ ردّ و ابطال بھی، ایسی بلکہ ان سے بدرجہا کم خرافات کی اشاعت پسند نہیں کرتے۔ اور ایک یہ وجہ بھی ہے جس کے سبب کلامِ متاخرین پر ہزاراں ہزار طعن و انکار فرماتے ہیں۔ کما فصّل بعضہ الفاضل علیُّ القاری فی شرح الفقہ الاکبر۔ حتی کہ سیدنا امام ہمام عماد السنۃ **احمد بن حنبل** رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سیدنا عارف باللہ امام الصوفیہ **حارث محاسبی** رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس وجہ پر ملاقات ترک کردی اور فرمایا۔ وَیْحَکَ، اَلَسْتَ تَحْکِیْ بِدْعَتَہُمْ اَوَّلًا ثُمَّ تَرُدُّ عَلَیْہِمْ، اَلَسْتَ تَحْمِلُ النَّاسَ بِتَصْنِیْفِکَ عَلٰی مُطَالَعَۃِ الْبِدْعَۃِ وَالتَّفَکُّرِ فِی الشُّبْہَۃِ، فَیَدْعُوْہُمْ ذٰلِکَ اِلَی الرَّاْیِ وَالْبَحْثِ وَالْفِتْنَۃِ۔

اگرچہ یہ یوں کہ ردِّ اہلِ بدعت، وقتِ حاجت اہم فرائض سے ہے۔ اور خود امام احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ردِّ جہمیہ میں کتاب تصنیف فرمائی — وفی حدیثٍ عند الخطیب وغیرہ اَنَّہٗ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قال:

اِذَا ظَہَرَتِ الْفِتَنُ — اَوْقَالَ الْبِدَعُ — وَسُبَّ اَصْحَابِیْ فَلْیُظْہِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہٗ، فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ، لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔

بالجملہ اس میں شک نہیں کہ زید کی دونوں عبارتیں صریح کلمۂ کفر — اور انھیں یوں داخلِ کتب کرنے میں کوئی عذر قابلِ قبول نہیں۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَان

قولِ دوم وسوم وچہارم

کا بھی بعینہٖ یہی حال کہ ان میں ہیولیٰ وصورتِ جسمیہ وصورتِ نوعیہ وعقولِ عشرہ وبعض نفوس کو قدیم زمانی مانا۔ اور یہ سب کفر ہیں۔

ائمۂ دین فرماتے ہیں:۔ جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماعِ مسلمین کافر ہے۔ شفا ونسیم میں فرمایا:۔

مَنِ اعْتَرَفَ بِالْهِيَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَوَحْدَانِيَّتِهٖ لٰكِنَّهٗ اعْتَقَدَ قَدِيْمًا غَيْرَهٗ (ای غیر ذاتہ وصفاتہ[1]، اشارۃ الی ما ذہب الیہ الفلاسفۃ من قِدَم العالم والعقول) او صانعًا للعالم سواہ (کالفلاسفۃ الذین یقولون ان الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد) فَذٰلِكَ كُلُّهٗ كُفْرٌ (ومعتقدہ کافر باجماعِ المسلمین۔ کالالٰہیین من الفلاسفۃ والطبائعین) اھ ملخصا۔

اور فرمایا:۔ يَقَعُ بِكُفْرِ مَنْ قَالَ بِقِدَمِ الْعَالَمِ اَوْ بَقَائِهٖ اَوْ شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى مَذْهَبِ بَعْضِ الْفَلَاسِفَةِ (ومنہم من ذہب[2] لغیرہ۔ وقد کفّرہم اہل الشرع بہذا، لما فیہ من تکذیب اللّٰہ ورسلہ وکتبہ)۔۔ اِلٰى اَنْ قَالَ: فَلَا شَكَّ فِيْ كُفْرِ هٰؤُلَاءِ قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا اھ ملتقطًا۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی اعلام میں فرماتے ہیں:۔

اِعْتِقَادُ قِدَمِ الْعَالَمِ اَوْ بَعْضِ اَجْزَائِهٖ كُفْرٌ، كَمَا صَرَّحُوْا بِهٖ۔

اسی میں ہے:۔ مِنَ الْمُكَفِّرَاتِ الْقَوْلُ الَّذِيْ هُوَ كُفْرٌ، سَوَاءٌ اَصَدَرَ عَنْ اِعْتِقَادٍ اَوْ عِنَادٍ اَوِ اسْتِهْزَاءٍ، فَمِنْ ذٰلِكَ اعْتِقَادُ قِدَمِ الْعَالَمِ۔ اھ ملتقطًا۔

طَوَالِعُ الْاَنْوَار مِنْ مَطَالِعِ الْاَنْظَار میں ہے:۔ اَلْقَوْلُ بِالذَّوَاتِ الْقَدِيْمَةِ كُفْرٌ

شرحِ مواقف میں ہے:۔ اِثْبَاتُ الْمُتَعَدِّدِ مِنَ الذَّوَاتِ الْقَدِيْمَةِ هُوَ الْكُفْرُ اِجْمَاعًا۔

---

[1] اقول توضیح لا توجیہ۔ فان صفاتہ سبحٰنہٗ وتعالٰی لیست عندنا غیرہ کما ھی لیست عینہٗ ۱۲ منہ

[2] اقول او تکون البعضیۃ راجعۃً الی الشک فہی اشارۃ الی ما حکی عن جالینوس انہ قال فی مرضہ الذی توفی فیہ لبعض تلامذتہ اکتب عنی انی ما علمتُ ان العالم قدیم او محدث، وان النفس الناطقۃ ہی المزاجُ او غیرہ ۔۔۔ قد طعن فیہ اقرانہٗ بذلک حین اراد من سلطانِ زمانہٖ تلقیبہ بالفیلسوف۔ ذکرہٗ فی شرح المواقف۔

اقول ان کان الطعنُ تردُّدِ الاخیر، فہو بذاک حری وجدیر ۔۔۔ والّا فمن العجب ان معتقد القدم یسمّی فلسفیا، دون الشاک ۔ مع انّ جہلَ ذٰلک مرکّبٌ وجہلَ جالینوس بسیط۔ فان کان مثل الجہل[3] لاینا فی حکمۃ الحکیم فالبسیط اولی بہ ۔۔۔ الا ان یقال انّ الفلسفیّ ہو المتناہی فی الخباثۃ، وذلک فی المرکّب ۱۲ منہ

[3] کذا فی المخطوطۃ۔ ویخالج صدری ان العبارۃ "مثل ذا الجہل" او "اَشل الجہل"، ویصح "مثل الجہل" ایضًا بجعل اللام للعہد لکن السیاق یستدعی مقابلۃ البسیط ۔ ۱۲ محمد احمد المصباحی

شرحِ فقہِ اکبر میں ہے:

مَنْ یُؤَوِّلُ النُّصُوْصَ الْوَارِدَۃَ فِیْ حَشْرِ الْاَجْسَادِ وَحُدُوْثِ الْعَالَمِ وَعِلْمِ الْبَارِیْ بِالْجُزْئِیَّاتِ فَاِنَّہٗ یُکَفَّرُ۔

بحر الرائق میں جمع الجوامع اور اس کی شرح سے منقول۔

مَنْ خَرَجَ بِبِدْعَۃٍ مِّنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ کَمُنْکِرِیْ حُدُوْثِ الْعَالَمِ، فَلَا نِزَاعَ فِیْ کُفْرِھِمْ۔ لِاِنْکَارِھِمْ بَعْضَ مَا عُلِمَ مَجِیْءُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَرُوْرَۃً۔ اھ مختصرًا۔

رَدُّ الْمُحْتَار میں شرح تحریر علامہ ابن الہمام سے منقول:

لَاخِلَافَ فِیْ کُفْرِ الْمُخَالِفِ فِیْ ضَرُوْرِیَّاتِ الْاِسْلَامِ مِنْ حُدُوْثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْاَجْسَادِ وَنَفْیِ[1] الْعِلْمِ بِالْجُزْئِیَّاتِ، وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ الْمُوَاظِبِ طُوْلَ عُمُرِہٖ عَلَی الطَّاعَاتِ۔

اور اسی طرح امام ابوزکریا یحییٰ نووی نے روضہ اور فاضل سیّد احمد طحطاوی نے حاشیۂ درمختار میں نقل کیا ــــ غرض تصریحیں اس کی، کُتبِ ائمہ میں بکثرت ہیں ــ وَلَا مَطْمَعَ فِی الْاِسْتِقْصَاءِ ــــ حتیٰ کہ اہلِ بدعت بھی اس میں مخالف نہیں ــ کما یُرْشِدُ لَکَ اِلَیْہِ قولُہٗ "بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ"۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ مُحَصَّل میں فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْمُتَکَلِّمُوْنَ[2] عَلٰی اَنَّ الْقَدِیْمَ یَسْتَحِیْلُ اِسْنَادُہٗ اِلَی الْفَاعِلِ[3]۔

بلکہ حدوثِ تمام اجسام وصفاتِ اجسام پر عام اہلِ مِلَل کا اتفاق ہے ــــ یہود ونصاریٰ تک اس میں خلاف نہیں رکھتے ــــ فی شرح المواقف:

---

[1] اَقول ہٰکذا وقع فی الکتاب۔ والصواب اسقاطُ "النفی"، فانہ ہو الکفر اجماعًا، والضروریُّ ہو الاثبات ــ وکانّہٗ رحمہُ اللہُ تعالیٰ لمّا اراد تمثیلَ مخالفۃِ الضروریّات وکان الیہ سبیلان، احداہما بتعدید المخالفات، والاخریٰ بذکر الضروریات فالتبست فی البیانِ احداہما بالاخریٰ۔ فسلک الاخریٰ فی الاولیٰ، والاولیٰ فی الاُخریٰ والامر واضح، فلیتنبّہ ۱۲ منہ

[2] ہو لفظ بعمّ جمیعَ النُّظّار من اہل القبلۃ، المقتدرین علی اثبات عقائدہم التی دانوا بہا اللہ تعالیٰ، بایراد الحُجج وادحاض الشُّبہ سواء کانوا مصیبین کمعشر اہل السُّنۃ والجماعۃ حفظہم اللہ تعالیٰ او خاطئین کمن عداہم۔ کما صرح بہ فی المواقف وغیرہا ــ فالحاصلُ "اِتَّفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ"ــ ۱۲ منہ

[3] اقول یعنی الفاعلِ المختار، اذ لا فاعل موجبًا ــ عندنا۔ وہٰذا ہو الذی قالوا، انہ اجمع علیہ المتکلمون ــ امّا انّ القدیم لایمکن اسنادہ الی الفاعلِ مطلقا حتی الموجب لو کان، فمسلکٌ خاصٌ للامام الرازی لم یوافقہٗ علیہ کثیرون ــ حتی قالوا: ان القول بقدم العالم انما ساغ للفلاسفۃ لقولہم بالفاعل الموجب ولولا ذٰلک لآمنوا بالفاعلِ المختار ــ لاذعنوا بحدوثِ العالم عن آخرہ ــــ وکذا ایجاب المسلمین حدوثَ کلِّ مخلوق لقولہم بالفاعل المختار ــ ولولا ذٰلک لقالوا بالقِدَم"۔ قلتُ المقصود نفی الاجماع علی التعلیم۔ وہو حاصل وان کان فی الکلام کلام ــ واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

اَلْاَجْسَامُ مُحْدَثَةٌ بِذَوَاتِهَا الْجَوْهَرِيَّةِ، وَصِفَاتِهَا الْعَرْضِيَّةِ ـــ وَهُوَ الْحَقُّ ـ وَبِهٖ قَالَ الْمِلِّيُّوْنَ كُلُّهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمَجُوْسِ۔

اور بے شک زید کا ان مضامینِ کفریّہ کو مقام رد و استدلال میں لانا، اور ان پر اختیارِ مذاہب و تحقیقِ مشارب کی بنا رکھنا، صراحۃً ان کی رضا و قبول پر دال ـــ اور بالفرض نہ ہو تو بلا اکراہ ایراد میں کیا مقال؟

وَتَذَكَّرْ كُلَّ مَا قَدَّمْنَا مِنَ الْكَلَامِ عَلَى الْقَوْلِ الْاَوَّلِ، تَجِدُ هُنَالِكَ مَا فِيْهِ الْغِنَاءُ، وَعَلَيْهِ التُّعَوَّلُ۔

معدن ضلالات قولِ پنجم

یہ قول متعدد ضلالتوں، متکثر جہالتوں کی طُرفہ معجون ـ بلکہ معجونِ فلاسفہ قُرّۃُ العُیُون ہے ـــ زید مسکین نے تشدُّقِ بقری کو عِلقِ نفیس جان کر اُمّتا بہ[1] تو کہدیا مگر نہ دیکھا کہ اس پر کیا کیا شناعاتِ عظیمہ ہائلہ وارد۔

فاقول، وبحول اللہ تعالیٰ اَصُول ـ اَوّلاً: تمام انواع کا قِدم لازم، کہ جب طبائع مُرسلہ میں مجرد امکانِ ذاتی ـ بلاک فیضان ـــ اور امکانِ ذاتی ـ یعنی دائرۂ قدرت میں داخل ہونا ـ قطعًا ازلی ـ وَاِلَّا لَزِمَ الْاِنْقِلَابُ ـــ اور جانبِ مُبدئ تبارک و تعالیٰ میں قطعًا بخل نہیں ـــ تو واجب ہوا کہ ہر نوع قدیم ہو ـ اور یہ امر اصولِ باطلۂ فلسفہ قِدَم ہیولیٰ، وقِدَم صورتِ جسمیّہ وقِدَم صورتِ نوعیہ ـ وقِدَم جمیع اشخاص منحصرہ فیہا الانواع ـ وقِدَم بعض افرادِ[2] انواعِ باقیہ ـ وقِدَم انواع و اشخاصِ اَعراض لازمہ علی التفصیل المشار الیہ کو مُستلزم ـ کَمَا لَا یَخْفٰی ـــ پورا پورا مذہب نامُہذّب فلسفہ مُزخرفہ کا، ثابت ہوگیا۔

فلسفی متبوع[3] کا مطلب بمادّہ و مدّہ سے نکلتا تھا ـ مُتفلسِف تابع نے مستلزمۃ للفعلیۃ صاف لکھ دیا ـ ہیہات! اس متبوع سے کیا جائے شکایت کہ وہ حضرات تو قدیمًا و حدیثًا سُفہائے سُفسَط کے فُضلہ خوار رہے ہیں ـ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَغْنِ بِالْقُرْاٰنِ فَلَا اَغْنَاہُ اللّٰہُ ـــ مگر اس تابع مُدعی تسنُّن کا تلوّن و تفنُّن قابلِ تماشا ـــ نَسْاَلُ اللّٰہَ الثَّبَاتَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَالسُّنَّۃِ۔

ثانیًا: اور اشد و اعظم قباحت لازم کہ اس تقدیر پر قدرتِ الٰہیہ صرف انواع موجودہ میں مُنحصر ہوئی جاتی ہے ـــ اور جو نوع نہ بنی اس کے یہ معنیٰ کہ حق جَلَّ وَعَلَا کو اس پر قدرت ہی نہ تھی، کہ اگر مقدور ہوتی تو ممکن ہوتی ـــ اور طبیعتِ مُطلقہ میں نفسِ اِمکان مستلزمِ فیضان ـــ تو انتفائے لازم، انتفائے ملزوم پر دلیلِ جازم ـــ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

---

[1] مؤلف المنطق الجدید تمسک منا بما تفوہ بہ الباقر وہذا اللفظ یشیر الیہ ۱۲ محمد احمد [2] ای بعض فرد منتشر ۱۲ منہ [3] کصباقر و داماد شیمی ۱۲ م

یہ شناعتِ خبیثہ تو ایسی ہے کہ جس طرح اسلامیوں کے نزدیک کفر، یونہیں شاید فلسفیوں کو بھی مقبول نہ ہو کہ وہ بھی تقاسیمِ کلی معدوم الافراد کو قسیمِ ممتنع الافراد کی قسم بتاتے ہیں۔ کما صُرِّحَ بِہٖ فِی اَسْفَارِھِمْ۔ یا للعجب! اگر باقر غافل تھا، "تو تبقر" تو عاقل تھا ــــ ولکن۔ صَدَقَ رَبُّنَا تبارک وتعالیٰ:- اِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ، وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ہ

ثَالِثًا۔ تابع ومتبوع کا یہ قول کہ "جانبِ مبدء میں بخل نہ ہونا مستلزم فیضان ہے۔" اُصولِ سنت سے محض مبایِن ــــ اہلِ سنت کا ایمان ہے کہ مُبدئی تبارک وتعالیٰ جَوَاد، کَرِیْم، اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ ہے ــــ جَلَّ جَلَالُہٗ، وَتَقَدَّسَ فعالُہٗ ــــ مگر بایں ہمہ کوئی شئی اس پر واجب نہیں مانتے۔

عالم جب تک نہ بنایا تھا وہ جب بھی جواد تھا۔ اور اگر کبھی نہ بناتا تاہم جواد ہوتا ــــ نہ اس نہ بنانے سے کوئی عیب اسے لگتا، نہ کوئی نقصان اس کے کمالِ اکمل میں آتا ــــ کسی شئی کا ایجاد واعلام کچھ اس پر ضرور نہیں قال تعالےٰ:- فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہ وقال تعالےٰ:- یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ہ وقال تعالےٰ:- لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ہ

وَہٰذَا وَاضِحٌ جَلِیٌّ عِنْدَ کُلِّ مَنْ نَوَّرَ اللّٰہُ بصیرتہ ــــ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ہ تو یہ استلزام بھی اُسی فلسفۂ ملعونہ پر مبنی کہ قادر مختار تعالیٰ شانُہٗ کو فاعلِ موجب، اور ایجادِ عالم کو اُسکے کمال کا سبب جانتے ہیں ــــ تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ہ

رَابِعًا متفلسف تابع نے شطرنج میں بغلہ اور طنبور میں ایک نغمہ اور زائد کیا کہ ــــ "اگر غیر احق صادر اور احق غیر صادر ہو تو ترجیح مرجوح لازم آئے گی۔"

سُبْحٰنَ اللّٰہ! نہ وہاں کوئی احق، نہ قادر حمید، فعّالٌ لما یُرید پر تمہاری عقولِ سخیفہ حاکم ــــ نہ ہمارے نزدیک اس کے ارادہ کے سوا کوئی مرجّح ــــ اور ہو بھی تو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔

قالَ تعالیٰ:- اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ وقال تعالیٰ:- وَاللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ۔ وقال تعالےٰ:- وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ہ

واضح تر کہوں۔ حاصلِ مذہب اہلِ سنت یہ ہے کہ تمام مقدورات اس جنابِ رفیع کے حضور یکساں ہیں۔ کوئی اپنی ذات سے کچھ استحقاق نہیں رکھتا کہ ایک کو راجح دوسرے کو مرجوح کہیں۔

علّامہ سنوسی شرح جزائریہ میں فرماتے ہیں:-

اِنَّ الَّذِیْ اَوْقَعَ الْمُعْتَزِلَۃَ فِی الضَّلَالَاتِ ــــ کَاِیْجَابِ الثَّوَابِ وَفِعْلِ الصَّلَاحِ وَالْاَصْلَحِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ــــ اِعْتِمَادُھُمْ فِیْ عَقَائِدِھِمْ عَلَی التَّحْسِیْنِ وَالتَّقْبِیْحِ الْعَقْلِیَّیْنِ، وَقِیَاسُھُمْ اَفْعَالَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَحْکَامَہٗ عَلٰی اَفْعَالِ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَاَحْکَامِھِمْ، مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ جَامِعٌ یَقْتَضِی التَّسْوِیَۃَ فِی الْاَحْکَامِ ــــ

وَالَّذِیْ اَجْمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ الْحَقِّ اَنَّ الْاَفْعَالَ کُلَّھَا مُسْتَوِیَۃٌ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی تَعَلُّقِ قُدْرَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِرَادَتِہٖ بِھَا۔ الخ

وہاں صرف ترجیح اس قدیر مجید عزّ مجدہٗ کے ارادہ سے ہے۔ جس چیز کے ایجاد سے اس کا ارادہ متعلق ہوگیا اسی نے ترجیح پائی ــــ شرحِ طوالع میں ہے۔

تخصیصُ بعضِ المَقدوراتِ بالتحصیل، وَبَعْضِھا بالتقدیم والتاخیرِ لابُدّ لہٗ من مُخصِّصٍ۔ لان نسبۃ جمیع المقدورات الٰی ذاتہ مُتَساویۃٌ ولیسَ ھُوَ نَفْسَ العِلْمِ، فَاِنَّہٗ تابِعٌ للمَعلوم، وَلاالقُدْرَۃَ فان نِسْبَتَھا اِلَی الْجمیع عَلٰی وَتیرۃٍ واحدۃ فَلَابُدَّ مِنْ صفۃٍ اُخْرٰی مِنْ شانِھا التخصیصُ ــــ وَھِیَ الارادۃ ــــ اھ ملخصا۔

اور بہ فرضِ باطل اگر یہاں کوئی مرجّح ہو بھی تو اس کا اتباع مولیٰ مقتدر جلّ جلالہٗ پر ضرور نہیں ــــ اسے اختیار ہے چاہے راجح کو کبھی نہ کرے اور مرجوح کو خلعتِ وجود عطا فرمائے ــــ زنہار اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔

شرحِ مواقف میں ہے:۔

اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاُمَّۃَ قَدْ اَجْمَعَتْ اِجْمَاعًا مُرَکَّبًا عَلٰی اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَایَفْعَلُ الْقَبِیْحَ وَلَا یَتْرُکُ الْوَاجِبَ ــــ فَالْاَشَاعِرَۃُ مِنْ جِھَۃِ اَنَّہٗ لَاقَبِیْحَ مِنْہُ، وَلَا وَاجِبَ عَلَیْہِ ــــ وَاَمَّا الْمُعْتَزِلَۃُ فَمِنْ جِھَۃِ اَنَّہٗ مَاھُوَ قَبِیْحٌ یَتْرُکُہٗ وَمَا یَجِبُ عَلَیْہِ یَفْعَلُہٗ ــــ وَاِنَّا قَدْ بَیَّنَّا فِیْمَا تَقَدَّمَ اَنَّہٗ تَعَالَی الْحَاکِمُ، فَیَحْکُمُ بِمَا یُرِیْدُ وَیَفْعَلُ مَا یَشَاءُ ــــ لَاوُجُوْبَ عَلَیْہِ کَمَا لَاوُجُوْبَ عَنْہُ وَلَا اِسْتِقْبَاحَ مِنْہُ۔ اھ ملتقطا

مولیٰ ناصح محمد آفندی برکلی طریقہ محمدیہ و سیّدی عارف باللہ عبدالغنی نابلسی اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:۔

لَایَلْزَمُ عَلَیْہِ تَعَالٰی شَیْءٌ مِّنْ فِعْلِ صَلَاحٍ اَوْ اَصْلَحَ، اَوْ فَسَادٍ اَوْ اَفْسَدَ بَلْ ھُوَ الْفَاعِلُ الْعَدْلُ الْمُخْتَارُ۔ وَیَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ۔ اھ مختصرا

شرح عقائد نسفی میں ہے:۔

لَیْتَ شِعْرِیْ مَا مَعْنٰی وُجُوْبِ الشَّیْءِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی، اِذْ لَیْسَ مَعْنَاہُ اِسْتِحْقَاقَ تَارِکِہِ الذَّمَّ وَالْعِقَابَ۔ وَھُوَ ظَاھِرٌ۔ وَلَا لُزُوْمَ صُدُوْرِہٖ عَنْہُ تَعَالٰی بِحَیْثُ لَایَتَمَکَّنُ

---

[1] ای فیقدر علی کل شئی ویفعل ما یرید۔ لاترجیح قبل ارادتہ وانما الترجیح بارادتہ۔ فھی موجبۃ الرجحان، لاھو محرک الارادۃ ــــ ھکذا ینبغی ان یفھم ھذا المقام۔ وقد رأینا تصدیق ذلک، فی قعبی العطشان وطریقی السالک، فارادۃ اللہ سبحانہ اولیٰ بذالک ۱۲ منہ

مِنَ التَّرْكِ بِنَاءً عَلٰى اِسْتِلْزَامِهٖ مُحَالًا مِّنْ سَفَهٍ اَوْجَهْلٍ اَوْعَيْبٍ اَوْبُخْلٍ! اَوْنَحْوِ ذٰلِكَ۔ لِاَنَّهٗ رَفْضٌ لِقَاعِدَةِ الْاِخْتِيَارِ، وَمَيْلٌ اِلَى الْفَلْسَفَةِ الظَّاهِرَةِ الْعَوَارِ۔

دیکھو اس عبارت میں اُس فلسفی کے الزام بخل کا بھی رد ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِيَةُ۔ اور یہ سب مطالب کہ علمانے افادہ فرمائے فرداً فرداً اُن آیاتِ کریمہ سے کہ فقیر نے تلاوت کیں، ثابت۔ اور اگر کچھ نہ ہوتا سوا آیۂ کریمہ " اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ "، کے، تو بس تھی۔ کہ مرجوح بھی ایک شئی ہے، اور ہر شئی مقدور۔ اور معنیٰ قدرت نہیں مگر صحّتِ فعل و ترک۔ یعنی کرے یا نہ کرے دونوں یکساں۔ اور کسی تقدیر پر کچھ حرج و نقصان نہیں۔ طوالع میں ہے:۔

اَلْقَادِرُهُوَالَّذِیْ يَصِحُّ مِنْهُ اَنْ يَّفْعَلَ الْمَقْدُوْرَ وَاَنْ لَّايَفْعَلَ۔ اھ

پھر ترجیح مرجوح کا الزام کیسا؟۔ اور قادرِ مختار پر یہ تَقَوُّلَات کس شریعت میں روا؟۔

ثُمّ اَقُوْل بعبارۃٍ اخصر۔ ہم پوچھتے ہیں قولِ زید " لَزِمَ تَرْجِيْحُ الْمَرْجُوْح " سے کیا مقصود ہے۔ آیا اِستحالۂ ذاتیہ؟۔ تو بَیّنُ البُطلان، کہ وہ ہماری قدرتِ فانیہ زائلہ، قاصرہ باطلہ کے تحت میں داخل۔ نہ کہ قدرتِ باقیہ تامّہ، کاملہ دائمہ۔ یا یہ کہ خدا کو عیب لگے گا؟۔ تو یہ وہی اس غنیِ حمید کو بندوں پر قیاس کرنا، اور صد ہا نصوصِ قرآنیہ سے منہ پھیرنا ہے۔

ہمارے فعل بھلے بُرے سب طرح کے ہیں اور وہ جو کچھ کرے سب اچھا۔ وہی کام ہم کریں ہم پر اعتراض ہو۔ وہ کرے اس پر اصلاً اعتراض نہیں۔ یقین نہ آئے تو کافر کی حمایت میں کسی مسلمان کو قتل کر دیکھو۔ اور اس نے بارہا کفار کو مسلمین پر غلبہ دیا۔

وَاللّٰه یہ وہ جگہ ہے کہ مومن کا دل اپنے مولیٰ کی محبت سے چھلکے۔ اَلْعَظَمَةُ لِلّٰهِ! جمیل کی ہر بات جمیل (ہیہات ہیہات)، (بلا تشبیہ) میلے کپڑے کہ بدصورت پر سخت بدنما ہوں کسی حسین کو پہننے دیجئے۔ دیکھئے کتنی بہار دیتے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔

عِيَاذًا بِاللّٰه! اگر وہ اپنے بندۂ مسلمان کو دوزخ میں ڈالے (اور اسی کے وجہ کریم کی پناہ)۔ اس وقت اس مومن سے پوچھئے! تیرے رب نے یہ کام کیسا کیا؟۔ وَاللّٰه۔ یہی کہے گا کہ بہت اچھا۔ نہایت خوب۔ کمال بجا۔ وَلٰكِنْ عَافِيَتُكَ اَوْسَعُ لِيْ۔

بالجملہ زید کا یہ قول انواع انواع ضلالات و جہالات کا مجمع۔ اور صریح فلسفہ و اعتزال اس کا منبع۔ نَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ

قولِ ششم

میں کہ "عقول عشرہ کا تمام نقائص وقبائح سے مقدس ومنزہ ، اور ان کے علم کا تام ومحیط باحاطۂ تامہ ہونا نقل کیا۔ یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذراتِ عالم سے ان پر مخفی رہنا ممکن نہیں"۔ یہ خاص صفت حضرت عَالِمُ الغیب وَالشَّھَادَۃ کی ہے جَلَّ وَعَلَا۔ قال تعالیٰ :۔ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۔ "نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں"۔

اور اس کا غیر خدا کے لئے ثابت کرنا قطعاً کفر ۔ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ ! اس عدمِ امکان کو مسلمان غور کرے کہ کیسا کفر واشگاف ، اور کتنے صریح نصوصِ قرآنیہ کا خلاف ہے۔

قال تعالیٰ :۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا ھُوَ ۔ کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو اسکے سوا۔

قال تعالیٰ :۔ اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۔ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا۔

قال تعالیٰ :۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ہ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ہ

کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ تو فرما اس کا علم تو خدا ہی کو ہے ۔ اور میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں صاف صاف"۔

وقال تعالیٰ :۔ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۔ نہیں گھیرتے اسکے علم سے کچھ مگر جتنا وہ چاہے۔

وقال تعالیٰ حِکَایَۃً عَنْ مَلٰٓئِکَتِہٖ :۔ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ہ پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو ہی ہے دانا حکمت والا۔

سبحٰن اللہ ! متفلسفہ کہتے ہیں کہ عقول عشرہ" ملٰئکہ سے عبارت ہے۔ اگرچہ یہ بات محض غلط کہ جو امور وہ بے عقول ان دس عقول کے لئے ثابت کرتے ہیں ، صفاتِ ملٰئکہ سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتے ۔ وَلَآ اَکْذَبَ مِمَّنْ کَذَّبَہُ الْقُرْاٰنُ ۔ بلکہ یہ صرف ان سفہا کے اوہام تراشیدہ ہیں جن کی اصل نا کم نہیں ۔ اِنْ ھِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ ، مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۔ تاہم اگر مان لیں ، اور یوں سمجھیں کہ مشرکینِ عرب نے شانِ املاک میں غلو کے ساتھ تفریط بھی کی ۔ کہ انھیں عورتیں ٹھہرایا ۔ کفارِ یونان نے وہ افراطِ خالص نباہا کہ اوصافِ خلق سے متعالی بتایا ۔ تو اب اس آیۂ کریمہ سے ان عقول کی حالت ادراک کیجئے۔

کس طرح ان احمقوں کو جھٹلاتے، اور اپنے مالک کے حضور اپنے عجز و بے علمی کا اقرار لاتے، اور پاکی و قدوسی اُس کے وجہِ کریم کے لئے خاص ٹھہراتے ہیں۔ صَدَقَ اللّٰہُ تعالیٰ۔

سَیَکْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِہِمْ وَیَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِمْ ضِدًّا ۰

اِعلام بقواطعِ الاسلام میں ہے:۔

مَنِ ادَّعٰی عِلْمَ الْغَیْبِ فِیْ قَضِیَّۃٍ اَوْ قَضَایَا لَا یَکْفُرُ۔ وَمَنِ ادَّعٰی عِلْمَہٗ فِیْ سَائِرِ الْقَضَایَا کَفَرَ۔

اور اسی میں علمائے حنفیہ سے، کفر مُتَّفَق عَلَیہ کی فصل میں منقول:۔

اَوْ وَصَفَ مُحْدَثًا بِصِفَاتِہٖ اَوْ اَسْمَائِہٖ۔ الخ

غرض حکم مسئلہ واضح ہے۔ صرف محلِّ نظر اس قدر کہ یہاں زید نے لفظ عِنْدَھُمْ لکھ دیا کہ صراحۃً حکایت پر دال۔

اقول مگر قطع نظر اس سے کہ جملۂ لایمکن ان لایعلم العقلُ الاول شلاً۔ الخ۔ کہ خود کفر جلی ہے، داخل حکایت نہیں۔ بلکہ تنزّہ تام پر تفریع ہے کَمَا یَشْھَدُ بِہٖ سَوْقُ الْبَیَانِ۔ عجب کرتا ہوں کہ یہ اسے مفید ہوا۔ اس نے مجرّدات کا جزئیات مادّیہ کو بر وجہِ جزئی جاننا اپنا مذہب محقق بتایا اور اس کی حقانیت پر اس قول کو دلیل ٹھہرایا۔ تو وہ یہاں محض محلِّ نقل و حکایت میں نہیں، بلکہ مقام تمسّک و استناد میں ہے۔ وہ بھی مُحْتَجًّا و مُنْتَصِرًا، نہ سائلاً و صائلاً۔ تو یہ صاف امارتِ رضا و قبول ہے کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی کُلِّ عَاقِلٍ، فَضْلًا عَنْ فَاضِلٍ۔ علاوہ بریں ہم ثابت کر آئے کہ ایسے اقوال کا بہ تصریحِ حکایت بیان کرنا بھی حلال نہیں جب تک مقرون بہ ردّ و انکار نہ ہو۔

وَبَعْدَ اللُّتَیَّا وَالَّتِیْ اس قول کی شناعت و بشاعت میں شک نہیں۔ فَتَبَصَّرْ وَتَدَبَّرْ

قول ہفتم

میں اس کفر بواح کو خوب چمکایا، اور روئے ریا سے پردۂ حیا اٹھا کر حقّ مبین و قول محققین ٹھہرایا۔ صاف لکھا کہ:۔

عدم زمانی حقیقۃً عدم نہیں جس نے کسی وقت میں خلعت وجود پایا، یا پائے گا وہ نہ معدوم تھا، نہ معدوم ہو۔ بلکہ یہ فقط پردہ و حجاب ہیں۔ پہلے نہ تھا یعنی پوشیدہ تھا۔ اور اب نہ رہا، یعنی چھپ گیا۔ ورنہ حقیقۃً وہ واقع و نفس الامر میں وجود سے منفک نہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰!!

اس قولِ شنیع پر جو شناعاتِ شدیدہ لازم، حدِّ عدّ سے خارج۔ وَلٰکِنْ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ

لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ — **فاقول** وَبِاللہِ التوفیق۔

اوّلاً نصوصِ صریحہ قرآنیہ کا خلاف — اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے

اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا ۝

کیا آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اسے بنایا اس سے پہلے۔ اور وہ کچھ نہ تھا۔

زید مُتَفَلسِف کہتا ہے :۔ تھا کیوں نہیں ؟ البتہ پوشیدہ تھا — حق جلّ وعلا فرماتا ہے :۔

وَاَنَّہٗۤ اَہْلَکَ عَادَا الْاُوْلٰی ۝ وَثَمُوْدَ فَمَاۤ اَبْقٰی ۝

اللہ نے ہلاک کردیا اگلی قوم عاد کو اور ثمود کو۔ سو ان میں کوئی باقی نہ رکھا۔

زید مُتَفَلسِف کہتا ہے :۔ باقی کیسے نہیں ؟ — واقع ونفس الامر میں روحیں بدن سے متعلق ہیں۔ ہاں نگاہوں سے چھپ گئے۔

ربّ تعالیٰ وتقدس فرماتا ہے :۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ ۝ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۝

"جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا تیرے رب کا وجہ کریم عظمت وتکریم والا"

زید مُتَفَلسِف کہتا ہے :۔ باقی تو سبھی رہیں گے مگر۔ اور پردہ میں، اور تو ظاہر۔

اسی طرح صدہا آیات واحادیث ہیں جن سے زنہار زید کو جواب ممکن نہیں۔ مگر یہ کہ جہاں جہاں قرآن وحدیث میں خلق وایجاد وابداع وتکوین واقع ہوئے ہیں، انھیں بمعنیٰ ظہور، اور اماتت واہلاک وافنا واعدام کو بمعنیٰ تغییب۔ اور عدم وفنا وموت وہلاک کو بمعنیٰ غیبوبت رکھے[1]

اور بظاہر کہ یہ تاویل نہیں، تبدیل ہے۔ کہ ہرگز لغت وعرف کچھ اس کے مُساعد نہیں — اشقیائے فلاسفہ قرآن عظیم میں یوں ہی تحریفِ معنوی کرتے ہیں — جنت کیا ہے ؟ لذّتِ نفسانی — نار کیا ہے — اَلَمِ روحانی — تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ ۝ دیکھا، فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ سے کام نہیں عیاذًا باللہ۔

وہ دن قریب آتا ہے کہ، یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَہَنَّمَ دَعًّا ۝ جہنم میں دھکا دے کر پوچھا جائے گا — اَفَسِحْرٌ ہٰذَاۤ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ کیوں بھلا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں ؟ — اُس وقت ان تاویلوں کا مزہ آئے گا — فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝

اور ایک انھیں پر کیا ہے، دنیا بھر کے بدعتی نصوصِ شرع کے ساتھ یونہی کھیلتے ہیں — خود اصل بدعت ومنشا ضلالات اسی قسم کی تاویلیں ہیں — مُعتزلہ کہتے ہیں۔

وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ — تول اس دن حق ہے — یعنی جانچ ہوگی، میزان کچھ نہیں۔

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ۝ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ ۝ کچھ منہ اُس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے۔

---

[1] سقط من نسختنا المخلوطۃ ولا بد منہ او من نحوہ ۱۲ محمد احمد

یعنی اس کی رحمت کی امید رکھتے۔ رُویتِ الٰہی نہ ہوئے گی۔۔ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْجَہَالَاتِ
الْکَثِیْفَۃِ، وَالضَّلَالَاتِ الْخَسِیْفَۃِ۔
پھر کیا تاویلیں ان کے کام آئیں اور انھیں بدعتی ہونے سے بچالیا؟ — تاہم وزن سے جانچ اور مُنہ
دیکھنے سے امیدواری مراد ہونا اتنا بعید نہیں جس قدر بے لگاؤ تحریفیں اس مُتفلسف کو کرنی پڑیں گی —
کَمَا لَا یَخْفٰی — وَاللّٰہُ الْہَادِیْ۔

شفا شریف میں باطنیہ وغیرہم غُلاۃ کو ذکر کرکے فرماتے ہیں۔

زَعَمُوْا اَنَّ ظَوَاہِرَ الشَّرْعِ لَیْسَ مِنْہَا شَیْئٌ عَلٰی مُقْتَضٰی وَمَفْہُوْمِ خِطَابِہٖ وَ
اِنَّمَا خَاطَبُوْا بِہَا الْخَلْقَ عَلٰی جِہَۃِ الْمُصْلَحَۃِ لَہُمْ اِذْ لَمْ یُمْکِنْہُمُ التَّصْرِیْحُ، لِقُصُوْرِ
اَفْہَامِہِمْ۔ فَمُضَمَّنُ مَقَالِہِمْ اِبْطَالُ الشَّرَائِعِ وَتَکْذِیْبُ الرُّسُلِ وَالْاِرْتِیَابُ
فِیْمَا اَتَوْا بِہٖ۔ اھ ملخصًا۔

اہل سنت کا اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر پر حمل کیے جائیں۔ اور ان میں پھیر پھار حرام وناہنجار
کَمَا صُرِّحَ بِہٖ فِیْ کُتُبِ الْعَقَائِدِ مَتْنًا وَشَرْحًا۔

ثانیًا۔ جب وعائے دہر میں باقی رہنا حقیقۃً وجود ٹھہرا، اور اعدام زمانیہ محض حجاب وخفا —
تو لازم آیا کہ حضرت حق جلّ وعلا کسی موجود کو معدوم نہ کرسکے۔ اور اس کی مخلوق پر اس کا قابو نہ رہے — کہ
غایت درجہ انھیں غائب کرسکتا ہے۔ صفحہ دہر سے مٹانا کیوں کر ممکن؟ — کہ ہوئی، آن ہوئی کبھی نہ ہوگی —
وَہٰذَا اَبْیَنُ جِدًّا۔

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْعَدَمَ الْحَقِیْقِیَّ عَلٰی ہٰذَا، ہُوَ الْاِرْتِفَاعُ مِنْ صَفْحَۃِ الدَّہْرِ — کَمَا
اعْتَرَفَ بِہٖ — وَکُلُّ مَا وُجِدَ اَوْ یُوْجَدُ فَاِنَّہٗ مُرْتَسِمٌ فِیْہَا — وَاِنَّمَا الْمُرْتَفِعُ مَا لَمْ یَتَنَاوَلْہُ اِسْمُ
الْوُجُوْدِ مِنْ اَزَلِ الْاٰزَالِ اِلٰی اَبَدِ الْاٰبَادِ — فَسَادَخَلَ فِی الْکَوْنِ وَلَوْ اٰنًا فَقَدْ تَنَاوَلَہٗ اِسْمُ الْوُجُوْدِ
— لَا یُمْکِنُ اَنْ یَصِیْرَ التَّنَاوُلُ لَا تَنَاوُلًا، فَاسْتَحَالَ الْعَدَمُ الْحَقِیْقِیُّ۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تعالٰی۔

ثالثًا۔ جو مسلمان بہ شفاعتِ سیّد الشافعین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا بہ محض رحمتِ
اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ جَلَّتْ عَظَمَتُہٗ۔ جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں اس مذہب پر لازم کہ وہ واقع ونفس الامر
میں جہنم میں ہوں، اور اس نکلنے کا صرف یہ حاصل کہ ان کا دوزخ میں ہونا مخفی ہے۔

یوہیں ابلیس قبلِ انکارِ سجود جنت میں تھا۔ قال تعالٰی۔
فَاہْبِطْ مِنْہَا فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْہَا — اُتر جنت سے کہ تیرے لیے یہ نہ ہوگا کہ تو اس میں
غرور کرے تو لازم کہ واقع ونفس الامر میں وہ جنت میں ہے، اور یہ نکالنا فقط اس امر کا چھپا ڈالنا۔
اگر کہیے ان مسلمانوں کو عذاب وعقاب کی تکلیف تو نہ رہے گی — ہم کہیں گے تمہارے طور پر بے شک

رہے گی۔ نہایت یہ کہ چھپے چوری۔ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ۔ اسی طرح شیطان کا اِلْتِذاذ۔
غرض یہ کہ کسی قدر کوشش کیجئے خفا و ظہور سے بڑھ کر کوئی بات نہ نکلے گی۔ اور کام واقع و نفس الامر سے ہے۔

رَابعًا لازم کہ کافر[1] بحالتِ کفر داخلِ جنت ہو۔ مثلاً زید کافر تھا اب اسلام لایا تو اس کے کفر پر صرف عدمِ زمانی طاری ہوا جس کا مُحصّل اِختفا سے زیادہ نہیں۔ وجودِ حقیقی کی نفی نہیں کرسکتا۔ اور کفر طبیعت ناعتیہ ہے کہ اپنے قیام کو طالبِ موضوع۔ اور تبدّلِ موضوع بہ اجماعِ عقلا ممنوع، فَاِنَّ الْقَائِمَ بِھٰذَا غَیْرُ الْقَائِمِ بِذٰلِكَ۔ تو بالضرور وہ کفر کہ واقع و نفس الامر میں موجود ہے، زید ہی کی ذات سے قائم۔ اور قیام مبدء مصدقِ مشتق کو مستلزم۔ تو حقیقۃً وہ کافر بھی ہے۔

اور ہر کافر کہ مسلمان ہو جائے بحکمِ شرع داخلِ جنت ہوگا۔ تو بالضرورۃ لازم کہ یہ کافر با وصفِ کفر داخلِ جنت ہو۔ نہایت کار یہ کہ وہ کفر اس کا، بہ وجہِ عدمِ زمانی پوشیدہ ہے اور اسلام آشکار۔

خَامِسًا جب سابق و لاحق اَعدامِ زمانیہ سبِ اِحتجاب و خفا تو لازم کہ عالمِ ایجاد کا ذرّہ ذرّہ اَزلی اَبدی ہو۔ زید کل تک نہ تھا، یعنی پوشیدہ تھا۔ پرسوں نہ رہے گا یعنی چھپ جائے گا۔ وجودِ حقیقی دائم و سرمدی۔ اس سے بڑھ کر کون سا کفر ہوگا؟

تقریرہ ان القِدمَ الذی نخصُّہ بِالْملكِ العزیز جلّ جلالُہٗ وصفاتِہ العلی لیس بمعنی ان لا یمُرَّ زمانٌ الّا وھو فیہ، او لا یخلُو منہ جزءٌ من اَجْزاءِ الزمان۔ فانّہٗ سبحٰنہٗ وتعالٰی متعالٍ عن الزمان۔ لا یَمُرُّ عَلَیْہِ زمانٌ کما لا یحیط بہ مکان۔ فھو مع کُلِّ زمان لکن لیس فی الزمان۔ وکذٰلِكَ صفاتُہ جلّت اسماءہ۔ اَلَا ترٰی ان الفلاسفۃ قالوا بقدم العقول، فاکفرناھم، مع انھم لا یعتقدون قِدمھا بالمعنی المذکور لانھا ایضًا لیست عندھم من الزمانیات۔ فاذنْ لَا نعنی بہ الّا اَنَّ الشیَ لا بدایۃ لوجودہٖ کما نقصد بالابدیۃ انْ لا نھایۃ لخُلودِہٖ۔ وھٰذا ظاھر جلیّ، وقد صرّح بہ اَئمّۃ الکلام کالامام الرّازیّ وغیرہٖ۔

واِذَا کان الامر کما وصفنا لك، والاَعْدَامُ الزَّمَانیۃُ لا تزِیدُ عندك علٰی غیبۃٍ وخفاء فاذن ما نظنہ ان الحدوث وانَّ الفناء لیسا بھما، ولا بھما بدایۃُ الوجود ونھایتُہٗ وانما ھما انا بدایۃ الظھور وانتھائہ۔ اما الوجود الواقِعیّ فلا اوّل لہ ولا اٰخر، اذ لیس فی الدھر علی القول بہ امکان یَسَعُ "یکون وقد کان"۔ فما خلَت عنہ الصفحۃ لَا یَرْتَسِمُ

---

[1] یونہی لازم کہ مسلمان با وصفِ اسلام مخلّد فی النار، کما فی الارتداد۔ والعیاذ باللہ۔ والبیان البیان ۱۲ منہ

فیہا ابدا، ومَا ارتَسَمَ فیہا مرۃً لایَمحِیُ منہا اصلاً۔

فلا بد اَنّ کُلَّ موجُودٍ کان مستقِرًّا فیہما من الازل، ویَبقی مُستمِرًّا الی الابد۔ فَثَبتَ اَنْ لابدایۃَ الوجود العالم ولانہایۃ۔ وھٰذا ما اَرَدْنَا الاِلزَام بہٖ۔

یقولُ العبدُ الضَّعیف، لطف بہ المولی اللطیف:۔ انا لو اوسعنا المقال، فی ابطالِ ھٰذا المُحَال، فعقدنا بحمد اللہ تعالیٰ شوارقُ بوارق تبھرُ العمّاء؛ وسحائبُ قواضب تمطِرِ الدِّماء۔ ولئن تضرعنا الی القریب المجید؛ لرجونا المزید؛ و بِلنا البعید؛ ولکن فیما ذکرنا الکفایۃ؛ لاھل الدرایہ؛ والحمد للہ علی حُسن الھدایہ؛۔

اَے مسکین! البتہ یہ شان ہمارے نزدیک علمِ باری عَزَّ مَجدُہٗ کی ہے کہ ازلاً وابداً تمام کوائن ماضیہ وآتیہ کو محیط، اور زمانہ سے مُنزَّہ — لَایَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ۔

عالم جب تک نہ بنا تھا، ذرّہ ذرّہ اس کے علم میں تھا۔ اب کہ بنا، اب بھی بدستور ہے۔ جب فانیات پر وحدۃ الٰہیہ آئے گا، اس وقت بھی ہر چیز اس کے علم میں ہوگی۔ عالَم بدلتا ہے، اور اس عالِم کا علم نہیں بدلتا۔ شَے پر تین حال گزرے۔ عدم، حدوث، فنا۔ وہ اسے اِن تینوں حالوں پر تفصیلاً ازل سے جانتا ہے، اور ابد تک جانے گا۔ معلوم میں تغیّر آیا، اور علم میں اصلاً تغیّر نہ ہوا۔ البتہ صرف ہماری زبان میں۔ کہ دائرۂ زمان سے قدم باہر نہیں رکھ سکتی۔ اس علم سے تعبیریں متعدّد ہوگئیں۔ یعنی، یُوجَدُ، موجود، کَانَ وُجِدَ۔

غرض یہی ہے وہ نحوِ وجود جس میں تبدّل کو راہ نہیں۔ اب چاہے اِسے تم اپنی اصطلاح میں "وعائے دہر" کہو یا "حاق واقع"، یا کچھ اور۔ مگر حاشا کہ یہ اشیا کا وجودِ حقیقی ذاتی نہیں، نہ اس میں حصول سے شَی کو فی نفسہٖ موجود کہیں۔ ورنہ وہی استحالے لازم آئیں۔

زمانیات کا وجود وعدم حقیقۃً یہی ہے جیسے زید ظہور وخفا کہتا ہے۔ کافر مسلمان ہوا، قطعاً اس کا کفر نفس الامر میں مُنعَدِم ہوگیا کہ وہ زنہار اب اس کی ذات سے قائم نہیں، اور اس کا کون فی نفسہٖ نہیں مگر کَون فی الموضوع۔ مسلمان دوزخ سے نکلا۔ یقیناً وہ حالت معدوم ہوگئی کہ یہ بھی عرض ہے۔ اور بعد بطلان باطل ومرفوع۔ وَعَلیٰ ھٰذَا القیاس۔

یاھٰذا!۔ اگر صرف وجودِ علمی، وجودِ واقعی ہو، تو ممتنعات کے سوا کوئی معدوم نہ رہے کہ علم میں عجز نہیں۔ موجود ومعدوم سب سے متعلق ہوتا ہے۔ مَعَ ھٰذَا ہر عاقل جانتا ہے کہ علمِ عالِم میں وجود

لہ ہو اللجاج لانہم قلیلا ما یہتون ۱۲ منہ

شی سے شی کو موجود نہیں کہہ سکتے ۔ طوفانِ نوح مفقود ہے اور ہمارے علم میں موجود۔ قیامت ہنوز معدوم ہے اور ہمارے ذہن کو معلوم ۔ وَلَنْ يُّقَاسَ الْعِلْمُ بِالْوَاقِعِ، فَاَيْنَ الْحِكَايَةُ مِنَ الْمَحْكِيِّ عَنْهُ۔

اے نادان! یہ دقتیں جو تجھے پیش آئیں اس سفاہت کا ثمرہ تھیں کہ اس دعائے مُخْتَرَع کا نفسُ الامر نام رکھ کر، اس میں بقا و استمرار کو حقیقۃً وجودِ اشیا مانا، اور اعدام سابقہ ولاحقہ زمانیہ کو محض اِحْتِجَاب و خفا جانا ؏ ۔ فَلَيْتَ النَّمْلَ لَمْ تَطِرْ ٭

اور اس پر طُرّہ یہ ہے کہ دعائے دہر کو ظرفِ حقیقی جُداگانہ ٹھہرایا۔ اور زمانیات کا وجود دہری، وجودِ زمانی سے علیحدہ بنایا، یہاں تک کہ تمام اجزائے زمان سے اِنعدام پر بھی بقا باقی رکھی۔ اور اس تقریر پر منہج عقلی سے بھی، جو استحالات قائم، مُشْتَغِلانِ فلسفہ و کلام و مُعْتادانِ جدال وخصام پر مخفی نہیں ۔ مگر ہم ان میں اطالت سے اضاعتِ اوقات نہ کریں گے کہ شانِ فتوٰی واجبُ الاعظام ۔ نہ یہ چپقلش ہمارا کام۔ وَمِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ۔

تنبیہ:۔ قَدْ عَلِمْنَا اَنَّ الْكَلَامَ هٰهُنَا سَيَنْجَرُّ اِلٰى مسئلةٍ عَوِيْصَةٍ فى العلم۔ وَلٰكِنَّهَا انما تَعْتَاصُ عَلَى الَّذِيْنَ جَعَلُوْا قلوبَهم وَرَاءَ ظنونهم، اَوِ اعْتَادوا الْجِدَالَ : وقيل وَقَالَ : وكَثْرَةَ السّؤال : وركض البِغَال : فى مضيق المجال : اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَهُمْ بِحَمْدِ اللّٰهِ امنون فَرِحُوْن : بِفَضْلِ اللّٰهِ مُسْتَبْشِرُوْنَ، لَا يَصْعُبُ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ مِّنْ مَسَائِلِ الذَّاتِ : ودَقَائِقِ الصِّفَاتِ : كيف وانّهم اَصَّلُوا اصلاً فِى اُصُوْلِ الدِّيْنِ : فهو وِرْدُهم وهو صَدَّهُم فِى كُلِّ حِيْنٍ :

وَذٰلِكَ اَنَّ مَا اثبته الشرع سَمْعًا وطاعة، وَمَا رَدَّهٗ فَاِلَيْكَ عَنَّا، ومالم يُخبرْ فعلمه الى اللّٰه۔ وهو لا يُجَوِّزُوْنَ التَّقَوُّلَ عَلَى اللّٰه سبحنه وتعالى من دُوْنِ ثَبْتٍ اَوْ اَثَارَةٍ من علم۔ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْحَكِيْمُ ○

وَاَخْرَجَ الطبرانىّ فى الاوسط وابنُ عديّ، والبيهقي وغيرهم عن ابن عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلَّى اللّٰه تعالى عليه وَسَلَّمَ۔

تَفَكَّرُوْا فِىْ اٰلَاءِ اللّٰهِ، وَلَا تَفَكَّرُوْا فِى اللّٰهِ

وَاخرج ابونعيم فى الحلية عن ابن عباس عن النبىّ صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم۔

تَفَكَّرُوْا فِى خَلْقِ اللّٰه، وَلَا تَفَكَّرُوْا فِىْ كُلِّ شَيْءٍ، ولا تفكّروا فى ذات اللّٰه،

فَاِنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السابعةِ اِلٰى كُرْسِيِّه سبعة الاف نُوْرٍ، وهو فَوْقَ ذٰلك۔

واَخرجَ ايضًا عن ابى ذرّ عن النبىّ صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم كلفظ الحلية زاد "فتهلكوا"، نَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ۔

---

[1] كذا فى نسختنا المخطوطة (لا يجزون) يصح معناه ايضا۔ لكن يخالج صدرى انه لا يجزون وسقطت اليا من قلم الناسخ، فان الاخطار وقعت منه كثيرًا وصوّبنا بالصوبات يطول ذكرها ۱۲ محمد احمد المصباحى۔

قول ہشتم

کی شناعت اقوالِ سبعہ سابقہ کے حکم سے خود ہی روشن ہوگئی۔ ع قیاس کن زگلستانِ او بہارش را۔ یہ کفریات تھے۔ جن پر اس قدر ناز ہے۔ یہ گمراہیاں تھیں۔ جن کا اتنا وقار و اعزاز ہے۔ اور ہر مسلمان پر واضح کہ ایسی چیز کی مدح و ستائش کس اعلیٰ درجہ خُباثت پر ہوگی۔

وَاِنْ بَغَیْتَ التَّفْصِیْلَ فاقول وَعَلَی اللّٰہِ التَّعْوِیْل۔ اولاً وہ اس کتاب کو تدقیق فحج و تحقیقِ صریح و الکِتَاہِ حقائق کہتا ہے۔ اور یہ الفاظ تصحیح مضامینِ کتاب میں نصّ صریح۔ اور معلوم کہ وہ مذاہب مُکَفِّرَہ فلاسفہ سے مشحون۔ اور علما فرماتے ہیں۔ جو مذاہبِ کفّار سے کسی مذہب کی تصریح کرے خود کافر۔ اگرچہ مذہبِ اسلام کا معتقِد و مُقِر، اور علی الاعلان اس کا مُظہر ہو۔

شفا شریف میں ہے۔ یُکَفِّرُ مَنْ لَمْ یُکَفِّرْ مَنْ دَانَ بِغَیْرِ مِلَّۃِ الْاِسْلَامِ، اَوْ وَقَفَ فِیْھِمْ اَوْ شَکَّ اَوْ صَحَّحَ مَذْھَبَھُمْ۔ وَاِنْ اَظْھَرَ الْاِسْلَامَ وَاعْتَقَدَہٗ وَاعْتَقَدَ اِبْطَالَ کُلِّ مَذْھَبٍ سِوَاہُ۔ فَھُوَ کَافِرٌ بِاِظْھَارِ مَا اَظْھَرَ مِنْ خِلَافِ ذٰلِکَ۔

اسی طرح امام اجلّ ابوزکریا نووی رَحِمَہُ اللّٰہ تَعَالٰی نے رَوْضَہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا۔ بلکہ فرماتے ہیں:۔ جو کافروں کے کسی امر کی تحسین کرے بالاِتّفاق کافر۔ علامہ سید احمد حموی ۔ غَمْزُ الْعُیُوْنِ میں فرماتے ہیں:۔

اِتَّفَقَ مَشَایِخُنَا اَنَّ مَنْ رَاٰی اَمْرَ الْکُفَّارِ حَسَنًا فَقَدْ کَفَرَ۔ حَتّٰی قَالُوْا فِیْ رَجُلٍ قَالَ "تَرْکُ الْکَلَامِ عِنْدَ اَکْلِ الطَّعَامِ حَسَنٌ مِنَ الْمَجُوْسِ، اَوْ تَرْکُ الْمُضَاجَعَۃِ عِنْدَھُمْ حَالَ الْحَیْضِ حَسَنٌ"، فَھُوَ کَافِرٌ۔ اھ وَمِثْلُہٗ فِی البحر الرائق وغیرہ۔

اعلام میں ہمارے علما سے، کفرِ متفق علیہ کی فصل میں منقول:۔

اَوْصَدَّقَ کَلَامَ اَھْلِ الْاَھْوَاءِ اَوْ قَالَ عِنْدِیْ کَلَامُھُمْ کَلَامٌ مَعْنَوِیٌّ اَوْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ اَوْ حَسَّنَ رُسُوْمَ الْکُفَّارِ۔ اھ

وَحَمَلَ الْعَلَّامَۃُ ابْنُ حجر اہل الاہواء علی الذین نکفرہم ببدعتہم۔ **قُلْتُ** وھو کما افاد۔ وَلَا یَستقیمُ التخریج علی قولِ مَنْ اطلق الاکفار بکلّ بدعۃٍ ۔ فانّ الکلام فی الکفرِ المتفق علیہ، فَلْیُتَنَبَّہ۔

ثانیاً۔ ابوبکر بن ابی الدنیا کتاب ذمّ الغیبۃ اور ابو یعلیٰ اپنی مُسند اور بیہقی شُعَبُ الایمان میں سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور ابن عدی کامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لِذٰلِكَ الْعَرْشُ۔

"جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش خدا ہل جاتا ہے"

عُلما فرماتے ہیں:۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ نے اس سے بچنے اور اسے دور کرنے کا حکم فرمایا۔ اَفَادَهُ الْمُنَاوِی۔ خلاصہ یہ کہ وہ شرعاً مستحقِ اہانت ہے اور مدح میں تعظیم۔

وَهٰهُنَا لِكَ فَلْيَتَقَطَّعْ قُلُوْبُ الْمُتَهَوِّرِیْنَ کہ جب فاسق کی مدح بہ وجہ اِشتمالِ معاصی اس درجہ سخت ٹھہری تو وہ کتاب جو صریح کفریات کو متضمن ہو اُس کی مدح کس قدر غضبِ الٰہی کی سزاوار اور عرشِ رحمٰن کی ہلانے والی ہوگی۔ اوّل تو وہاں گناہ، یہاں کفر۔ دوسرے وہاں اِتّصاف، یہاں تضمّن۔ یعنی گناہ فاسقوں کے جزو بدن یا داخلِ روح نہیں ہوتے، اور یہ کفریات تو اس کتاب کے اجزا اور اس کے مضمون و مفہوم و قرأت و کتابت سب میں داخل ہیں ـــــــ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ثالثاً۔ ہم پوچھتے ہیں: زید ان کفریات کو کفر جانتا ہے یا نہیں؟ اگر کہے نہ۔ تو خود اپنے کُفر کا مُقِر۔ اور کہے ہاں۔ تو اس تالیف و تحریر، اور اس کی طبع و تشہیر کو بہ وجہ اشتمال کفریات و اشاعت ضلالات، لا اقل حرام قطعی مانتا ہے یا نہیں؟ اگر کہے نہ۔ تو وہ ایسے اشدّ الکبائر کا مستحل ہوا۔ اور استحلالِ کبیرہ کفر۔ اور کہے ہاں۔ تو اس نے ایسے حرام شدیدُ التحریم کی مدح و تکریم کی۔ اب اس پر وہ مسائلِ فقہ وارد ہوں گے کہ حرامِ قطعی کی تعریف و تحسین کفرِ مُبین۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

امام عبدالرشید بخاری تلمیذ امام علامہ ظہیری، و امام فقیہ النفس قاضی رحمہم اللہ تعالیٰ خلاصۃ الفتاویٰ میں فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَالَ اَحْسَنْتَ، لِمَا هُوَ قَبِیْحٌ شَرْعًا، اَوْجَوَّدْتَ كَفَرَ۔

طریقہ محمدیہ میں ہے:۔ كُلُّ تَحْسِیْنٍ لِلْقَبِیْحِ الْقَطْعِیِّ كُفْرٌ۔

اسی میں امام ظہیرالدین مرغینانی سے مروی:۔

مَنْ قَالَ لِمُقْرِئِ زَمَانِنَا "اَحْسَنْتَ" عِنْدَ قِرَاءَتِهٖ يَكْفُرُ۔

محیط میں ہے:۔ اِذَا شَرَعَ فِی الْفَسَادِ وَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ "بیائید تا یکے خوش بزیم"

لہ کما مرّ انفا من الشفاء ۱۲ منہ

كَفَرَا اور اِس اصل کی فروع، کلماتِ علما میں بیش از بیش ہیں۔ نَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ۔
وَّ ابِعًا۔ اِطرا و اِغراق کا طوفانِ مُغرِق، فوران مو لِق تماشے کے لائق، کہ۔ یہ کتاب فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے۔

سُبحٰن اللّٰہ! کفریات وضلالات وخرافات وبطالات کا مجموعہ۔ اور بڑا دعویٰ کہ آدمی کو فرشتہ[1] بنا دیتی ہے ——— علما فرماتے ہیں:۔ ملئکہ سے تشبیہ دینا نہ چاہیئے اور اس پر اصرار، مُورثِ اِکفار ——— وَالعیاذُ باللّٰہِ تعالیٰ۔

شفا و نسیم میں ہے:۔

مَنْ يُمَثِّلُ بَعْضَ الْأَشْيَاءِ بِبَعْضِ مَا عَظَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ مَلَكُوْتِهٖ (مِنَ الملئكة والعرش ونحوه) غَيْرَ قَاصِدٍ لِلْاِسْتِخْفَافِ فَاِنْ تَكَرَّرَ هٰذَا مِنْهُ وَعُرِفَ بِهٖ دَلَّ عَلٰى تَلَاعُبِهٖ بِدِيْنِهٖ۔ وَهٰذَا كُفْرٌ لَا مِرْيَةَ فِيْهِ۔ اھ ملخصًا

سُبْحٰنَ اللّٰہِ! پھر ایسے مجموعۂ چنیں و چناں کو فرشتہ اثر کہنا کس درجہ سخت ہوگا ——— فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:۔

رَجُلٌ قَالَ لِاٰخَرَ «من فرشتہ توام» فی مَوْضِعِ كُنْ اُعِيْنُكَ عَلٰى اَمْرِكَ، فَقَدْ قِيْلَ اِنَّهٗ لَا يَكْفُرُ وَكَذَا اِذَا قَالَ مُطْلَقًا انا مَلَكٌ۔ بخلاف ما اذا قال «انا نَبِیٌّ» كذا فی التاتارخانیہ۔

محلِ غور ہے کہ فرشتہ بننا، ایسی ہی خطرناک بات تھی جب تو بابِ مُکَفِّرات سے اُسے مناسبت اور علمار کو اظہارِ حکم کی حاجت ہوئی ——— وہ بھی ایسے لفظ سے جو غالبًا مُشعرِ ضُعف یا اختلاف ——— تو فرشتہ گر بنا کس قدر اَشدّ و اعظم ہوگا؟

نَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ ؛ وَتَمَامَ الْعَافِیَۃِ ؛ وَدَوَامَ الْعَافِیَۃِ ؛ وَالشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَۃِ ؛ وَحُسْنَ الْعَاقِبَۃِ ؛ وَکَمَالَ الْاِیْمَانِ ؛ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ؛ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ۔

اب نہ باقی رہا مگر نامِ کتاب

جس کے حکم سے، بعض مُخلِصِ اَعِزَّہ کَانَ حَفِظَ اللّٰہُ لَہٗ نَصِیْرًا حَسَنًا نے اس مسئلہ وُرُوْد سے بیش تر سوال کیا تھا۔

---

[1] یارب! مگر وہ قول مرجوح و مہجور اختیار کیا گیا ہوگا کہ ابلیس بھی ایک صنفِ ملکی سے تھا اس بنا پر «شیطان گر» کی جگہ «فرشتہ گر» کا اطلاق کیا ——— یا منطقِ جدید تو ہے ہی ——— «نئی بولی» میں شاید شیطان کو فرشتہ کہتے ہوں گے ۱۲ سلطان احمد عفا عنہ وسلمہ ربہٗ

فاقول ۔ وَيعُوَنِ اللّٰہِ اَجُوْل ـــــ اس میں بہ اعتبارِ اختلافِ اضافت و توصیفِ لفظِ "ناطق" احتمالات عدیدہ پیدا ــ مگر کوئی محذورِ شرعی سے خالی نہیں ۔

برتقدیرِ اضافت ــ عام ازاں کہ نام میں لام ہو یا مِنْ ـــ ظاہر دمتبادر "ناطِق اَلنَّالَـهُ الحَدِيد" سے جنابِ الٰہی ہے ۔ تَعَالٰے وَتَقَدَّس ۔ کہ اس کا صریح ترجمہ "اَلنَّالَـهُ اَلحَدِيد" کہنے والا کا منطقِ جدید ۔ یا ۔ اس کی طرف سے منطقِ جدید" اور ظاہر کہ اس کلام کا فرمانے والا کون ہے ؟ ہمارا، مولٰے تبارک وتعالٰے ۔

اس تقدیر پر متعدد شناعاتِ شدیدہ لازم ــ اَوَّلاً ۔ مضامینِ کتاب کو حضرتِ عزّت تَبَارَكَ مَجْدُهٗ کی طرف نسبت کرنا، کہ جنابِ الٰہی جلّ ذکرہٗ پر کھلا افترا ۔

حق عَزَّ مِنْ قَائِل فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰہِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ

"بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں مراد کو نہ پہونچیں گے"

اور فرماتا ہے :۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰہِ كَذِبًا ؕ

"اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر بہتان اٹھائے"

یہاں تک کہ جمہور علما ایسے شخص کو مطلقاً کافر کہتے ہیں ـــــ شرح فقہ اکبر میں ہے :۔

فی الفتاوی الصُّغریٰ مَنْ قَالَ "يَعْلَمُ اللّٰہُ اِنِّیْ فَعَلْتُ هٰذَا"، وَكَانَ لَمْ يَفْعَلْ كَفَرَ ۔ اَیْ لِاَنَّهٗ كَذَبَ عَلَى اللّٰہِ ۔

محیط میں ہے :۔ مَنْ قِيْلَ لَهٗ يَا اَحْمَرُ فَقَالَ خَلَقَنِیَ اللّٰہُ مِنْ سَوِيْقِ التُّفَّاحِ، وَخَلَقَكَ مِنَ الطِّيْنِ اَوْمِنَ الْحَمَاَةِ وَهِیَ لَيْسَتْ كَالسَّوِيْقِ، كَفَرَ ۔

فاضل علی قاری نے فرمایا :۔ اَیْ لِافْتِرَائِهٖ عَلَى اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ مَعَ اِحْتِمَالِ اَنَّهٗ لَا يَكْفُرُ بِنَاءً عَلٰی اَنَّهٗ كَذَبَ فِیْ دَعْوَاهُ ۔

درّ مختار میں ہے :۔ هَلْ يَكْفُرُ بِقَوْلِهٖ "اَللّٰہُ يَعْلَمُ اَوْيَعْلَمُ اللّٰہُ اَنَّهٗ فَعَلَ كَذَا، اَوْلَمْ يَفْعَلْ كَذَا" كَاذِبًا ؟ قَالَ الزَّاهِدِیُّ ۔ الْاَكْثَرُ نَعَمْ ۔ وَقَالَ الشُّمُنِّیُّ ۔ اَلْاَصَحُّ لَا ۔

رَدُّ المُحتار میں ہے :۔ وَنُقِلَ فِیْ نُوْرِ الْعَيْنِ عَنِ الْفَتَاوٰی تصحیحُ الْاَوَّل ـــ

ثَانِيًا ۔ یہود ونصاریٰ سے کامل مُشَابَہَت ـــــ قال تعالیٰ :۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ

وَوَیۡلٌ لَّہُمۡ مِّمَّا یَکۡسِبُوۡنَ ○
سو خرابی ہے اُن کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑی قیمت لیں۔ سو خرابی ہے انھیں ان کے ہاتھوں کے لکھے سے، اور خرابی ہے انھیں اس چیز سے جو کماتے ہیں
نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
مَنۡ تَشَبَّہَ بِقَوۡمٍ فَھُوَ مِنۡھُمۡ "جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے"۔
اَخرجہ اَحمدُ۔ وابوداؤدَ و ابویعلیٰ و الطبرانی فی الکبیر عن ابن عُمَر باسنادٍ حَسَنٍ۔ وعلقہ خ۔ واخرجہُ الطبرانی فی الاوسط بسندٍ حَسَنٍ عن حُذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھُم۔
ثالثاً۔ علمانِ فسِ منطق کے لئے فرماتے ہیں :۔ جو اُسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم بتائے کافر ہے کہ اس نے علمِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی تحقیر کی۔ حدیقہ ندیہ میں ہے :۔
اَلصَّحَابَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ لَمۡ یَکُوۡنُوۡا یُشۡغِلُوۡا اَنۡفُسَھُمۡ بِھٰذَا الۡفَشَارِ الَّذِیۡ اِخۡتَرَعَہُ الۡحُکَمَاءُ الۡفَلَاسِفَۃ۔ بَلۡ مَنِ اعۡتَقَدَ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یُعَلِّمُ الشَّقَاشِقَ وَالۡھَذَیَانَاتِ الۡمَنۡطِقِیَّۃَ فَھُوَ کَافِرٌ۔ لِتَحۡقِیۡرِہٖ عِلۡمَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔
سبحٰن اللہ! پھر یہ منطق مزخرف کہ صدہا وساوس اَبالسہ و وَسَاوس فلاسفہ پر مشتمل، اسے اللہ جلّ جلالہٗ کی طرف سے ٹھہرانا کیونکر جنابِ الٰہی کی تحقیر واہانت نہ ہوگی!۔ وَالعیاذُ باللہ تعالےٰ۔
رابعاً۔ حضرتِ حق جلّ وَعلا کو "ناطق" کہنا جائز نہیں۔ کہ یہ لفظ شرع سے ثابت نہ ہوا۔ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں یہاں تک کہ اللہ جلّ جلالہٗ کا جوّاد ہونا اپنا ایمان مگر اسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شرع میں وارد نہیں۔
والمسئلۃُ شھیرۃ، وفی الکتب سطیر۔ وَقد یمثل بجواز الشافی دون الطبیب لعدم الورود **اقول** ولکنۡ قد وَرَدَ فی الحدیث: اللہ الطَّبِیۡبُ، وَانۡتَ الرَّفِیۡقُ۔ وَ عَنۡ اَبِیۡ بَکۡرِ نِ الصِّدِّیۡقِ رضی اللہ تعالےٰ عنہُ :۔ الطَّبِیۡبُ اَمۡرَضَنِیۡ۔ فَلۡیُحَرَّرۡ۔ واللہُ تعالےٰ اَعۡلَمۡ۔
خامساً۔ اس کے اطلاق میں ایہامِ نقص بھی ہے۔ کہ نطق کلام با حروف باٰواز کو کہتے ہیں۔ قاموس میں ہے :۔ نَطَقَ یَنۡطِقُ نُطۡقًا، تَکَلَّمَ بِصَوۡتٍ وَحُرُوۡفٍ تُعۡرَفُ بِھَا الۡمَعَانِیۡ۔

فائدہ: یہاں سے ظاہر ہوا کہ عدمِ وُرُوْد سے قطعِ نظر کر کے اطلاق "نطق" باری عزّوجلّ پر لُغۃً بھی غلط۔ بخلاف کلام وقول کہ ان میں حرف وصوت شرط نہیں۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ حدیث سقیفہ میں فرماتے ہیں:۔ زَوَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَقَالَۃً۔ اخطل کا شعر ہے۔

اِنَّ الْکَلَامَ لَفِی الْفُؤَادِ وَاِنَّمَا ٭ جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیْلاً

ولہٰذا نَطَقْتُ فِیْ نَفْسِیْ نہیں کہہ سکتے۔ حقیقۃً نطق اس بولی کا نام ہے۔ جیسے صہیل ونہیق آواز مخصوصِ اسپ وخر کا۔ اِسی لئے سُفَہائے فلسفہ نے انسان کی تعریف حیوانِ ناطق سے کی۔ جس طرح فرس وحمار کی، حیوانِ صاہل وناہق سے۔ پھر اسے حدِّ تام بنانے کے لئے متاخرین نے نطق کے معنی "ادراکِ کلیات" گڑھے مگر صہل ونہیق میں کوئی تراش نہ کر سکے۔ ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ، اِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۝

خیر برتقدیرِ اضافتُ اس نام کے معنی متبادر تو یہ تھے۔

وجہِ دوم۔ اگر مصنفِ کتاب بتاویلِ دُور از کار، اضافت بہ ادنی ملابَسَت مان کر، اِس لفظ سے اپنی ذات، مراد بتائے۔ تو البتّہ نسبت صحیح اور محذوراتِ مذکورہ مندفع۔ مگر:۔

اوّلاً۔ بے داعی شرعی، روزمرّہ باہمی میں، خلافِ متبادر مراد لینے کو علما آفاتِ لسان سے شمار کرتے ہیں۔۔۔۔ طریقہ وحدیقہ میں ہے:۔

اَلْخَامِسُ مِنْ اٰفَاتِ اللِّسَانِ اِرَادَۃُ غَیْرِ الظَّاھِرِ الْمُتَبَادِرِ مِنَ الْکَلَامِ۔ (الذی یفھمہ کُلُّ اَحَدٍ) وَھُوَ جَائِزٌ عِنْدَ الْحَاجَۃِ اِلَیْہِ (کالکذب علی الزوجۃ، وبین الاثنین وفی الحرب وما اُلحق بذلک) وَیُکْرَہُ (کراہۃ تحریم) بِدُوْنِھَا۔ اھ ملخصًا۔

نہ کہ ایسی جگہ جس کا ظاہر مجمع آفات ہو۔

ثانیًا۔ مجردِ ایہام، منع میں کافی۔۔۔۔ رَدُّ المحتار میں ہے:۔

مُجَرَّدُ اِیْھَامِ الْمَعْنَی الْمُحَالِ کَافٍ فِی الْمَنْعِ عَنِ التَّلَفُّظِ بِھٰذَا الْکَلَامِ وَاِنِ احْتَمَلَ مَعْنًی صَحِیْحًا۔ وَلِذَا عَلَّلَ الْمَشَایِخُ بِقَوْلِھِمْ لِاَنَّہٗ یُوْھِمُ۔ الخ وَنَظِیْرُہٗ مَا قَالُوْا فِیْ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ، فَاِنَّھُمْ کَرِھُوْا ذٰلِکَ وَاِنْ قَصَدَ التَّبَرُّکَ دُوْنَ التَّعْلِیْقِ، لِمَا فِیْہِ مِنَ الْاِیْھَامِ، کَمَا قَرَّرَہُ الْعَلَّامَۃُ التَّفْتَازَانِیُّ فِیْ شَرْحِ الْعَقَائِدِ، وَابْنُ الْھُمَامِ فِی الْمُسَایَرَۃِ۔

نہ کہ معنی ممنوع متبادر ہوں۔

ثالثًا ہنوز نجات نہیں۔۔۔ اب وہ مُلابَسَت پوچھی جائے گی کہ حق جلّ جلالہٗ کے اِس کلام پاک سے۔ جس میں وہ اپنے ایک نبیّ جلیل کو اپنی قدرتِ کاملہ سے، ایک معجزہ عظیمہ عطا فرمانا، ارشاد کرتا ہے سجھے

کیا مناسبت وملابست ہے، جس کے سبب یہ اضافت روا ہوئی؟
اگر کہے کہ میں نے مضامینِ مُغلَقَہ کو "حدید" اور ان کی توضیح کو "اِلانت" سے تشبیہ دے کر ایسا کہا تو ــــ سخت مغرور۔ اور مقامِ رفیع ومنصبِ منیع نبوت پر جری وجسور۔
سبحٰن اللہ! کہاں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اعجاز اور کہاں یہ ناپاک مضامین مجمع ہر گونہ انجاس وارجاز ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ع وَاَیْنَ الثُّرَیَّا وَاَیْنَ الثَّرٰی ع وَمَا التَّنَاسُبُ بَیْنَ الْبَوْلِ وَالْعَسَلِ
ملٰئکہ سے تشبیہ کا حکم اوپر گزرا۔ پھر انبیا علیہم الصلوٰۃ والثنا تو اُن سے افضل ہیں ــــ ائمۂ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسا شخص توقیرِ نبوت وتعظیمِ رسالت سے برکراں، اور مستحقِ زجر ونکیر وضرب وتعزیر وقید گراں ہے ــــ اور فرماتے ہیں۔ یہ احمق ایسی باتوں کو سہل سمجھتے ہیں مگر وہ بوجہ گناہِ کبیرہ ہونے کے اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک شدید ہیں اگرچہ قائل کو اہانتِ نبی منظور نہ ہو۔
شفائے عیاض ونسیم الریاض میں ہے:۔

اَلْوَجْهُ الْخَامِسُ اَنْ لَّا یَقْصِدَ نَقْصًا وَلَا یَذْکُرَ عَیْبًا وَلَا سَبًّا وَلٰکِنَّهٗ یَنْزِعُ بِذِکْرِ بعض اَوْصَافِهٖ صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی طَرِیْقِ التَّشَبُّهِ بِهٖ اَوْ عَلٰی سَبِیْلِ التَّمْثِیْلِ وَعَدَمِ التَّوْقِیْرِ لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (لِتَشْبِیْهِ نفسه به۔ وَاَیْنَ الثُّرَیَّا وَاَیْنَ الثَّرٰی) یَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللہِ عَظِیْمٌ (لانّه مِنَ الْکَبَائِر) فَاِنَّ هٰذِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَتَضَمَّنْ سَبًّا، وَلَا اَضَافَتْ اِلَی الْمَلٰئِکَةِ وَالْاَنْبِیَاءِ نقصًا، وَلَا قَصَدَ قَائِلُهَا اِزْرَاءً وَّلَا غَضًّا، فَمَا وَقَّرَ النُّبُوَّةَ وَلَا عَظَّمَ الرِّسَالَةَ حَتّٰی شَبَّهَ مَنْ شَبَّهَ فِیْ کَرَامَةٍ نَالَهَا اَوْ ضَرَبَ مَثَلٍ بِمَنْ عَظَّمَ اللہُ خَطَرَهٗ، وَشَرَّفَ قَدْرَهٗ، وَاَلْزَمَ تَوْقِیْرَهٗ وبِرَّهٗ۔ فَحَقُّ هٰذَا (القائل) اِنْ دُرِئَ عَنْهُ الْقَتْلُ ؛ الْاَدَبُ (بِضَرْبٍ اَوْ لَوْمٍ اَوْ زَجْرٍ) وَالسِّجْنُ۔ وَلَمْ یَزَلِ الْمُتَقَدِّمُوْنَ (مِنَ السَّلَفِ وَکِبَارِ الْاَئِمَّةِ) یُنْکِرُوْنَ مِثْلَ هٰذَا مِمَّنْ جَاءَ بِهٖ (فَلْیَحْذَرْ مِنْ اِرْتِکَابِ هٰذِهِ الْقَبَائِحِ الشَّدِیْدَةِ الْوِزْرِ، اَلْعَظِیْمَةِ الْاِثْمِ۔ فَاِنَّهَا رُبَّمَا جَرَّتْ اِلَی الْکُفْرِ۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ ذٰلِکَ) وَقَدْ اَنْکَرَ الرَّشِیْدُ عَلٰی اَبِیْ نُوَاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ : فَاِنَّ عَصَا مُوْسٰی بِکَفِّ خَصِیْبٍ (خَصِیْبُ عَبْدُ الرَّشِیْدِ وَلَاهُ مِصْرَ، اِسْتَعَارَ عَصَا مُوْسٰی لِسِیَاسَةِ حَاکِمِهِمْ وَقَطْعِ ظُلْمِهِمْ۔ فَفِیْهِ اِسْتِعَارَةٌ تَشْبِیْهٌ بَدِیْعٌ۔ لٰکِنْ فِیْهِ سُوْءُ اَدَبٍ لِمَا فِیْهِ مِنْ جَعْلِ الْعَصَا الَّتِیْ هِیَ مُعْجِزَةُ الرَّسُوْلِ بِکَفِّ عَبْدٍ مِنْ عَبِیْدِ الْخُلَفَاءِ، وَجَعْلِ ذٰلِکَ الْعَبْدِ کَرَسُوْلٍ مِنْ اُولِی الْعَزْمِ) وَقَالَ لَهٗ (ای الرشید لِاَبِیْ نُوَاسٍ) یَا اِبْنَ اللَّخْنَاءِ (بِذَا مَا اَنْتُمْ بِالْعَرَبِ، وَاللَّخْنَاءُ هُنَا اُمَّةٌ مِنَ اللَّخْنِ، وَهُوَ النَّتْنُ

فَاسْتُعِيْرَ لِلْفَاحِشَةِ اَوْ لِلْمَرْأَةِ لَمْ تُخْتَنْ۔ اَیْ یَا دَنِیَّ الْاَصْلِ وَ لَئِیْمَ الْاُمِّ) اَتَسْتَهْزِئُ بِعَصَا مُوْسٰی وَ هِیَ مُعْجِزَةُ نَبِیٍّ عَظِیْمٍ) وَ اَمَرَ بِاِخْرَاجِهٖ مِنْ عَسْکَرِهٖ مِنْ لَیْلَتِهٖ۔ اھ ملتقطاً

بِالْجُمْلَةِ کون مسلمان گوارا کرے گا کہ وہ آیت جس میں ایک نبی کریم کی مدح بیان فرمائی ہو، تشبیہ و تمثیل کے زور لگا کر اپنے اوپر ڈھال لائے، اور سلطانِ عظیم القدر جلیل الشان کا تاج لے کر ایک چمار کو پہنائے ــــــ نَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَافِیَةَ۔

وجہِ سوم۔ یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ اس ناطق سے بر تقدیر لاّم، اور لوگ مثلاً طلبہ منطق و ناظرین کتاب مراد لینا بھی نجات نہ دے گا۔ کہ یہ تشبیہ جیسے اپنے نفس کے لئے ناجائز، یوہیں ان کے لئے ــــــ کَمَا لَا یَخْفٰی۔

وجہِ چہارم۔ ہاں اگر یوں جان بچایا چاہے کہ میں نے ناطقِ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ سے خود جناب سیّدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مراد لیا ہے۔ تو بے شک اس صورت میں یہ اضافت نہایت حسن و بجا۔ مگر اب وہ آفتیں رُجعتِ قہقری کریں گے۔ کہ نبی اللہ پر تہمت رکھی اور اس کے علم عزیز کی تحقیر کی۔ کَمَا یَظْهَرُ مِمَّا قَرَّرْنَا اٰنِفًا ــــــ اگر تہمت سے یوں بچے کہ حقیقتِ نسبت مقصود نہیں۔ بلکہ اس طور پر کہا جیسے بے باک لوگ خوش آوازوں کے گانوں کو "نغمۂ داؤدی یا الحانِ داؤد" کہتے ہیں۔ تو اب وہ بلائے تشبیہ، جگر دوزی و جاں گدازی کو بس ہے۔

غرض کوئی شکل مفر کی نہیں ــــــ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰی۔

اب بر تقدیر توصیف چلئے۔ یعنی ناطق کو تنوین دے کر ــــ اس صورت میں مِنْ تو اصلاً چسپاں نہیں مگر بہ ارتکابِ تمحّل، کہ تعلیلیہ ٹھہرائیں اور لِاَجْل کے معنی میں لیکر لِناطق کے قریب لے جائیں۔

بہر حال اس ترکیب میں اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ کی ضمیر متکلم سے ذاتِ مصنّف مراد ہوگی۔ کَمَا لَا یَخْفٰی۔ اور ناطق سے وہی طلبہ و نُظّار ــــ اور حدید سے مطالبِ عویصہ ــــ اور ان کی الانت سے ایضاح و ابانت ــــ حاصل یہ کہ "منطق جدید اس ناطق کے لئے، جس کے واسطے ہم نے مطالبِ مشکلہ حل کر دیئے"۔ اس معنی میں ناواقف کو کوئی محذور نظر نہ آئے مگر ہیہات[1] یہاں محذورِ شدید باقی ہے ــــ کلامِ الٰہی تَعَالَتْ عَظَمَتُهٗ کا اپنے کلام کے عوض ایسا استعمال شرعاً حرام و وبال و نکال ــــ یہاں تک کہ بہت فقہائے کرام نے حکمِ کفر دیا ــــ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰی ــــ اور وجہِ تحریم ظاہر و واضح۔ ذرا اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی عظمت پیش نظر رکھ کر خیال کرے کہ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ کس نے فرمایا؟ اور ضمیر نَا سے کون سی ذاتِ پاک مراد؟ اور لَهٗ میں کس جلیل القدر کی طرف ضمیر۔ اور مضمون جملہ

---

[1] لا یبدو ما ہنا فی المخطوطۃ صیا فیا ۱۲ محمد احمد

کس امرِ عظیم سے تعبیر ؟ ـ اب اسی کلام کو کون شخص کس طرح اپنے استعمال میں لاتا ـ اور ضمیر نآ سے خدا کے عوض کس ذلیل حقیر کو مراد لیتا ـ اور کنایہ لَہٗ، نبیُّ اللّٰہ کے بدلے کس کی طرف پھیرتا ـ اور اس عزت والی بات کو، جس کی قدر خدا و رسول ہی خوب جانتے ہیں ـ کس بیہودہ بات پر ڈھالتا ہے ؟

ع حقّا کہ تاج شاہی کناس را نہ زیبد

ھٰذا ـ حق بات اپنے مُقابل کم سمجھ میں آتی ہے کہ نفس آمادہ دفع و انتصار ہوتا ہے ـ دوسروں پر خیال کرکے دیکھ ـ مثلاً زید عمرو کو مال کثیر دے کر کہے کہ ـ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ کیا نہ کہا جائے گا کہ اس نے خدا و کلامِ خدا اور رسولِ خدا کی قدر نہ جانی ـ حَاشَ لِلّٰہ ! کہاں خدا، کہاں زید ـ کُجا حضور، کُجا عمرو ـ کہاں کوثر، کہاں زر ـ ؟ ؟

یا عمرو نے زید کو کہیں بھیجا بکر نے پوچھا کس کے حکم سے گیا تھا ؟ عمرو بولا ـ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۚ وَعَلٰی ھٰذَا قِیَاسُ غَیْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَرَاجِیْفِ جَھَلَةِ النَّاسِ ـ

ہاں ہاں قطعًا اس طرح کا استعمال مُستلزم کفر و استخفاف ـ پھر جس نے اِلزام بہ لازم کیا کافر کہا ـــــ اور محقّقین نے عدمِ التزام پاکر صرف حرام ٹھہرایا ـ

فَاَتْقِنْ ھٰذَا فَاِنَّهٗ مُفِیْدٌ ؕ وَتَحْقِیْقُ الْمَقَامِ یَقْتَضِیُ الْمَزِیْدَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ ؕ بِفَضْلِ الْمَوْلَی الْقَوِیِّ اللَّطِیْفِ ؕ تَنْقِیْحًا وَّبَسْطًا ؕ وَتَوْضِیْحًا وَضَبْطًا ؕ یُطْلَبُ ھُوَ وَاَمْثَالُهٗ مِنْ مَجْمُوْعِنَا الْمُبَارِكِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ؛ اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّة فِی الْفَتَاوَی الرَّضَوِیَّة ـ

وَبِھٰذَا الْقَدَرِ، وَضَحَ الْاَمْرُ ـ وَبَانَ الْفَرْقُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ التَّضْمِیْنِ، فَاِنَّهٗ سَائِغٌ عِنْدَ الْاَکْثَرِیْنَ، وَاِنْ ذَھَبَ نَاسٌ اِلَی التَّحْرِیْمِ ؕ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ بِالْحَقِّ عَلِیْمٌ ؕ

فتاویٰ ہندیہ میں ہے :ـ

جَمَعَ اَھْلَ مَوْضِعٍ وَقَالَ ؛ نَجْمَعُھُمْ جَمْعًا او قال ؛ وَحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا ؕ کفر ـ اھ ملتقطا ـ

اسی میں ہے :ـ اِذَا قَالَ لِغَیْرِہٖ خانہ چناں پاک کردہ کہ چوں وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ؕ قِیْلَ یَکْفُرُ ـــ وَقَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ؛ اِنْ کَانَ الْقَائِلُ جَاھِلًا، لَا یَکْفُرُ ـ وَاِنْ کَانَ عَالِمًا یَکْفُرُ ـ وَاِذَا قَالَ ؛ قَاعًا صَفْصَفًا ـ شدہ است فَھٰذِہٖ مُخَاطَرَةٌ عَظِیْمَةٌ ـ وَاِذَا قَالَ لِبَاقِی الْقِدْرِ وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ فَھٰذِہٖ مُخَاطَرَةٌ عَظِیْمَةٌ ـــــ کذا فی الفُصُوْلِ العِمَادِیہ ـ

تتمۃ الفتاویٰ میں ہے :ـ مَنِ اسْتَعْمَلَ کَلَامَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ بَدَلِ کَلَامِہٖ کَمَنْ

قال فی ازدحام النّاس فجمعتهم جمعًا کفر۔

محیط میں ہے :۔ من جمع اهل موضع وقال ، وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ اَوْقَالَ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ کفر۔

فاضل علی بن سلطان محمد مکّی اس کی تعلیل میں فرماتے ہیں :۔ لِاَنَّهٗ وَضَعَ الْقُرْاٰنَ فِیْ مَوْضِعِ کَلَامِهٖ۔

اعلام میں ہمارے علما سے کفر اتفاقی میں منقول :۔

اَوْمَلَأَ قَدَحًا فَقَالَ : کَاسًا دِهَاقًا ۝ اوفرّغ شرابًا فقال ، فَکَانَتْ سَرَابًا ۝ اَوْقَالَ بِالْاِسْتِهْزَاءِ عِنْدَ الْوَزْنِ اَوِ الْکَیْلِ : وَاِذَا کَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ الخ

بالجملہ :۔ جہاں تک نظر کی جاتی ہے، اس نام میں کوئی احتمال قابل قبول ارباب عقول ایسا نہیں جو واضع نام کو، ارتکاب گناہ سے بچالے ــــــ اور واقعی ایسی کتاب کو ایسا ہی نام پھبتا تھا

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ

نسأل مولىٰنا العفو والعافیة ؛ والنّعمة الوافیة ؛ والرّحمة الکافیة ؛ والهدایة الشّافیة ؛ والعیشة الصّافیة ؛ اِنّه هو الغفور الرّحیم ؛ ولا حول ولا قوّة الّا باللّٰه العلیّ العظیم ؛ وصلّی اللّٰه تعالیٰ علیٰ سیّدنا ومولىٰنا محمّدٍ وّاٰله وصحبه اجمعین ــ اٰمین۔

تنبیہ النّبیہ

اِعْلَمْ ـ اَکْرَمَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِیَّاكَ ، وَوَقَانَا جَمِیْعًا مَوَاقِعَ الْهَلَاكِ ـ اَنَّ هٰذَا الْکَلَامَ النَّفِیْسَ الْمُوْجِزَ کَانَ مُتَعَلِّقًا بِنَفْسِ الْاَقْوَالِ ؛ وَالْاٰنَ اٰنَ اَنْ نَّتَکَلَّمَ عَلَی الْمُتَکَلِّمِ الرَّدِیِّ الْحَالِ ؛۔

فاقول ـ وَعَلَی اللّٰهِ التَّوَکُّلُ ــــــ بَانَ لَكَ مِمَّا بَیَّنَّا اَنَّ اَقْوَالَ زَیْدٍ وَاِنْ لَّمْ تَخْرُجْ بِحَذَافِیْرِهَا عَنْ دَائِرَةِ الْاِکْفَارِ ، وَاَشَدِّ الْبَوَارِ ، لَا دِقُّهَا وَلَا جِلُّهَا وَلَا کُثْرُهَا وَلَا قُلُّهَا. فَمَا مِنْهَا مِنْ قَالَ وَلَا قِیْلَ ؛ اِلَّا وَلِلْکُفْرِ اِلَیْهِ سَبِیْلٌ ؛ ــــــ لٰکِنَّهَا فِیْ تَنَوُّعِ الْمَوَارِدِ ؛ اِذْ لَمْ یَکُنْ نَسْجُهَا عَلٰی مِنْوَالٍ وَّاحِدٍ ؛

فَمِنْهَا مَا تَنَازَعَتْ فِیْهِ اٰرَاءُ الْعُلَمَاءِ ، وَیَرِدُ مَوْرِدَ کُفْرٍ لَا یُعْطِیْهِ مَنْطُوْقُ الْمَقَالِ ، وَ اِنَّمَا یَتَطَرَّقُ اِلَیْهِ مِنْ جِهَةِ اللُّزُوْمِ کَالَّذِیْ اَلْزَمْنَاهُ عَلَی الْقَوْلِ السَّابِعِ ، مِنْ خُلُوْدِ الْکَافِرِ الْمُتَلَبِّسِ بِکُفْرِهٖ فِی الْجَنَّةِ ـ

فَهٰذَا مِمَّا يَتَوَارَدُ عَلَيْهِ النَّفْيُ وَالْإِثْبَاتُ ؛ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْأَثْبَاتِ — فَمَنْ أَلْزَمَهُ بِمُوْجَبِ كَلَامِهِ أَكْفَرَ، وَمَنْ لَا فَلَا — كَمَا فِي الشِّفَاءِ لِلْإِمَامِ قَاضِيْ عياض، وَشَرْحِهِ نَسِيْمِ الرِّيَاضِ :-

مَنْ قَالَ (من أهل السُّنَّةِ) بِالْمَآلِ لِمَا يُؤَدِّيْهِ إِلَيْهِ قَوْلُهُ كَفَّرَهُ — فَكَأَنَّهُمْ صَرَّحُوْا (عِنْدَ الْمُكَفِّرِ لَهُمْ) بِمَا أَدّٰى إِلَيْهِ قَوْلُهُمْ — وَمَنْ لَمْ يَرَ أَخْذَهُمْ بِمَآلِ قَوْلِهِمْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَهُمْ (لِشُمُوْلِ مَعْنَى الْإِيْمَانِ لَهُمْ بِحَسَبِ الظَّاهِرِ) قَالَ لِأَنَّهُمْ إِذَا وُقِفُوْا عَلٰى هٰذَا قَالُوْا نَحْنُ نَنْتَفِيْ مِنَ الْقَوْلِ الَّذِيْ أَلْزَمْتُمُوْهُ لَنَا وَنَعْتَقِدُ نَحْنُ وَأَنْتُمْ أَنَّهُ كُفْرٌ — بَلْ نَقُوْلُ إِنَّ قَوْلَنَا لَا يَؤُوْلُ إِلَيْهِ عَلٰى مَا أَصَّلْنَاهُ۔

فَعَلٰى هٰذَيْنِ الْمَأْخَذَيْنِ اخْتَلَفَ النَّاسُ (مِنْ عُلَمَاءِ الْمِلَّةِ وَأَهْلِ السُّنَّةِ) فِيْ إِكْفَارِ أَهْلِ التَّأْوِيْلِ — وَالصَّوَابُ (عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ) تَرْكُ إِكْفَارِهِمْ لٰكِنْ يُغَلَّظُ عَلَيْهِمْ بِوَجِيْعِ الْأَدَبِ، وَشَدِيْدِ الزَّجْرِ وَالْهَجْرِ، حَتّٰى يَرْجِعُوْا عَنْ بِدَعِهِمْ۔

وَهٰذِهٖ كَانَتْ سِيْرَةُ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ (مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ قَرُبَ مِنْهُمْ) فِيْهِمْ، مَا أَزَاحُوْا لَهُمْ قَبْرًا، وَلَا قَطَعُوْا لَهُمْ مِيْرَاثًا، لٰكِنَّهُمْ هَجَرُوْهُمْ وَأَدَّبُوْهُمْ بِالضَّرْبِ وَالنَّفْيِ وَالْقَتْلِ على قَدْرِ أَحْوَالِهِمْ، لِأَنَّهُمْ فُسَّاقٌ ضُلَّالٌ (أَهْلُ بِدَعٍ — وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ) اھ۔ ملتقطاً۔

ومنها — مَا لَا امْتِرَاءَ فِيْ كَوْنِهٖ كُفْرًا — لٰكِنْ نَشَأَ فِيْ مَطَاوِي الْمَقَالِ مَا أَخْرَجَهُ عَنْ حَدِّ الْإِفْصَاحِ ؛ وَوَقَعَ بِهِ التَّجَاذُبُ فِيْ إِعْطَاءِ الْكُفْرِ الْبَوَاحِ ؛ كَلَفْظَةٍ مِنْهُمْ فِي الْقَوْلِ السَّادِسِ — فَرُبَّمَا جَاءَ لِلتَّبَرِّيْ، وَإِنْ كَانَ الظَّاهِرُ ثَمَّهُ خِلَافَ ذٰلِكَ عِنْدَ الْعَارِفِ بِأَسَالِيْبِ الْكَلَامِ — وَهٰذَانِ الْقِسْمَانِ لَا إِكْفَارَ بِهِمَا عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ۔

أَمَّا الثَّانِيْ — فَوَاضِحٌ — لِأَنَّ مَنْ يَشْهَدُ بِالشَّهَادَتَيْنِ فَقَدْ ثَبَتَ إِسْلَامُهُ بِيَقِيْنٍ، وَالْيَقِيْنُ لَا يَزُوْلُ بِالشَّكِّ — وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ أَئِمَّتِنَا — كَمَا فِيْ حَاشِيَةِ السَّيِّدِ أَحْمَدَ الطَّحْطَاوِيِّ عَنِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ عَنْ جَامِعِ الْفُصُوْلَيْنِ عَنِ الْإِمَامِ الطَّحَاوِيِّ عَنِ الْأَجِلَّةِ الْأَصْحَابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ۔

وَأَمَّا الْأَوَّلُ فَلِمَا صَرَّحَ الْأَئِمَّةُ الْأَثْبَاتُ أَنَّ التَّكْفِيْرَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ — و

خطر جسيم، كلحم جمل غث على رأس جبل وعر، لا سهل فيرتقى، ولا سمين فينتقى۔
مسالكه عسيرة، ومهالكه كثيرة ــ فالذي يحتاط لدينه لا يتجاسر عليه إلا بدليل لائح
كالشموس بل أجلى، حتى أن المسئلة إن كانت لها وجهة إلى الإسلام وتسع وتسعون وجهة
إلى الكفر فعلى المفتي أن يميل إلى الوجهة الأولى، فإن الإسلام يعلو ولا يعلى۔ وإن كان
هذا لا ينفع القائل عند الله تعالى إن كان أراد وجهة أخرى۔

وقد قال المولى العلامة زين بن نجيم المصري في البحر:۔

إن الذي تحرر أنه لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على
محمل حسن، أو كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة ــــ قال رحمه
الله تعالى ــــ فعلى هذا أكثر ألفاظ التكفير المذكورة لا يفتى بالتكفير
بها۔ وقد ألزمت نفسي أن لا أفتي بشيء منها۔ اهـ

قال البحر الخير الرملي:۔ أقول ولو كانت الرواية لغير مذهبنا۔ ويدل على ذلك
اشتراط كون ما يوجب الكفر مجمعا عليه۔ اهـ ۔ تابعه عليه ابو السعود في شرح الأشباه۔

وقد فصل الكلام في هذا المرام تاج المحققين، سراج المدققين،
سيدنا الوالد ــ قدس سره الماجد ــ في بعض فتاواه التي شدد فيها
النكير على بعض أعلام عصره، فلم يردوا شيئا، وكانوا له مذعنين۔

ومنها ــ وهو الأكثر ــ ما لا عذر فيه لزيغ، ولا مهل ولا رويد۔ كالأقوال
الأربعة الأول وغيرها۔ فإنه قد ناضل فيها ضروريات الدين، وخلع من
رقبته ربقة اليقين، وأتى بما لا تغسله البحار ولا تساعده الحيل والأعذار
ــ وقد علمت أنه إذا كان عن علم وعمد وطوع ــ ولا ريب في وجودها ههنا
ــ فلا تنفع العزائم، ولا تمنع التمائم ــــــ ولا حول ولا قوة
إلا بالله العلي العظيم۔

واعلم ۔ أن العبد الضعيف ۔ لطف به المولى اللطيف ۔ لما وصل إلى هذا
المقام؛ وحان أوان الحكم على المتكلم بذاك الكلام؛ تعرضت له حشمة كلمة
الإسلام؛ فاستعظم الجزم بالإكفار أيما استعظام؛ فرقا من أن تكون هناك دقيقة
عميقة لم يصلها فهمي؛ أو شاذة لم يحط بها علمي ۔؛

فاستخرت المولى سبحانه وتعالى، وجعلت أراجع الكتب وأقلب الأوراق
؛ حتى أكملت الجد وأنهيت الجهد حسب ما يطاق؛ وصرفت فيه يومين كاملين؛

ـ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا نَقُرُّ بِهِ الْعَيْنُ ؛ بَلْ كُلَّمَا تَوَغَّلْتُ فِي تَتَبُّعِ الْاَسْفَارِ ؛ تَتَابَعَ الْاَقْوَالُ الْاَوْتَدُ الْاِكْفَارِ ؛ اِلٰى اَنْ وَقَفْتُ عَلٰى مُعْظَمِ الْمَسَائِلِ ؛ وَعَامَّةِ الْفُرُوْعِ فِي كُتُبِ الْاَمَاثِلِ ؛ مِنْ اَصْحَابِنَا الْحَنَفِيَّةِ ؛ وَعَمَائِدِ الشَّافِعِيَّةِ ؛ وَزَعَائِمِ الْمَالِكِيَّةِ ؛ وَالَّذِيْ تَيَسَّرَ مِنْ كَلِمَاتِ الْحَنْبَلِيَّةِ ؛ فَاِذَا هِيَ جَمِيْعًا كَمَا هِيَ عَلَيْهِ وَاحِدَةٌ ؛ كَاَنَّهَا تَرْمِيْ عَنْ قَوْسٍ وَاحِدَةٍ ؛ فَاَيْقَنْتُ اَنْ لَيْسَ لِلرَّجُلِ مَحِيْصٌ ؛ وَلَا عَنِ الْحُكْمِ بِالْاِكْفَارِ مَفِيْضٌ ؛

اَللّٰهُمَّ اِلَّا حِكَايَةً ضَعِيْفَةً عَنْ بَعْضِ عُلَمَائِنَا فِي الْجَامِعِ الْاَصْغَرِ ؛ اَنَّ عَقْدَ الْقَلْبِ هُوَ الْمُعْتَبَرُ ؛ اَوْرَدَهَا ثُمَّ رَدَّهَا، ثُمَّ رَدَّهَا وَلٰكِنْ زِدْتُ بِهَا تَلَعُّثًا ؛ وَوَدِدْتُ الْوُقُوْفَ هُنَالِكَ تَاَثُّمًا ؛ عِلْمًا مِنِّيْ بِاَنَّ الْخِلَافَ وَاِنْ كَانَ ضَعِيْفًا، هٰهُنَا كَافٍ۔

فَاَمْعَنْتُ النَّظَرَ ؛ وَاَنْعَمْتُ اَنْعَمْتُ الْفِكْرَ ؛ حَتّٰى فَتَحَ الْمَوْلٰى تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّ الْاِكْفَارَ عَلَيْهِ الْاِجْمَاعُ ؛ وَاِنَّمَا وَقَعَ فِي الْكُفْرِ النِّزَاعُ ؛ فَلَا شَكَّ وَلَا اِرْتِيَابَ اَنَّ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِ طَائِعًا عَالِمًا عَامِدًا صَاحِيًا فَهُوَ كَافِرٌ عِنْدَنَا قَطْعًا، لَا يَنْتَطِحُ فِيْهِ عَنْزَانِ، وَتَجْرِيْ عَلَيْهِ اَحْكَامُ الرِّدَّةِ، وَيَحْرُمُ عَلٰى امْرَاَتِهِ اَنْ تُمَكِّنَهُ مِنْ نَفْسِهَا، وَيَجُوْزُ لَهَا اَنْ تَنْكِحَ مِنْ دُوْنِ طَلَاقٍ مَّنْ تَشَاءُ ـــ وَالْقَائِلُ نَحْبِسُهُ ثَلَاثًا نَدْبًا [1]، وَنُمْهِلُهُ لِيُرْزَقَ تَوْبًا ـ فَاِنْ تَابَ ـ وَاِلَّا قُتِلَ وَرُمِيَ بِجِيْفَتِهِ كَجِيْفَةِ الْكِلَابِ، مِنْ دُوْنِ غُسْلٍ وَلَا كَفْنٍ ؛ وَلَا صَلَاةٍ وَّلَا دَفْنٍ ؛ وَقَطَعْنَا مِيْرَاثَهُ عَنْ مُوْرِثِيْهِ الْمُسْلِمِيْنَ ؛ وَجَعَلْنَا كَسْبَ رِدَّتِهِ فَيْئًا لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاَحْكَامِ الْمُشَرَّحَةِ فِي الْكُتُبِ الْفِقْهِيَّةِ۔

اَمَّا اَنَّهُ هَلْ يَكْفُرُ بِذٰلِكَ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَقِيْلَ : لَا مَا لَمْ يَعْقِدِ الضَّمِيْرَ عَلَيْهِ، لِاَنَّ التَّصْدِيْقَ مَحَلُّهُ الْقَلْبُ ـــ وَهٰذِهِ هِيَ الْحِكَايَةُ الَّتِيْ اَشَرْنَا اِلَيْهَا ـــ وَقَالَ عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ وَجُمْهُوْرُ الْاُمَنَاءِ نَعَمْ، وَاِنْ لَمْ يَعْقِدْ ـ لِاَنَّهُ مُتَلَاعِبٌ بِالدِّيْنِ، وَهُوَ كُفْرٌ بِيَقِيْنٍ۔

وَقَدْ قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ لَا يُقْدِمُ عَلَيْهِ اِلَّا مَنْ نَزَعَ اللّٰهُ الْاِيْمَانَ مِنْ قَلْبِهِ ـ عَوْذًا بِهِ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى ـ قَالَ تَعَالٰى :۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهِ وَرَسُوْلِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔

وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ الرَّجِيْحُ الْمُذَيَّلُ بِطِرَازِ التَّصْحِيْحِ ـــ فَهُنَالِكَ عَمِلْتُ فِيْ ذٰلِكَ

[1] اِلَّا اِذَا اسْتَمْهَلَ فَيَجِبُ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ ۱۲ منه

رِسَالَۃً جَلِیْلَۃً وَّعُجَالَۃً جَمِیْلَۃً تَشْتَمِلُ عَلٰی غُرَرِ الْفَوَائِدِ، وَالدُّرَرِ الْفَوائِدِ۔ سَمَّیْتُھَا ؎

اَلْبَارِقَۃُ اللَّمْعَاءُ فِیْ سُوْءِ مَنْ نَطَقَ بِکُفْرٍ طَوْعًا

لِیَکُوْنَ الْعِلْمُ عِلْمًا عَلَی التَّارِیْخِ کَرِسَالَتِنَا ھٰذِہٖ الَّتِیْ نَحْنُ الْاٰنَ مُفِیْضُوْنَ فِیْھَا سَمَّیْنَاھَا ۱۳۰۴

مَقَامِعُ الْحَدِیْدِ عَلٰی خَدِّ الْمَنْطِقِ الْجَدِیْدِ

نَعْلِیْکَ بِھَا[1]۔ فَاِنِّیْ حَقَّقْتُ فِیْھَا اَنَّ اِلْکُفَارَ الطَّائِعَ ھُوَ الْاَجْمَاعُ ۱۳، مِنْ دُوْنِ نِزَاعٍ۔ وَاَقَمْتُ عَلٰی ذٰلِکَ دَلَائِلَ سَاطِعَۃً لَا تُرَامُ؛ وَبَرَاھِیْنَ قَاطِعَۃً لَا تُضَامُ؛ نَسْکُنُ الصُّدُوْرُ وَاسْتَقَرَّ الْاَمْرُ؛ وَبَانَ الصَّوَابُ؛ وَانْکَشَفَ الْحِجَابُ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۰۔

بالجملہ حکم اخیر یہ ہے

کہ زید کے اقوالِ مذکورہ بعض حرام و گناہ۔ اور بعض بدعت و ضلالت۔ اور اکثر خاص کلمات کفر۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

اور زید بحکم شرع فاسق فاجر، مرتکبِ کبائر۔ بدعتی خاسر، گمراہ غادِر۔ اس قدر پر تو اعلیٰ درجہ کا یقین۔ اس کے سوا اس پر حکم کفر و ارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا۔ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ سب کے کلمات۔ بلکہ صحابہ و تابعین سے لے کر اس زمانے تک کے افتاد قضیات، بالاتفاق یہی افادہ کرتے ہیں۔ کَمَا بَیَّنَّاہُ فِیْ "اَلْبَارِقَۃُ اللَّمْعَاءُ"۔

بالفرض اگر بہزار دقّت کوئی بچتی ہوئی صورت نکل بھی سکی تو، یہ تو بالجزم بیّن و مبین و صریح و ظاہر کہ وہ اپنے ان اقوال کے سبب عامّہ علمائے دین و جماہیر ائمّہ کاملین کے نزدیک کافر، اور اس پر احکامِ ارتداد جاری۔ اور بے توبہ مرے تو جہنمی ناری۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْقَدِیْرِ الْبَارِی

اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ!۔ اس قدر کیا کم ہے۔ اِعلام میں فرماتے ہیں

لَوْ تَشَبَّہَ بِالْمُعَلِّمِیْنَ فَاَخَذَ خَشَبَۃً وَّجَلَسَ الْقَوْمُ حَوْلَہٗ کَالصِّبْیَانِ فَضَحِکُوْا وَاسْتَھْزَءُوْا کَفَرَ۔ زَادَ فِی الرَّوْضَۃِ، اَلصَّوَابُ لَا۔ وَلَا یُغْتَرُّ بِذٰلِکَ فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ مُرْتَدًّا عَلٰی قَوْلِ جَمَاعَۃٍ، وَکَفٰی بِھٰذَا خَسَارًا وَّ تَفْرِیْطًا۔ اھ ملتقطا

مع ہٰذا، شفاء شریف سے، اوپر منقول ہوا کہ:۔

---

[1] الضمیر یرجع الی "البارقۃ اللمعا" فانہا التی اشبع فیہا الکلام حول ذا الموضوع۔ ۱۲ محمد احمد

بعض اقوال اگرچہ فی نفسہٖ کفر نہیں مگر بار بار تکرار ان کا صدور دلیل ہوتا ہے کہ قائل کے قلب میں اسلام کی عظمت نہیں۔ اس وقت اس کے کفر میں زنہار شک نہ ہوگا۔

سبحٰن اللہ! پھر کفریاتِ خالصہ کا بایں زور و شور، صدور کیوں کر کفر قائل پر برہانِ کامل نہ ہوگا؟ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

زید پر ہر فرض سے بڑھ کر فرض کہ از سرِ نو مسلمان ہو اور اِن کفریات و ضلالات سے علی الاعلان توبہ کرے ——— اور صرف بطورِ عادت کلمۂ شہادت زبان پر لانا ہرگز کافی نہ ہوگا کہ اس قدر تو وہ قبل از توبہ بھی بجالاتا تھا، بلکہ اس کے سامنے تصریح کرے کہ وہ کلمات کفریہ تھے اور میں نے ان سے توبہ کی ——— اس وقت اہلِ اسلام کے نزدیک اس کی توبہ صحیح ہوگی ——— اور ایمان لائے کہ اللہ جل جلالہٗ کے سوا کوئی خالق نہیں، نہ اس کا غیر قدم کے لائق ——— اور ایمان لائے کہ وہ تمام عالم کا مدبر اور ہر چیز پر قادر ہے، اور عقول مخترعہ فلاسفہ باطل ——— اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَظْھَرُ بِالْمُرَاجَعَةِ اِلٰی مَا قَدَّمْنَا مِنَ الْمَسَائِلِ۔

بحر الرائق میں ہے:۔ اَتٰی بِالشَّھَادَتَیْنِ عَلٰی وَجْہِ الْعَادَةِ لَمْ یَنْفَعْہُ مَالَمْ یَرْجِعْ عَمَّا قَالَ، اِذْ لَا یَرْتَفِعُ بِھِمَا کُفْرُہٗ ـــ کَذَا فِی الْبَزَّازِیَّةِ وَجَامِعِ الْفُصُوْلَیْنِ۔ اھ

اور ضرور ہے کہ جس طرح کتاب چھاپ کر ان کفریات و ضلالات کی اشاعت کی یوہیں ان سے تبری اور اپنی توبہ کا اعلان کرے کہ آشکارا گناہ کی توبہ بھی آشکارا ہوتی ہے۔ امام احمد کتاب الزہد، اور طبرانی معجم کبیر میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَةً فَاَحْدِثْ عِنْدَھَا تَوْبَةً، اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَةُ بِالْعَلَانِیَةِ

"جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ بجالا۔ پوشیدہ کی پوشیدہ، اور ظاہر کی ظاہر۔

قُلْتُ۔ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ عَلٰی اُصُوْلِ الْحَنَفِیَّةِ۔

اور اس کتاب تباہ خراب کی نسبت میں وہ نہیں کہتا جو بعض علمائے حنفیہ و شافعیہ کتب منطقیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کے جو ورق نامِ خدا و رسول سے خالی ہوں ان سے استنجا روا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

لَوْ کَانَ الْکِتَابُ فِی الْمَنْطِقِ وَنَحْوِہٖ، تَجُوْزُ اِھَانَتُہٗ فِی الشَّرِیْعَةِ، حَتّٰی اَفْتٰی بَعْضُ الْحَنَفِیَّةِ وَکَذَا بَعْضُ الشَّافِعِیَّةِ بِجَوَازِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِہٖ اِذَا کَانَ خَالِیًا عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی، مَعَ الْاِتِّفَاقِ عَدَمِ جَوَازِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْوَرَقِ الْاَبْیَضِ الْخَالِیْ عَنِ الْکِتَابَةِ۔ اھ ملخصًا

ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اب اس کی اشاعت سے باز رہے۔ اور جس قدر جلدیں باقی ہوں جلادے اور حتی الوسع اس کے اخماد نار واماتت اذکار میں سعی کرے کہ منکر باطل، اسی کے قابل۔ قال اللہ تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

فی الدُّنیا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی پھیلے مسلمانوں میں، ان کے لیے دکھ کی مار ہے دنیا وآخرت میں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہ

سُبْحٰنَ اللہ! اشاعت فاحشہ پر یہ ہائل وعید۔ پھر اشاعتِ کفر کس قدر شدید۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْحَمِیْدِ۔

خاتمہ رَزَقَنَا اللّٰہُ حُسْنَہَا چند تنبیہاتِ زاکیات میں

تنبیہ اوّل:۔ اے عزیز! آدمی کو اس کی اَنانیّت نے ہلاک کیا۔ گناہ کرتا ہے، اور جب اس سے کہا جائے تو بہ کر۔ تو اپنی کسرِ شان سمجھتا ہے۔ عقل رکھتا تو اصرار میں زیادہ ذلّت وخواری جانتا۔

یاھٰذا۔ ہرگز منصبِ علم کے منافی نہیں کہ حق کی طرف رجوع لیجیے، بلکہ یہ عین مُقتضائے علم ہے اور سُخن پروری ہر جہل سے بدتر جہل۔ وہ بھی کاہے میں؟ کفریات میں وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔

یاھٰذا۔ صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ کر دیتا ہے۔ کفریات پر اصرار کس قعرِ نار میں پہونچائیگا؟

یاھٰذا۔ تیرا رب ایک شخص کی مذمّت کرتا ہے:۔

وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَہَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِہَادُ ہ

یعنی: جب اس سے کہا جائے خدا سے ڈر۔ تو اسے غرور کے مارے گناہ کی ضد چڑھتی ہے۔ سو کافی ہے اسے جہنم۔ اور بے شک کیا بُرا ٹھکانا ہے۔

للہ اپنی جان پر رحم کر، اور اس شخص کا شریکِ حال نہ ہو۔

یاھٰذا۔ تیرا مالک ایک قوم پر رُد فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَہُمْ وَرَاَیْتَہُمْ یَصُدُّوْنَ وَہُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ہ

جب اُن سے کہا جائے آؤ تمھارے لیے بخشش چاہے خدا کا رسول، تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو انھیں دیکھے کہ باز رہتے ہیں تکبّر کرتے ہوئے

ہاں میں بھی تجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں۔ خدا کو مان۔ اور منہ نہ پھیر۔

یاھٰذا۔ تو سمجھتا ہے: اگر میں تسلیم کر لوں گا تو لوگوں کی نگاہ میں میری قَدر گھٹ جائے گی، اور میرے علم فلسفی میں بٹا لگے گا۔ حالانکہ یہ محض وَسوسۂ شیطان ہے۔ لَاحَوْلُ پڑھ، اور خدا کی طرف جھک کر اس سے اللہ کے یہاں تیری عزت ہوگی۔ اور خلق میں بے قدری بھی غلط، بلکہ وہ تجھے مُنصف وحق پسند جانیں گے، اور نہ مانے گا تو مُتکبّر وشریر دلوند۔

یاھٰذا۔ کیا یہ ڈرتا ہے کہ مان جاؤں گا تو اس مُجیب کا علم مجھ سے زیادہ ٹھہرے گا؟ ــــــ حاش للہ! واللہ کہ اگر کوئی بندۂ خدا میرے ذریعہ سے ہدایت پائے تو اس میں میری آنکھ کی ٹھنڈک اس سے ہزار درجہ زائد ہے کہ میرا علم کسی سے زیادہ ٹھہرے۔

ہاں! ہاں!! اگر تو اعلانِ توبہ کرے تو میں اپنے جہل اور تیرے فضل کا نوشتہ لکھ دوں۔

یاھٰذا۔ اِک ذرا تعصب سے الگ اور تنہائی میں بیٹھ کر سوچ۔ کہ کفریات پر اصرار کی شامت تیرے حق میں بہتر ہے یا بعدِ رجوع و توبہ بعض جہال کی تحقیر و ملامت؟۔

ہَیْہَات! ہَیْہَات! اللہ کا عذاب بہت سخت ہے ــــ وَاَنَّہٗ لَاٰتٍ ــــ میں تیرے بھلے کی کہتا ہوں؛ عار پر نار کو اختیار نہ کرنا۔

الٰہی میرے بیان میں اثر بخش! اور اپنے اس بندہ کو ہدایت دے، اور ہمارے قلوب دینِ حق پر قائم رکھ۔ یَاوَاجِد، یامَاجِد، لَاتُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَہَا عَلَیَّ، بِجَاہِ مَنْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ، وَاَقَمْتَہٗ شَفِیْعًا لِّلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَاطِئِیْنَ الْھَالِکِیْنَ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اٰمِیْن۔

تنبیہ دُوم:۔ مبادا اگر رگِ تعصب جوش میں آئے۔ اور خدا ایسا نہ کرے۔ تو اس قدر یاد رہے کہ عقائدِ اسلام و سُنّت کے مقابل، ہم پر فلان ہندی و بہمانِ سِندی کسی کا قول سند نہیں ــــ نہ احکامِ شرعیہ شخص دُون شخص سے خاص ــــ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ! شرع سب پر حُجّت ہے ــــ وہ کون ہے جو شرع پر حُجّت ہو سکے! اِس قسم کی حرکت جس سے صادر ہو گئی وہ بقدر اپنے سَیِّئَہ کے حکم کا مُستحق ہوگا۔ کسے باشد، کَائِنًا مَّنْ کَانَ اَیًّا مَّاکَانَ ــــ ہمیں مُوافقت اُسی وقت تک ہے جب تک وہ دینِ حق سے جُدا نہیں۔ اور اس کے بعد، مَعَاذَ بِاللّٰہ، ع سایہ اش دُور باد از ما دُور

جس کا قول ہم اسلام وسُنّت کے مُوافق پائیں گے تسلیم کریں گے۔ نہ اس لئے کہ اس کا قول ہے، بلکہ اس لئے کہ صراطِ مستقیم سے مُطابق ہے ــــ اور جس کی بات خلاف پائیں گے، زیدؔ ہو یا عمروؔ، خالدؔ ہو یا بکرؔ، دیوار سے مار کر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رِکاب سے لپٹ جائیں گے ــــ

اَللّٰہ اُن کا دامن ہم سے نہ چھڑائے دنیا میں نہ عقبیٰ میں۔ آمین الٰہی آمین۔

محمدؐ عربی کا بروئے ہر دو سَرا است
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او!!

تنبیہ سوم:۔ وَاجِبُ الْمُلَاحِظَہ نَافِعُ الطَّلَبَہ

ان اَعصار و اَمصار کے طلبۂ علم چشمِ عبرت کھولیں اور توغّلِ فلسفہ کی آفتِ جاں گزا غور سے دیکھیں ــــ زید کہ جس کے اقوال سے سوال ہے، آخر اس حال کو

کاہے کی بدولت پہونچا ؟۔ اور فلسفہ کی دبی آگ نے، بے خبری میں بہ تدریج سُلگ کر دفعتہً بھڑکی تو کہاں تک پھونکا ؟۔

اے عزیزو! شیطان اول دھوکا دیتا ہے کہ مقصود بالذات تو علمِ دین ہے ـــــ اور علوم عقلیہ وسیلہ وآلہ ـــــ پھر اِن میں اشتغال کس لیئے بے جا ؟۔

ہیہات! اگر یہ امر اپنے اطلاق پر مسلّم بھی ہو تو اب اپنے حالات غور کرو کہ آلہ ومقصود کی شان ہوتی ہے ؟۔ شب ورُوز آلہ میں غرق ہوگئے، مقصود کا نام تک زبان پر نہ آیا۔ اچھا توسّل ہے، اور اچھا قصد ؎

بوقتِ صبح شود ہمچو رُوز معلومت ٭ کہ باکہ باختہٴ عشق در شبِ دیجور

عزیزو! اگر علمِ آخرت کے لیئے سیکھتے ہو تو واللہ کہ فلسفہ آخرت میں مُضِر۔ اور دنیا کے لیئے ؟ تو وہ بھی بخیر ـــــ اس سے تو کہ مڈل پاس کر دکہ دس روپیہ کی نوکری پاسکو۔

عزیزو! لِلّٰہ انصاف!۔ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں علم کو ترکہٴ انبیا اور عُلما کو ان کا وارث قرار دیا ـــــ ذرا دیکھو تو وہ علم یہی ہے جس میں تم سراپا منہمک۔ یا وہ جسے تم بایں بے پرواہی واِستغنا تارِک ؟ بھلا ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث بننا اچھا، یا ابن سینا وفارابی کا فُضلہ خوار ؟ ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا۔

عزیزو! شیطان اِن قوم کے کان میں پھونک دیتا ہے۔ کہ؛ عمر صرف کرنے کے قابل، یہی علومِ فلسفیہ ہیں کہ ان کے مدارِک عمیق، اور مسَالِک دقیق۔ جب یہ آگئے تو علوم دینیہ کیا ہیں۔ ادنیٰ توجہ میں پانی ہو جائیں گے۔

حالانکہ واللہ محض غلط ـــــ تمھیں ان علومِ ربّانی کا مزہ ہی نہیں پڑا۔ ورنہ جانتے کہ علم یہی ہیں اور جو غموض ودِقّت ولطف ونزاکت اِن میں ہے اس کا ہزاروں حِصّہ وہاں نہیں ـــــ مگر کیا کیجیئے کہ ع اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِّمَا جَهِلُوْا

اچھا نہ سہی ـــــ مگر کیا نفیس تدقیق، عمدہ تحقیق ہے کہ ہزاراں برس گزرے آج تک کوئی بات مُنَقَّح نہ ہوئی ـــــ لوگ کہتے ہیں تلاحُقِ آراسے علم نُضج پاتے ہیں۔ وہاں اس کے خِلاف ـــــ

ع ـــــ شُد پریشاں خوابِ شاں از کثرتِ تعبیرہا

سَلف خَلف میں جسے دیکھئے کیا چمک چمک کر تقریریں کرتا ہے گویا حقِ ناصح اِس کی بغل سے نکل کر کہیں گیا ہی نہیں ـــــ جب دوسرا آیا، اس نے نئی ہانک سُنائی۔ اگلے کی عقل اوندھی بتائی۔ یوہیں یہ سلسلہٴ بے تمیزی لَا تَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ چلا جاتا ہے، اور چلا جائیگا۔ کچھ محقق ہو سکا نہ ہرگز ہو ؎

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت ٭ رفت ومنزل بہ دیگرے پرداخت

کہیے پھر اِس "کاد، کاد" کا کیا محصّل نکلا؟ اور کون سا نتیجہ دامن میں آیا؟ — دمِ مرگ جب دیکھیے تو ہاتھ خالی ؏ جہل تھا جو کچھ کہ سیکھا، جو پڑھا افسانہ تھا
ایک فلسفی نزع میں ہاتھ ملتا، اور کہتا تھا، عمر کھوئی کچھ تحقیق نہ ہو پایا سوا اس کے کہ: ہر ممکن محتاج ہے اور امکان امرِ عدمی۔ دنیا سے چلا اور کچھ نہ ملا۔

اور دوسرا امر — یعنی علوم دینیہ اِس کے ذریعہ سے خود آجانا — ایسا باطل فضیح ہے جسکی واقعیت تمھارے اَذہان کے سِوا کہیں نہ ملے گی — حاش للہ! کام پڑے، دام کھلتے ہیں — دس مسائل دینی پوچھے جائیں، اور کوئی فلسفی صاحب اپنے تفلسُف کے زور سے ٹھیک جواب دے دیں تو جانیں — یوہیں تو زبان کے آگے بارہ ہل چلتے ہیں ؏ کس نگوید کہ دُوغِ من ترش است

عزیزو! یہ درس کہ اِن بلاد میں رائج، احمق اسے مُنتہائے علم سمجھتے ہیں — حاشا، کہ وہ ابتدائی علم بھی نہیں — اس سے استعداد آنا منظور ہے — رہا علم؟ — ہیہات! ہیہات! ہنوز دلّی دور ہے — ؏ — بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

طالبِ علم بے چارہ شِفا، اشارات سب لپیٹ گیا اور یہ بھی نہ جانا کہ "اصولِ دین" کو کیوں کر سمجھوں؟ اور خدا و رسول کی جناب میں کیا اعتقاد رکھوں؟ — اگر کچھ معلوم بھی ہے تو سُنی سُنائی تقلیدی — پھر حلال و حرام کا تو دوسرا درجہ ہے۔

افسوس واضعِ درس نے کتبِ دینیہ گنتی کی رکھیں کہ طلبہ خوض و غور کے عادی ہو جائیں اور ازاں جا کہ ابھی عقل پختہ نہیں لہٰذا ایسی چیزیں مشق ہو جس کی اُلٹ پلٹ نقصان نہ دے — مگر وہ ہو رہی اُلٹی — کہ انھیں لِمَ وَلَا نُسَلِّمُ کی آفت چڑگئی — اور جز تسلیمی پر کہ مدارِ ایمان ہے قیامت گزر گئی۔

عزیزو! — احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبّان، حاکم، بیہقی، عَبد بن حُمَید، بغوی باسانید صحیحہ **اَبُوھُرَیْرَہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِیْئَۃً نُکِتَتْ فِیْ قَلْبِہٖ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فَاِنْ ھُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُہٗ — وَاِنْ عَادَ زِیْدَ فِیْھَا حَتّٰی تَعْلُوَ عَلٰی قَلْبِہٖ — وَھُوَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللہُ تَعَالٰی ۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ٥

جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اس کے دل میں ایک سیاہ دھبّا پڑ جاتا ہے۔ پس اگر وہ اس سے جُدا ہو گیا اور توبہ استغفار کی تو اس کے دل پر صیقل ہو جاتی ہے — اور اگر دوبارہ کیا تو اور سیاہی بڑھتی ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چڑھ جاتی ہے — اور یہی ہے وہ زنگ

جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ : یوں نہیں! بلکہ زنگ چڑھا دی ہے ان کے دلوں پر اُن گناہوں نے کہ وہ کرتے تھے۔

دیکھو! ایسا نہ کہ یہ فَلْسَفَۂ مُزَخْرَفَہ تمہارے دلوں پر زنگ جما دے کہ پھر علومِ حقّۂ صادقہ ربانیہ کی گنجائش نہ رہے گی۔ کہتے یہ ہو کہ اس کے آنے سے وہ خود آجائیں گے۔ حاشا! جب یہ دل میں پیر گیا وہ ہرگز سایہ تک نہ ڈالیں گے۔ کہ وہ محض نور ہیں، اور نور نہیں چمکتا مگر صاف آئینہ میں۔

عزیزو! اسی زنگ کا ثمرہ ہے کہ مُنْہمکانِ تَفَلْسُف علومِ دینیہ کو حقیر جانتے، اور علمائے دین سے اِستہزا کرتے۔ بلکہ انھیں جاہل، اور لقبِ علم اپنے ہی لئے خاص، سمجھتے ہیں۔

اگر آئینۂ دل روشن ہوتا تو جانتے کہ وہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث ونائب ہیں۔ وہ کیسی نفیس دولت کے حامل وصاحب ہیں جس کے لئے خدا نے کتابیں اتاریں، انبیا نے تفہیم میں عمریں گزاریں۔ وہ اسلام کے رُکن ہیں۔ وہ جنت کے عماد ہیں۔ وہ خدا کے محبوب ہیں۔ وہ جانِ رَشاد ہیں۔ رہا ان کے ساتھ اِستہزار، اس کا مزہ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

عزیزو! نفسِ خود پسند آزادانہ اَقْوَالْ کا مزہ پاکر بھول گیا۔ اور قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو دل کا سرور، آنکھوں کا نور ہے اُسے بھول گیا۔

ہیہات! کہاں وہ فن جس میں کہاں جائے میں کہتا ہوں۔ یا نقل بھی ہو تو: ابن سینا گفت۔ اور کہاں وہ جس میں کہا جائے خدا فرماتا ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ جتنا میں اور مصطفیٰ میں فرق ہے اُتنا ہی اِس اقول وقال اور دونوں علموں میں۔ کیا خوب فرمایا عالمِ قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

كُلُّ الْعُلُومِ سِوَى الْقُرْآنِ مَشْغَلَةٌ ٭ إِلَّا الْحَدِيثَ وَإِلَّا الْفِقْهَ فِي الدِّينِ
اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا ٭ وَمَا سِوَى ذٰلِكَ وَسْوَاسُ الشَّيَاطِينِ

؎ آنچہ قال اللہ و قال الرسول ٭ فضلہ یاشد، فضلہ می خواں اے فضول

عزیزو! خدارا غور کرو! قبریں، حشر میں تم سے یہ سوال ہوگا کہ عقائد کیا تھے؟ اور اعمال کیسے؟ یا یہ کہ، کلی طبعی خارج میں موجود ہے یا معدوم؟ ۔ اور زمانہ غیر قار وحرکۃ بمعنی القطع کائن فی الاعیان ہیں، یا آن سیّال وحرکت بمعنی التوسّط سے موہوم؟۔

عزیزو! میں نہیں کہتا کہ منطق اسلامیاں۔ ریاضی۔ ہندسہ وغیرہا اجزائے جائزہ فلسفہ۔ نہ پڑھو! پڑھو مگر بقدرِ ضرورت۔ پھر ان میں انہماک ہرگز نہ کرو۔ بلکہ اصل کار علومِ دینیہ سے رکھو۔ راہ یہ ہے۔ اور آئندہ کسی پر جبر نہیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

وَقَعَ الْفَرَاغُ مِنْ تَسْوِيدِ هٰذِهِ الاوراق لسبعٍ خلون من الشھر السابع، من العام الرابع، من المائة الرابعة، من الالف الثانی، من ہجرۃ سراج الافق، امام الخلق، نبیّ الرفق، ذی العلم الحق، الحکیم الربّانی۔ صَلواتُ اللہ تعالٰی وَسَلامُہ عَلیہ وَعلٰی اٰلِہٖ وصحبِہٖ وکلّ مُشْتَاقٍ اِلَیہِ

برحمتك یا ارحم الراحمین ۝ والحمد للہ ربّ العٰلمین ؛

واللہ تعالٰی اعلم۔ وعلمہ جلّ مجدہٗ اتم واحکم

کتبہ عَبدہ المذنب اَحْمَدُ رَضَا البریلوی

عُفِیَ عَنہُ بِمُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰے النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم

لِلّٰہِ دَرُّ الْمُجِیْبِ حَیْثُ اَتٰی بِتَحْقِیْقٍ اَنِیْقٍ

نمقہ العبد المذنب الاوّاہ محمّد لطف اللہ

رسول اللہ
خادم شریعت
مفتی
محمّد لطف اللہ
ہجری
۱۲۹۸

بلاشبہ مضامین رسالہ منطق الجدید جو مجیب مصیب نے نقل کیے اس پر خلاف شرع شریف۔ اور مخالف عقائد حقہ اہل اسلام سلفاً وخلفاً ہیں۔ اور مُجیب مُصیب نے قباحتیں اور شناعتیں اس کی بوجہ اَحْسَن بیان فرمائیں۔ جَزَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

محمّد احمد
۱۲۸۴ھ
ارشاد حسین

لہ یعنی ہفتم شہر رجب ۱۳۰۴ھ ہجریہ، علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ۱۲ سلطان احمد خان عفا عنہ اللہ

اطائب الصَّیّب
علیٰ
ارض الطیّب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نصر المقلدین للائمۃ المجتہدین بالاحسان فی الدین علی الطغام المارذین واظہر عجز المفسدین وجہل الابلدین الغیر الفارقین بین الدائن والمدین والصلاۃ والسلام علی سید الانام سند الکرام وآلہ العظام وصحبہ الفخام وائمۃ الاسلام والاولیاء الاعلام المتصرفین باذنہ فی الارواح والاجسام وعلینا بھم یاذالجلال والاکرام۔ امین۔

بعد حمد وصلاۃ حضرت عظیم البرکۃ، صاحب حجتِ قاہرہ وصولتِ باہرہ وتصانیفِ زاہرہ مجدد المائۃ الحاضرۃ تاج الفقہاء، غیظ السفہاء، محمود الکملاء، محسود الفضلاء ماحی الفتن، حامی السنن، زین الزمن، بحر شریعت بحر طریقت، ناصر ملت، حضرت عالمِ اہلسنت دام ظلہٗ ومدّ فضلہ وکثرت احبارہ وکسرت اعدارہ بالنبی الکریم علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آخر رسالۂ فیض مقالہ "ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار" میں تمیز سنّی ووہابی کے لیے چند کلماتِ مجملہ ارشاد فرمائے کہ جوان کو مانے وہابیت سے پاک ہو سنّی بن جائے ازانجملہ فرمایا (۴) تقلیدِ ائمہ فرض قطعی ہے بے حصولِ منصب اجتہاد اس سے روگردانی گمراہ بددین کا کام ہے غیر مقلدین مذکورین اور ان کے اتباع واذناب کہ ہندوستان میں نامقلدی کا بیڑا اٹھائے ہیں محض سفیہان نامشخص ہیں ان کا تارکِ تقلید ہونا اور دوسرے جاہلوں اپنے سے بھی اجہلوں کو ترکِ تقلید کا اغوا کرنا صریح گمراہی وگمراہ گری ہے۔

(۵) مذاہب اربعہ اہل سنت سب رشد وہدایت ہیں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے عمر بھر اسی کا پیرو رہے کبھی کسی مسئلے میں اس کے خلاف نہ چلے وہ ضرور صراطِ مستقیم پر ہے اس پر شرعاً کوئی الزام نہیں، ان میں سے ہر مذہب انسان کے لئے نجات کو کافی ہے۔ تقلید شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ ضالین متبع غیر سبیل المؤمنین ہیں۔ (۶) متعلقات انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء مثل استعانت ونداء وعلم وتصرف بعطائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات واحیاء میں نجدی ودہلوی اور ان کے اذناب نے جو احکام شرک گڑھے اور عامہ مسلمین پر بلاوجہ ایسے

ناپاک حکم جڑے یہ ان گمراہوں کی خباثت مذہب اور اس کے سبب انہیں استحاق عذاب وغضب ہے۔ ایک بزرگوار تقریباً تیس سال سے خاکی رام پور ہیں۔ زبان عوام میں "مولوی طیب عرب" کے نام سے مشہور ہیں یہیں کچھ پڑھا پڑھایا، انقلابِ زمانہ نے پرنسپل بنایا، بیس برس ہوئے ۱۳۰۰ھ سے پہلے حضرت عالم اہلسنت دام ظلہ رام پور تشریف لے جاتے، اس زمانہ عرب صاحب کچھ ایسی ہی شد بُد جانتے اور کج مج عربی بول لیتے، خدمتِ اقدس میں اکثر حاضر آتے یہی ہندوستانی انگرکھا وغیرہ پہنتے ہوتے مگر عرب کہلانے کے باعث حضرتِ والا اعزاز فرماتے ہاں اس وضع کے سبب قلب میں اندیشہ تھا کہ دیکھئے ہندوستان کا پانی عرب صاحب پر کیا اثر ڈالے۔ ابھی تو افضل البلاد کی وضع بدلی ہے آگے کیا کچھ پر پُرزے نکالے۔ جب ۱۳۰۲ھ میں جناب منشی محمد فضل حسن صاحب مرحوم مغفور نے انتقال فرمایا حضرت کا رام پور تشریف لے جانا نہ ہوا کہ ان سے قرابتِ قریبہ داعی زیارت تھی اور جس بندۂ خدا کو فضل الٰہی تمام امصار واقطارِ ہند کے علاوہ بنگالہ وکشمیر و برہما وغیرہا ملکوں کا مرجع فتویٰ بنائے اسے بے ضرورت سفر کی کب فرصت تھی جب سے عرب صاحب کا کچھ حال نہ ملا مگر ادھر حضرتِ والا کی فراستِ صادقہ کا رنگ کھلا، پرنسپلی نے زور لگایا، عرب صاحب کو مجتہد بنایا، وہ رسالہ مبارکہ کہیں ان بزرگوار نے بھی مطالعہ کیا، تقلیدِ ائمہ کو فرضِ قطعی دیکھ کر نئی مجتہدی کا ننھا سا کلیجہ دھک سے ہو گیا حضرتِ والا کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھا۔ یہاں سے جواب مع دلائل صواب کا اضافہ اور مجتہدی کی قلعی کھولنے کو بعض سوالات کا اضافہ ہوا عرب صاحب نے جواب تو عاجزانہ قبول کیا مگر سوالوں کا جواب اصلاً نہ دیا بلکہ دوسرے مسئلۂ تصرفِ اولیائے کرام میں سوال کا راستہ لیا۔ ادھر سے اس کے جواب کا بھی افادہ اور دربارۂ تقلید سلسلۂ سوالات زیادہ ہوا۔ اب عرب صاحب سو گئے۔ ان سوالوں کو پانچ، اِن کو تین مہینے ہو گئے۔ آخر ادھر سے تقاضائے جواب ہوا۔ عرب صاحب کو پیچ وتاب ہوا تہذیب کے رنگ بدل گئے، بھرے بیٹھے تھے ابل گئے، کذب وجہل سے کام لیا مگر روز موعود گزرا جواب نہ دیا، یہاں فضل اللہ ہے، ایسوں ویسوں کی کیا پرواہ ہے، اکناف واقطار سے ہزاروں مستفیدانہ پوچھتے فیض پاتے ہیں جو معاندانہ الجھے منہ کی کھاتے ہیں، روز افزوں فضلِ باری ہے یہی کارخانہ جاری ہے، ایسوں کا مخاطبہ کیا شئے تھا کہ قابلِ اشاعت سمجھا جاتا، خصوصاً وہ خوش فہم جنہیں بدیہیات کا بھی ادراک نہیں، تنبیہ کے بعد بھی احتیاج تامل سے انفکاک نہیں، حضرات ناظرین ازالۃ العار کی عبارت آپ کے پیشِ نظر ہے ملاحظہ ہو کہ نمبر (۴) میں مطلق تقلید بے تخصیص وتقلید جلوہ گر ہے، تقلید خاص کے بیان میں مستقل جداگانہ پانچواں نمبر ہے۔ یہ مجتہد صاحب ایسے سلیس اردو کلام، جدا جدا نمبر تک کے انتظام کو نہ سمجھے اور خط اول میں پوچھنے بیٹھے کہ آپ تقلید کی کونسی قسم کو فرض قطعی فرماتے ہیں، (دیکھو اس رسالہ کا ص۶)

آخر حلیمانہ جواب عطا ہوا کہ ہم مطلق تقلید کو فرض قطعی بتلاتے ہیں (دیکھو ص۱۵) اس پر بھی دوسرے خط میں بولے کہ مجھے آپ کے جواب میں غور وتامل کرنے سے یہ کھلا کہ آپ نے وہاں مطلق کا حکم لکھا (دیکھو ص۲۳) انا للہ وانا الیہ راجعون

ع چہ خوش چرا نباشد آخر نہ اجتہاد ست ؎ مگر معتمدین سے خبر مسموع ہوئی کہ مجتہد صاحب کو خود اپنی تشہیر مطبوع ہوئی۔ اس بارے میں اور ان کی کوئی تحریر چھپنی شروع ہوئی۔ دو چار ہی دن جاتے ہیں کہ وہ نامطبوع مطبوع ہوئی اس

پر یہاں بھی احباب نے مناسب جانا کہ خطوط بعینہا شائع ہوں کہ ناظرین اصل واقعے پر مطلع ہوں، اگر مجتہد صاحب نے کچھ غیرت اجتہاد سے کام لیا، تحریر میں تمام سوالات سے جواب دیا فبہا، یہ رسالہ بعونہ تعالےٰ رسالۂ جواب کا مقدمہ ممہد ہوگا اور اگر جوابوں سے راہ کترائی، میز بحری بچائی، خارجی باتوں میں اڑان گھائی بتائی تو یہی رسالہ ان کی تحریر کا پیشگی رد ہوگا کہ حضرت پہلے سوالات کا جواب دیجئے اس کے بعد کچھ کہنے کا نام لیجئے لہٰذا توکلاً علی اللہ یہ رسالہ جمع کیا اور عموم فائدہ کو خطوط کا سلیس ترجمہ کر دیا۔ الصلوٰۃ والسّلام علیٰ نبی الھدیٰ وآلہ وصحبہ دائماً ابداً۔

خط اول عرب صاحب بنامِ نامی حضرت عالم اہلسنت مدظلہ السّامی

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الی حضرۃ الفاضل العلامۃ الشیخ احمد رضا مدظلہ العالی

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ بعد السؤال عن عزیز خاطرکم نعرفکم باناقد اطلعنا فی بعض تصانیفک انک تقول ان التقلید فرض قطعی فتعبت وحق لی ان اتعجب لانی قد قضیت نحوا من ثلثین سنۃ فی خدمۃ طلبۃ العلم فلم اھتد الی استحباب التقلید فضلا من وجوبہ فکیف بفرضیتہ لا مطلقًا بل فرضیتہ قطعیتہ فلھٰذا ارغب الیک ان تعلمنی ادلۃ ذلک وعین لی ان ای قسم من اقسام التقلید کیف یحصل لہ ابتقلیدہ او باجتھاد ثم اخبرنی کیف یختار احد المجتھدین ابتقلید ام باجتھادھٰذا، واللّٰہ یھدینا وایاکم الی سبیل الرشاد

محمد طیب۔ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ از رامپور

ترجمہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ط

بارگاہ فاضل علامہ حضرت احمد رضا مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ پرسشِ مزاج گرامی کے بعد ہم جناب کو معرفت کراتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بعض تصنیفوں میں آپ کا یہ قول دیکھا کہ تقلید فرض قطعی ہے اس سے مجھے تعجب ہوا اور مجھے سزاوار تھا تعجب کروں اس لئے کہ میں نے تیس برس کے قریب طالب علموں کی خدمت میں گزاری، مجھے تقلید کو مستحب جاننے کی ہدایت نہ ہوئی چہ جائے وجوب پھر کہاں فرضیت وہ بھی مطلق نہیں بلکہ فرضیت قطعیہ اس وجہ سے میں آپ کی طرف آرزو لاتا ہوں کہ مجھے اس کے دلائل تعلیم فرمایئے اور معین کیجئے کہ تقلید کی کونسی قسم فرض قطعی ہے پھر مجھے بتلایئے کہ مجتہدوں

میں سے کسی کو کیونکہ اختیار کرے؟ آیا تقلید سے یا اجتہاد سے؟ بات یہ ہے اور اللہ ہیں اور آپ کو راہ ہدایت دکھائے
محمد طیّب ۱۴ رجادی الثانی ۱۳۱۹ھ از رام پور

مفاوضہ اول از حضرت عالم اہلسنّت مدظلہ الاکمل بجواب خط اول

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الی الفاضل الکامل الشیخ محمّد طیب المکی سددہ اللّٰہ بقلب ملکی اما بعد فانی احمد اللّٰہ الیک، سلام علیک وصل الکتاب وحصل الخطاب، غب ما طال امد، وزال ابد، وظن الوداد ان قد نفد، او کان قد، ومما یسران التخاطب فی امر دینی، والسوال عن فرض یقینی فاحببت الجواب رجاء للثواب، واظهار للصواب، وقضاء لحق اخوة الاحباب ولو انک یا اخی رجعت فی ھذا الی الکلام المبین لاغناک عن مراجعة مثلی من المقلدین کما به تغنیت فیما تمنیت من الائمة المجتهدین، رضوان اللّٰہ تعالٰی علیهم اجمعین الم تر الی ربک کیف یقول وقوله الحق وما کان المؤمنین لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون نقد فرض التفقه فی الدین واعفی منه عامة المؤمنین ولم یترک احدا منهم سدی فانما ارشد للتقلید من اهتدی الم تعلم ان اللّٰہ علی خلقه فرائض لا تترک ومحارم لا تنتهب وحدودا من تعداها فقد ظلم وهلک وتکلها اوجلها شرائط وتفاصیل لا یهتدی الیها الا قلیل وما یعقلها الا العالمون فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون بل لو رجعت الی نفسک لا لغنیت عندک هذا کمثل امسک وانا اجیرها باللّٰہ ان تبهت اوزکا براوتتعامی من البدر وهو زاهر سلها اهل للّٰہ سبحٰنه تعالٰی علی العباد ما لا یدرک علمه او ل ما یدرک الا بنص او اجتهاد فان ابت نتکرا انت وان سلمت سلمت واسلمت فسلها اترین الناس کلهم عالمین بما لهم وعلیهم من امور الدین لاحاطتهم جمیعا بمعانی النصوص واقتدارهم

طرا على استنباط المسكوت عن المنصوص فان عميت فقد عميت وان احجمت فقد هديت
نسلها عن الذين لا يعلمون ولا يبصرون ولا على الاجتهاد يقتدرون اولئك متروكون
سدى فان انعمت فقد ضللت الهدى وان ابصرت فانكرت فسلها ما لهم
من السبيل الى ان يعلموا احكام الجليل اان يروا بانفسهم وهؤلاء يبصرون
ولا يستنبطوا وهم لا يقدروا او يرجعوا الى العلماء المرشدين فيعتمدون عليهم
فى امور الدين ويعملوا بقولهم منقادين فان بالاول اجابت فقد بهتت و
خابت لا يكلف الله نفسا الا وسعها وان ابت وابت الى الاخر اصابت وقد
وجدت ضالة ضلت بعها ثم من العجب سؤلك عما لا يسأل عنه مثلك
ان علم المكلف بفرضية التقليد كيف يحصل له اباجتهاد او بتقليد فلقد
قصرت ولا قصر وزعمت الحصر حيث لا حصر اما علمت ان الضرورى فى علمه
عن هما جميعا لغنى اليس ان كل مسلم يعلم ضرورة من الدين علما لا يخالطه
ظن ولا تخمين ان لله عليه فرائض ومحرمات وحدودا وتكليفات ويعلم منهم
من لا يعلم علما وجدانيا ان لا يعلم وانه لا يقدر ان يعلم الا ان يعلم و
يعلم ان براءة ذمته الا بالعمل ولا عمل الا بالعلم ولا علم الا لمن تعلم فينقدح
فى ذهنه بداهة ان عليه سؤال من اذا سئل هدى وعلم وهذا سيدنا رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم قائلا وقوله اصدق مقال الا سألوا اذا
لم يعلموا فانما شفاء العى السؤال وقد تواتر ذلك من لدن الصحابة
رضى الله تعالى عنهم وهلم جرا تواتر كتابة الصلوات وسائر المكتوبات
علانية وجهرا بل هو امر مجبول عليه اجيال البشر من امن منهم ومن كفر
فترى عوام كل فرقة تأتى علماءها واحبارها وتسأل دواء داء جهلها من
تحسبهم اطباءها علما من لديهم بانه القاضى ما عليهم فاسألهم بتقليد
كان ام باجتهاد فسيأتيك بالاخبار من لم تزوده بالازواد او انت بنفسك
انبئنى من قولك لى ارغب اليك ان تعلمنى وانا اعاذ بالله ان يكون
سؤلك سؤل متعنت عنيد بل سؤل طالب للحق مستفيد فباجتهاد اتيتنى
ام بتقليد فان الامر دين والعبث فيه من صنيع المفسدين فليس عن اعتقاد
حكم محيد ولا اعتقاد الا عن منشاء سديد وقد الحصر فى الاجتهاد والتقليد

ثم اذ لم تهتد وانت تخدم الطلبة منذ ثلثين عاما الدليل يدلك على استحباب التقليد فضلا من وجوبه فضلا عن افتراضه قطعا وابراما فسواء عليك ان يكون عندك حكم فى القضية من تحريم اوكراهة او اباحة شرعية اوانت شاك فيما هنالك اوشاك وشاك فى انك شاك ايًّا ما كان فلا محيد لك من تجويز جواز ترك التقليد وتلقى الاحكام من الكتاب المجيد لكل عامى جهول بليد لايعرف الغث من السمين ولا الشمال من اليمين ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور اذ لولاه لما اعتراك شك شائك فى وجوب التقليد على اولئك فضلا عن الاستحباب فضلا عن الزام الاجتناب فضلا عن التيقن الكذاب بخصوص نوع من اضداد الايجاب ولاريب لن يستقيم لك ذلك الا باحد مسلكين من اشنع المسالك موقعين السالك فى اسوء المهالك نعم ان الناس عن اخرهم من اهل الاجتهاد فى جل ما يحتاجون اليه فلهم يدان باستنباط الاحكام او ابتداع سبيل اخرالى تعرفها غير التقليد والاجتهاد فيعلمون من دون علم ولا استعلام وانا اعيذك برب المشرقين ان تقول بشئى من هذين الشططين وان وجدت احدا من رعاع الجاهلين يتفوه بمثل الباطل المبين فالله الله خذ بيده والى استعلاج الدماغ ارشده واهده فقد اخذه جنون والجنون فنون الدين نصح والنصح يثيب والطيب اللبيب الحاذق الاريب الاجمل منك قريب دع عنك العوام نبئنى من نفسك فى تلك الاعوام كيف عبدك الله وعاملت العبيد اباجتهاد ام بتقليد وعلىٰ كل فالانسان على نفسه بصيرة ولو القى معاذيرة هل انت من شروط الاجتهاد على قادر عليه ام عاجز خلى على الاخر ما انت و ايش انت حتى لايجب عليك التقليد ايسوغ الاجتهاد لعاد بليد عاثر باثر ذى عى شديد هل هو الا غى بعيد ام لتعرف الاحكام سبيل جديد وها انت حاضرة فى اجتهاد وتقليد وعلى الاول هل يسوغ لك الاجتهاد فى جميع غصون الشرع ام فى بعض دون بعض من فنون الاصل والفرع على الاخير ما انت فيه مجتهد فعين وما لا فسبيلك فيه فبين وعلى الاول بل هو المتعين، عليه المعول اذ لو لم يحل لك الاجتهاد فى جميع المواد لوجب التقليد فى بعض الفنون

وبالخلو من اهتد انه لم ترحل سنون تیا قریب مالك و رقیب ابن ادريس هات هنيهاك وافتح الكيس فأت بعشر صور مفتريات من مسائل فقه اجتهاديات تكون انت ابا عذرها لا تستند باحد فى بناء جدرها لا فى بطن ولا فى ورد ولا فى صدر ولا فى جرح ولا تعديل ولا تفريع ولا تأصيل فيظهر الحق ويزول الغرور لا يغرنك بالله تعالى الغرور وكأنى بك مسترشد اما وعيت ان القيت السمع وانت شهيد ان كلامی کان فی نفس التقلید من حیث هو لا اثر فيه للتقييد فلا معنى للسوال عن خصوص نوع وتعيينه وما بان مجملا وما كان مجملا فما الاقتراح لتبيينه اما ان المكلف هل يتخير ام يخير فبحث أخر والكلام فيه فاش مشتهر ولهما ثالث فى التزام والكل خارج عن هذا المرام فاياك ثم اياك ان تخلط الكلام وتخرج المقال عن النظام وعليك بالانصاف خير الاوصاف، فان رأيت ما التمسته انت ولم يأتك بدء انه هو الطريق القويم فذاك المأمول من طبعك السليم وودك القديم ولا فانى اعوذ بربي وربك ان تكابر تحقيقًا وتدابر صديقا وان ابيت فما انا بأت ما اتيت ولعلك تجد من يجاری بمثل ولا يمل مكابرة ولا يخشى مدابرة والله الهادی وله الحمد فى الاولى والأخرة وصلى الله تعالى على سيّدنا ومولانا الامان الامين فاتح الخلق وخاتم النّبيين محمّد شارع الاجتهاد للماهرين وأمر التقليد للقاصرين وعلى اٰله الطاهرين وصحبه الظاهرين ومجتهدی ملته والمقلدين لهم باحسان الى يوم الدين وبارك وسلم ابد الأبدين اٰمين اٰمين والحمد للّٰه رب العٰلمين

كتبه عبده المذنب احمد رضا البريلوی
عفی عنہ بمحمد ن المصطفٰی النبی الامی صلی اللّٰہ تعالٰی
علیہ وسلم لعشرین بقین من جمادی الاٰخرۃ
سنہ ۱۳۱۹ھ

ترجمہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

بنام فاضل کامل شیخ محمد طیب مکی سددہ اللہ بقلب ملکی

بعد حمد وصلوٰۃ میں آپؐ سے حمد الٰہی بیان کرتا ہوں۔ سلام علیک۔ خط آیا، مخاطبہ لایا۔ بعد اس کے کہ ایک زمانہ گزرا اور مدت درازنے انقضا پایا اور دوستی نے گمان کرلیا تھا کہ جاچکی یا اب گئی اور ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ گفتگو ایک امر دینی میں ہے اور ایک فرض یقینی سے تو میں نے جواب دینا چاہا، بامید ثواب واظہار صواب وادائے حق محبت احباب، برادرم اگر آپ اس معاملے میں قرآنِ عظیم کی رجوع کرتے تو مجھ جیسے مقلد کیجانب رجوع کی حاجت نہ ہوتی جیساکہ آپ اپنے خیال میں قرآن فہمی کے باعث حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بے نیاز ہوگئے ہیں، آپ نے دیکھا کہ آپ کا رب کیا فرما رہا ہے اور اسی کا قول سچا ہے۔ وما کان المؤمنین لینفروا کافۃ الآیۃ یعنی مسلمان سب کے سب تو باہر جانے سے رہے تو کیوں نہ ہوا کہ ہر گروہ سے ایک ٹکڑا نکلتا کہ دین میں فقہ سیکھے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ خلاف حکم کرنے سے بچیں تو اللہ تعالےٰ نے فقہ سیکھنا فرض فرض فرمایا اور عام مؤمنین کو اس سے معاف فرمایا اور مہمل اور آزاد کسی کو نہیں رکھا ہے تو ضرور اہلِ ہدایت کو تقلید ہی کا ارشادؐ ہوا ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ عزوجل کے لئے اپنی مخلوق پر کچھ فرض ہیں کہ چھوڑنے کے نہیں کچھ حرام ہیں کہ حرمت توڑنے کے نہیں، کچھ حدیں ہیں کہ جو ان سے آگے بڑھے ظالم ہوا اور ہلاکت میں پڑے، اور ان سب یا اکثر کے لئے شرطیں اور تفصیلیں ہیں جنہیں گنتی ہی کے لوگ جانتے ہیں اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو تو اہلِ ذکر سے مسئلہ پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ بلکہ آپ اپنی عقل ہی کی طرف رجوع لاتے تو اپنی اس آئندہؐ کل کو گذشتہ کل کی طرح پلٹتے اور میں آپ کی عقل کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اس سے کہ انہوئی جوڑے یا ڈھٹائی کرے یا چمکتے چاند ماہِ تمام سے اندھی بنے اپنی عقل ہی سے پوچھئے کیا اللہ تعالیٰ کے لئے بندوں پر کچھ ایسے احکام ہیں یا نہیں کہ ابتداءً ان کا علم بغیر تصریح شارع یا اجتہاد مجتہد کیحاصل نہیں ہوتا۔ اگر وہ انکار کرے تو واجب الانکار شناعت لائی اور اگر مانے تو سلامت رہی اور طاعت لائی۔ اب اس سے پوچھئے کیا تیرے خیال میں تمام آدمی حلال وحرام وناجائز وواجب دین کے جتنے احکام ان پر ہیں سب کے عالم ہیں نصوص شریعت کے معانی کا سب کو احاطہ ہے، منصوص سے مسکوت کا حکم پیدا کرنے پر سب کو قدرت ہے پس اگر وہ تعمیم کرے تو یقیناً اندھی ہے اور اس سے باز رہے تو ضرور مہتدی ہے۔ اب اس سے ان کا حکم پوچھئے جنہیں نہ علم ہے نہ بصیرت نہ اجتہاد کی قدرت کیا وہ شتر بےؐ مہار بنا کر چھوڑ دیئے گئے ہیں؟ اگر ہاں کہے تو قطعاً گمراہ ہوئے

۱؎ یہ مزاج پرسی کے جواب میں شکر الٰہی کا اظہار ہے ۱۲۔ مترجم۔ ۲؎ یعنی جب احکام الٰہیہ ہر عام وعامی پر ہیں، آزاد کوئی نہ چھوڑا گیا اور فقہ سیکھنے کو صاف فرمادیا کہ سبھی نہیں ہوسکتا ہر گروہ سے بعض اشخاص سیکھیں اور اپنی قوم کو احکام بتائیں کہ وہ مخالفتِ حکم سے بچیں تو صاف صاف عام لوگوں کو ان فقیہوں کی بات پر چلنے کا حکم ہوا اور اسی کا نام تقلید ہے جس کی فرضیت قرآن عظیم کی نص قطعی سے ثابت ہوئی ۱۲۔ ۳؎ آئندہ کل کا حال مخفی ہے اور گزشتہ کا ظاہر یعنی دل ہی میں سوچتے تو تقلید کی فرضیت کہ آپ پر مخفی ہے ظاہر ہوجاتی ۱۲ مترجم

۴؎ یعنی ان پر شریعت کے کچھ احکام نہیں ۱۲ مترجم

اور اگر آنکھ کھولے بے مہاری سے انکار کرے تو اب اس سے پوچھے کہ اُن کے لئے احکامِ الٰہی جاننے کی کیا سبیل ہے آیا یہ کہ خود دیکھیں حالانکہ وہ نگاہ نہیں رکھتے، اجتہاد کریں حالانکہ قدرت نہیں رکھتے یا یہ کہ ہدایت وارشاد والے علما کی طرف رجوع لائیں، امورِ دین میں ان پر اعتماد کریں جو وہ فرمائیں مطیع ہوکر اس پر کاربند رہیں۔ اگر جواب میں پہلی بات کہی تو یقیناً بہتان اٹھاتی ہے اور نامراد رہی، اور اگر اس سے انکار کرکے دوسری طرف پلٹی تو راہ صواب پر آئی اور جس گم شدہ کا مکان نہ جانتی تھی اس کی ملاقات پائی پھر عجب بات ہے آپ کا ایسے امر سے سوال جسے آپ جیسا دریافت نہ کرتا کہ مکلف کو تقلید فرض ہونے کا علم اجتہاد سے ہے یا تقلید سے، آپ نے قصر کیا اور قصر نہ تھا اور حصر سمجھے جہاں حصر نہ تھا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ بدیہی بات اپنے جاننے میں ان دونوں سے یکسر بے نیاز ہے۔ کیا ہر مسلمان بالبداہۃ ایسے یقین سے جس میں کسی گمان وتخمین کی آمیزش نہیں اپنے دین کا یہ حکم نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل کے لئے اس پر کچھ حق ہیں کچھ حرام کچھ حدیں ہیں کچھ احکام، اور ان میں جو جاہل ہے وہ اپنے وجدان سے جانتا ہے کہ جاہل ہے اور یہ کہ جب تک اسے بتایا نہ جائے خود جان لینے سے عاجز ہے اور خوب جانتا ہے کہ بے عمل کئے چھٹکارا نہیں اور بے علم عمل کا یارا نہیں اور بے سیکھے علم نہ آئے گا تو بداہۃً اس کے ذہن میں خود آجائے گا کہ اس پر ایسے سے پوچھنا لازم ہے جو مسئلہ بتا کر ہدایت فرمائے اور یہ ہیں ہمارے مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہوئے اور ان کا ارشاد ہر قول سے زیادہ سچ ہے ؕالا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال؎ یعنی کیوں نہ پوچھا جب خود نہ جانتے تھے کہ عجز کا علاج تو سوال ہی ہے۔ اور بیشک وہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے آج تک برابر فرضیت نماز ودیگر فرائض کی طرح علانیہ وظاہر متواتر ہے بلکہ وہ ہر انسان کی جبلی بات ہے خواہ وہ مؤمن ہے خواہ کافر ہے لہٰذا ہر گروہ کے عوام کو دیکھوگے کہ اپنے یہاں کے اہل علم ودانش کے پاس آتے اور جنہیں اپنا طبیب سمجھتے ان سے مرضِ جہل کی دوا پوچھتے ہیں اس لئے کہ وہ یقیناً اپنے دل سے جان رہے ہیں کہ ہم اسی طور پر اپنے فرض سے ادا ہوں گے اب ان سے پوچھئے یہ تقلید سے تھا یا اجتہاد سے عنقریب تمہیں وہ خبریں لاکر دے گا جسے تم سے توشہ نہ بندھوا دیا تھا یا آپ خود ہی اپنے اس کا حال بولئے جو آپ نے مجھے لکھا کہ میں آپ کی طرف آرزو لاتا ہوں کہ مجھے تعلیم فرمایئے اور میں اللہ عزوجل کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ آپ کا سوال کسی باطل کوش سرکش کا سوال ہو بلکہ حق طلب فائدہ خواہ کا سوال ہے تو اب آپ میرے پاس اجتہاد سے آئے یا تقلید سے کہ یہ معاملہ دین کا ہے اور دین میں لہو مفسدوں کا کام ہے تو کسی نہ کسی حکم کے اعتقاد سے چارہ نہیں اور اعتقاد حاصل نہ ہوگا مگر منشا درست سے اور وہ اجتہاد وتقلید میں منحصر ہو چکا پھر جب کہ آپ نے اس تیس برس کی خدمت طلبہ میں دلیل استحباب تقلید کی طرف ہدایت نہ پائی چہ جائے وجوب چہ جائے فرضیت قطعیہ یقینیہ تو اب آپ پر یکساں ہے خواہ آپ کو تقلید کا کوئی حکم معلوم ہو کہ وہ شرعاً حرام ہو مکروہ یا مباح ہے یا آپ کو شک ہو یا حکم میں شک ہو اور اس میں بھی شک ہو کہ آپ کو شک ہے، بہرحال اس سے مفر نہیں کہ آپ تقلید چھوڑنا اور قرآن مجید سے احکام نکالنا ہر ایسے عامی جاہل احمق کے لئے جائز جانیں جسے نہ لاغر وفربہ میں تمیز ہو نہ دہنے بائیں میں نہ اندھیری اجالے

نہ روشنی نہ سایہ نہ دھوپ کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان لوگوں پر تقلید خود واجب ہونے میں کوئی خلش ڈالتا ہوا شک آپ کو پیش آتا نہ کہ استحباب نہ کہ تقلید سے بچنے کا ایجاب نہ کہ وجوب تقلید کی کسی خاص ضد پر چھوٹا یقین، اور تمہارے رب کی قسم یہ تمہیں راست نہ آئے گا مگر دو راہوں میں ایک سے جو سخت بری راہوں سے ہیں اور اپنے چلنے والے کو نہایت بد مہلکے میں ڈالنے والی ہیں یا تو گمان اس کا کہ تمام لوگ ہر مسئلے میں جس کی انہیں حاجت ہو اہل اجتہاد سے ہیں انہیں احکام نکالنے پر دسترس ہے یا یہ کہ تقلید و اجتہاد کے سوا ان تمام احکام پہچاننے کا اور کوئی طریقہ گھڑیئے کہ یہ جہال بے علم بے سیکھے احکام جان لیں اور میں آپ کو پروردگار مشرقین کی پناہ دیتا ہوں کہ آپ ان دونوں ظلموں میں سے کسی کے قائل ہوں اور اگر آپ کسی کینے جاہل کو پائیں کہ ایسا صریح باطل بکتا ہے تو للہ خدا کو مان کر اس کا ہاتھ پکڑیئے اور علاج دماغ کی طرف اسے ہدایت کیجئے کہ اسے جنون نے آلیا اور جنون طرح طرح کا ہوتا ہے اور دین خیر خواہی ہے اور خیر خواہی پر ثواب ملتا ہے اور طبیب حاذق عاقل زیرک اجل اکمل آپ کے پاس موجود ہیں عوام سے درگزر رے خود اپنے حال سے خبر دیجئے آپ نے ان برسوں میں اللہ کو کیونکر پوجا اور بندوں سے کس طرح معاملہ کیا آیا اجتہاد سے یا تقلید سے اور بہر تقدیر آدمی کو اپنے حال پر خوب نگاہ ہے اگرچہ حیلے کتنے ہی بنالے۔ آپ شروط اجتہاد سے پُر ہیں، اجتہاد پر قادر ہیں یا عاجز و خالی ہیں، بر تقدیر اخیر آپ کیا اور آپ کی حقیقت کتنی کہ آپ پر تقلید واجب نہ ہو کیا ایسے کے لئے اجتہاد جائز ہوگا جو عاری بے عقل متزلزل ہالک سخت عاجز ہو تو یہ دُور کی گمراہی ہے۔ یا احکام پہچاننے کے لئے کوئی اور رہے اور یہ ہیں آپ کہ خود اجتہاد و تقلید میں اس کا حصر کر چکے ہیں۔ بر تقدیر اول کیا آپ کو علوم شرعیہ کے تمام اصول و فروع کی شاخوں میں اجتہاد پہنچتا ہے یا کسی میں پہنچتا ہے کسی میں نہیں۔ بر تقدیر اخیر جس میں آپ مجتہد ہیں اس کی تعیین کیجئے اور جس میں مجتہد نہیں اس میں اپنی راہ بتائیے۔ اور بر تقدیر اول دبلکہ وہی خواہ نخواہ مانتی ہے اس لئے کہ اگر تمام مواد میں آپ کے لئے اجتہاد حلال نہ ہوتا تو بعض فنون میں ضرور تقلید واجب ہوتی اور یہ برس کے برس اس کی طرف ہدایت پانے سے خالی نہ جاتے) تو اب امام مالک کے قریب امام شافعی کے قریب اپنی پونجیاں دکھائیے اور تھیلی کھولیے، فقہی مسائل اجتہادی کی دس گھڑی ہوئی صورتیں لایئے جن کا حکم خاص آپ نے استنباط کیا ہو جس کی بنا کے ظاہر و باطن و اول و آخر و جرح و تعدیل و تفریع و تاصیل کسی بات میں آپ دوسرے کی سند نہ پکڑیں ابھی ابھی حق ظاہر ہوا جاتا اور دھوکا زوال پاتا ہے اور دیکھو تمہیں اللہ کے معاملے میں فریب نہ دے وہ فریبی، اور مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ میرا بیان آپ نے حضورِ قلب سے کان لگا کر سنا تو راہ پالئے ہوں گے کہ میرا کلام نفس تقلید کی محض ذات میں تھا اس میں کوئی اثر کسی قید کا نہ تھا تو خاص کسی نوع کی تعیین سے سوال کے کوئی معنی نہیں اور جس کلام کا مطلب صاف تھا کوئی اجمال نہ تھا اس کی شرح چاہنا کیا۔ رہا یہ کہ مکلف بہتر کو چھانٹے یا ختا

ہے، یہ دوسری بحث ہے اور اس میں کلام مشہور و معروف ہے اور ان دو کے لئے مسئلہ التزام میں تیسرا در ہے اور سب اس مطلب سے باہر ہیں تو دیکھو خبردار کلام کو خلط نہ کرنا اور بات کو اس کے سلسلے سے باہر نہ لیجانا اور آپ پر

انصاف لازم ہے کہ وہ بہترین اوصاف ہے۔ پس اگر آپ دیکھیں کہ یہ جواب جو آپ کی خواہش پر آیا اور اس نے خود پہل نہ کی یہی سیدھا راستہ ہے جب تو آپ کی طبع سلیم و دوستی قدیم سے اس کی امید ہے ورنہ میں اپنے اور آپ کے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ آپ تحقیق کے ساتھ مکابرہ کریں یا دوست سے قطع دوستی۔ اور اگر نہ مانئے تو میں ایسا نہ کروں گا اور کیا عجب کہ آپ کو کوئی ایسا ملجائے جو آپ ہی جیسا برتاؤ کرے، نہ مکابرے سے تھکے نہ قطعِ محبت سے ڈرے، اور اللہ ہادی ہے اور دونوں جہان میں اسی کے لئے حمد ہے، اور اللہ کی درودیں ہمارے سردار و مولے و پناہ و امین، آغازِ خلقت و انجامِ رسالت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنہوں نے ماہروں کے واسطے اجتہاد مشروع کیا اور کوتاہ دستوں کو ان کی تقلید کا حکم دیا، اور ان کی پاکیزہ آل اور غلبہ والے اصحاب اور مجتہدینِ ملت اور خوبی کے ساتھ قیامت تک ان کے مقلدین پر اور اللہ کی برکتیں اور اس کا سلام ہمیشگی والوں کی ہمیشگی تک آمین آمین، اور ساری خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا مالک ہے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلے اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم بستم جمادی الاخریٰ ۱۳۱۹ھ ہجری

خط دوم عرب صاحب بقبول ہدایت اُولیٰ و استفادہ مسئلہ اُخریٰ

بخدمت حضرت العالم الفاضل جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری سلمہ ______ امابعد حمد اللہ العظیم والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الکریم فاقول بعد السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان کتابک المنبئ عما عندک فی التقلید وفرضیتہ القطعیۃ قد وصل وبہ السرور قد حصل لازلت موفقًا ومہدیا ولکن قد بقیت مسئلۃ اخری ہی قرینۃ لمسئلۃ التقلید وہی مسئلۃ القول بان لاولیاء اللہ رضی اللہ عنہم تصرف فی العالم بمعنی ان الکاملین من البشر قد فوض الیہم انتظام جزء من العالم ومنہم من فوض الیہ العالم کلہ فمنہم من ہو مثل الوزیر ومنہم من ہو مثل العمال ومنہم من ہو مثل الاعوان ولا اقول ان التصرف لیس لہ الا ہذا المعنی بل انا لا استشیع الا ہذا المعنی فان کان علی التصرف بہذا المعنی دلیل من الشرع فاتنی بہ

وان کان للتصرف معنی غیر بشع فعلمنیه۔ والسلام محمد طیّب۔

ویا سیدی انی لما تأملت جوابك عن مسئلة وجوب التقلید وجدتك تقول ان کلامك فی التقلید المطلق لا فی المقید افترید ان التقلید الخاص لشخص معین غیر واجب فان کان هذا مرادك فعرفنا به والا فبین لنا مطلبك ولیس مرادنا من مخاطبتك الا الاطلاع علی ما عندك ونسئلك المسامحة فی التکلیف۔

ترجمہ

بخدمت حضرت عالم فاضل جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری سلمہ

اللہ عظیم کی حمد اور اس کے نبی کریم پروردگار و سلام کے بعد میں السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد کہتا ہوں کہ آپ کا نامہ تقلید اور اس کی فرضیتِ قطعیہ میں آپ کے اعتقاد سے خبر دینے والا آیا اور خاص اسی کے سبب بیشک سرور حاصل ہوا آپ ہمیشہ توفیق پائیں اور ہدایت کے ساتھ رہیں، لیکن ایک مسئلہ اور باقی رہ گیا ہے وہ اسی مسئلۂ تقلید کے متصل مذکور ہے اور وہ مسئلہ اس کہنے کا ہے کہ اولیاء اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے لئے عالم میں تصرف حاصل ہے اس معنیٰ پر کہ کامل آدمیوں کو ایک حصۂ عالم کا انتظام سپرد ہوا اور بعض کو تمام جہان سپرد ہے تو ان میں کوئی وزیر کی مانند ہے اور ان میں کوئی کارکنوں کی طرح اور ان میں کوئی سپاہی کی مثل ہے اور میں نہیں کہتا کہ تصرف کے لئے بس یہی معنی ہیں بلکہ میں ناخوش نہیں سمجھتا مگر اسی معنیٰ کو تو اگر اس معنی تصرف پر شرع سے کوئی دلیل ہو تو مجھے افادہ فرمایئے اور اگر تصرف کے کوئی اور معنی ہوں کہ ناخوش نہ ہوں تو مجھے تعلیم کیجئے والسلام۔ محمد طیّب۔

اور اے میرے آقا جب میں نے مسئلۂ وجوبِ تقلید میں آپ کے جواب کو غور کیا تو آپ کا یہ بیان پایا کہ آپ کا کلام مطلق تقلید میں ہے نہ مقید میں تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص معین کی خاص تقلید واجب نہیں؟ پس اگر آپ کی یہ مراد ہے تو ہمیں اس کی معرفت دیجئے ورنہ ہم سے اپنا مطلب بیان کیجئے اور آپ کے مخاطبے سے ہماری اس قدر مراد ہے کہ جو کچھ آپ کے نزدیک حکم ہے وہ ہمیں معلوم جائے اور ہم اس تکلیف دہی میں آپ سے معافی مانگتے ہیں۔ فقط۔

مترجم عفراللہ لہ گزارش کرتا ہے کہ عرب صاحب کا یہ دوسرا خط ایک مدّت کے بعد ماہِ رجب میں آیا حضرت عالمِ اہلسنت دام ظلہم اندر تشریف فرما تھے، دروازے پر ایک سید صاحب تشریف رکھتے تھے۔ عرب صاحب کا فرستادہ کوئی لڑکا انہیں خط دے کر روانہ ہوا۔ جب خط ملاحظۂ عالیہ حضرت مکتوب الیہ میں حاضر ہوا، اگرچہ مدّت سے دورۂ دردِ کمر شروع ہوگیا اور بخار بھی تھا مگر فوراً جواب دینا چاہا۔ خط لانیوالے کے لئے ارشاد ہوا ذرا ٹھہریں،

معلوم ہوا کہ وہ تو اسی وقت چلتا ہوا اور وہ سید صاحب اسے پہچانتے بھی نہیں کہ کون تھا کہاں گیا، حکیم مولوی خلیل اللہ خاں صاحب بریلوی رام پوری سے وطن تشریف لانے والے تھے ان کا انتظار کرکے دوسرا مفاوضہ عالیہ ان کے ہاتھ مرسل ہوا۔

مفاوضہ دوم حضرت عالم اہلسنت مدظلہ بجواب خط دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سمع سامع حسن بلاء اللہ فینا، فلوجھہ الکریم الحمد حمدا یکفینا ومن کل داء باذنہ یشفینا، ومن کل عاھۃ بمنہ یقینا، ویزید نا بفضلہ ھدی ویقینا والصلوۃ والسلام علی والینا، وسیدنا وھادینا، وشافعنا وشافینا الارأف بنا من امھاتنا وابینا خلیفۃ اللہ الاعظم فی العالمینا، المولی علینا وعلی خلفنا وما بین ایدینا وعلی آلہ وصحبہ الفائزین فوز امبینا، واولیائہ المتصرفین فی العالم باذنہ تمکینا، وعلینا بھم ولھم اجمعینا، ویرحم اللہ من قال آمینا۔

امابعد فجاء الکتاب وسربہ قلوب الاحباب لما فیہ افصاح بقبول الصواب واقتراح فی مسئلۃ اخری لکشف الحجاب وھکذا دیدن اولی الالباب یردون ناھلین مناھل العباب لیرتووا ویرووا من یروہ فی تباب فاردت وحق لی من فوری الجواب وان کان للحمی بجمای اقتراب ووجع فی الخاصرۃ قد طال وطاب کفارۃ للذنوب ان شاء الوھاب والحمد الآن منہ بقیۃ للذھاب فانبئت ان الآتی بالکتاب آب وغاب ولم ادرمن ھو والی این ثاب حتی جاء اخی وانسی وسرور نفسی الحکیم المولوی خلیل اللہ خان حفظہ اللہ الی یوم الحساب فاحببت ان ارسل علی یدیہ الجواب لان مثل الکتاب لا احب ان یکون الا باصطحاب وبربنا نستعین فی کل باب، نعم قد قلت واقول ان مقولی الذی کان منہ السؤال انما کان فی التقلید من دون تقیید لکن یا اخی ھل بشعر الحکم علی مرسل بنفیہ عن شئی فی جوزہ دخل فمع قطع النظر عن ان سؤالک، ھذا المجدد عسٰی ان لا یُری لہ منشؤ مسدد

الى الوثوب فماذا مرضية للقطع فرضية ايه الفرضية بنفي شعروا ان
الكريمة خالتك اخت ابن ابان قد سليمة قريحة ذو اذا انت وها الوجوب
قد بل والارض السماء بين كمثله والفرض الواجب بين البون ان
يعرف اراه تعالى العلمى فى ههنا الكلام وان وعملى علمى الفرض ان اظهر
يقل فلم القطعى بالافتراض اولته ان يخبرون مما هل ويخبرون وينكر
سبق قد مبحث فى الحق لك اتضح اذا نعم النوعى الخصوص فى احد به
ان ثم احق للحق بالاعتراف فمثلك المطلق التقليد بافتراض عامل
الجواب وطويت آلتك عما ولا اجبنى فاجبنى عما وردت بالحق تصدر ان اردت
مما ذلك غير الى الباب هذا فى ومجالك بمحلك وملمك مسلك كيف ان
منذ اخذ قلت وقد العلو اخوان من انت اذا ثم كتاب اول فى فصلته
و فقلته فى سبيله حكم من وانت تعقل لا انت بك يظن فلا سنة ثلثين
بين هم بل شان على ليسوا المنهج ذا فى الزمان ابناء ان علمت وقد سنة
الاربعة فى وحاصر ومطلق ومتخير ومخير وملزم ومجوز ومحرم مكفر
عمل فى لا اعمال فى ومبيح التفسيق الى فيه ومائل بالتلفيق وقائل الاكابر
و متسارع كلها فى ولهم مواضع عدة فهذه العمل بعد وناه ومرخص
فعين سواء حد على معهم الكلام فليس المراء وجانب الحق طلب ومن منازع
اهالك ثم ان ناسكه انت منسك على لتخاطب سالكه انت اما جميعها فى ثانيا لى
سالك فمهما بقوده وانقد يده فى ولين عنيدا الا اصلا مستفيدا سائلا
ليسلكن الهه فبعون واقترب فاقصد ساربك واينما فاجب شئ عن
وربما الهدى منزل على يوقفك حتى منهجك ويسدد سويا صراطا بك
طلب فمن موارده احسن اخر ويصدر ثم مقاصده بعض بدء يعرف لا
تصرف من سؤالك اما الوكيل ونعم الله وحسبنا السبيل فهذا الحق
كان فان تعلم الا معانيه من تستشيع لا انك واعترافك العالم فى الاولياء
الدنيا فى كملك الامر ذى تعطيل الله معاذ يوجب امر ما بتفويض مرادك
الملك احكام عن غنية فيه احكامه فتنفذ الامراء بعض الى امرا الائمة ولى
بالعون وكذلك واعترى احدث بما عمله دون من بل جرى ما خصوص فى

والوزیر من هو للملك معین ونصیر یتحمل عنه بعض ما علیه من
الاوزار والاثقال ویفیده عونا فیما یهمه من الاعمال والاشغال فهذا
لاشك بشع شنیع لا محض بشع بل کفر فظیع وحاش للّٰه ان یتوهمه
احد من المسلمین بل کافرا ایضا اذا کان من الموحدین فاستبشامك
اذن انما یرجع الی معنی باطل اخترعه توهم باطل ماله فی المسلمین من
ولا اثر ومن ساء بهوطنا فقد کذب وفجر وان کان معناك واجیرك
باللّٰه ان یکون مرماك ان البشع ان یکون المولی سبحنه وتعالی شرف جمعا
من عباده المکرمین بان اذن لهم فی التصرف فی العٰلمین من دون ان
یجری فی ملکه الا ما یشاء او یکون لغیره ذرة من ملك فی ارض او سماء او
یتوهم هناك شیء من تعطیل او تحمل وزر او تخفیف ثقیل کما اذن سبحنه
لجبریل ومیکال وعزرائیل وغیرهم من مقربی حضرة الجلیل علیهم الصلوٰة
والسلام بالتبجیل فی تدبیر القطر والمطر والزرع والنبات والریاح والجنود
والحیٰوة والممات وتصویر الاجنة فی بطون الامهات وتیسیر الرزق وقضاء
الحاجات الی غیر ذلك من حوادث الکائنات وهم فیما بینهم علی منازل
شتی کما انزلهم ربهم حتما وبتا سلاطین ووزراء واعوان وامراء فهذا
ما یقوله المسلم ولا مراء وهذا کلام اللّٰه قولا فصلا وحکما عدلا قائلا
فالمدبرات امرا توفته رسلنا قل یتوفیکم ملك الموت الذی وکل
بکم وهو القاهر فوق عباده ویرسل علیکم حفظة له معقبت من بین یدیه
ومن خلفه یحفظونه من امر اللّٰه اذ یوحی ربك الی الملئکة انی معکم فثبتوا
الذین اٰمنوا انه لقول رسول کریم ه ذی قوة عند ذی العرش مکین ه مطاع
ثم امین ه انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زکیا ه انی جاعل فی الارض خلیفة
یا داؤد انا جعلنك خلیفة فی الارض انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی
والاشراق ه والطیر محشورة ه کل له اواب ه فسخرنا له الریح تجری بامره
رخاء حیث اصاب ه والشیاطین کل بناء وغواص ه واٰخرین مقرنین فی
الاصفاد ه هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغیر حساب ه ابری الاکمه والابرص
واحی الموتی باذن اللّٰه ولکن اللّٰه یسلط رسله علی من یشاء اغنٰهم اللّٰه

ورسوله من فضله حسبنا الله سیؤتینا الله من فضله ورسوله یاایها الذین اٰمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم فنبئنی بعلم ماذا تستبشع فیه انما عهدی بك عقولا غیر سفینه والله الهادی وولی الایادی وللعبد الضعیف فی هذا الباب کتاب جامع نافع مستطاب یهدی المستهدی الی الصواب ویردی المستهوی الی التباب جاء بطبعه باذن الوهاب سمیته "الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء" ۱۳ھ ولقبته "باکمال الطامه علی شرك سوی بالامور العامه" تجد فیه ستین اٰیة وثلث مائة احادیث تمیز الطیب من الخبیث وفیما تلوت کفایة لاولی الدرایة وبالله الهدایة والحفظ والوقایة والحمد لله فی البدایة والنهایة وصلی الله تعالی علی الوالی الاعظم والمولی الاکرم والمولی الاقدم واٰله وصحبه قادة الامم واولیائه المتصرفین باذنه فی العالم وعلینا بهم وبارك وسلم اٰمین۔

کتبه عبده المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنه بمحمدن النبی الامی صلی الله
تعالی علیه وسلم للیلتین خلتا من شعبان سنه ۱۳۱۹ھ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جو کان رکھتا ہو ہم پر اللہ تعالیٰ کی خوبی نعمت سنے اسی کی وجہ کریم کے لئے وہ حمد ہے جو ہمیں بس ہوا۔ اور باذنِ الٰہی ہمیں ہر مرض سے شفا بخشے اور باحسانِ ربانی ہمیں ہر آفت سے بچائے اور بفضلِ خداوندی ہمیں ہدایت ویقین زیادہ فرمائے، اور صلوٰۃ وسلام ہمارے والی ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی ہمارے شافع ہمارے شافی پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں تمام جہان میں سب سے بڑے نائب خدا ہیں ہم پر اور تمام آئندہ مخلوق اور گذشتہ خلقت سب پر والی وحاکم ہیں اور ان کے آل واصحاب پر کہ روشن کامیابی سے کامیاب ہیں۔ اور ان کے اولیاء پر کہ ان کے حکم سے قابو پاکر عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان سب کے صدقے میں ان کی برکت سے

ہم پر، اور اللہ کی مہر آمین کہنے والے پر۔ بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو خط آیا اور دل دوستاں نے سرور پایا کہ اس سے قبولِ حق صاف پیدا تھا اور ایک اور مسئلے سے پردہ کشائی کی درخواست تھی اور خردمندوں کا یہی دستور ہے کہ پیاسے ہوں تو دریائے عظیم کے گھاٹ پر آتے ہیں کہ آپ سیراب ہوں اور جسے ہلاک ہوتا دیکھیں اسے سیراب کریں میں نے چاہا اور خود بھی مجھے سزاوار تھا کہ فوراً جواب دوں اگرچہ تپ کو میرے بدن سے قرب تھا اور کمر میں درد کہ مدّتوں رہا اور اچھا ہوا اللہ چاہے تو گناہوں کا کفارہ تھا اور ابھی اس کا بقیہ جانے کو باقی ہے اتنے میں مجھے خبر ملی کہ خط آرندہ پلٹ گیا اور غائب ہوا اور مجھے نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا یہاں تک کہ میرے برادر مونس و سرورِ قلب حکیم مولوی خلیل اللہ خان کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کا نگہبان ہو، آئے تو میں نے معرفت جواب بھیجنا چاہا کہ ایسے خطوط میں مجھے یہی پسند ہے کہ کسی کے ساتھ ہی مرسل ہوں اور ہم معاملے میں اپنے رب کی مدد چاہتے ہیں۔ ہاں بیشک میں نے کہا اور اب کہتا ہوں کہ میرا وہ کلام جس سے سوال ہوا۔ بے کسی تخصیص کے محض تقلید میں تھا مگر برادرم کیا کسی مطلق پر حکم ایسی کسی شے سے نفی بتاتا ہے جو اس کے احاطہ میں داخل ہے تو قطع نظر اس سے کہ آپ کے اس سوالِ تازہ کا شاید کوئی صحیح منشا نظر ہی نہ آئے وہ کلام بالفرض مشعر ہوگا تو خاص سے نفی فرضیت کا کیسی فرضیت جو یقین کے لئے پسندیدہ ہے تو یہ وجوب کی طرف کو دجانا کیسا؟ اور وہاں یہ ہیں آپ سلیم طبیب والے خود آپ کی خالہ کریمہ کا بھانجا ظاہر کر چکا کہ واجب و فرض میں زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ یہ روشن کر چکا کہ فرض دو قسم ہے علمی و عملی اور یہاں گفتگو علمی میں ہے تو اب کیا وجہ ہے کہ میں اسے پاتا ہوں کہ پہچان کر شناسا ہوتا ہے اور خود خبر دے کر بھولا جاتا ہے۔ اور اگر آپ اسے فرضیتِ قطعیہ سے تاویل کریں تو خاص نوع میں اس کا کوئی قائل نہیں ہاں جب کہ گذشتہ بحث میں آپ پر حق واضح ہو گیا ہے تو تقلید مطلق کی فرضیت کا اعلان دیجئے کہ آپ جیسے کو حق کا اقرار زیادہ سزاوار ہے پھر اگر آپ چاہیں کہ جہاں آئے وہاں سے حق کے ساتھ پلٹئے تو اولاً ان امور کا جواب دیجئے جو میں نے سوال کئے اور آپ نے جواب نہ دے کہ اس باب میں آپ کا عمل کیونکر رہا اور آپ اس میں اپنا مرتبہ واقتدار کہاں تک جانتے ہیں اور اس کے سوا اور سوالات جو نامۂ اول میں میں نے بہ تفصیل لکھے۔ پھر جبکہ آپ برادرانِ علم سے ہیں اور خود اپنے منہ سے تیس سال سے اس کے خادم رہے ہیں تو یہ تو آپ پر گمان نہ ہوگا کہ آپ عمل ہی نہیں کرتے یا عمل کرتے ہیں تو اس طرح کہ اس کی راہ کے حکم سے غفلت و خواب میں ہیں۔ اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ ابنائے زمان اس مسلک میں ایک حال پر نہیں بلکہ کوئی کفر کہتا ہے، کوئی حرام، کوئی جائز، کوئی واجب، کوئی تخیر کی راہ چلتا ہے، کوئی تخیر کی، کوئی مطلق کہتا ہے کوئی چار اکابر میں محصور کرتا ہے، کوئی تلفیق مانتا ہے کوئی اسے فسق بتانے کی طرف جھکتا ہے، کوئی کہتا ہے مختلف اعمال میں جائز ہے نہ ایک میں، کوئی عمل کے بعد رخصت دیتا، کوئی منع کرتا ہے۔ تو یہ متعدد مواضع میں اور لوگوں کے لئے ان سب میں مختلف راہیں۔ مختلف ماخذ ہیں اور جو حق کا طالب اور جدال سے مجتنب ہو تو ظاہر ہے کہ ان سب کے ساتھ گفتگو ایک روش پر نہیں تو ثانیاً

ان تمام مواضع میں اپنا مسلک معین کیجئے کہ آپ سے اسی روش پر کلام ہو، اس کے بعد اپنے بھائی کے پاس طلبِ فائدہ کے لئے آیئے نہ حملہ آور ہٹ دھرم بن کر اور اس کے بعد میں نرم ہو جایئے اور جدھر وہ کھینچے کھنچ جایئے جو کچھ پوچھے بتایئے، جہاں لے چلے قصد کیجئے اور قریب ہو جایئے تو قسم ہے کہ وہ اپنے رب کی مدد سے آپکو سیدھی راہ لے جائے گا اور آپ کو آہستہ آہستہ چلائے گا یہاں تک کہ منزلِ ہدایت پر کھڑا کر دے گا۔ اور بیشک بارہا ابتداء میں اس کے بعض مقصد پہچان میں نہ آئیں گے پھر انجام کار اس کی خوبی مورد کی حمد ہو گی تو جو طالبِ حق ہو تو راہ یہ ہے اور اللہ ہمیں کافی ہے اور اچھا کام بنانے والا، رہا عالم میں تصرف اولیا سے آپ کا سوال اور آپ کا اقرار کہ اس کے معانی سے آپ وہی ناخوش سمجھتے ہیں جو آپ کے علم میں ہے۔ اگر سپرد کر دینے سے آپ کی وہ مراد ہو جو معاذ اللہ مالک امر کو معطل کر دینے کی موجب ہو جیسے دنیا کا کوئی بادشاہ کسی کام کی باگیں ایک امیر کو سپرد کر دے تو اسمیں اس امیر کے احکام نافذ رہیں گے اور خاص خاص وقائع میں احکام شاہی کے محتاج نہ ہوں گے بلکہ جو واقعہ نیا پیدا ہوا اور جو پیش آیا بادشاہ کو اس کی خبر بھی نہ ہو گی اور ایسے ہی سپاہی و وزیر سے وہ مراد ہو جو بادشاہ کی اعانت و یاوری کرے اس پر سے بعض بوجھ اور بار اٹھالے بعض کار و شغل میں جن کی بادشاہ کو فکر تھی اسے مدد دے کر فائدہ پہنچائے تو بے شک ناخوش و قبیح ہے، نہ صرف ناخوش بلکہ سخت ہولناک کفر ہے اور خدا کی پناہ کہ اس کا وہم گزرے مسلمان بلکہ کسی کافر کو بھی جب کہ خدا کو ایک جانتا ہو، اس تقدیر پر آپ کا ناخوش جاننا ایک ایسے معنی باطل کی طرف راجع ہے جسے بے اصل وہم نے گھڑ لیا مسلمانوں میں نہ اس کا وجود نہ نشان اور جو مسلمانوں پر بدگمانی کرے وہ جھوٹا اور بدکار ہے اور اگر آپ کی مراد یہ ہو اور میں آپ کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ آپ کی مراد ہو، کہ ناخوش یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے گرامی بندوں سے ایک گروہ کو شرف بخشے انھیں عالم میں تصرف کا اذن دے بغیر اس کے کہ اس کے ملک میں بے اس کے چاہے کچھ ہو سکے یا اس کے غیر کے لئے زمین یا آسمان میں کوئی ذرہ بھر ملک ہو یا یہاں کسی قدر معطل ہونے یا بوجھ اٹھانے یا بار ہلکا کرنے کا وہم گزرے جیسے اس پاک بے نیاز نے جبریل و میکائیل عزرائیل و ہم ہم مقربانِ بارگاہِ عزت علیہم الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کو بوندوں اور بارش اور روئیدگی اور ہواؤں اور لشکروں اور زندگی اور موت کی تدبیر اور ماؤں کے پیٹ میں بچوں کی تصویر اور خلق کے لئے روزی آسان اور حاجتیں روا کرنے اور ان کے سوا اور حوادثات و کائنات کا اذن دیا ہے اور وہ قطعاً یقیناً اپنے آپس میں مختلف مرتبوں پر ہیں۔ جیسے اس کے رب نے جو مرتبہ بخشا ہے بادشاہ و وزیر و سپاہی و امیر، تو یہ بات بیشک مسلمانوں کے کہنے کی ہے اور یہ ہے اللہ کا کلام فیصلا کرنے والا، ارشاد او رعدالت والا حاکم فرما رہا ہے۔ قسم ان کی جو کاموں کی تدبیریں کرتے ہیں اسے ہمارے رسولوں نے وفات دی تو فرما تمہیں ملک الموت وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر فرمایا گیا ہے۔ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان، آدمی کے لیئے بدلی والے ہیں خدا کے حکم سے، جب وحی بھیجتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم ثابت قدمی بخشو ایمان والوں کو۔ بے شک وہ ایک عزت والے زبردست رسول

کی بات ہے کہ مالک عرش کے حضور جس کی عزت ہے وہاں اس کا حکم چلتا ہے، امانت والا ہے میں تو یہی تیرے رب کا رسول ہوں کہ میں تجھے ستھرا بیٹا عطا کردوں، بے شک میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں۔ اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا بے شک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو قابو میں کر دیا، پاکی بولتے ہیں پچھلے دن اور سورج چمکتے اور پرندوں کو مسخر کر دیا گروہ کے گروہ جمع کیے ہوئے سب اس کی طرف رجوع لاتے ہیں تو ہم نے سلیمان کے قابو میں ہوا کو کر دیا کہ سلیمان کے حکم سے نرم نرم چلتی ہے جہاں وہ چاہے اور دیو مسخر کر دیئے ہر راج اور غوطہ خور اور بندھنوں میں جکڑے ہوئے۔ یہ ہماری دین ہے تو چاہے دے چاہے روک رکھ بے حساب، میں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے کو اچھا کرتا ہوں اور میں مردے جلا دیتا ہوں خدا کے حکم سے، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو قابو دیتا ہے جس پر چاہے۔ انہیں غنی کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے ہمیں خدا بس ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول، اے ایمان والوں حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اور ان کا جو تم میں کاموں کے اختیار والے ہیں۔ اور اگر اسے لاتے رسول کے حضور اور اپنے ذی اختیاروں کے سامنے تو ضرور اس کی حقیقت جان لیتے وہ جو ان میں بات کی تہ کو پہنچ جانے والے ہیں تو اب علمی راہ سے کہیے اس میں آپ کو کیا برا لگتا ہے اور میں نے آپ کو جب دیکھا تھا عاقل غیر سفیہ ہی پایا تھا اور اللہ ہادی اور نعمتوں کا مالک ہے اور بندۂ ضعیف کی اس باب میں ایک کتاب جامع نافع مستطاب ہے کہ ہدایت چاہنے والے کو راہِ حق دکھاتی اور تباہی کرنے والے کو ہلاک کرتی ہے بحکم الٰہی زیرِ طبع ہے میں نے "الامن والعلی لناعتی المصطفےٰ بدافع البلاء" اور اس کا نام اور "اکمال الطامہ علی شریک سوئے بالامور العامہ" لقب رکھا ہے۔ اس میں ساٹھ آیتیں اور تین سو حدیثیں پایئے گا کہ طیّب کو خبیث سے جدا کرتی ہیں اور جو آیتیں اس وقت میں نے تلاوت کیں عاقلوں کو وہی کافی ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہدایت اور حفظ و نگہبانی ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ کو آغاز و انجام میں، اور اللہ کی درودیں والیٔ اعظم و مولائے اکرم و حاکمِ اقدم اور ان کے آل و اصحاب پیشوایانِ امت اور ان کے اولیاء پر کہ ان کے حکم سے عالم میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے صدقے میں ہم پر اور اللہ کی برکت اور سلام۔ آمین

کتبہ عبدہٗ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم دو شعبان ۱۳۱۹ھ

مترجم کہتا ہے غفرلہٗ، اس صحیفہ شریفہ کے بعد تین مہینے کامل انتظار رہا۔ عرب صاحب کی طرف سے جواب نہ آیا۔ آخر تین مہینے تین دن کے بعد عالیجناب نواب مولوی سلطان احمد خان صاحب قادری دام مجدہم کے ہاتھ کہ پنجم ذی القعدہ کو رامپور تشریف لئے جاتے تھے تیسرا صحیفہ شریفہ بہ تقاضائے جواب سوالات مرسل ہوا۔

مفاوضہ سوم از حضرت عالم اہلسنت مدظلہ بتقاضائے جواب سوالات دو مفاوضہ سابقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وبعد فهذا رابع شهر مذ ارسلت الكتاب ولم تحر الجواب وقد كان كصاحب السابق الماضي عليه خمسة شهور مشتملا على اسئلة دينية لامعة النور فلم تجب عن هذا ولا عن ذاك مع انك انت البادئ فيما هنالك وانا امهلك مدة ايام اخر لتجيب مفصلا من كل مستطر فان مضى يوم الخميس تاسع هذا الشهر النفيس ولم يأت منك الجواب تبين انك غلقت الباب وطويت الصحف وجف القلم بما سيجف ولله الحمد في الاولى والأخرة والصلوات الزاهرة والتحيات الفاخرة على سيدنا وصحبه وعترته الطاهرة آمين

كتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لخمس خلون من ذی القعدۃ

یوم السبت ۱۳۱۹ھ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد حمد وصلوٰۃ یہ چوتھا مہینہ ہے کہ میں نے خط بھیجا اور آپ نے جواب دیا اور یہ خط بھی پہلے کی طرح جسے پانچ مہینے گزرے ہیں روشن وتاباں سوالات دینیہ پر مشتمل تھا آپ نے نہ اس کا جواب دیا نہ اس کا حالانکہ یہ سلسلہ خود آپ ہی نے شروع کیا تھا میں آپکو چند دن کی اور مہلت دیتا ہوں کہ جتنے سوالات لکھے ہیں سب کا مفصل جواب دیجئے اگر روز پنجشنبہ کہ اس نفیس مہینے کی دسویں[1] ہوگی گزر گیا اور آپ کی طرف سے سوالات کا جواب نہ آیا تو ظاہر ہوگا کہ آپ نے دروازہ بند کرلیا اور دفتر لپیٹ دیئے اور قلم خشک ہو جائے گا جس بات پر عنقریب خشک ہونے والا ہے اور اللہ ہی کے لئے اول وآخر میں حمد ہے اور چمکتی درودیں اور گرامی تحیتیں ہمارے مولیٰ

[1] پنجشنبہ کی دسویں خود اسی صحیفہ شریفہ کی تاریخ سے ظاہر تھی کہ پنجم روز شنبہ ارشاد فرمائی۔ لفظ تاسع سبق قلم تھا اور خود پنجشنبہ صراحۃً مذکور ہونا رفع التباس کو بس تھا۔ مہلت پنجشنبہ تک عطا ہوئی وہ تاسع ہو یا عاشر ۱۲ مترجم

افزان کے اصحاب و آل طاہرین پر، آمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلے اللہ

تعالےٰ علیہ وسلم ذی القعدہ بروز شنبہ ۱۳۱۹ھ

مترجم غفرلہ کہتا ہے مسلمان ملاحظہ فرمائیں کہ اس صحیفہ منیفہ میں سو اتقاضائے جواب کے کیا تھا، عرب صاحب
کی نسبت کونسا سخت کلمہ تھا مگر ہوا یہ کہ عرب صاحب جوابوں کے عجز سے بھرے بیٹھے تھے وہ سوال ان پر پہاڑ سے زیادہ
گراں تھے ڈر تھا کہ مبادا جواب طلب ہوا تو کیا کہوں گا، جب پہلے کو پانچ اور دوسرے کو تین مہینے گزر گئے دل میں کچھ مطمئن
ہوئے ہوں گے کہ شاید قسمت کا لکھا ٹل گیا مگر افسوس کہ ناگاہ ادھر سے تقاضوں کا پہاڑ ٹوٹ ہی پڑا، اب رنگ بدل گیا
اور وہ عجز جس سے بھرے بیٹھے تھے جہل بن کر ابل گیا۔ اس صحیفہ شریفہ کا پہنچنا اور طیب صاحب کا نام کی طیب و پاکیزہ
سے اپنی ذاتی اصالت کی طرف پلٹ جانا، اگلے مراسلات میں طرفین کے محاورات دیکھئے اور اب اس تحریر ثالث کو
ملاحظہ کیجئے۔

خط سوم عرب صاحب بہ تبدیل رنگ و اظہار خشم بے درنگ

وصلنی خطك المورخ ٥ ذوالقعدہ ١١ ذوالقعدة فكيف اجيبك يوم التاسع و
لكن امتثالا لامرك سياتيك الجواب الذی تعلم بہ انی ماسكت عن الجواب
اصيانة لاغلاطك ان تظهر ولجهلك ان يشهر

ستعلم ليلی ای دين يداينت
وای غريم فی التقاضی غريمها

محمد طیب

ترجمہ

مجھے تمہارا خط پانچویں ذوالقعدہ کا لکھا گیارہویں ذوالقعدہ کو پہنچا تو میں نویں تاریخ کو کیسے تمہیں جواب
دوں مگر آپ کا حکم ماننے کو عنقریب آپ کے پاس وہ جواب آتا ہے جس سے تمہیں معلوم ہوگا کہ میں جواب سے صرف
اس لئے خاموش رہا تھا کہ تمہاری غلطیوں کو ظاہر ہونے اور تمہاری جہالت کو تشہیر سے بچاؤں"۔ اب جانا چاہتی ہے
لیلیٰ کہ کیسے قرض کا اس نے لین دین کیا اور اس کا قرض خواہ تقاضا کرنے میں کیسا قرض خواہ ہے" محمد طیب!!

مترجم غفرلہ کہتا ہے کہ تقاضائے جواب پر عجز کی جھنجھلاہٹ نے عرب صاحب کو ایسے غیظ میں ڈالا کہ ذرا سے
کارڈ میں متعدد بدحواسیاں صادر ہوگئیں، مثلاً پہلی بدحواسی کہ ابتدا میں القاب و آداب درکنار اللہ عزوجل کا نام

بھی چھوٹا پہلے دونوں خط مسلمانی طریقے پر بسم اللہ شریف یا حمد وصلوٰۃ سے آغاز تھے اس کی ابتدا یہیں سے ہے کہ
وصلنی خطك (تمہارا خط پہنچا) دوسری بدحواسی براہ ظرز وسخریہ ایک[1] پرانا شعر لکھ دینے کا شوق چرایا ایسے بہکے کہ

---

[1] یہ شعر ایک عجیب قصیدے کا ہے جس کی تفصیل مضامین جناب مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی بیان کرتے تھے اگرچہ قصیدہ یہاں سے متعلق نہیں مگر "الشئی بالشئی یذکر" بالتا پر بات یاد آجاتی ہے دوستان علم وادب کے لئے اس کے بعض اشعار کہ اس وقت یاد آئے تحریر ہوتے ہیں۔ زبان عرب کا مستند شاعر اپنی ایک کنیز کی شکایت میں کہتا ہے۔

عجبت للیلی من نجیل اشتریها	وکاتبتها کیما یتم نعیمها
نما صنعت الا الاباق مدینة	وما ابقیت الا ودینی ندیمها
ستعلو لیلی ای دین تداینت	فای غریم فی التقاضی غریمها
تمکّت تحکم الترقّ ثم تهنّدت	اباتا وسیما الزنج فی القلب سیمها
تودُّ اولو درس الخیانة لیتنا	مُدرّسة للغدر فینا نُقیمها
ترفّضتِ الختاء ثم تنشّرتُ	تعدّی الدواء الداعی حکیمها
فلیلی وان کان اسمها طیبا فدت	خبیثة نفس یرتضیها لئیمها
ورب مسمی کاذب یعبق اسمه	براحة ما فی المسمی نسیمها
لمهلکة تدعی بعکس مفازة	وکافورة زنجیة بان سیمها
الیلی الیلی ای دفار هجوت من	اتته المعالی صفوها وصیمها
دعی منك تهجاءَ الرجال واقبلی	للكِ الحظ لا للاخیلیّة !!!

ترجمہ مجھے زنجبار کی لیلی سے تعجب آتا ہے میں نے اسے خریدا اور مکاتب کیا تھا کہ اس کی آسائش پوری ہو (یعنے اتنا مال اپنے کسب سے کما دے تو تو آزاد ہے) اس نے کچھ نہ کیا سوا اس کے کہ میرا دین لے کر بھاگ گئی اور وہ نہ بھاگی مگر اس حال پر کہ میرا دین اس کے ساتھ ہے اب جانا چاہتی ہے لیلٰے کیسے قرض کا اس نے لین دین کیا اور اس کا قرض خواہ تقاضا کرنے میں کیسا قرض خواہ ہے۔ کنیزی کے باعث مکیہ بنی پھر بھاگ کر ہندیہ ہوگئی اور زنگی صورت کی علامتیں دل میں موجود ہیں۔ خیانت کے درس والے تمنا کرتے ہیں کاش ہم اسے اپنے یہاں بیوفائی کی تعلیم دینے پر مدرس مقرر کریں وہ سڑا ہندی پہلے تو رافضن بنی پھر نیچریہ ہوگئی، دوا کی حد سے مرض بڑھ گیا۔ اس کا حکیم اس کے علاج سے عاجز آیا تو لیلی اگرچہ نام کی پاکیزہ ہے نفس کی خبیثہ ہے کہ اسے نفس کا کمینہ پسند کرے گا اور بہت جھوٹے نام کے مسمے ہوتے ہیں کہ نام ایسی خوشبو سے مہکتا ہے کہ مسمے میں جس کی ہوا بھی نہیں جیسے جائے ہلاک کو برعکس مفازہ یعنی جائے نجات کہتے ہیں اور زن زنگیہ کو جس کی سیاہیاں ظاہر ہیں

کافورہ نام رکھتے ہیں اے لیلی اے لیلی اری گندی تو نے اس کی ہجو کہی جیسے صاف وخاص بلندیاں حاصل ہو ہیں، مردوں کی بدگوئی سے درگزر اور آکر .... میں لیلے اخیلیہ کا نہیں تیرا حصہ ہے ۱۲ مترجم

اپنے ہی کو لیسے بنایا، حق برزبان جاری شود، یہ نہ دیکھا کہ کون مدیون ہے کون قرضدار ہے سوالات کا قرضہ کس پر سوار ہے کس سے تقاضا ہے کس پر چڑھائی ہے غریم نے کس کی جان پر بنائی ہے ع چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر، خیر ع مہرباں آپ کی خفت مرے سر آنکھو پر۔ تیسری بدحواسی خط تقاضا پہنچتے ہی یاران سرپل میں کھریاں پکیں، وہابیت کی فوج مقہوریت موج میں (جو حضرت نواب خلد آشیاں مرحوم مغفور کے عہد سنیت مہد میں کڑے جوتے کے نیچے دبی تھی سر اٹھانے بلکہ مذہب بتلانے کی جان نہ تھی اب کچھ کچھ کھل کھیلی اور گریز کرکے پر پرزے نکال چلی ہے ہل چل مچی پرانے پرانوں کے سہارا لگانے سنت کے خلاف پرندہ منانے سے کمیٹی میں یہ رائے پاس ہوئی کہ عرب صاحب نے بہت مدتوں سے دشمنی تقلید میں سرکھپایا، برسوں دود چراغ کھایا اور وہ پچھلی محنتوں کا سارا نتیجہ بنام جواب آگے لائے جب بعون اللہ تعالے دندان شکن رد ہوگا، اس وقت تو عوام کے آگے ناک رہ جائے گی کہ دیکھو ع ہم بھی ہیں۔ پانچویں سواروں میں۔ خط تقاضا چھٹی ذی القعدہ روز یک شنبہ کو پہنچا تھا، آٹھویں تک کمیٹی میں یہ رائے جم پائی اور وہ جواب بصد پیچ وتاب تحریر ہوا کہ جواب پیچھے سے دیں گے، صحیفۂ تقاضا میں پنجشنبہ تک کی مہلت مقرر فرمادی تھی۔ اس کا یہ جواب سوچا کہ خط ہمیں ۱۱ ذی القعدہ روز جمعہ کو پہنچا ہم پنجشنبہ تک جواب کیونکر دیتے یہاں تک تو عیاری وچالاکی سے کام لیا گیا، اب عجز کی بدحواسی اپنی جھلک دکھاتی ہے کمیٹی وہابیت نے ایسے کذب صریح کی رائے دی تھی تو لفافے میں بھیجنا تھا کہ کذب پر لفافہ رہتا عام شخصوں پر ثبوت نہ ہوسکتا مگر بدقسمتی سے کارڈ لکھا جس پر روانگی ووصول کی مہرہائے ڈاک نے واضح کردیا کہ بعنایتِ الٰہی حضرت کا یہ فریب نامہ سہ شنبہ ۸ ذی القعدہ کو ڈاک خانہ رام پوری سے روانہ ہوکر چہارشنبہ نویں ذی القعدہ کو خدمت اقدس بندگان حضرت مکتوب الیہ میں بار یاب ہولیا یعنی لکھے جانے سے دو دن پہلے ہی پہنچ گیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، عرب صاحب کی ان خوبیاں پر بھی حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی نے اسی حکم سے کام لیا جو ارباب علم کو اہل جہل کے ساتھ شایان ہے بغور ملاحظۂ فریب نامہ مذکورہ ڈاک خانے سے رسید لے کر یہ صحیفہ چہارم امضا رہوا۔

مفاوضہ چہارم حضرت عالم اہلسنت دام ظلہ بجواب خط سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وبعد فجاء الکتاب ولم یأت الجواب ولست متفرغا للجهل والسباب

ووصولہ قبل وجودہ بیومین عجب عجاب وبعد قد بقی علیک من الیوم

الی الغد الوقت الموعود فان مضی ولم یأت الجواب علم ان بابک مسدود

وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارک علی صاحب المقام المحمود وصحبہ الغر

السعود و الحمد للہ الغفور الودود۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم لتسع خلون من ذی القعدۃ

سنہ ۱۳۱۹ھ یوم الاربعاء

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو خط آیا اور جواب نہ آیا اور جہالت کی باتوں اور گالی گلوچ کی مجھے فرصت نہیں اور اس خط کا عالم ایجاد میں آنے سے دو دن پہلے یہاں پہنچ جانا سخت تعجب کا اچنبھا ہے اور ہنوز آج سے کل تک آپ کے لئے روز موعود کا وقت باقی ہے اگر وہ گذر گیا اور جواب نہ آیا تو معلوم ہوگا کہ آپ کا دروازہ بند ہے اور اللہ تعالٰی کے درود وسلام وبرکات صاحب مقامِ محمود اور ان کے آل واصحاب نور وسعادت والوں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو گناہ بخشے اور اپنے بندوں سے محبت فرمائے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی صلے اللہ تعالٰے

علیہ وسلم، نہم ذی القعدہ ۱۳۱۹ھ۔ روز چہارشنبہ

مترجم غفرلہٗ کہتا ہے کہ روزِ موعود گزرا اور جمعہ گزرا اور جواب نہ آیا تو اس صحیفۂ پنجم نے امضا پایا۔

مفاوضۂ پنجم حضرت عالمِ اہلسنت دام ظلہٗ باعلام تمام حجّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وبعد فقد مضی امس یومک الموعود بل زاد علیہ الیوم الموجود یوم الجمعۃ المبارک المسعود ولم یأت منک شیئ من الردود فانجلی الحجاب وانتھی الخطاب والحمد للہ الکریم الوھاب ولن یقبل منک بعد ھذا الا الانقیاد لما ارشدناک الیہ من الحق والرشاد والحمد للہ

العلی الجواد والصلوٰۃ والسلام علی سید الاسیاد محمد و الہ و صحبہ الامجاد آمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاحدی عشر مضین من ذی القعدۃ ۱۳۱۹ھ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد حمد و صلوٰۃ بلاشبہ کل آپ کا روزِ موعود گزر گیا بلکہ آج کا دن روز مبارک و ہمایوں جمعہ اور زائد ہوا اور آپ کی طرف سے کچھ جواب نہ آیا تو پردہ کھل گیا اور مخاطبہ تمام ہوا اور سب خوبیاں اللہ کریم بہت عطا فرمانے والے کو، اور آپ سے کچھ پذیرا نہ ہوگا مگر اس حق و صواب کے لئے مطیع ہونا جس کی طرف ہم نے آپ کو ہدایت کی اور سب تعریفیں اللہ بالا وبے غرض بخشندہ کو اور درود و سلام سب سرداروں کے سردار محمد اور ان کے آل و اصحاب معززین پر، آمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یازدہم ذی القعدہ ۱۳۱۹ھ

مترجم غفرلہ کہتا ہے الحمد للہ حضرت عالم اہلسنت کے ساتھ عرب صاحب کا مکالمہ ختم ہوا اور عرب صاحب کا جوابوں سے عجز روشن و آشکارا ہوگیا ذلک بان اللہ ھو الحق وان اللہ لایھدی کید الخائنین والحمد للہ رب العالمین وقیل بعدا للقوم الظلمین۔

زیادتِ افادت

عرب صاحب کی خوبی تہذیب اور اس کے جواب میں حضرت عالم اہلسنت کا حلم عجیب ناظرین نے ملاحظ فرمایا اب مستفیدانِ بارگاہ سنت کا ادب اجل اور کریمہ واعرض عن الجاھلین پر کریمانہ عمل بنظرِ اعتبار مشاہدہ کیجئے۔ مکرمنا مولوی محمد واعظ الدین صاحب اسلام آبادی قادری برکاتی سلمہ الہادی نے اگرچہ عرب صاحب کے خط سوم میں کلماتِ جہل و اشتم ملاحظ فرما کر یہ آیۃ کریمہ واغلظ علیھم پر عمل چاہا مگر اثر تادیب

وکمالِ تہذیب کہ عرب صاحب کو معذور ہی رکھا اور ان کی نسبت کلام خوبی و اکرام ہی لکھا سارا قصور نفس امّارہ پر طویلے کی بلا بندر کے سر۔

نامی نامۂ مولانا واعظ الدّین صاحب بجواب ہماں خط سوم عرب صاحب

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الی جناب الفاضل الوسیع المناقب السنیع المناصب

المولوی طیب صاحب دامت عنایتھم

امابعد فاتت الیوم کریمتکم المسطورۃ ونمیقتکم الغیر المسبورۃ ضحٰی تاسع ذی القعدۃ یوم الاربعاء فوجدناھا علی خلاف ماھو المامول من العلماء وایضا علی خلاف ماعھد منکم فی اختیھا السالفتین فعلمنا انھا لیست من قبل قلبکم بل رشحۃ من النفس الامارۃ بالشین اذلیس فیھا جواب سؤال الاکذب وفحش وجھل بضلال نسیدنا العلامۃ عالم اھل السنۃ مدظلۃ ودام فضلہ لماکشف عرضھا ووقف علی ھذرھاھجرھا لم یجد علیکم لاجلھا بل تبسم ضاحکا من قولھا وقال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صٰلحا ترضٰہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصّٰلحین ہ علمنا منہ بان لامعصوم الامن عصم اللہ فکیف یؤخذ بجھل النفس صدیق قدیم ماکان یرضاہ ولکنا نحن خدام العتبۃ العلیۃ فی عجب ماجبا من ھذہ القضیۃ کتاب یکتب ۱۱ ذی القعدۃ الحرام ویصل لحضرۃ المکتوب الیہ تاسع الشھر من ذلک التالم انا لموقنون انکم من مثل ھذا الکذب الجلی معزولون وانما ھو من تعاجیب نفس امّارۃ ولم تدر السفیھۃ ان منھا علی کذبھا الدلیل وامارۃ فان تاریخ ارسال القرطاس فی طابع بوسطہ رامفور ۱۸ فروری یوم الثلثاء وتاریخ وصولہ فی طابع بوسطۃ بریلی ۱۹ فروری یوم الاربعاء وھی تزعم انھا کتبت ۲۱ فروری یوم الجمعۃ الغراء فیالھا من ولادۃ قبل الحمل مالھا نظیر فی خارج ولا عقل ولا یخفی علی جنابکم الرفیع ان مثل ھذا الاحتیال الشنیع لاتقضی الابقاحۃ المحتالۃ ولا

تقضی الا الی فضیحۃ الفعالۃ وماھی الا النفس الامارۃ اما قلبکم فلم یرض عارۃ ولا عوارہ فتبین انہا لو ارسلت الجواب لجاء قبل یوم الخمیس کہذا الکتاب ولکنہا عجزت نمکرت وکذبت وھجرت وزعمت انہا بہذ استرت فواحش جہلہا ولا واللہ ظہرت فیا مولانا الفاضل الکامل انا اسألک بما رزقت من العلو والفضائل ان تکبح عنانہا من الجہل والفحش والرذائل وقل لہا یا ھذہ تمضی الشھور وتنقضی الدھور ولا تردین الجواب ولو ان السؤال کان طلاقا علیکِ لخرجت من العدۃ وحللتِ للخُطّاب ثم اذا طولبتِ فحشتِ وھذرتِ وخدعتِ ومکرت والی الاٰن علیک باقیۃ من الزمان الی انقضاء یوم الخمیس الیوم الموعود فان مضی ولم یصل جوابکِ نفحشکِ وجہلکِ علیک مردود ولا واللہ یا امارۃ جہلت علی عالم واحتملت انما احتملتِ لن یقبل منک الا الجواب عن کل ما سُئلت ولا تظنی ان یلتفت العلماء الفحول الی ما تشخصین بہ جوابک من الجہل والفضول نعم ان طغیتِ والجہل بغیتِ فلعلک تجدین من یجہل علیک فوق ما تجہلین فتعضی علی یدیک وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ؎ دعی عنک تہجاء الرجال واقبلی الخ

والسلام علی من اتبع الھدی وصلی اللہ تعالی وسلم وبارک علی المولی المصطفی والہ وصحبہ دائما ابدا

کتبہ الفقیر واعظ الدین القادری الاسلام آبادی غفرلہ المولی الھادی لتسع خلون من ذی القعدہ سنہ ۱۹

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بجناب فاضل فراخ مناقب نیکی مناصب مولوی طیب صاحب دام عنایتہم

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو آج نہم ذی القعدہ روز چارشنبہ وقت چاشت آپ کی گرامی کتابت ادر بے پردہ[1] تحریر آئی۔ ہم نے اس رنگ کے خلاف پائی جس کی علما سے توقع تھی نیز اس طرز کے مخالف آئی جو اس کی دوا گی بہنوں میں آپ کی طرف سے معروف رہے تو ہم نے جانا کہ وہ آپ کے قلب کی طرف سے نہیں بلکہ نفس امّارہ کے چھینٹوں سے

---

[1] بے پردہ دو وجہ سے ایک تو کارڈ پر تھی دوسرے برہنہ گوئی ۱۲ مترجم

جو بکثرت عیب کی طرف داعی ہے اس لیے کہ اس تحریر میں جھوٹ اور زبان درازی اور بہکی ہوئی جہالت کے سوا کسی سوال کا جواب نہ تھا تو ہمارے سردار علامہ عالم اہلسنت مدظلہ ودام فضلہ نے جب کہ اس کا پردہ کھولا اور اس کی بیہودہ سرائی و پریشان گوئی پر وقوف پایا اس کے سبب آپ پر کچھ غضب نہ فرمایا بلکہ اس کی بات سے ہنستے ہوئے مسکرائے اور دعا کی کہ اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو کہ تو نے مجھ پر اور میرے باپ دادا پر فرمائیں اور میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرمالے وجہ یہ کہ حضرت والا کو معلوم ہے کہ معصوم تو وہی ہے جسے اللہ عزوجل نے عصمت عطا فرمائی تو نفس امارہ کی جہالت کے باعث ایک پرانے دوست پر جو ایسی باتوں کو ناپسند رکھتا تھا کیا مواخذہ ہو مگر خادمانِ آستانہ والا اس معاملے میں سخت عجب میں ہیں خط لکھا تو جائے ذی القعدہ الحرام کی گیارہویں کو اور حضرت مکتوب الیہ کے پاس پہنچے اسی سال اسی ذی القعدہ کی نویں کو، ہم کو یقین ہے کہ آپ ایسے سفید جھوٹ سے برکنار ہیں یہ تو اسی نفس امّارہ کی انوکھیاں ہیں اور وہ احمق یعنی[1] نفس امّارہ کی شرارت یہ نہ تھی کہ اس کے جھوٹ پر خود اس کی طرف سے دلیل و علامت موجود ہے کہ مہر ڈاک خانہ رام پور میں روانگی کارڈ کی تاریخ ۱۸، فروری روزِ شنبہ ہے اور مہر ڈاک خانہ بریلی میں پہنچنے کی تاریخ ۱۹، فروری روز چارشنبہ اور وہ شریرہ یہ بکتی ہے کہ اس نے یہ کارڈ ۲۱، فروری روز روشن جمعہ کو لکھا تو یہ پیش از حمل ولادت تو نہایت ہی عجیب ہے جس کی نظیر نہ خارج میں ہے نہ ذہن میں، اور آپ کی جناب میں پوشیدہ نہیں کہ ایسے برے حیلے کا حکم نہیں ہوتا مگر اس حیلہ کرنے والی کی بے حیائی اور نتیجہ نہیں ہوتا مگر اس سخت بدافعال کی رسوائی اور وہ حیلہ گر بدکار کون ہے یہی نفسِ امّارہ کی شرارت آپ کا قلب تو اس کذب و مکر کے عار و عیب پر راضی نہیں تو ظاہر ہوا کہ وہ شریرہ اگر جواب بھیجتی تو اس کارڈ کی طرح جمعرات سے پہلے آجاتا مگر وہ تو عاجز آئی لہذا فریب کیا اور جھوٹ بولی اور بیہودہ بکا اور سمجھی کہ اس تدبیر سے اس کے جہل کی بے حیائیاں چھپ گئیں حالانکہ خدا کی قسم ظاہر ہو گئیں، تو اے مولانا فاضل کامل آپ کو جو علم و فضائل ملے انہیں ذریعہ بنا کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جہل اور فحش اور کمینہ باتوں سے اس شریرہ کی باگ روکئے اور فرمایئے کہ اے فلانی! مہینے گذریں، زمانے پلٹیں اور تو جواب نہ دے۔ اگر بالفرض وہ سوال تجھ پر طلاق بھی ہوتے تو تو ضرور اتنی مدت میں عدت سے نکل کر پیام دینے والوں کے لیے حلال ہو گئی ہوتی پھر جب تجھ سے جوابوں کا مطالبہ ہو تو تو فحش و بیہودہ بکے اور مکر و فریب کرے اور ابھی روز موعود پنجشنبہ گزرنے تک تجھ پر کچھ زمانہ باقی ہے پس اگر وہ گزر گیا اور تیرا جواب نہ پہنچا تو تیرا فحش و جہل تیرے ہی منہ پر مارا جائے گا اور قسم بخدا اے وہ امارہ جو ایک عالم کے ساتھ جہل سے پیش آئی اور حاملہ ہوئی جس گناہ کی حاملہ ہوئی زنہار تجھ سے پذیرا نہ ہوگا مگر ان تمام سوالات کا جواب دینا جو تجھ سے کیے گئے ہیں اور یہ گمان نہ کرنا کہ علمائے فحول اس جہل و فضول کی طرف التفات کریں جس سے تو اپنی بوری بھر رہی ہے ہاں اگر تو سرکشی اور

---

[1] نفس زبان عربی میں مؤنث یہاں مطابقت ترجمہ کے لیے شرارت نفس یا شریرہ مکتوب ہوئی ۱۲ مترجم

حماقت کرے اور جہل ہی چاہے تو کیا عجب کہ تجھے کوئی ایسا مل جائے جو تیرے جہل سے بڑھ کر تجھ پر جہل کرے اور جہل ہی چڑھائی رہ جائے اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس پلٹے پر پلٹا کھاتے ہیں، مردوں کی ہجوگوئی سے درگزر اور آ، الخ۔ اور سلام ان پر جو ہدایت کے پیرو ہوئے اور اللہ تعالےٰ کے درود و سلام و برکات مولےٰ مصطفےٰ اور ان کے آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ۔

راقم فقیر واعظ الدّین اسلام آبادی غفرلہ المولیٰ الہادی نہم ذی القعدہ ۱۳۱۹ھ

خاتمہ

وہ سوالات کہ عرب صاحب سے کئے گئے اور انہوں نے جواب نہ دیئے اور انہیں بار بار مطلع کر دیا ہے کہ بے ان کے جواب کے آپ کی خارجی باتیں مسموع نہ ہونگی

س۱ کچھ احکام شرع ایسے ہیں یا نہیں کہ ابتداءً ان کا علم بے نص صریح یا اجتہاد مجتہد کے نہ ملیگا؟ س۲ کیا تمام آدمی جمیع احکام کے عالم، معانی نصوص کو محیط، اجتہاد پر قادر ہیں س۳ کیا جاہلان عاری شتران بیمار ہیں ان پر شریعت کے احکام نہیں س۴ ان کے لئے احکام الٰہی جاننے کی کیا سبیل ہے اس سبیل کا اختیار ان پر فرض واجب جائز کیسا ہے س۵ آپ نے اپنی عمر تک اللہ تعالیٰ کو کیونکر پوجا اور بندوں سے کس طرح معاملہ کیا اجتہاد سے یا تقلید سے آپ شہر بلا اجتہاد سے پُر ہیں یا خالی؟ س۶ آپ کو علوم شرعیہ کے تمام اصول و فروع میں اجتہاد پہنچتا ہے یا بعض میں، بر تقدیر اول فقہی مسائل اجتہادی کی دس گھڑی ہوئی صورتیں لائیے جن کا حکم خاص آپنے استنباط کیا ہو جس کی بنا کے ظاہر و باطن و جرح و تعدیل و تفریع و تاصیل میں آپ دوسرے کی سند نہ پکڑیں س۷ تقلید شخصی آپ کے نزدیک کفر ہے یا حرام یا مباح یا واجب؟ س۸ ائمہ وا قوال میں ہر مکلف نا مجتہد کو تخییر ہے یا حکم تخیّر اور اس کی کیا سبیل؟ س۹ یہ تخییر یا تخیّر مطلق ہے یا چار اکابر میں محصور؟ س۱۰ تلفیق فسق ہے یا جائز؟ س۱۱ مختلف اعمال میں یا ایک میں بھی؟ س۱۲ قبل عمل یا بعد بھی؟۔

عرب صاحب کو اب ہم طالبانِ حق اپنی طرف سے از سرِنو دو ہفتے کی مہلت دیتے ہیں ختم سال تک ان مسائل کا مفصل جواب دے دیں۔ جس بات میں اجمال رہے گا یا آپ کے بیان پر ایضاح حق کے لئے اور سوال پیدا ہوگا پھر عرض کر کے صاف کر لیا جائے گا یہاں تک کہ بعونہ تعالےٰ حق واضح ہو واٰخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العلمین وصلی اللّٰہ تعالےٰ علی سیدنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔ اٰمین

سید عبدالکریم قادری غفرلہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ

تنبیہ:۔ جواب مفصل ہوں مواقع ضرورت و عدم ضرورت وغیرہا قیود و تخصیصات جو مکنون خاطر ہوں ورنہ

مطلق اطلاق پر محمول رہے گا اور بعد ورودِ اعتراض ادعائے تخصیص وتقیید وتاویل مسموع نہ ہوگا۔

تنبیہ: ہر سوال کا جواب مدلّل ہو اور اپنے لئے جو منصب قرار دیجئے دلائل اس منصب کے نصاب پر مکمل ورنہ بے محل سر دو مطبوع نہ ہوگا۔ والحمد للہ اولاً و آخرا والصلوۃ علی رسولہ وآلہ باطنا وظاہرا آمین۔

عرب صاحب کی تہذیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس کے بعض نمونے تو عرب صاحب کے خط سوم میں جو آپ کو اسی رسالہ کے ص۳۲۴ پر ملے گا ملاحظہ ہوں مگر عرب صاحب کی جو روداد تہذیب وانسانیت اور رامپور میں چھپ رہی ہے اس کی نسبت بعض علمائے کرام ساکنانِ رامپور کی مرسلہ تحریر نے عجب خبریں دی ہیں ذرا استماع فرمائیے۔

بملاحظہ مخدومی مکرمی جناب مولوی سید عبدالکریم صاحب زید مجدہم۔ تسلیم۔ مولوی طیّب صاحب عرب ایک رسالہ "ملاحظۃ الاحباب" چھپوا رہے ہیں۔ اس کے بیانات کی بے حد غلطیاں تو اہلِ علم جانیں گے مگر طرز کلام میں نہایت تہذیب وانسانیت کو کام فرمایا ہے میں نے حضرت عالم اہلسنت کے خطوط انہیں کے رسالے میں دیکھے جس میں صرف عالمانہ کلام ہے مگر ان صاحب کی غصہ ناک تحریر نے کوئی دقیقہ بد زبانی کا اٹھا نہ رکھا۔ اس کے بعض اوراق چھپ گئے ہیں۔ انہی سے کچھ انتخاب ملاحظہ ہو۔

ص۴ یہ شخص خود اپنا نہیں سمجھتا ص۶ یہ شخص مسلمانوں کا بھی مخالف ہے اور عاقلوں کے بھی خلاف۔ ص۱۲ یہ شخص ان لوگوں میں ہے جو اپنا گھر اپنے ہاتھوں بھی خراب کرتے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی۔ یہ یہودی کا بیان ہے ص۱۴ بیڑیاں پاؤں میں ہیں اور مکر کرتا ہے ص۲ ناصر بدعت دشمنِ موحّدین مکفّر محدّثین، ص۳ علمی مذاکرے کے لائق نہیں ص۳۲ آپ کاٹے اور چلّائے ص۳۳ مردہ بے حیات یہاں تک کہ ص۱۵ سطر ۱۱ میں صریح فحش تک تجاوز کیا ہے۔

ایسی ناپاک تحریر کا اگر آپ یا اور کوئی صاحب رد لکھیں تو بہتر یہ ہے کہ حلم سے کام لیں جو شانِ علم ہے۔ والسلام ۱۵، ذی الحجہ ۱۹ھ انتہی

ہمیں اپنے معزز دوست کی یہ رائے بجان ودل منظور ہے۔ تحریر دیکھی جائے گی۔ اگر سوا ایسی ہی خرافات کے کچھ نہ ہوا تو اہل علم بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وہ آپ ہی اپنا جواب ہے ورنہ اس کا زبان درازیوں سے اعراض ہوگا اور اس کی جہالتوں پر بعون اللہ تعالےٰ اعتراض عرب صاحب اپنی تہذیبوں کا جواب اگر عرب کی مثال سے چاہیں تو اول العی الاحتلاط یعنی جو خاجز آتا ہے غصے میں بھر جاتا ہے ومن اطاع غضبہ اضاع ادبہ

جو غصے پر اپنے کا ادب ہاتھ سے کھوئے گا البغل التغل وھولذلك اھل یعنی لؤم اصلہ فخبث نعلہ
اگر اشعار سے چاہیں تو کثیرہ عزّہ کے یہ دو شعر بس ہیں ؎

یکلفھا الخنزیر شتمی وما بھا ۔۔۔ ھوانی ولکن للملیك استذلت
ھنیأً مریئًا غیر داء مخامر ۔۔۔ لعزۃ من اعراضنا ما استحلت

یعنی ؎
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ۔۔۔ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

یہ تو عرب صاحب کی طرز پر امثال و اشعار سے جواب تھے اور ہمارا تیسرا پورا سچا جواب یہ ہے جو ہمارے رب عزوجل نے ہمیں تعلیم فرمایا کہ سلٰمٌ علیکم لا نبتغی الجٰھلین ٥ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلٰمًا ٥ واذا مرّوا باللغو مرّوا کرامًا ٥ والسّلام

عرب صاحب کی عربی دانی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

عرب صاحب کی تحریراتِ ثلاثہ کا مجموعہ صرف انتیس سطریں ہیں انھیں میں ملاحظہ ہو کہ عربیت و فصاحت کی کیا بہتی نہریں ہیں مثلاً بطورِ نمونہ معروض (۱) انّ صلى الله عليه وسلم ای قسم من اقسام التقلید فرضا قطعیًا۔ ان کی خبر منصوب (۲) جمادی الثانی مونث کی صفت مذکر (۳) حضرت نے جمادے کا کوئی تیسرا بھی دیکھا ہوگا کہ عرب ثانی بے ثالث نہیں بولتے (۴) مہینے کا عَلَم جمادے الاخرہ ہے املام میں تصرف کیسا؟ (اگر زبر زیر اور آنکھ پر پھلی نہ ہو، فافہم) (۵) بخدمت حضرت العالم بہ تائے کشیدہ دیہ متعلق اِملا ہے خط کی خطا ہے بحث فصاحت سے جدا ہے مگر علم کا پتہ ہے (۶) جنابؒ مولوی، الف ہضم ہوا تو ہوا لام تو ٹیڑھی کھیر تھا (۷) قادری صلى الله عليه وسلم موصوف معرفہ صفت نکرہ (۸) القول بان لاولیاء اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھم تصرف، ان کا اسم مرفوع، مگر ہاں ادعائے محدّثی ہے (۹) ٥ ذوالقعدہ (۱۰) ۱۱ ذوالقعدہ ٥ مضاف الیہ مرفوع مگر یہ کہیئے کہ قلم ہی مرفوع۔

ان کے سوا اور بھی بعض مواقع محل کلام اور خود عشرۃ کاملۃ ہی کیا کم ہیں۔ جو آدمی ۲۹ سطریں لکھے اور ۱۰ غلطیاں کرے وہ ضرور فصیح ادیب ہوا، خصوصًا جہاں عربی الاصل ہونے کا ادعا، بات یہ ہے کہ عرب صاحب کو عرب شریف میں رہنے کا اتفاق بہت کم ہوا، عمر کا زیادہ حصہ ہندوستان میں گزرا۔ بہتر ہو کہ آیندہ

عربی کو کم تکلیف دیں، اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو ہی خرچ کریں۔ تاویلات کا دروازہ کشادہ ہے لا تعدم خرقاء حیلة، مگر سعتِ کلام میں مجروح و مطروح و شاذ نا ممدوح کا دامن پکڑنا تسلیم اعتراض ہے گو پردے کے

لطیفہ

عرب صاحب کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء

آپ نے اپنی ادب دانی کھولنے کو چند اوراق کی اہاجی لکھی ہے جس میں اطفال مکتب سے کچھ لے دے کر، کچھ ادھر ادھر سے سیکھ سکھا کر داد ادب دی ہے اس میں انّ مکسورہ سے شاذ نادر نصب خبر میں حدیث ان قعر جھنم سبعین خریفا تحریر کی اور بے دھڑک رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر دی کہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا ان قعر جھنم سبعین خریفا۔ مجتہد صاحب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ کھلا افتراء، متداول کتاب تک رسائی محال اور اجتہاد کا ادعاء! جنابِ من یہ قول ابو ہریرۃ فارسی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور اس کی نسبت باقی کلام کی ان سطور میں وسعت نہیں۔ آپ کو ہوس ہوئی تو پھر معروض ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ وباللہ التوفیق۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

یہ مجتہد صاحب تو نیچری کانفرنس کے رکن رکین نکلے

جب سے پہلے خط کا جواب گیا رام پور سے عرب صاحب کی بدمذہبی کی نسبت متعدد خبریں آئیں جن کے سبب اگرچہ حکم بالجزم میں احتیاط رہی مگر کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ طرز کتابت میں تبدیل ہوئی، نامۂ دوم سے القاب و سلام تحریر نہ فرمائے گئے کہ مبتدع کو سلام اور اس کا اعزاز و اعظام شرعاً حرام، فقیر کا یہ رسالہ ۱۵ ذی الحجہ کو تمام و کمال چھپ چکا کہ خبر وثوق تام کے ساتھ آئی کہ عرب صاحب نے نیچریوں کی ممبری پائی۔ اب ان کی روداد تلاش کی گئی، یہاں نہ ملی، نیچریوں سے دیلو منگائی انہوں نے نہ دی بمشکل بعض صاحبوں کے یہاں سے ضمیمۂ کانفرنس رام پور ۱۹۰۰ء ملا دیکھا تو صفحہ ۲۷ پر ط کی ردیف میں سب سے اونچے جلوہ گر ہیں۔ جس کے نمبر ۲۹۸ دیکر لکھا ہے مولوی محمد طیب صاحب عرف[1] مدرس اعلیٰ مدرسۂ عالیہ رام پور پانچ روپے۔ لاحول

---

[1] مطبع مفید عام میں تصحیح کا بھی اہتمام ہے۔ یہ لفظ یونہی (عرف) چھپا ہے شاید (عرب، صاحب برج ستارہ ممبری کی (ب)، کثرت استعمال سے (ف)، ہو گئی۔ ۱۲

ولا قوۃ الا باللہ! اب غیر مقلدی کی شکایت کیا ہے وہاں چوکھا رنگ نیچریت کا چڑھا ہے، افسوس عرب کا نام بدنام کیا۔ ممبری اونچ اونچی بھی تو اسلامی نام کے بہت جلسے تھے مگر یہ فخر کہاں سے کہ جہاں مولوی طیّب صاحب پانچ روپے پر ہیں وہیں طابق النعل بالنعل لالہ بھگوتی پرشاد (١٢٩) بابو پردیال (١٣٢) لالہ بناری داس (٢٨) بھی برابر ہمسر ہیں بلکہ لالہ برج کشور (١٢٤) منشی بلاقیداس (٣٥) منشی پیارے لال (٢٨) وغیرہ وغیرہ آپ سے کمتر ہیں کہ عرب صاحب پانچ روپے کے ممبر، دو دو در روپے کے وزیٹر اگرچہ بابو برہمانند (١٣٠) بابو بھلاناتھ (١٢٦) لالہ برج بھوکن سرنداس (١٢٨) طیب صاحب کے اوپر ہیں کہ یہ پانچ ہی کے ہوئے وہ دس اور پچیس پچیس روپے کے اعلیٰ ممبر ہیں طیب صاحب معاف فرمائیں، انہیں ختم سال تک مہلت تھی کہ تلاشِ روئیداد ہی میں ختم ہوئی۔ ١٥ محرم سنہ ١٢ تک مہلت سہی اگرچہ جب نیچریت ٹھہری تو اس بحث کی کیا حاجت رہی۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ آمین۔